قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگان دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفرین، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

باطل سوز واقعات

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

دعائے مصطفیٰ ص ۱۲ خاص
اہل شام کی فضیلت ص ۲۱
ابوجہل کی موت ص ۵۲
گستاخ نبی کی سزا ص ۸۹ ۱۱۹
ہر عاشق کا انداز اپنا ص ۱۱۱
قرض کی ادائیگی ص ۱۳۵
ابوجہل واپس ہوا ص ۱۳۸
مدینے کی شان ص ۱۵۳ اشعار
مسکراہٹ ص ۱۶۰ خاص
رونا ص ۱۷۹
نبی پاک کا خواب ص ۱۹۳
اسم اعظم زمزم کی شفا ص ۲۰۷
صحابہ کرام کا خواب ص ۲۱۰
حضور کی زیارت ص ۲۳۰
اسم محمد ... ص ۲۳۹
ابوذر غفاری کی ... ص ۲۴۳
ابوذر رضی ...
نبی شناسی کا معیار ص ۲۶۹

ابوذر کی دعا کیلئے ص ۲۷۳
ابوطالب کا ... ص ۳۰۲
محبت رسول ... ص ۳۲۱
جبرائیل کی محبت ص ۳۲۶
عشق رسول ... ص ۳۳۵
عشق رسول ... ص ۳۵۶
اتباع رسول قرآن میں ص ۳۶۸
اتباع سنت ... ص ۳۹۶
استون کا رونا ص ۳۹۵
علماء و مشائخ کا عشق رسول ص ۴۸۶
انبیاء کی ملاقات ص ۴۹۶
جنتیوں کی باتیں ص ۵۱۰
حضور کا خطبہ ص ۵۱۸
سیاہ فام کی شادی ص ۵۳۹
خبردار ... ص ۵۵۵
بے زبانوں کا ... ص ۵۲۰
ابو مسلم خولانی ص ۶۰۸
تورات میں اسم محمد ص ۴۲۷

صحابہ کرام
سیدنا ابوبکر ص ۴۱۳ ۴۵۴
زبان کی حفاظت ص ۴۱۴
سیدنا فاروق اعظم ص ۴۲۴
سلمان فارسی ص ۴۵۹
حضرت عثمان غنی ص ۴۷۲
حضرت عمرو بن عاص ص ۴۸۲
حضرت عمر کا خطاب ص ۴۹۴
حضرت معاویہ ص ۵۰۳
عبادہ بن صامت ص ۵۱۲
حضرت عمر بن عبدالعزیز ص ۵۲۲
حضرت سفینہ ص ۵۳۵
حضرت عمر کی ... ص ۵۳۷
حضرت محمد بن سیرین ص ۵۶۲
عبداللہ بن مبارک کے ... ص ۵۶۴
یاکیا زخمی ہے ص ۵۷۳ ام سلیم ...
حضرت ثعلبہ کا گناہ و توبہ ص ۵۷۷

شانِ اولیاء
ذلیل کرنے والا زہر ص ۴۳۳
برکت والے لوگ ص ۴۳۵
امام احمد رضا ص ۴۳۸
خواہش کی مخالفت ص ۴۳۹
ولی نے یہودی کو ذبح ... ص ۴۵۱
امام شافعی ... ص ۴۵۴
امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز ص ۴۵۴
مقتدی کا ... ص ۴۶۳
درویش ... سلطان ... ص ۴۶۶
لونڈی کی ذہانت ص ۴۶۸
پیر مہر علی ص ۴۷۰
چار منزلیں ص ۴۷۲
باپ کا استاد ... ص ۴۷۶
سینے کا ... ص ۵۰۲
چکی کا ... ص ۵۰۹
... ص ۵۵

شانِ اولیاء عجیب مناظر ص ۳۷
... ۴۰ قافلے سے پہلے
اللہ کا گروہ ص ۴۲
ابدال ... ص ۵۰
خوشبو والا آدمی ص ۱۰۹
دو ولیوں کی ملاقات ص ۱۲۸
تجربہ قرآنی کی شہادت ص ۱۳۴
دو درویشوں کا ملنا ص ۱۴۶
بڑھیا کا توکل ص ۱۵۱
اللہ کے گمنام بندے ص ۱۵۶
کٹے ہوئے سر سے تلاوت
چھ سال تک جسم ... ص ۱۷
بیت اللہ کا ولیمہ ص ۱۷۴
ذات اولیاء سے خدا کی محبت ص ۱۸۷
طواف کعبہ اور اولیاء ص ۱۹۰
ہر حال میں اللہ کا شکر ص ۲۰۱
متوکلین کی نشانی ص ۲۰۵
علم کے قدردان ص ۲۱۸
پیارا بک خانہ کعبہ ص ۲۲۶
مقبول اسم ولی کی کرامت ص ۲۵۳
جو زمین پر ... مار ...
گدھا زندہ ہو گیا ... باتیں
جو ... ص ۲۵۵
علماء کا مقام خاص ص ۲۸۷
اللہ والوں کی باتیں ص ۳۱۲
مرشد کامل ص ۳۳۰ خاص
برقع پوش ... ص ۳۴۹
عمل کا ... ص ۳۵۹
برکت والے لوگ ص ۳۶۳
مرشد کامل کی خدمت ص ۳۸۴
شانِ سیدنا زین العابدین ص ۳۸۸
شیخ ... ص ۴۰۶
خواہش اسلام ص ۴۰۸
ولی کو ولی پہچانتا ہے ص ۴۱۸
سینے سے ... ص ۴۲۰

۱۔ مصر کا بادشاہ ص ۳۲
۲۔ لاش کی قسم ص ۴۷
(۳) جہنم کی خطرناکی ص ۵۵
۴۔ جہنم کی حالت ... ص ۶۴
۵۔ علم کے بعد ذہن کی صفائی ص ۷۷
۶۔ رسول کی عبادت ص ۸۰
۷۔ گمشدہ بیٹا مل گیا ص ۸۲
جہنم ... گناہ ص ۹۵
۸۔ جمعہ کی اہمیت ص ۱۲۲
۹۔ قرآن کی ... ص ۱۳۰
۱۰۔ جمعہ کے دن ... ص ۱۴۱
۱۱۔ ... پیغام ص ۲۲۷
۱۲۔ عمل کے بغیر جزا کی امید ص ۲۴۹
۱۳۔ ... ص ۲۵۷
۱۴۔ عورت اور معاشرہ ص ۲۶۱ خاص
(۱۵) بہترین اشیاء خاص ص ۲۷۸
۱۶۔ صحابہ کرام کی ... ص ۲۹۳ خاص
۱۷۔ عورتوں کے لئے نصائح ص ۲۹۷ خاص
۱۸۔ اطاعت الٰہی کی کوشش ص ۳۰۵
۱۹۔ ... ص ۳۰۸
۲۰۔ عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا ص ۳۱۰
۲۱۔ خلیفہ کا ... ص ۳۱۴
۲۲۔ دو عورتوں کا تقابل ص ۳۱۶
۲۳۔ چار آدمیوں کو چار ص ۳۲۳
۲۴۔ دف کا بجانا ص ۳۲۶
۲۵۔ نعمت کی قدر ص ۳۲۸
۲۶۔ عورت اور مرد کا لباس ص ۳۳۳
۲۷۔ خواتین کی ... ص ۳۵۱
۲۸۔ بکریاں چرانے والا ... ص ۳۶۶
۲۹۔ رونے والا پہاڑ ص ۳۷۵
۳۰۔ بے پردہ عورت ... ص ۳۷۸
۳۱۔ بدشگونی ... ص ۴۱۱
جاہل کی علامات ص ۴۱۲
۳۲۔ پوشیدہ ... ص ۴۱۶

عورت
جنت کی نعمتیں ص ۶۳
گھر میں قبر ص ۱۰۳
گناہ گار ... ص ۱۰۶
روز محشر ... زیارت ص ۱۱۳
... ص ۱۳۶
آخرت کا ... ص ۱۷۶
جہنم گرم ترین ص ۱۸۳
ثابت قدمی ص ۱۸۵
توکل کی نشانی ص ۲۰۵ خاص
فکر آخرت ص ۲۲۰
آخرت کی نعمت ... گناہ سے پاک ص ۲۲۳
موت شدہ ... ص ۴۰۰
بڑھیا کی گرفتاری ص ۴۴۱
لڑکی سے زنا
بیمار جانثار ... ص ۴۴۵
... جائز ص ۶۱۹

۳۳۔ ... ص ۴۲۱
۳۴۔ ... ص ۴۲۹
۳۵۔ ... ص ۴۵۸
۳۶۔ دنیا میں ... ص ۴۷۸
۳۷۔ ... ص ۴۸۰
۳۸۔ بدصورت بڑھیا ص ۴۸۴
۳۹۔ بادشاہ قوم ص ۵۰۰
۴۰۔ ... سرطان ص ۵۰۸
۴۱۔ ... برکت ص ۵۴۳
۴۲۔ بلا وجہ بہتان لگانا ص ۵۴۵
۴۳۔ ایک سال کا انتظار ص ۵۴۸
۴۴۔ آخری عمر ... ص ۵۵۰
۴۵۔ سیادت ... ص ۵۵۷
۴۶۔ بنی اسرائیل کا ... ص ۵۵۹

موت کا حال
بستر جان کا حال ص ۴۵ ...

محفل میلاد کی تحقیق ص ۶۳۲ خاص

جاہل صوفیوں کا حال ص ۵۸۲
... ص ۵۸۸
خزانہ ... ص ۵۹۰
حضرت علی کا فیصلہ ص ۵۹۲
شیطان کی موت ص ۵۹۴
حسن بصری ص ۵۹۷
علماء کی توبہ ص ۶۰۲
... ص ۶۰۴
امیر یعقوب کی دعا ص ۶۰۶
جنت کا سودا ص ۶۱۱
... ص ۶۱۴
مذہبی رواداری ص ۶۱۷

لطائف قرآنیہ ص ۲۴
عالم کا ... ص ۳۹۸
مسئلہ خلق قرآن ص ۵۲۵
اہل اللہ کے احوال و اقوال ص ۶۲۱
لطیف شکایت ص ۶۲۵
مصنف کا ... ص ۶۳۰
امام حسین کا سر ص ۶۵۲

[illegible] ۲۰۲ ... ۲۰۶

قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگان دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفریں، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

باطل سوز واقعات

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Scanned with CamScanner

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	....	باطل سوز واقعات
مؤلف	....	الحافظ القاری مفتی غلام حسن قادری
		مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور
پروف ریڈنگ	....	پیر طریقت حضرت مولانا قاری محمد اصغر نورانی
خصوصی دعا	....	پیر سیّد طاہر حسین شاہ کاظمی، پاک پتن شریف
حسبِ فرمائش	....	پیر حافظ محمد عثمان نوشاہی قادری، رہنما سنی تحریک لاہور
		الحافظ القاری محمد اختر سیالوی، گڑھی شاہو لاہور
تحریک وتشویق	....	حضرت مولانا قاری خدا بخش بصری
		حضرت مولانا قاری ریاض احمد فاروقی
		حضرت مولانا محمد عبدالرشید قادری عطاری
صفحات	....	672
تعداد	....	600
کمپوزنگ	....	کاشف حفیظ
اشاعت	....	نومبر 2015ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری
قیمت	....	450روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

الانتساب

شہید اوّل مسئلہ ختم نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حبیب بن زید انصاری

رضی اللہ عنہ

کے نام جن کے جسم کا ایک ایک عضو صرف اس وجہ سے کاٹ دیا گیا کہ انہوں نے مسیلمہ کذّاب کے سامنے اس کی جھوٹی نبوت کی بات سننے سے اپنے کانوں کو بہرا کر لیا اور جب ان کی شہادت کی خبر ان کی بوڑھی والدہ کو رو رو کر پہنچائی گئی تو ان کی ماں نے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ ''تم مجھے رو رو کر میرے لعل کی شہادت کی خبر مت سناؤ، میں نے تو اس کو دودھ ہی اسی دن کے لیے پلایا تھا''۔

الاهداء

اپنے ان تمام دوستوں کی خدمت میں جو اس دور میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اس دور کے مسیلمہ کذاب (غلام قادیانی) کی ذریت کو ہر جگہ للکار رہے ہیں اور ختم نبوت کا پیغام گھر گھر پہنچانے کی کوشش میں مصروف ہیں' بالخصوص

(۱) پیر طریقت الحاج قاری محمد اصغر نورانی زید مجدہٗ مدظلہٗ
(۲) مناظر ختم نبوت فاتح قادیانیت حضرت مولانا قاری ریاض احمد فاروقی سیوطی
(۳) قائد تحریک محافظانِ ختم نبوت حضرت مولانا اعظم علی نعیمی فاضل جامعہ نعیمیہ لاہور
(۴) شمشیر بے نیام قائد نوجوانان جناب بدیع الزمان بھٹی ایڈووکیٹ صاحب
(۵) مرزائیوں کے لیے پیام موت سابق قادیانی جناب عرفان محمود برق صاحب
(۶) مرزا کے موجودہ خلیفہ کا رضاعی بھتیجا نو مسلم مبلغ جناب شمس الدین صاحب
(۷) پیکر محبت' مجاہد ختم نبوت جناب شجاعت علی مجاہد سیالکوٹ

(سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ)

اللہ تعالیٰ ان تمام نوجوانوں کی حفاظت فرمائے اور ختم نبوت کے حوالے سے ان کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

فہرست

عنوان	صفحہ
الانتساب	۳
الاهداء	۴
خطبۃ الکتاب	۱۱
(۱) دعائے مصطفیٰ (ﷺ) اللہ اکبر	۱۲
(۲) اہل شام کی فضیلت	۲۱
(۳) مصر کا بادشاہ	۳۲
(۴) لطائف قرآنیہ اور بندۂ مومن کا حال	۳۴
(۵) عجیب مناظر	۳۷
(۶) تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول	۴۰
(۷) اللہ تعالیٰ کا گروہ	۴۲
(۸) چڑیا اور چیونٹی کی مثال	۴۵
(۹) لذت کی قسمیں	۴۷
(۱۰) ابدال اور شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ	۵۰
(۱۱) سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوبِ باری کو	۵۲
(۱۲) جمعۃ المبارک اور اس کی فضیلت	۵۵
(۱۳) مالِ یتیم کی حفاظت	۷۴
(۱۴) علم کے لئے ذہن کی صفائی	۷۷
(۱۵) رسول اکرم ﷺ اور عیادت روحانی	۸۰
(۱۶) گمشدہ بیٹا مل گیا	۸۲
(۱۷) اپنے پیاروں کے لئے نعمتیں	۸۳
(۱۸) گستاخ نبی (ﷺ) کی ایک سزا سر تن سے جدا	۸۹
(۱۹) جمعہ نہ پڑھنے کا گناہ	۹۵
(۲۰) گھر میں قبر	۱۰۳
(۲۱) گناہ کا انجام	۱۰۶
(۲۲) مشکی (کستوری کی خوشبو والے) بزرگ	۱۰۹
(۲۳) ہر عاشق کا انداز اپنا اپنا	۱۱۱
(۲۴) روز محشر ہے ان کی زیارت کا دن	۱۱۳
(۲۵) گستاخانِ رسول کا انجام	۱۱۹
(۲۶) نماز جمعہ کی اہمیت و اہتمام	۱۲۲
(۲۷) دو ولیوں کی ملاقات	۱۲۸
(۲۸) قرآن پاک کی تحقیر کفر ہے	۱۳۰
(۲۹) برزخی منظر اور روحانی مناظر	۱۳۴
(۳۰) جب کرم ہوتا ہے	۱۳۵
(۳۱) میرے وہ بندے کہاں ہیں؟	۱۳۶
(۳۲) ابوجہل دُم دبا کر بھاگ گیا	۱۳۸
(۳۳) جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی	۱۴۱
(۳۴) انوکھی ضیافت بذریعہ غیبی رزق	۱۴۶

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
(۳۵) بلند ہمتی	۱۴۸
(۳۶) قدرت کے نظارے	۱۵۱
(۳۷) نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے	۱۵۳
(۳۸) اللہ تعالیٰ کے گمنام مگر مقبول بندے	۱۵۶
(۳۹) حضور ﷺ کا مسکرانا	۱۶۰
(۴۰) کٹے ہوئے سر سے تلاوتِ قرآن کی آواز	۱۷۰
(۴۱) ہر متروک چیز کا بدل ملتا ہے	۱۷۲
(۴۲) بیت المقدس کی ولیہ	۱۷۴
(۴۳) میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام	۱۷۶
(۴۴) ہمارے حضور ﷺ کا رونا	۱۷۹
(۴۵) حضرت سیّدنا ابراہیم خواص اور یتیم گھرانہ	۱۸۳
(۴۶) مشقت وامتحان میں ثابت قدمی	۱۸۵
(۴۷) بے ذات اولیاء سے ظاہر خدا کی عظمت	۱۸۷
(۴۸) طوافِ کعبہ اور عاشقانِ بیت اللہ	۱۹۰
(۴۹) خواب کی سچائی	۱۹۳
(۵۰) ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے	۲۰۱
(۵۱) برائیوں کی تلافی	۲۰۳
(۵۲) متوکلین کی شان	۲۰۵
(۵۳) نصیب آبِ زمزم مجھے ہوگا پینا	۲۰۷
(۵۴) صحابہ کرام اور ان کے بارے خواب	۲۱۰
(۵۵) علم کے قدردانوں کا صلہ	۲۱۸
(۵۶) تقویٰ، دُعا اور فکرِ آخرت	۲۲۰
(۵۷) آخرت کی نعمت دنیا میں	۲۲۳
(۵۸) ہندسے یکا یک کعبے کے رُوبرو	۲۲۶
(۵۹) ایک عیسائی کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیغام	۲۲۷
(۶۰) جن خوش نصیبوں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا	۲۳۰
(۶۱) بدکاری کا انجام	۲۳۶
(۶۲) قلمِ قدرت سے لکھا ہوا	۲۳۹
(۶۳) ایک طائف کی نرالی دُعا	۲۴۱
(۶۴) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	۲۴۳
(۶۵) عمل کے بغیر جزا کی امید رکھنا	۲۴۹
(۶۶) میرے قبولِ اسلام کا سبب	۲۵۳
(۶۷) مرغی بازار میں اونٹ کی فروخت	۲۵۵
(۶۸) کہاں حج کی سعادت اور کہاں ایمان سے محرومی	۲۵۷
(۶۹) بگڑا ہی جا رہا ہے ہمارا معاشرہ	۲۶۱
(۷۰) نبی شناسی کا پیمانہ	۲۶۹
(۷۱) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی رقت انگیز باتیں	۲۷۳
(۷۲) بہترین اشیاء	۲۷۸

عنوان	صفحہ
(۷۳) شہوت پرستی اور عبادت خداوندی	۲۸۵
(۷۴) عرفاء کا مقام	۲۸۷
(۷۵) حجاج کرام کی خدمت میں	۲۹۳
(۷۶) عورتوں کے لئے چند قیمتی	۲۹۷
(۷۷) جناب ابوطالب حضور (ﷺ) کے دفاع میں	۳۰۲
(۷۸) اطاعت الٰہی میں کوشش	۳۰۵
(۷۹) حضور ﷺ نے بھی ایسے ہی کہا تھا	۳۰۸
(۸۰) دنیا رہگذر ہے اور آخرت قرارگاہ	۳۱۰
(۸۱) معرفت کی باتیں	۳۱۲
(۸۲) خلیفۂ وقت خواہش کے باوجود حج نہ کر سکا	۳۱۴
(۸۳) دو عورتوں کا تقابلی جائزہ	۳۱۶
(۸۴) کسی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہوگی	۳۲۰
(۸۵) چار چیزوں کو چار آدمی جانتے ہیں	۳۲۳
(۸۶) جائز و ناجائز گانا	۳۲۶
(۸۷) نعمت وعظمت کی قدر	۳۲۸
(۸۸) مرشد کامل اور تعمیر انسانیت	۳۳۰
(۸۹) جو دلوں کو فتح کرے وہی فاتح زمانہ	۳۳۲
(۹۰) میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں	۳۳۳
(۹۱) صحابہ کرام کا عشق رسول ﷺ	۳۳۵
(۹۲) بعض باتوں کی علامتیں	۳۴۳
(۹۳) ورع اور پرہیز متقین کی دیوار ہے	۳۴۵
(۹۴) کشفی قوت اور علم لدنی	۳۴۷
(۹۵) ایک برقع پوش اعرابیہ	۳۴۹
(۹۶) تعلیمات نبوی اور خواتین کی خیر خواہی	۳۵۱
(۹۷) صحابیات رضی اللہ عنہن اور محبتِ رسول ﷺ	۳۵۶
(۹۸) عمل کی عدم قبولیت	۳۵۹
(۹۹) معصیت کا نشہ اور امتحانی مشکلات	۳۶۱
(۱۰۰) برکت والے لوگ	۳۶۳
(۱۰۱) بکثرت رونے والا حاجی	۳۶۶
(۱۰۲) قرآن اور اتباع رسول ﷺ (۲۲ آیاتِ مبارکہ)	۳۶۸
(۱۰۳) بھلائی کی سات چیزیں	۳۷۵
(۱۰۴) بے پردہ عورت اور ظالم حکمران کی سزا	۳۷۸
(۱۰۵) سواری کو تھکانا سفر میں رکاوٹ کا سبب ہے	۳۸۲
(۱۰۶) امتحانِ ارادت	۳۸۴
(۱۰۷) ہیں سخی کے مال میں حق دار ہم	۳۸۸
(۱۰۸) اتباع سنت کے فوائد	۳۹۰
(۱۰۹) گزشتہ اُمتوں پر گواہی	۳۹۵
(۱۱۰) نار کی بجائے عار	۳۹۸
(۱۱۱) موت وحیات میری دونوں تیری ہی گلی میں	۴۰۰
(۱۱۲) شیخ علی کردی رحمۃ اللہ علیہ	۴۰۶

عنوان — صفحہ

(۱۱۳) خواتینِ اسلام کی حکایتیں ۴۰۸
(۱۱۴) شیطان کی دشمنی ۴۱۱
(۱۱۵) خلیفۂ اوّل بلافصل بالتحقیق ۴۱۳
(۱۱۶) پوشیدہ حکمت ۴۱۶
(۱۱۷) ولی را ولی می شناسد ۴۱۸
(۱۱۸) مدینے سے نکلا دا آ گیا ہے ۴۲۰
(۱۱۹) شیطان کے حملے کے دس راستے .. ۴۲۱
(۱۲۰) خلیفۂ دوم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ .. ۴۲۴
(۱۲۱) شیطانی حرکتیں ۴۲۹
(۱۲۲) ذلیل کرنے والا زہد ۴۳۳
(۱۲۳) برکت والے لوگ ۴۳۵
(۱۲۴) عاشقِ مصطفیٰ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ .. ۴۳۸
(۱۲۵) برصیصا کی گمراہی ۴۴۱
(۱۲۶) ایک بہادر اور جانثار صحابی رضی اللہ عنہ ۴۴۵
(۱۲۷) خواہش کی موافقت ۴۴۹
(۱۲۸) یہودی گورنر کو ذبح کرنے والا
مردِ درویش ۴۵۱
(۱۲۹) ادب کا ایک انداز اور امام
نبہانی رحمۃ اللہ علیہ ۴۵۴
(۱۳۰) امیر المؤمنین قمیص کو ٹانکے لگا رہا
ہے ۴۵۶
(۱۳۱) اگر تو چاند سے زیادہ حسین نہیں تو
طلاق ۴۵۸
(۱۳۲) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۴۵۹

عنوان — صفحہ

(۱۳۳) تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے ۴۶۳
(۱۳۴) درویش پر زیادتی کی بادشاہ کو
سزا ۴۶۶
(۱۳۵) لونڈی کی ذہانت جان بچا گئی ... ۴۶۸
(۱۳۶) تاجدارِ گولڑہ حضرت پیر مہر علی
شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۴۷۰
(۱۳۷) چار منزلیں ۴۷۲
(۱۳۸) اپنے باپ کا استاذ ۴۷۴
(۱۳۹) نور کی سرکار سے پایا دوشالا نور کا . ۴۷۶
(۱۴۰) ہم اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں ۴۷۸
(۱۴۱) اونٹوں کی حُدی اور اس کی تاثیر . ۴۸۰
(۱۴۲) میں تمہاری غداری کے باوجود
زندہ ہوں ۴۸۲
(۱۴۳) ایک خوفناک حکایت ۴۸۴
(۱۴۴) علماء و مشائخ کا عشقِ مدینہ ۴۸۶
(۱۴۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۴۹۴
(۱۴۷) انبیائے کرام علیہم السلام کی عادات ۴۹۶
(۱۴۸) کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے
ہیں ۵۰۰
(۱۴۹) سجدے کی جگہ نور بن گئی ۵۰۲
(۱۵۰) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عام خوشحالی ۵۰۳
(۱۵۱) خواہش کی مخالفت ۵۰۶
(۱۵۲) رضاعت اور سرطان ۵۰۸
(۱۵۳) چکی خود چلتی رہی ۵۰۹

عنوان — صفحہ

(۱۵۴) جنوں کی باتیں ۵۱۰
(۱۵۵) موحد چہ بر پائے ریزی زرش ... ۵۱۶
(۱۵۶) حضور علیہ السلام کا ایک خطبہ ۵۱۸
(۱۵۷) حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ۵۲۲
(۱۵۸) مسئلہ خلقِ قرآن ۵۲۵
(۱۵۹) احتیاط بہر حال اولیٰ ہے ۵۳۱
(۱۶۰) مصر کی مصیبت ٹلی ۵۳۳
(۱۶۱) سامنے جب نبی کا غلام آ گیا ... ۵۳۵
(۱۶۲) ایں خانہ ہمہ آفتاب است ۵۳۷
(۱۶۳) سیاہ فام صحابیِ رسول (ﷺ) کی
عظمت ۵۳۹
(۱۶۴) صدقہ کی برکت سے ۵۴۳
(۱۶۵) اِس کی بخشش اُس کی ہلاکت ۵۴۵
(۱۶۶) ایک حدیث کے لئے ایک
سال انتظار! ۵۴۷
(۱۶۷) وصل کی اجازت ہوئی مگر فائدہ نہ
ہوا ۵۵۰
(۱۶۸) تصرفِ شیخ ۵۵۳
(۱۶۹) بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا
کیا ہے ۵۵۵
(۱۷۰) عیادتِ مریض کے آداب و
لطائف ۵۵۷
(۱۷۱) بنی اسرائیل کا ایک عابد ۵۵۹
(۱۷۲) امام محمد بن سیرین اور ان کے

عنوان — صفحہ

فرامین ۵۶۲
(۱۷۳) عبد اللہ بن مبارک کا انقلابِ
زندگی ۵۶۴
(۱۷۴) اللہ کی پناہ ڈھونڈنا ۵۶۶
(۱۷۵) شیخ ابو عبد اللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ ۵۶۸
(۱۷۶) خیر خواہی کا واقعہ ۵۶۹
(۱۷۷) پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا .. ۵۷۰
(۱۷۸) ایک پاکباز صحابیہ ۵۷۳
(۱۷۹) حضرت ثعلبہ کا گناہ اور توبہ ۵۷۷
(۱۸۰) ابن جوزی کے ہاں بعض صوفیاء کا
حال ۵۸۲
(۱۸۱) تبلیغ میں حکمت اور شفقت کی
رعایت ۵۸۸
(۱۸۲) خزینہ سلیمان علیہ السلام کی سیر ۵۹۰
(۱۸۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب
فیصلہ ۵۹۲
(۱۸۴) ابلیس کی عبرتناک موت ۵۹۴
(۱۸۵) حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ... ۵۹۷
(۱۸۶) عطائے توبہ لقائے تو ۶۰۲
(۱۸۷) بدعات فاسدہ اور متاع کاسدہ. ۶۰۴
(۱۸۸) امیر یعقوب اور شیخ مرینی: ۶۰۶
(۱۸۹) آتشِ نمرود میں عشق (حضرت
ابو مسلم خولانی) ۶۰۸
(۱۹۰) اللہ سے جنت کا سودا ۶۱۱

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
(۱۹۱) ممدوح العلماء والاولیاء	۶۱۴		
(۱۹۲) مذہبی رواداری	۶۱۷		
(۱۹۳) لمحاتِ عمر کو غنیمت جانو	۶۱۹		
(۱۹۴) اہل اللہ کے اقوال وافعال	۶۲۱		
(۱۹۵) لطیف شکایت اور اس کا حکیمانہ ازالہ..............................	۶۲۵		
(۱۹۶) تورات میں اسم محمد ﷺ اور ایک یہودی	۶۲۷		
(۱۹۷) تصنیف کا فائدہ تدریس سے زیادہ ہے	۶۳۰		
(۱۹۸) میلاد النبی ﷺ کی تحقیق	۶۳۲		
(۱۹۹) کہتا تھا سر حسین کا نیزے کی نوک پر	۶۵۲		
(۲۰۰) یارِ غارِ مصطفیٰ ﷺ	۶۵۴		

خطبة الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَوَاعِظَ تَبْصِرَةً وَّذِکْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَهَدٰی بِالْخُطَبِ مَنْ سَبَقَتْ لَهُ الْحُسْنٰی مِنْ عِبَادِهِ الْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَفْضَلِ دَاعٍ اِلَی اللّٰهِ وَهَادٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَ سَبِیْلَهُمْ اِلٰی یَوْمِ التَّنَادِ ۔ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱)

دُعائے مصطفیٰ (ﷺ) اللہ اکبر

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری والدہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کتنے دِن بعد حاضر ہوتے ہو؟ میں نے کہا: اتنے دِنوں سے میری حاضری نہیں ہوئی۔ میں آج ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر مغرب کی نماز پڑھوں گا' آپ کے لئے اور اپنے لئے بخشش کی دُعا کرواؤں گا۔ چنانچہ میں گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب پڑھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء تک نفل نماز میں مشغول رہے۔ پھر عشاء پڑھی اور واپس لوٹے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز سنی تو دریافت فرمایا: ''کون ہے؟ کیا حاجت ہے؟ کیا حذیفہ ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ)

''اللہ تعالیٰ تیری اور تیری والدہ محترمہ کی مغفرت فرمائے''۔

(ترمذی، المناقب، باب مناقب الحسن و الحسین: ۳۷۸۱؛ احمد: ۵/۳۹۱)

حضرت ابومحذورہ کے لئے دعا

غزوۂ حنین سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور مؤذن کو اذان کہنے کا کہا: مؤذن نے اذان کہی تو پاس موجود کفار کے بچے کھیل رہے تھے وہ نقل اتارنے لگے ان میں ابومحذورہ بھی موجود تھا' وہ بھی نقل اتارنے لگا۔ پیارے پیغمبر

صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آواز بہت اچھی لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس بچے کو پکڑ کر لاؤ''۔ بچے کو لایا گیا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا کر رہے تھے؟'' اس نے کہا: نقل اتار رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دوبارہ کہو''۔ ابومحذورہ نے اذان کہنی شروع کی۔ اس کی آواز بہت اچھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دُعا فرمائی: (اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَاهْدِهِ اِلَى الْاِسْلَامِ)

''اے اللہ! اس بچے میں برکت ڈال دے اور اسے ہدایت نصیب فرما''۔

تو اسی وقت ابومحذورہ کی کیفیت بدل گئی، قسمت جاگ اٹھی اور زبان سے بے اختیار کہہ اُٹھے: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ''

اور مسلمان ہو گئے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اِذْهَبْ اَنْتَ مُؤَذِّنُ اَهْلِ مَكَّةَ)

''اے ابومحذورہ! جاؤ تم اہل مکہ کے مؤذن بن چکے ہو''۔

(الاستیعاب: ۲/ ۶۸۰؛ تہذیب التہذیب: ۲/ ۲۲۳۔)

حضرت حنظلہ کے لئے دعا

حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ ایک وفد کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میرے والد نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے چند بیٹے ہیں' بعض کو داڑھی آئی ہے اور بعض کو نہیں آئی' یہ ان میں سب سے چھوٹا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے قریب کیا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ'' ''اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت عطا کرے''۔

حضرت ذیال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت حنظلہ کے پاس کئی آدمی لائے جاتے جن کے چہرے پر ورم (سوجن) ہوتی یا وہ بکری لائی جاتی جس کا تھن سوجھا ہوتا، تو وہ فرماتے:

''بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَوْضِعِ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ''

Scanned with CamScanner

"اللہ کے نام کے ساتھ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر جس جگہ ہاتھ پھیرا تھا اس جگہ کی برکت سے"۔

پھر اس ورم پر ہاتھ پھیرتے تو وہ ورم اسی وقت ختم ہو جاتا۔

(مجمع الزوائد: ٩/ ٤٠٥، المناقب، باب ما جاء فی حنظلة بن حذیم: ١٦١٤٠؛ الطبرانی فی الکبیر: ٣٥٠١؛ الاوسط: ٢٨٩٤ اس کے رجال ثقہ ہیں)

اونٹ کے بدکنے نے کیا کیا؟

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام "ظہران" میں ٹھہرے، میں اپنے خیمہ سے باہر نکلا تو دیکھا چند عورتیں باتیں کر رہی ہیں۔ انہوں نے مجھے تعجب میں ڈال دیا۔ میں واپس گیا اور خیمہ سے حلہ نکالا اور اس کو پہن کر ان عورتوں کے ساتھ بیٹھ گیا (پردہ کے احکام سے پہلے کی بات ہے)۔ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور فرمایا: "اے ابوعبداللہ!" جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ڈر گیا اور میرا دماغ گھوم گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اصل میں میرا اونٹ بدک گیا تھا، اس کے لئے رسّی ڈھونڈ رہا تھا۔ آپ چل دیئے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہولیا۔ آپ نے اپنی چادر مبارک میرے اوپر ڈال دی اور خود پیلو کے درخت میں گھس گئے۔ گویا کہ اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کا منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک سے پانی بہہ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابوعبداللہ اس اونٹ کے بدکنے نے کیا کیا؟" پھر ہم نے وہاں سے کوچ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی راستہ میں ملتے، یہی فرماتے: "اے عبداللہ! السلام علیکم! اس اونٹ کے بدکنے نے کیا کیا؟" جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو جلدی سی مدینہ آ گیا اور مسجد نبوی اور مجالس نبوی سے دور رہنے لگا۔ جب یہ اجتناب طول پکڑ گیا تو پھر میں نے مسجد نبوی کی خلوت میں ایک وقت مقرر کر لیا۔

چنانچہ ایک دن میں مسجد نبوی میں گیا اور نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حجرہ سے نکلے اور آ کر مختصر دو رکعتیں پڑھیں اور میں نے اس امید پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے جائیں گے، نماز لمبی کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابوعبداللہ! جتنی چاہو نماز طویل کر لو، جب تک تم فارغ نہیں ہوتے میں کھڑا ہوں۔" میں نے اپنے دل میں کہا: اللہ کی قسم! میں آج ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کر لوں گا"۔

جب میں نماز سے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "السلام علیکم! ابوعبداللہ! اس اونٹ کے بدکنے نے کیا کیا؟" میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، جب سے میں مسلمان ہوا ہوں تب سے میرا اونٹ نہیں بدکا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دُعا فرمائی:

"رَحِمَكَ اللّٰهُ، رَحِمَكَ اللّٰهُ، رَحِمَكَ اللّٰهُ"۔

"اللہ تجھ پر رحمت فرمائے، اللہ تجھ پر رحمت فرمائے، اللہ تجھ پر رحمت فرمائے"۔ (مجمع الزوائد: ٩/٤٩٥، المناقب، باب ماجاء فی خوات بن جبیر: ١٦١٠٥؛ الطبرانی فی الکبیر: ٤١٤٦، اسنادہ صحیح)

ابومعصب کے لئے دعا

حضرت عبدالملک بن عمیر سے مروی ہے کہ مدینہ میں ایک بچہ تھا جس کی کنیت ابومصعب تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بالیاں رکھی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالیوں سے دانے صاف کر کے پھونک کر اس کو دیئے۔ اس نے کھا لئے۔ جو بالیوں سے نکلے دانے کھاتا تھا انصار اسے طعن کرتے تھے۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خود دیئے تو وہ آپ کو ردّ نہ کر سکا۔ ابومصعب وہاں سے اُٹھ کر گھر آئے اور اپنی ماں کو سارا واقعہ سنایا۔ اس کی ماں

نے کہا تو نے اچھا کیا' پھر تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے عرض کی: "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اُدْعُ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مَعَكَ فِی الْجَنَّةِ"

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ اللہ مجھے جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں نصیب کردے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ یہ تجھے کس نے بات سکھائی ہے؟ میں نے کہا: کسی نے نہیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میں تیرے لئے دُعا کروں گا۔ جب میں واپس لوٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دُعا فرمائی اور فرمایا:

(اَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ)

"کثرت سجود سے اپنے لئے میری مدد کرنا"۔ (یا مطلب ہے کثرت سجود سے اپنی مدد کرنا)

(مجمع الزوائد: ۴۹۳/۹، المناقب، باب فی ابی مصعب: ۶۰۹۹؛ المصنف فی کشف الاسناد: ۲۷۳۷، اسنادہ صحیح)

میدان بدر میں دعا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک قبلے کی طرف کرلیا، اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور اپنے رب سے دُعا کرنے لگے:

"اَللّٰھُمَّ اَنْجِزْلِیْ مَا وَعَدْتَّنِیْ، اَللّٰھُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَّنِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ اِنْ تَھْلِكَ ھٰذِہِ الْعِصَابَةُ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ"

"اے اللہ! مجھ سے تو نے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کردے، اے اللہ! جس (فتح) کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا وہ عطا فرمادے۔ اے اللہ! اگر آج اہل اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ پھیلائے، قبلہ کی جانب رُخ کئے ہوئے لگاتار اپنے

ربّ کو پکارتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر آپ کے کندھوں سے گرگئی۔ حضرت ابوبکر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چادر کو اٹھایا، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر ڈالا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چمٹ کر کہنے لگے: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ! بس کیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی دُعا ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔

تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کردی:

(اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ○) (الانفال:۹)

"(یاد کرو وہ وقت) جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے، اس نے تمہاری فریاد کو قبول کرلیا اور کہا میں تمہاری مدد کو پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں"۔ (صحیح مسلم، الجہاد والسیر، باب الامداد بالملائکۃ: ۱۷۶۳)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آخر پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ربّ کے حضور فریاد کناں تھے:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْھُمْ، اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُھُمْ، اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ جِیَاعٌ فَاَشْبِعْھُمْ"

"اے اللہ! یہ پاؤں سے ننگے ہیں، ان کو جوتے اور سواریاں عطا فرما۔ اے اللہ! یہ برہنہ ہیں ان کو لباس عطا فرما۔ اے اللہ! یہ مجاہدین بھوکے ہیں ان کو سیر کردے"۔

چنانچہ اللہ نے بدر کے دن فتح عطا فرمائی تو مجاہدین گھروں کو جب پلٹے تو ان میں سے کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کے پاس ایک یا دو سواریاں نہ ہوں، اسی طرح انہیں پوشاکیں بھی ملیں اور خوراکیں بھی وافر ہوگئیں۔

(ابوداؤد، الجہاد والسیر، باب فی النفل للسریۃ ۔۔۔۔ الخ: ۲۷۴۷؛ مستدرک حاکم: ۱۴۵/۲: ۲۶۴۲؛ حسن)

ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن پر زردی کا رنگ لگا ہوا دیکھا تو دریافت فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: میں نے ایک عورت سے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے پر شادی کر لی ہے (یعنی اتنا حق مہر دیا ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے فرمایا:

''بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ''

''اللہ تجھ میں برکت نازل فرمائے، دعوت ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو''۔(ترمذی، النكاح، باب ما جاء في الوليمة: ١٠٩٤؛ بخاری: ٥١٦٧؛ مسلم: ١٤٢٧؛ ابوداؤد: ٢١٠٩، ابن ماجه: ١٩٠٧)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ''۔

''اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کے سلسبیل چشمے سے پانی پلا''۔

(مجمع الزوائد: ۹/۱۶۳، ۱۴۸۹۸، احمد: ۶/۲۹۹، الحاکم فی المستدرک: ۳/۳۳۱)

کاروبار میں برکت کی دعا

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ دعائے برکت فرمائی تھی جس کی بدولت ان کے کاروبار میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت دی تھی۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا تو اس کے نیچے سے سونا نکل آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قدر فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ کے باوجود وہ اپنے وارثوں کے لئے نہایت وافر دولت چھوڑ گئے۔ یہاں تک کہ چاروں بیویوں نے جائیداد متروکہ کے صرف آٹھویں حصہ سے اسی (۸۰) ہزار دینار پائے۔ سونے کی اینٹیں اتنی بڑی بڑی

تھیں کہ کلہاڑی سے کاٹ کاٹ کر تقسیم کی گئیں اور کاٹنے والوں کے ہاتھ میں آبلے پڑھ گئے۔ جائیداد غیر منقولہ اور نقدی کے علاوہ ایک ہزار اونٹ اور سو گھوڑے اور تین ہزار بکریاں چھوڑیں۔ (اسد الغابة: ٣/٣١٧)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے مال واولاد کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ (اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! انس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہے، اس کے لئے دُعا کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی:

''اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ''

''اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما''۔(صحيح بخاری، الدعوات، باب الدعاء بكثرة المال مع البركة: ٦٣٧٨، ٦٣٧٩، ٦٣٨١؛ مسلم: ٢٦٣٧٢؛ الترمذی: ٣٨٢٩)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بچہ تھا اور میرے ساتھ میری والدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے لئے اللہ سے دُعا کریں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی:

''اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ''

''اے اللہ! اس کو مال واولاد کثرت سے عطا فرما اور اسے جنت میں داخل کر''۔(صحيح مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة فی النافلة و الصلاة علی حصير: ١٤٩٩؛ الترمذی: ٣٨٢٩؛ بخاری فی الكبير: ٨/١٢٧؛ و البيهقی فی دلائل النبوة: ٦/١٩٤)

دُعا کا اثر

چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے درازیٔ عمر اور مال واولاد میں برکت کی دُعا کی تھی اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سو سال سے متجاوز ہوئی۔

اولاد میں برکت کی یہ کیفیت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ میری اولاد اور پوتے پوتیوں کی تعداد سو سے زائد ہے اور مال میں برکت کا اثر یہ تھا کہ دوسرے لوگوں کے باغات سال میں ایک مرتبہ پھل دیا کرتے تھے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیا کرتا تھا۔ ۹۳ھ کو ایک سو تین (۱۰۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۲)

اہلِ شام کی فضیلت

عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَا تَسُبُّوْا اَهْلَ الشَّامِ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْاَبْدَالَ وَ قَالَ لِيَ الْحَارِثُ: يَا رَجَاءُ اذْكُرْ لِيْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ مِنْ اَهْلِ بِيْسَانَ فَاِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِخْتَصَّ اَهْلَ بِيْسَانَ بِرَجُلَيْنِ مِنَ الْاَبْدَالِ لَا يَمُوْتُ وَاحِدٌ اِلَّا جُعِلَ مَكَانَهٗ وَاحِدٌ وَّلَا تَذْكُرْ لِيْ مِنْهُمَا مُتَمَاوِتًا وَّلَا طَعَّانًا عَلَى الْاَئِمَّةِ فَاِنَّهٗ لَا يَكُوْنُ مِنْهُمَا الْاَبْدَالُ ۔ (اخرجه ابن عساكر فى تاريخ دمشق الكبير، ۱/۳۳۶، و السيوطى فى الحاوى للفتاوى: ۶۴۹)

’’حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہلِ شام کو گالی مت دو کیونکہ ان میں ابدال پائے جاتے ہیں۔ (راوی بیان کرتے ہیں کہ) حارث نے مجھے کہا: اے رجاء! مجھے اہلِ بیسان کے دو صالح مردوں کے بارے میں بتاؤ کیوں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بیسان کو ابدالوں میں سے دو ابدال کے ساتھ مختص کر دیا ہے، ان میں سے جب کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا آ جاتا ہے اور ان (اہلِ شام) میں سے عبادات میں کوتاہی کرنے والے اور ائمہ کو لعن طعن کرنے والے کا میرے سامنے ذکر نہ کرو کیونکہ یہ دونوں کام کرنے والوں میں سے کوئی ابدال نہیں ہو سکتا‘‘۔

Scanned with CamScanner

شام میں ابدال ہوتے ہیں

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِیٌّ فَذَکَرَ الْخَوَارِجَ فَقَامَ رَجُلٌ فَلَعَنَ اَھْلَ الشَّامِ فَقَالَ لَہٗ: وَیْحَکَ لَا تَعُمَّمْ اِنْ کُنْتَ لَاعِنًا فَفُلَانًا وَاَشْیَاعَہٗ فَاِنَّ مِنْھُمُ الْاَبْدَالَ وَمِنْکُمُ الْعُصَبَ ۔ (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق الکبیر، ۱/۲۹۶، ۲۹۷، و السیوطی فی الحاوی للفتاوی: ۶۴۹)

”حضرت ابوطفیل بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت علی رضی اللہ عنہ ہم سے مخاطب ہوئے اور خوارج کا ذکر فرمایا تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے اہلِ شام کو لعن طعن کیا۔ آپ نے اسے کہا: تیرا ستیاناس ہو تمام اہلِ شام کو گالی نہ دو اگر تو لعن طعن کرنے والا ہے تو فلاں اور اس کے ساتھیوں کو لعن طعن کرو (عمومی طور پر تمام اہلِ شام پر لعن طعن نہ کرو) کیونکہ ان میں سے ابدال ہیں اور تم میں سے عصب (طبقہ اولیاء) ہیں“۔

☆ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: اِذَا قَامَ قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ جَمَعَ اللّٰہُ لَہٗ اَھْلَ الْمَشْرِقِ وَاَھْلَ الْمَغْرِبِ فَیَجْتَمِعُوْنَ کَمَا یَجْتَمِعُ قَزَعُ الْخَرِیْفِ فَاَمَّا الرُّفَقَاءُ فَمِنْ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ وَاَمَّا الْاَبْدَالُ فَمِنْ اَھْلِ الشَّامِ ۔ (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق الکبیر، ۱/۲۹۷، و السیوطی فی الحاوی للفتاوی: ۶۴۹)

”حضرت ابوطفیل، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی شخص کسی نیک کام کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تو اہلِ مشرق و اہلِ مغرب کو اللہ تعالیٰ اس (کی مدد) کے لئے جمع فرمادے گا، پس وہ یوں جمع ہو جائیں گے جیسے خزاں کے پتے ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں پس جو رفقاء ہیں وہ اہلِ کوفہ میں سے ہیں اور جو ابدال

ہیں وہ اہلِ شام میں سے ہیں“۔

اہلِ کوفہ کی فضیلت

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْوَلِیْدِ الْھَجَرِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ: قَالَ عَلِیٌّ وَھُوَ بِالْکُوْفَۃِ: اَلَا اِنَّ الْاَوْتَادَ مِنْ اَبْنَاءِ الْکُوْفَۃِ وَفِیْ مِصْرٍ مِنَ الْاَمْصَارِ وَفِیْ اَھْلِ الشَّامِ اَبْدَالٌ ۔ (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق الکبیر، ۱/۲۹۷، و السیوطی فی الحاوی للفتاوی: ۶۵۰)

”حضرت سعید بن ولید ہجری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ میں تھے تو آپ نے فرمایا: خبردار! بے شک اوتاد ابناءِ کوفہ میں سے ہیں اور شہروں میں سے ایک شہر میں ہیں اور اہلِ شام میں ابدال ہیں“۔

☆ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قُبَّۃُ الْاِسْلَامِ بِالْکُوْفَۃِ وَالْھِجْرَۃُ بِالْمَدِیْنَۃِ وَالنُّجَبَاءُ بِمِصْرَ وَالْاَبْدَالُ بِالشَّامِ وَھُمْ قَلِیْلٌ ۔ (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق الکبیر، ۱/۲۹۶، و السیوطی فی الحاوی للفتاوی: ۶۵۰)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسلام کا گنبد کوفہ میں ہے، ہجرت مدینہ میں ہے، نجباء مصر میں ہیں اور ابدال شام میں ہیں اور وہ تھوڑی تعداد میں ہیں“۔

☆ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِیِّ: اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ: اَلْاَبْدَالُ مِنَ الشَّامِ وَالنُّجَبَاءُ مِنْ اَھْلِ مِصْرَ وَالْاَخْیَارُ مِنْ اَھْلِ الْعِرَاقِ ۔ (اخرجہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق الکبیر، ۱/۲۹۷، و السیوطی فی الحاوی للفتاوی: ۶۵۰)

”حضرت عباس بن عباس قتبانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی

طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابدال اہلِ شام میں سے، نجباء اہلِ مصر میں سے اور اخیار (سردار) اہلِ عراق میں سے ہیں"۔

دمشق کی فضیلت

عَنْ وَاثِلَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَتَكُوْنُ دِمَشْقُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ اَكْثَرُ الْمُدُنِ اَهْلًا وَّهِيَ لِاَهْلِهَا مَعْقَلٌ وَّ اَكْثَرُهَا اَبْدَالًا وَّ اَكْثَرُهَا مَسَاجِدَ وَ اَكْثَرُهَا زُهَّادًا وَ اَكْثَرُهَا مَالًا وَّ اَكْثَرُهَا رِجَالًا وَّاَقَلُّهَا كُفَّارًا ۔(اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق الكبير، ۲۸۷/۲، و السيوطي في الحاوي للفتاوي: ۶۵۳)

"حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں دمشق تمام شہروں سے زیادہ آبادی والا ہو گا، یہ اپنے اہل کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہو گا اور تمام شہروں سے زیادہ ابدال، مساجد اور زاہد اس میں ہوں گے۔ اس شہر میں تمام شہروں سے زیادہ مال اور مرد ہوں گے اور یہاں کافر سب سے کم تعداد میں ہوں گے"۔

☆ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَنْ تَخْلُوَ الْاَرْضُ مِنْ سَبْعِيْنَ صِدِّيْقًا وَّ هُمُ الْاَبْدَالُ، لَا يَهْلِكُ مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰهُ مَكَانَهُ مِثْلَهُ ۔ اَرْبَعُوْنَ بِالشَّامِ، وَ ثَلَاثُوْنَ فِيْ سَائِرِ الْاَرْضِيْنَ ۔(اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق الكبير، ۲۹۸/۱، و السيوطي في الحاوي للفتاوي: ۶۵۵)

"حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ زمین کبھی بھی ستر صدیقین سے خالی نہیں ہوتی اور وہ ابدال ہیں، ان میں سے کوئی آدمی فوت نہیں ہوتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اسی طرح کا کوئی اور بندہ لے آتا ہے۔ ان میں سے چالیس شام میں ہیں اور تیس باقی تمام زمین کے ٹکڑوں

پر"۔

ابدال سے مدد طلب کرنا

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: لَنْ تَخْلُوَ الْاَرْضُ مِنْ اَرْبَعِيْنَ بِهِمْ يُغَاثُ النَّاسُ وَ بِهِمْ تُنْصَرُوْنَ وَ بِهِمْ تُرْزَقُوْنَ كُلَّمَا مَاتَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اُبْدِلَ مَكَانَهُ رَجُلًا ۔ قَالَ قَتَادَةُ: وَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَكُوْنَ الْحَسَنُ مِنْهُمْ ۔ (اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق الكبير، ۲۹۸/۱، و السيوطي في الحاوي للفتاوي: ۶۵۵)

"حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ زمین چالیس مردوں سے کبھی خالی نہیں ہوتی جن کے ذریعے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے اور انہی کے ذریعے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے ان میں سے جب کبھی کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ کسی اور آدمی کو بدل دیا جاتا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم بے شک میں امید کرتا ہوں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ ان ہی میں سے ایک ہیں"۔

☆ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ: قَالَتِ الْاَرْضُ لِلرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كَيْفَ تَدَعُنِيْ وَ لَيْسَ عَلَيَّ نَبِيٌّ؟ قَالَ سَوْفَ اَدَعُ عَلَيْكِ اَرْبَعِيْنَ صِدِّيْقًا بِالشَّامِ ۔ (اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق الكبير، ۲۹۸/۱، و السيوطي في الحاوي للفتاوي: ۶۵۵)

"حضرت خالد بن معدان بیان کرتے ہیں کہ زمین نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی: اے ربّ! تو مجھے اس حال میں کیسے چھوڑ دے گا کہ مجھ پر کوئی نبی بھی نہ ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تجھ پر ملکِ شام میں چالیس صدیق پیدا کر دوں گا"۔

☆ عَنْ اَبِي الزَّاهِرِيَّةِ قَالَ: اَلْاَبْدَالُ ثَلَاثُوْنَ رَجُلًا بِالشَّامِ بِهِمْ

Scanned with CamScanner

تَجَارُوْنَ وَبِهِمْ تُرْزَقُوْنَ اِذَا مَاتَ مِنْهُمْ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَكَانَهٗ ۔ (اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق الكبير، ۱/۲۹۸، و السيوطي في الحاوي للفتاوي: ۶۵۵)

"حضرت ابوزاہریہ بیان کرتے ہیں کہ ابدال تیس مرد ہیں جو ملک شام میں ہیں، انہی کے ذریعے تمہیں پناہ دی جاتی ہے اور انہی کے ذریعے تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور جب ان میں سے کوئی آدمی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی اور آدمی کو لے آتا ہے"۔

ابدال کی مختلف تعداد

عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ فُضَالَةَ قَالَ: اِنَّ الْاَبْدَالَ بِالشَّامِ فِيْ حِمْصَ خَمْسَةٌ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَّفِيْ دِمَشْقَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَبِبَيْسَانَ اثْنَانِ ۔ (اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق الكبير، ۱/۲۹۹، و السيوطي في الحاوي للفتاوي: ۶۵۵)

"حضرت فضیل بن فضالہ بیان کرتے ہیں کہ ابدال شام میں حمص کے علاقہ میں ہیں اور وہ پچیس مرد ہیں اور تیرہ دمشق میں اور دو بیسان میں ہیں"۔

☆ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ يَحْيَى الْخُشَنِيِّ قَالَ: بِدِمَشْقَ مِنَ الْاَبْدَالِ سَبْعَةَ عَشَرَ نَفْسًا، وَبِبَيْسَانَ اَرْبَعَةٌ ۔ (اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق الكبير، ۱/۲۹۹، و السيوطي في الحاوي للفتاوي: ۶۵۵)

"حضرت حسن بن یحییٰ خشنی بیان کرتے ہیں کہ دمشق میں سترہ اور بیسان میں چار ابدال ہیں"۔

☆ عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ قَالَ: اَلْاَبْدَالُ سَبْعُوْنَ، فَسِتُّوْنَ بِالشَّامِ، وَعَشَرَةٌ بِسَائِرِ الْاَرْضِيْنَ ۔ (اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق الكبير،

۱/۲۹۹، و السيوطي في الحاوي للفتاوي: ۶۵۵)

"حضرت ابن شوذب بیان کرتے ہیں کہ ابدال ستر ہیں، جن میں سے ساٹھ شام میں اور دس باقی تمام زمین پر ہیں"۔

اولیاء اللہ کے مناصب اور ان کے علاقے

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعَيْشِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ الْكَتَّانِيَّ يَقُوْلُ: اَلنُّقَبَاءُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّالنُّجَبَاءُ سَبْعُوْنَ وَالْبُدَلَاءُ اَرْبَعُوْنَ وَالْاَخْيَارُ سَبْعَةٌ وَّالْعُمُدُ اَرْبَعَةٌ وَّالْغَوْثُ وَاحِدٌ فَمَسْكَنُ النُّقَبَاءِ الْمَغْرِبُ وَمَسْكَنُ النُّجَبَاءِ مِصْرُ وَمَسْكَنُ الْاَبْدَالِ الشَّامُ وَالْاَخْيَارُ سَيَّاحُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَالْعُمُدُ فِيْ زَوَايَا الْاَرْضِ وَمَسْكَنُ الْغَوْثِ مَكَّةُ فَاِذَا عُرِضَتِ الْحَاجَةُ مِنْ اَمْرِ الْعَامَّةِ ابْتَهَلَ فِيْهَا النُّقَبَاءُ ثُمَّ النُّجَبَاءُ ثُمَّ الْاَبْدَالُ ثُمَّ الْاَخْيَارُ ثُمَّ الْعُمُدُ فَاِنْ اُجِيْبُوْا وَاِلَّا ابْتَهَلَ الْغَوْثُ فَلَا تَتِمُّ مَسْاَلَتُهٗ حَتّٰى تُجَابَ دَعْوَتُهٗ ۔ (اخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق الكبير، ۱/۳۰۰، والخطيب البغدادي في تاريخ بغداد، ۳/۷۵،۷۶ والعجلوني في كشف الخفاء، ۱/۲۷، و السيوطي في الحاوي للفتاوي: ۶۵۵)

"حضرت عبیداللہ بن محمد عیشی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت کتانی کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: نقباء تین سو ہیں، نجباء ستر ہیں، ابدال چالیس ہیں، اخیار سات ہیں، عمد چار ہیں اور غوث ایک ہے پس نقباء کا مسکن مغرب، نجباء کا مسکن مصر، ابدال کا مسکن شام ہے اور اخیار زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں اور عمد (طبقہ اولیاء) زمین کے کونوں میں ہیں اور غوث کا مسکن مکہ ہے پس جب عام معاملات میں سے کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو اس میں نقباء اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں، پھر نجباء، پھر ابدال، پھر اخیار، پھر عمد پھر اگر ان کی دعا قبول کر لی جائے تو ٹھیک ورنہ غوث اس معاملہ میں گڑگڑا

Scanned with CamScanner

کر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتا ہے اور ابھی غوث کی دُعا مکمل نہیں ہوتی کہ اس کی دُعا قبول کر لی جاتی ہے''۔

قیامت کب قائم ہوگی

☆ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَلْبُدَلَاءُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا اثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ بِالشَّامِ وَثَمَانِيَةَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ وَكُلَّمَا مَاتَ وَاحِدٌ بُدِّلَ آخَرُ فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقِيَامَةِ مَاتُوْا كُلُّهُمْ فَإِذَا جَآءَ الْاَمْرُ قُبِضُوْا كُلُّهُمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۔ (اخرجه الحكيم الترمذي في نوادر الاصول، ۲/۹۷، والعسقلاني في الاصابة، ۶/۵۰)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابدال چالیس مرد ہیں۔ بائیس شام میں اور اٹھارہ عراق میں ہیں۔ ان میں سے جب کبھی کوئی فوت ہوتا ہے تو اس کی جگہ کسی اور کو مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جب قیامت کا وقت قریب آئے گا تو تمام ابدال وصال پا جائیں گے۔ جب قیامت کے انعقاد کا حکم آئے گا تو ان سب کی اَرواح کو قبض کر لیا جائے گا، پس اس وقت قیامت قائم ہوگی''۔

ابدال کا مشرب واجتہاد

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اَلْاَبْدَالُ بِالشَّامِ وَهُمْ ثَلَاثُوْنَ رَجُلًا عَلٰى مِنْهَاجِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهُ آخَرَ فَالْعُصَبُ بِالْعِرَاقِ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهُ آخَرَ عِشْرُوْنَ مِنْهُمْ عَلٰى اجْتِهَادِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ قَدْ اُوْتُوْا مَزَامِيْرَ آلِ دَاوُدَ وَالْعُصَبُ رِجَالٌ تُشْبِهُ الْاَبْدَالَ ۔ (اخرجه الحكيم الترمذي في نوادر الاصول، ۱/۲۶۳، والسيوطي في الحاوي للفتاوى: ۶۵۱)

''حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابدال اہلِ شام میں سے ہیں۔ وہ تیس مرد ہیں اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر ہیں ان میں سے جب کبھی کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی اور کو بدل دیتا ہے اور عصب عراق میں چالیس مرد ہیں۔ ان میں سے جب کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی اور کو بدل دیتا ہے۔ ان میں سے بیس حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے اجتہاد پر ہیں اور ان میں سے بیس کو آلِ داوٗد علیہ السلام کے مزامیر عطا ہوئے ہیں اور عصب ایسے لوگ ہیں جو ابدال کے مشابہ ہیں''۔

☆ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا وَّاَرْبَعُوْنَ امْرَاَةً، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ اَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهُ رَجُلًا وَّكُلَّمَا مَاتَتِ امْرَاَةٌ اَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهَا امْرَاَةً ۔ (اخرجه الديلمي في مسند الفردوس، ۱/۱۱۹ - ۱۲۰، الرقم: ۴۰۵، والعسقلاني في القول المسدد: ۸۳، والسيوطي في الحاوي للفتاوى: ۶۵۰، والمناوي في فيض القدير، ۳/۱۶۹)

عورتیں بھی ابدال ہوتی ہیں

''حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابدال چالیس مرد اور چالیس عورتیں ہیں جب کبھی ان میں سے کوئی مرد فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی اور مرد کو مقرر فرما دیتا ہے اور جب کبھی ان عورتوں میں سے کوئی عورت فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی اور عورت کو مقرر فرما دیتا ہے''۔

☆ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْاَبْدَالُ اَرْبَعُوْنَ، اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ بِالشَّامِ وَثَمَانِيَةَ

Scanned with CamScanner

عَشَرَ بِالْعِرَاقِ، كُلَّمَا مَاتَ مِنْهُمْ بَدَّلَ اللهُ مَكَانَهُ آخَرَ فَإِذَا جَآءَ الْاَمْرُ قُبِضُوْا كُلُّهُمْ ۔ (اخرجه الديلمي في مسند الفردوس، ۲/ ۳۶، الرقم: ۲۲۲۴، والعجلوني في كشف الخفاء، ۱/ ۲۶)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابدال چالیس ہیں ان میں سے بائیس شام میں اور اٹھارہ عراق میں ہیں۔ ان میں سے جب بھی کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پر کسی اور کو لے آتا ہے، پس جب اللہ کا حکم آجائے تو ان سب کی روح قبض کر لی جائے گی (اور یہی روزِ قیامت ہوگا)"۔

☆ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ فَهُوَ مِنَ الْاَبْدَالِ الَّذِيْنَ بِهِمْ قِوَامُ الدُّنْيَا وَاَهْلُهَا: اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ، وَالصَّبْرُ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ وَالْغَضَبُ فِيْ ذَاتِ اللهِ تَعَالٰى ۔ (اخرجه الديلمي في مسند الفردوس، ۲/ ۸۴، الرقم: ۲۴۵۷، والعجلوني في كشف الخفاء، ۱/ ۲۷)

ابدال کی نشانیاں

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں وہ ان ابدال میں سے ہو جاتا ہے جن کے تصدق سے دنیا اور اہلِ دنیا قائم ہیں (اور وہ تین چیزیں یہ ہیں): اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا، اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر کسی پر غضبناک ہونا"۔

☆ عَنْ بَكْرِ بْنِ خُنَيْسٍ يَرْفَعُهُ قَالَ: عَلَامَةُ اَبْدَالِ اُمَّتِيْ اَنَّهُمْ لَا

يَلْعَنُوْنَ شَيْئًا اَبَدًا ۔ (اخرجه ابن ابي الدنيا في الاولياء، ۲۸، الرقم: ۵۹، والمناوي في فيض القدير، ۴/ ۳۲۰، والعجلوني في كشف الخفاء، ۱/ ۲۷، والسيوطي في الحاوي للفتاوي: ۶۵۵)

"حضرت بکر بن خنیس مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کے ابدال کی علامت یہ ہے کہ وہ کبھی کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتے"۔ اسے امام ابن ابی دنیا نے روایت کیا ہے۔

ایک زمانے کے سوا ہر زمانے میں ابدال کا ذکر

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: لَمْ تَبْقَ الْاَرْضُ اِلَّا وَفِيْهَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ يَدْفَعُ اللهُ بِهِمْ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ وَتُخْرِجُ بَرَكَتَهَا اِلَّا مِنْ زَمَنِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ كَانَ وَحْدَهُ ۔ (اخرجه ابن جرير الطبري في جامع البيان، ۱۴/ ۱۹۲، والسيوطي في الحاوي للفتاوي: ۶۵۵)

"حضرت شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ اس زمین پر ہمیشہ چودہ اشخاص ایسے رہیں گے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اہلِ زمین سے آفات کو ٹالے گا اور ان کی خاطر زمین اپنی برکات اُگلے گی۔ سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ کے، بے شک وہ اپنے زمانے میں تنہا ہی سب کچھ تھے"۔

Scanned with CamScanner

(۳)

مصر کا بادشاہ

حضرت سیّدنا محمد بن علی مُرادانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں (بادشاہ مصر) ''احمد بن طولون'' کی قبر کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ ایک شخص اس کی قبر کے قریب قرآن کریم کی تلاوت کررہا ہے۔

پھر ایسا ہوا کہ اس شخص نے یکدم ''احمد بن طولون'' کی قبر پر آنا چھوڑ دیا۔ کافی عرصہ بعد میری اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا: ''کیا تو وہی شخص ہے جو ''احمد بن طولون'' کی قبر کے پاس قرآن پاک پڑھا کرتا تھا؟'' تو وہ کہنے لگا: ''آپ نے بجا فرمایا، میں ہی ابن طولون کی قبر کے پاس قرآن پڑھا کرتا تھا کیونکہ وہ ہمارا حاکم تھا اور عدل وانصاف کے معاملے میں مشہور تھا لہٰذا میں نے اس بات کو پسند کیا کہ اس کے لئے ایصال ثواب کروں۔ چنانچہ میں نے اس کی قبر کے پاس قرآن کریم کی تلاوت کرنا شروع کردی''۔

حضرت سیّدنا محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص سے پوچھا: ''پھر اب تم وہاں تلاوت کیوں نہیں کرتے؟'' وہ شخص کہنے لگا: ''ایک رات میں نے خواب میں ''احمد بن طولون'' کو دیکھا، اس نے مجھ سے کہا: ''تم میری قبر پر قرآن کی تلاوت نہ کیا کرو''۔ میں نے کہا: ''آپ مجھے تلاوتِ قرآن سے کیوں منع کررہے ہیں؟ اس نے جواب دیا: ''جب بھی تم قرآن مجید کی کوئی آیت تلاوت کرتے ہو تو مجھے سر پر زوردار ضرب لگائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے: ''کیا تم نے دنیا میں یہ آیت نہ سُنی تھی؟''

لہٰذا اس خواب کے بعد میں نے ''احمد بن طولون'' کی قبر پر تلاوت کرنا چھوڑ دی''۔

(عیون الحکایات)

(اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں قبر وحشر کے عذاب سے محفوظ رکھے، دین ودنیا میں عافیت اور کرم والا معاملہ فرمائے، قرآنِ حکیم کو ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے اور اس کی برکت سے ہمیں اپنی دائمی رضا عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴)

لطائف قرآنیہ اور بندۂ مومن کا حال

ابن جوزی کہتے ہیں میں نے اس حکمت میں غور کیا کہ آیت رجم کے الفاظ قرآن پاک میں سے کیوں ختم کر دیئے گئے جبکہ ان کا حکم بالاتفاق ثابت وجاری ہے مجھے اس کی دو وجہیں معلوم ہوئیں۔

ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر کمال مہربانی اور لطف ہے کہ انتہائی مشقت والے حکم کا براہ راست خطاب نہیں فرمایا بلکہ جلد اور کوڑے کی سزا کا ذکر فرمایا اور سنگسار کرنے کا ذکر چھوڑ دیا۔ اسی نوع کا بعض علماء کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احکام شاقہ (مشکل) میں تو مجہول کا صیغہ ذکر فرمایا جیسے (كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ) کہ تم پر روزے فرض کیے گئے گو یہ بھی ظاہر ہے کہ فرض کرنے والا خود وہی ہے اور جہاں کہیں راحت ومسرت کی بات ہوتی ہے تو صاف اپنی طرف نسبت فرمائی جیسے ''تمہارے ربّ نے اپنے ذمہ رحمت لازم کر لی ہے'' دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ امت کی فضیلت ظاہر فرماتا ہے: یہ لوگ کسی دلیل پر بھی کفایت کرتے ہوئے جان کی بازی لگانے کو تیار ہیں کیونکہ جب اس حکم پر اتفاق ہو گیا تو یہ بھی دلیل بنا گو نص قطعی کے درجہ میں نہیں اس جنس سے ہے خلیل علیہ السلام کا خواب دیکھ کر بیٹے کو ذبح کرنے کو تیار ہونا اگرچہ بیداری کی وحی زیادہ پختہ ہوتی ہے۔ (صید الخاطر)

تنگی کے بعد ہی آسانی آتی ہے

وہ ذات پاک ہے جو اپنی مخلوق میں غریب الوطنی ذلت ومسکنت ایسے تصرفات فرماتا ہے تاکہ ان کے صبر کا امتحان ہو اور آفات میں پڑ کر ان کے جوہر نمایاں ہوں یہی

آدم علیہ السلام جنہیں ملائکہ سجدہ کر رہے ہیں اور کچھ عرصہ بعد انہیں جنت سے نکالا جا رہا ہے اور یہ نوح علیہ السلام ہیں جنہیں مار مار کر بے ہوش کر دیا جاتا ہے اور کچھ دنوں بعد وہ سفینہ میں سوار نجات پا رہے ہیں اور دشمن غرق اور ہلاک ہو رہے ہیں اور یہ خلیل علیہ السلام ہیں جو آگ میں ڈالے جا رہے ہیں اور چند دن بعد سلامتی کے ساتھ باہر آ رہے ہیں اور یہ ہیں ذبیح علیہ السلام جو تسلیم امر میں چھری کے نیچے لیٹ رہے ہیں اور پھر عافیت وسلامتی پا رہے ہیں اور ابدی مدح وثنا کا انعام مل رہا ہے اور یہ یعقوب علیہ السلام ہیں بیٹے کے فراق میں بینائی بھی گئی اور پھر بینائی بھی لوٹ آئی اور بیٹے کی ملاقات بھی ہوئی اور یہ ہیں موسیٰ علیہ السلام جو بکریاں چرانے کے مشغلہ میں لگے ہیں اور کلیم کی مقام تک پہنچ گئے ہیں اور یہ ہیں ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (کبھی طائف کے بازاروں میں پتھر کھا کھا کر لہولہان ہو رہے ہیں اور کبھی عرش معلیٰ کی سیر فرما رہے ہیں)۔ (ایضاً)

سب سے بڑا جاہل

سب سے بڑا جاہل وہ ہے جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اور انجام بد کا خوف نہیں رکھتا کتنے بڑے بڑے سلاطین امراؤ وزراء اور اہل مال لوگ ہیں جنہوں نے خواہشات میں اپنے نفس کو آزاد چھوڑ رکھا ہے حلال وحرام کی بھی پرواہ نہ کی اور مرتے وقت ان کو لوٹی ہوئی لذتوں سے کہیں بڑھ کر ندامت اٹھانی پڑی اور حسرتوں کی وہ تلخیاں دیکھیں جن کے مقابلہ میں بلکہ ان کے ذرہ کے مقابلہ میں وہ مقام لذتیں ہیچ تھیں اور اگر صرف یہی ہوتا تو بھی غم وحزن کے لئے کافی تھا مگر یہاں تو ابھی ہمیشہ کی جزا سامنے ہے اس میں شک نہیں کہ طبعی طور پر دنیا محبوب ہے اور میں اس کے طالب پر اور اس کی مرغوبات کو حاصل کرنے والے پر کوئی اعتراض نہیں کرتا البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اس کے کسب میں غور کر لے اور اس کے حصول کے طریق کو دیکھ لے تاکہ اس کی لذت کا انجام عافیت وسلامتی والا ہو ورنہ اس لذت میں کیا خیر جس کے بعد سزا اور عذاب ہے بھلا وہ شخص کبھی عقلاء میں شمار ہوا ہے جسے کہا گیا ہو کہ تخت شاہی پر ایک سال کے لئے

بیٹھو پھر تجھے قتل کر دیں گے کبھی بھی نہیں بلکہ معاملہ برعکس ہی اور وہ یہ کہ عاقل وہ شخص ہے جو جہد و مشقت کی تلخیوں پر ایک سال نہیں بلکہ سالہا سال صبر کرتا ہے تاکہ انجام کار راحت و آرام پائے۔

حاصل کلام اور ایک خواب

حاصل کلام: تف ہے اس لذت پر جو اپنے پیچھے عذاب لائے، ہمیں عبدالرحمٰن بن محمد القراز نے خبر دی ان کو ابوبکر خطیب نے سنایا کہ ہمیں حسن بن ابی طالب نے بتایا کہ ہمیں یوسف بن عمر القواس نے خبر سنائی اس کو حسین بن اسماعیل نے پڑھ کر سنائی کہ ہمیں عبداللہ بن ابی سعد نے بتایا ان کو محمد بن مسلمہ بلخی نے بتایا ان کو محمد بن علی قہستانی نے بتایا کہ ہم کو دلف بن ابی دلف نے بتایا اور کہا کہ میں نے اپنے والد کی وفات کے بعد خواب دیکھا کہ ایک شخص آ کر کہہ رہا ہے کہ امیر نے بلایا ہے چلئے میں اس کے ساتھ ہو گیا وحشتناک گھر میں لے گیا تکلیف دہ گھر جس کی دیواریں سیاہ تھیں چھتیں ٹوٹی ہوئی دروازے اکھڑے ہوئے پھر وہ مجھے سیڑھیوں پر سے اوپر لے گیا اور ایک بالا خانہ میں داخل کر دیا جس کی دیواروں میں آگ کے آثار تھے اور اس کے فرش پر راکھ کے نشانات تھے اور میرا باپ ننگی حالت میں سر کو گھٹنوں کے درمیان جھکائے بیٹھا تھا اس نے مجھے سوالیہ انداز میں کہا کہ: دلف ہے؟ میں نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے اس پر اس نے یہ شعر پڑھے۔

(ترجمہ) ہمارے اہل و عیال کو جا کر بتادو اور ان سے کچھ بھی مت چھپاؤ جو کچھ ہم نے برزخ میں دیکھا ہے جو کہ خسارہ اور ناکامی کی جگہ ہے ہم سے ایک ایک بات کا سوال ہوا جو کچھ ہم نے کیا تھا لہٰذا میری وحشت پر رحم کھاؤ اور میرے ان حالات پر جو مجھے در پیش ہیں۔ کیا تو سمجھ گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں وہ پھر پڑھنے لگا:

(ترجمہ) اور اگر ہم جب مرے تھے چھوڑ دیئے جاتے، تو موت پر زندہ آدمی کے لئے راحت ہی راحت ہوتی لیکن ہمیں تو مرنے کے بعد زندہ کر لیا گیا اور اس کے بعد ایک ایک چیز کا ہم سے سوال ہوا ہے۔ (ایضا)

(۵)

عجیب مناظر

ایک صاحب وطن فرماتے ہیں ''میں چند رفقاء کے ہمراہ عدن سے چلا' رات کے وقت میرے پاؤں میں کچھ چوٹ لگ گئی جس کی وجہ سے پیچھے رہ گیا تنہا ساحل سمندر پر تھا دن بھر کے روزے کے بعد میرے پاس کھانے کو کوئی چیز نہیں تھی' اسی حالت میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک مجھے دو روٹیاں ملیں' جن پر ایک بھنی ہوئی چڑیا رکھی تھی' میں نے گوشت اٹھا کر ایک طرف رکھا اتنے میں ایک حبشی لوہے کی سلاخ لئے ہوئے آیا اور مجھ سے کہنے لگا ''اے ریاکار! اسے کھا''۔ میں نے ایک روٹی پرندے کے نصف گوشت سے کھائی اور ایک روٹی اور نصف گوشت کپڑے میں لپیٹ کر سرہانے رکھ کر سو گیا' بیدار ہوا تو کپڑا موجود تھا مگر اس میں نہ روٹی تھی نہ گوشت۔

☆ وہی صاحب باطن فرماتے ہیں: میں نے ۳۱۵ھ میں مکہ مکرمہ کے اندر غوث یعنی قطب کی زیارت کی۔ وہ سونے کی گاڑی پر تشریف فرما تھے جنہیں فرشتے سونے کی زنجیروں کے ذریعہ ہوا میں کھینچے لئے جا رہے تھے میں نے عرض کیا'' کہاں تشریف لے جا رہے ہیں!'' فرمایا: اپنے ایک بھائی کی ملاقات کے لئے جا رہا ہوں جس کے لئے میں مشتاق تھا میں نے عرض کیا: اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے وہ انہیں آپ تک پہنچا دیتا۔ فرمایا: تو پھر مجھے زیارت کا ثواب کس طرح ملتا؟ ان کا اسم گرامی حضرت احمد بن عبد اللہ بلخی تھا۔ (رضی اللہ عنہ)

☆ مشائخ عظام میں سے ایک صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ہم صلحاء کے ساتھ

Scanned with CamScanner

مکہ مکرمہ میں تھے ہم لوگوں میں ایک ہاشمی بزرگ بھی تھے ان پر غشی آئی' کچھ دیر بعد ہوش میں آئے تو انہوں نے ہم سے پوچھا: کیا آپ حضرات نے بھی کچھ دیکھا؟ ہم لوگوں نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا: ''میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ احرام باندھے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں میں نے پوچھا آپ کون لوگ ہیں؟ کہا ملائکہ' میں نے پوچھا آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسی محبت رکھتے ہیں؟ کہا: نحن حبنا جوانی وحبکم برانی ''میں نے کہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہماری محبت داخلی ہے اور آپ لوگوں کی محبت خارجی۔

فرشتوں کا حال

وہی شیخ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ایک شب' قبلہ بیت المقدس میں کھڑا نماز ادا کر رہا تھا' اچانک قبلہ دو حصوں میں ہو گیا اور جوں کا توں قائم رہا مجھے آسمان نظر آنے لگا میں نے دیکھا کہ آسمان سے بے شمار مخلوق آ رہی ہے ان کی تعداد خدا ہی کو معلوم اور یہ سب تسبیح پڑھ رہے ہیں:

سبحان من هو هو سبحان من ليس الا هو اهيا اشراهيا ۔

جب رات آخری مرحلہ میں داخل ہوئی ان میں سے ایک جو میرے پاس بیٹھا تھا مجھ سے پوچھتا ہے تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا: میں شب میں اس مقام پر عبادت کا خواہشمند ہوں اور آپ لوگ کون ہیں؟ اس فرشتہ نے کہا: ہم ملائکہ ہیں ہم بیت المعمور میں داخل ہوئے اور اب تا قیامت یہ شرف نہیں پائیں گے کیونکہ اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں تو اسی شب بیت المقدس میں آتے ہیں' صخرہ پر جاتے ہیں اس کے بعد بیت الحرام جاتے ہیں وہاں سات بار طواف کر کے مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھتے ہیں وہاں سے مدینہ منورہ جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں اس کے بعد واپس اپنی صف میں چلے جاتے ہیں۔ فرشتے جب وہاں سے اوپر بلند ہوئے تو قبلہ شریف کے دونوں حصے پھر باہم مل گئے اور صبح ہو گئی۔

جب کرم ہوتا ہے

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں جبل نور پر تھا' وہاں میرے پیر میں ایک ہڈی چبھ گئی' میں نے نکالنے کی انتھک کوشش کی مگر نا کام رہا۔ مدت تک وہ میرے پیر میں رہی یہاں تک کہ پیر سوج گیا اور اس میں پیپ مواد بھر گیا جس سے پیر کالا ہو کر بھری مشک کی طرح ہو گیا میں ایک درخت تلے پڑا تھا' آنکھ لگ گئی' اس وقت مجھے کچھ بو محسوس ہوئی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کالا سانپ پاؤں میں ہڈی کی جگہ منہ لگائے ہوئے ہے اور زخم سے پیپ مواد اور خون کھینچ کر اگل رہا ہے یہاں تک کہ ہڈی تک پہنچا اور اسے بھی نکال پھینکا اس کے بعد کوئی نرم شئے میرے پیر پر لگائی' معلوم نہیں وہ اس کی زبان تھی یا دم؟ میں اٹھا تو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ میرے کس پیر میں تکلیف تھی' خون پیپ اور ہڈی وہیں پڑی تھی اور درد کافور تھا۔ اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ (روض الریاحین)

(۶)

تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول

شیخ ابو ابراہیم وَرّاد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حج و زیارت کی سعادت پائی، زادِ راہ کی قلّت (اخراجات کی کمی) کے سبب قافلے والے مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں مجھے اکیلا چھوڑ کر روانہ ہوگئے۔ میں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر فریاد کی: ''یارسول اللہ! میرے رُفقا مجھے تنہا چھوڑ کر جا چکے ہیں''۔ جب سویا تو خواب میں جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرفیاب ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مکہ شریف جاؤ، وہاں ایک شخص زمزم کے کنویں پر پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہا ہوگا، اُس سے کہنا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حکم دیا ہے کہ مجھے میرے گھر تک پہنچا دو''۔ میں حسبِ ارشاد مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وّتعظیماً پہنچا اور زمزم شریف کے کنوئیں پر گیا، جہاں ایک شخص پانی کھینچ رہا تھا، اِس سے پہلے کہ میں کچھ کہوں، وہ کہنے لگا: ''ٹھہرو! میں ذرا لوگوں کو پانی پلا لوں''۔ جب وہ فارغ ہوا تو رات ہو چکی تھی۔ اُس نے کہا: ''بیت اللہ شریف کا طواف کر لو پھر میرے ساتھ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کے بالائی (اونچائی والے) حصے کی طرف چلو''۔ چنانچہ میں طواف سے مشرف ہونے کے بعد اس کی ساتھ اس کے قدم بقدم چل پڑا۔ جب صبح قریب ہوئی تو میں نے خود کو ایسی وادی میں پایا جس میں بہت گھنے درخت اور پانی کے چشمے تھے، میں نے سوچا وہ وادی تو میری وادی ''شفشاوہ'' جیسی لگتی ہے۔ جب اچھی طرح سپیدہ سحر (فجر کا اُجالا) نمودار ہوا اور میں نے غور سے دیکھا تو واقعی وہ

وادی ''شفشاوہ'' ہی تھی۔ میں خوشی خوشی اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچا اور اپنے مکان پہنچنے کی داستانِ کرامت نشان سنا کر سب کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا! لوگوں نے میرے قافلے کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ وہ تو مجھے مفلس و نادار سمجھ کر مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں اکیلا چھوڑ کر سوئے وطن روانہ ہوگئے تھے۔ کچھ لوگوں نے میری بات کو درست تسلیم کیا اور بعض نے مجھے جھٹلایا، چند ماہ گزرے تو میرا قافلہ آ پہنچا اور لوگ حقیقت حال سے واقف ہوئے اور الحمد للہ تعالیٰ! سب نے مجھے سچا مان لیا۔ (شواھد الحق ص ۲۲۹) (چونکہ پہلے زمانے میں اُونٹوں اور خچروں وغیرہ پر سفر ہوا کرتا تھا، غالباً اسی وجہ سے قافلہ کچھ مہینوں کے بعد پہنچا۔)

پھنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول

(حدائقِ بخشش شریف)

Scanned with CamScanner

(۷)

اللہ تعالیٰ کا گروہ

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ كَانُوْا اَوْتَادَ الْاَرْضِ فَلَمَّا انْقَطَعَتِ النُّبُوَّةُ اَبْدَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَكَانَهُمْ قَوْمًا مِنْ اُمَّةِ اَحْمَدَ يُقَالُ لَهُمُ الْاَبْدَالُ لَمْ يُفَضِّلُوا النَّاسَ بِكَثْرَةِ صَوْمٍ وَّلَا صَلَاةٍ وَّلَا تَسْبِيْحٍ وَّلٰكِنْ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَبِصِدْقِ الْوَرَعِ وَحُسْنِ النِّيَّةِ وَسَلَامَةِ قُلُوْبِهِمْ لِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالنَّصِيْحَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰی ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِهٖ بِصَبْرٍ وَّحِلْمٍ وَّلُبٍّ وَتَوَاضُعٍ مُذِلَّةٍ فَهُمْ خُلَفَاءُ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ قَوْمٌ اِصْطَفَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِنَفْسِهٖ وَاسْتَخْلَصَهُمْ بِعِلْمِهٖ لِنَفْسِهٖ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ صِدِّيْقًا مِنْهُمْ ثَلَاثُوْنَ رَجُلًا عَلٰی مِثْلِ يَقِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ بِهِمْ تُدْفَعُ الْمَكَارِهُ عَنْ اَهْلِ الْاَرْضِ وَالْبَلَايَا عَنِ النَّاسِ وَبِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ لَا يَمُوْتُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ اَبَدًا حَتّٰی يَكُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ اَنْشَاَ مَنْ يَّخْلُفُهٗ وَلَا يَلْعَنُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يُؤْذُوْنَ مَنْ تَحْتَهُمْ وَلَا يَتَطَاوَلُوْنَ عَلَيْهِمْ وَلَا يَحْقِرُوْنَهُمْ وَلَا يَحْسُدُوْنَ مَنْ فَوْقَهُمْ وَلَا يَحْرُصُوْنَ عَلَی الدُّنْيَا لَيْسُوْا بِمُتَمَاوِتِيْنَ وَلَا مُتَكَبِّرِيْنَ وَلَا مُتَخَشِّعِيْنَ اَطْيَبُ النَّاسِ خَبَرًا وَّاَوْرَعُهُمْ اَنْفُسًا طَبِيْعَتُهُمُ السَّخَاءُ وَصِفَتُهُمُ السَّلَامَةُ مِنْ دَعْوَی النَّاسِ قَبْلَهُمْ لَا

تَتَفَرَّقُ صِفَتُهُمْ لَيْسُوا الْيَوْمَ فِيْ حَالِ خَشْيَةٍ وَغَدًا فِيْ حَالِ غَفْلَةٍ وَّلٰكِنْ مُدَاوِمِيْنَ عَلٰی حَالِهِمْ وَهُمْ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ لَا تَتَدَارَكُهُمُ الرِّيْحُ الْعَاصِفُ وَلَا الْخَيْلُ الْمُجْرَاةُ قُلُوْبُهُمْ تَصْعَدُ فِی السَّمَآءِ ارْتِيَاحًا اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَاشْتِيَاقًا اِلَيْهِ قَدَمًا فِيْ اِشْتِيَاقِ الْخَيْرَاتِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ﴿اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

(اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول، ۱/۲۶۲)

نبیوں کے وارث

’’حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک انبیاء علیہم السلام اس زمین کے اوتاد تھے، پس جب نبوت کا اختتام ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے بعض ایسے لوگوں کو مقرر کیا جنہیں ابدال کہا جاتا ہے اور جو لوگوں کو کثرتِ نماز وروزہ اور تسبیح کی بناء پر فضیلت نہیں دیتے بلکہ مسلمانوں کو حسنِ خلق، صدق وورع، حسنِ نیت اور سلامتِ قلوب کی بناء پر فضیلت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی رضا طلب کرتے ہوئے صبر وحلم وعقل وتواضع کے ساتھ لوگوں کی خیر خواہی کرتے ہوتے ہیں، پس وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خلفاء ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چن لیا ہے۔ انہیں اپنے علم کے ساتھ اپنے لئے خاص کرلیا ہے اور وہ چالیس صدیق ہیں۔ ان میں سے تیس حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے یقین کے مثل ہیں اور ان کے ذریعے اہلِ زمین سے مصائب اور لوگوں سے آزمائشوں کو ہٹایا جاتا ہے، انہی کے ذریعے بارش برسائی جاتی ہے اور انہی کے ذریعے لوگوں کو رزق دیا جاتا ہے، ان میں سے کوئی آدمی فوت نہیں ہوتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

اس کا نائب پیدا کر دیتا ہے۔

ان کی علامات

وہ (اپنے مقام ومرتبہ کا) کھلے عام اعلان نہیں کرتے، نہ اپنے ماتحت کو تکلیف دیتے ہیں اور نہ ہی ان پر ظلم وزیادتی کرتے ہیں اور نہ انہیں حقیر جانتے ہیں اور نہ ہی اپنے سے بلند رتبہ پر حسد کرتے ہیں اور نہ ہی دنیا کے لئے حریص ہیں، نہ وہ عبادت میں غفلت کرنے والے اور نہ ہی تکبر کرنے والے اور نہ ہی خوامخواہ عاجزی کا اظہار کرنے والے ہیں۔ صبر کے اعتبار سے تمام لوگوں سے پاکیزہ اور تمام لوگوں سے زیادہ متقی وپرہیزگار ہوتے ہیں، ان کی طبیعت میں سخاوت ہے اور ان کا وصف اپنے سے پہلے لوگوں کے دعووں سے محفوظ ہوتا ہے اور ان کے یہ اوصاف کبھی ختم نہیں ہوتے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ آج وہ خشیت کی حالت میں ہوں اور کل حالتِ غفلت میں ہوں بلکہ وہ اپنے حال پر قائم رہتے ہیں۔ انہیں تیز چلنے والی آندھی اور تیز رفتار گھوڑے بھی نہیں پا سکتے۔ ان کے دل آسمانوں کی طرف اللہ تعالیٰ کے شوقِ (ملاقات) میں سکون پاتے ہوئے بلند ہوتے ہیں اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں سے ہیں: (خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے)''۔

(۸)

چڑیا اور چیونٹی کی مثال

حضرت سیّدنا محمد بن نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں حضرت سیّدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے۔ میں نے عرض کی: ''حضور! مجھے کچھ نصیحت فرمائیے''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اس فانی دنیا میں چیونٹیوں کی یہ عادت ہے کہ وہ گرمیوں میں اپنے لئے دانے وغیرہ بلوں میں جمع کر لیتی ہیں تاکہ سردیوں میں انہیں خوراک کے لئے باہر نہ نکلنا پڑے اور آرام سے جمع کی ہوئی خوراک کھاتی رہیں۔ ایک مرتبہ اسی مقصد کے لئے ایک چیونٹی اپنے بل سے نکلی، اس نے دانہ لیا اور دوبارہ بل کی طرف جانے لگی۔ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور چیونٹی کو دانے سمیت کھا گئی۔ اب نہ تو وہ چیز باقی رہی جسے وہ چیونٹی جمع کرنا چاہتی تھی اور نہ ہی وہ چیونٹی باقی رہی کہ اپنی جمع کی ہوئی چیز کھا لیتی۔

میں نے عرض کی: ''حضور! مزید کچھ نصیحت فرمائیے''۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''تیرا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس کا مسکن (رہائش) قبر ہو اور گزرگاہ پل صراط ہو (جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے بھی زیادہ تیز ہے) اور میدان حشر اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہو جہاں اس سے حساب لیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے حساب لینے والا ہو۔ پھر اس شخص کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ میں حساب وکتاب کے بعد جنت میں جاؤں گا اور مبارک باد کا مستحق ہوں گا یا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میرا ٹھکانا ہو گی اور میں وہاں عذاب دیا جاؤں گا۔ ہائے حسرت وافسوس! ایسے بندے کا غم کتنا طویل ہو گا، اور اس کو

کیسی کیسی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہائے! ہائے! اس وقت رونا تو ہوگا لیکن تسلّی دینے والا کوئی نہ ہوگا، اور اس وقت خوف ودہشت تو طاری ہوگی لیکن کوئی امن دینے والا نہ ہوگا''۔

بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے بار بار یہی فرماتے رہے: ''ذرا اپنی حالت پر غور کر! (اس دن تیرا کیا حال ہوگا)، ذرا اپنی قبر کے بارے میں سوچ! اس میں تیرے ساتھ کیا معاملات پیش آئیں گے؟ دنیاداروں سے تعلقات کم کردے، اور کبھی بھی اس بات کو پسند نہ کر کہ لوگ تیری تعریف کریں اور اپنے اعمال پر لوگوں سے اپنی تعریف سننے کی خواہش نہ کر۔ دُنیوی نام ونمود نہ چاہ، عزت والا وہی ہے جو ربّ تعالیٰ کے ہاں معزز ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلیل ہے بظاہر وہ دنیا میں کتنا ہی معزز ہو حقیقتاً وہ ذلیل ہے''۔ (عیون الحکایات)

اے اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت میں عزت عطا فرما، ہر عمل اپنی رضا کی خاطر کرنے کی توفیق دے، حُبِ دنیا اور مال ودولت کی حرص سے ہمیں محفوظ رکھ، قبر وحشر، حساب وکتاب اور برزخ کے تمام معاملات میں ہمارے ساتھ آسانی اور نرمی والا معاملہ فرما۔ یا اللہ تعالیٰ تُو تو غفار ہے اور ہمارے پلّے کچھ بھی نہیں، اے ہمارے پاک پروردگار تجھے تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ ہمیں بے سبب بخش دے، اور ہم پر اپنا خصوصی رحم وکرم فرما۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

بے سبب بخش دے نہ پوچھ عمل
نام غفار ہے ترا یا ربّ!

(۹)

لذّت کی قسمیں

تمام کی تمام لذتیں حسی ہیں یا عقلی اور حسی لذتوں میں سب سے اعلیٰ لذت نکاح ہے اور عقلی لذتوں میں سب اعلیٰ لذت علم ہے اور جسے دنیا میں یہ آخری لذت مل گئی گویا اس نے سب کچھ پالیا اور میں طالب کو ان دونوں میں سے بھی اعلیٰ مطلوب کی نشاندہی کروں گا مگر خود طالب کی بھی کچھ علامتیں ہیں مثلاً یہ کہ اسے بلند ہمت عطاء ہوئی ہو اور یہ ہمت بچے کے ساتھ آتی ہے چنانچہ بچپن ہی سے تو دیکھ لے گا کہ وہ عالی امور کی طلب وتلاش میں ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: جناب عبدالمطلب کا مصلی حطیم میں بچھا ہوتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم طفولیت میں تھے تشریف لاتے اور اس پر بیٹھ جاتے تھے اور عبدالمطلب کہا کرتے تھے کہ میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہوگی اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اگر عالی ہمتی تو ہو مگر مطلوب جن کو کل تک یتیم کہا جاتا تھا جن کو عجیب طرح کے انقلابات پیش آئے کبھی اعداء کی طرف سے کبھی فقر وفاقہ کی راہ سے مگر آپ جبل حراء سے بھی بڑھ کر ثابت رہے پھر جب آپ کی مراد فتح والی پوری ہوگئی اور اکبر الملوک (سب سے بڑے بادشاہ) کی غرض انتہا کو پہنچی اہل ارض والا مقصد پورا ہوگیا تو سفر آخرت والا مہمان حاضر خدمت ہوا تو آپ نے واکرباہ بھی کہا کہ اف میری تکلیف بس۔ جو شخص دنیا کے سمندر کا نظارہ کرتا ہے اور جان لیتا ہے کہ موجوں کا سامنا کیسے کیا جاتا ہے زمانے کی آزمائشوں میں کیسے صبر کیا جاتا ہے تو وہ کسی مصیبت کو ہولناک نہیں سمجھتا اور کسی وقتی مسرت وراحت پر خوش نہیں ہوتا۔ (صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

جلد بازی سے کام نہ لو

عاقل کے لئے مناسب ہے کہ اپنے عزم پر رواں ہونے سے پہلے اپنا وزن کر کے دیکھ لے کہ ہمت کہاں تک ہے اور لوگوں سے بچ کر اپنے طور پر کچھ تجربہ بھی کر دیکھے مبادا کسی حالت میں مبتلا ہو جائے اور صبر نہ کر سکے اور پیچھے ہٹے تو رسوائی ہو مثلاً ایک آدمی نے زاہد لوگوں کا تذکرہ سن کر عمدہ لباس اتار پھینکا اور گھٹیا کپڑے پہن لئے اور ایک کونہ میں الگ بیٹھ گیا دل پر موت اور آخرت کا ذکر غالب آنے لگا مگر کچھ وقفہ کے بعد ہی طبعی تقاضہ نے پہلی عادت اور حالات پر لوٹنے کا اصرار کرنا شروع کر دیا۔۔۔۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو یکدم اپنی سابقہ عادت سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں جیسا کہ مرض کی وجہ سے ضعیف انسان یکدم مرغن غذائیں کھانے لگتا ہے اور کچھ میانہ روی رکھتے ہیں جیسے کوئی مذبذب آدمی ہوتا ہے۔۔۔۔ عاقل انسان وہ ہے جو اپنی ذات کو لوگوں میں متوسط قسم کے لباس کے ذریعہ چھپائے رکھتا ہے اہل خیر سے خارج نہیں ہوتا اور اہل فاقہ کی وضع بھی اختیار نہیں کرتا اگر عزم قوت پکڑ لے تو اپنے گھر میں بقدر ہمت عمل کر لیتا ہے اور اوجھل رہنے کے لئے لباس زینت سے بچتا ہے مخلوق کے سامنے کچھ ظاہر نہیں کرتا ایسا آدمی ریاء سے بہت دور اور رسوائی سے مکمل محفوظ ہے اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جن پر امیدوں کی کمی اور آخرت کا ذکر غالب آ جاتا ہے حتیٰ کہ وہ علم کی کتابیں بھی دفن کر بیٹھتے ہیں میرے نزدیک یہ عمل بہت بڑی غلطی ہے گو بڑے لوگوں کی ایک جماعت سے یہ عمل منقول ہے اور میں نے اپنے بعض مشائخ کی خدمت میں یہ قصہ نقل کیا تو فرمایا: ایسے حضرات سب غلطی پر تھے مگر میں نے بعض کے لئے یہ تاویل کی ہے کہ ان کی کتابوں میں بعض ضعیف راویوں کی احادیث بھی تھیں جن کو وہ ممتاز نہ کر سکے چنانچہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے ہی منقول ہے بہر حال اگر مقصود حاصل نہ ہو تو کیا کرے اس کا جواب یہ ہے کہ ایک نوع کا مطلوب نہ ملے تو دوسری نوع سے اس کا بدل مل جاتا ہے پھر یہ بات خود بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمت وعزت عطاء فرمائے اور اس میں تعاون نہ فرمائے لہٰذا خود

اپنے حال میں غور کرنا چاہئے ممکن ہے تجھے کچھ عطاء فرمایا ہو جس کا تو شکر نہیں کر پایا یا تجھے کسی آزمائش میں ڈالا ہو جس پر تو صبر نہیں کر سکا۔

عافیت وسلامتی والی لذت

یہ بھی جان رکھو کہ کبھی تجھ سے دنیاوی لذات روک لی جاتی ہیں تا کہ تجھے لذات علم سے نوازا جائے کیونکہ تو ضعیف ہے ممکن ہے دونوں قسم کی لذتوں کو جمع کرنے کی طاقت نہ ہو لہٰذا وہ تیری مصلحت سے خوب واقف ہیں اور جو تفصیل میں نے تجھے بتانے کا ارادہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ طلب علم کی ابتدا کرنے والے نوجوان کو چاہئے کہ ہر علم کا کچھ حصہ حاصل کرے اور علم فقہ کو سب سے اہم سمجھے اور علوم نقلیہ کے حصول میں کوتاہی نہ کرے کہ کاملین کی سیرتوں کا علم بھی نقل ہی کے ذریعہ ہوتا ہے اور جب فصاحت کا کچھ حصہ نصیب ہو جائے اور علم لغت ونحو کا اس پر اضافہ ہو جائے تو اس کی زبان کی چھری بہترین سان پر تیز ہو گئی ہے اور علم جب حق جل مجدہ کی معرفت وطاعت تک پہنچا دے تو اس کے لئے وہ دروازے کھل جائیں گے جو اوروں کے لئے نہیں کھلتے اور یہ بھی مناسب ہے کہ بڑی سمجھ داری کے ساتھ کچھ وقت کسب وتجارت کے لئے نکالے مگر اس میں کوئی نائب بنائے بذاتِ خود نہ لگے اور ایسی زندگی کی تدبیر کرے جس میں اسراف وتبذیر نام کی کوئی چیز نہ ہو یقیناً علم کی روایت اور اس پر عمل جو معرفت حق جل مجدہ کے درجہ تک ہی حواس وشعور پر اثر انداز ہوتا ہے اور بسا اوقات وصول الی المطلوب کی لذت اسے ہر شی سے مصروف کر دیتی ہے واہ کیسی لذیذ ہے یہ حالت جو عافیت وسلامتی والی ہے۔ (ایضاً)

Scanned with CamScanner

(۱۰)

ابدال اور شاہانہ ٹاٹھ باٹھ

ایک بزرگ کو بتایا گیا کہ دس ابدالوں میں سے تین فلاں جگہ رہتے ہیں' فرماتے ہیں میں ان کی تلاش میں چلا معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک جامع مسجد کے امام ہیں' ان کا لباس نہایت خوبصورت تھا' بڑا سا پٹکا کمر میں باندھے ہوئے تھے انکا اسم گرامی ابراہیم تھا اور بقیہ دو حضرات کے اسماء حسن اور حسین تھے میں مغرب اور عشاء کے درمیان امام ابراہیم کی خدمت میں گیا سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کیا: آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں وہ نہایت خوش مزاجی سے ملے۔ عشاء کی نماز پڑھا چکے تو میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے دولت کدہ پر لے گئے میں نے دیکھا وہ نہایت عالی شان مکان تھا بہت سے خدام کام کر رہے تھے ہمارے لئے وسیع دستر خوان آراستہ کیا گیا اور بہت سا کھانا چنا گیا۔ حضرت حسن اور حضرت حسین ساتھ کھانے کے لئے بیٹھے مگر حضرت ابراہیم شریک طعام نہیں ہوئے میں نے وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ وہ محض دودھ نوش فرماتے ہیں۔ ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو ان کے لئے نہایت نفیس اور آرام دہ بستر بچھایا گیا وہ اس پر سوئے میں انہیں دیکھتا رہا کچھ رات گزری تو بستر سے اٹھے اور وضو کئے بغیر دو رکعت نماز پڑھی' پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ اور سلام پھیر کر لا الـٰـہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر کلہ وھو علی کل شیئ قدیر اَللّٰھُمَّ لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد تین بار بلند آواز سے پڑھا اس کے بعد پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے

بعد سورہ فلق اور دوسری میں سورہ الناس پڑھ کر نماز پوری کی اور پھر وہی دُعا تین بار پڑھی پھر تیسری بار نماز کی نیت کی' اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری میں تین بار سورہ اخلاص پڑھی اور سلام پھیر کر وہی ذکر کیا اور اپنے بستر میں جا لیٹے۔

فجر کا وقت ہوا تو اٹھ کر اذان کہی' وضو کئے بغیر فجر کی سنت پڑھی' اور مسجد کے لئے تشریف لے گئے میں نے اس کے پاس کئی ماہ گزارے (اور انہیں اسی معمول پر دیکھا) جب عرفہ کا دن آیا تو مجھ سے فرمایا: ''آج تم سورہ انبیاء اور سورہ حج کی تلاوت اس طرح کرو کہ جب کسی نبی کا ذکر آئے تو ان پر اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہو اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں حج بیت اللہ ادا کرنے والے کا ثواب عطا فرمائے گا''۔

پلک جھپکتے ہی مکہ شریف پہنچا دیا

اس دن نماز چاشت کے بعد حضرت حسن میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے گھر پہنچے جہاں تمام لوگ احرام پہنے تیار تھے۔ مجھے بھی دو چادریں عنایت کیں اور فرمایا' احرام کی نیت کر لو اس کے بعد ہم سب لوگ گھر سے چلے۔ انہوں نے اپنے ہمراہ ایک ڈبہ اٹھایا جس میں درہم بھرے ہوئے تھے۔ مقبرے سے ہو کر ہم نکلے اور سب نے دو رکعت نماز پڑھی حضرت ابراہیم نے مجھ سے کہا' حج کی نیت کرو اور پھر سب نے لبیک پکارا۔ اس کے بعد انہوں نے سجدے میں سر رکھا تو میں نے بھی سجدے میں سر رکھا تھوڑی دیر بعد انہوں نے سر اٹھایا تو میں نے بھی سر اٹھایا۔ مجھے ایسی پہاڑیاں نظر آنے لگیں جنہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور میں نے بہت سے اونٹوں اور آدمیوں کو جاتے دیکھا۔ حضرت ابراہیم نے مجھ سے فرمایا یہ لوگ منیٰ سے عرفات جا رہے ہیں پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم مسجد عرفات جا پہنچے وہاں پانی خرید کر غسل کیا اور روٹی کھجور خرید کر مجھ سے کہا کھاؤ' میں نے کہا میرا روزہ ہے فرمایا اپنے نبی کی مخالفت نہ کرو ایسے روز حضور نے افطار فرمایا ہے۔ سورج غروب ہونے کے وقت درہموں سے بھرا ڈبہ میرے حوالے کیا اور فرمایا: اسے اپنی ضرورت میں خرچ کرو اور ملک شام میں رہائش اختیار کرو۔ پھر تشریف لے گئے اور دوبارہ میں نے ان کی کبھی زیارت نہیں کی۔ (روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(۱۱)

سُنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوبِ باری کو

یہ دو حضرات عفراء کے لڑکے تھے۔ جنگ بدر میں ان دونوں نے جو کارنامہ سر انجام دیا وہ ہر دور کے مسلمانوں کی اولاد کیلئے مشعل راہ ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگ بدر میں جب مجاہدین کی صف بندی ہوئی تو دو کم عمر لڑکے میرے دائیں بائیں موجود تھے میں دل میں سوچ رہا تھا کہ کفار کے ساتھ یہ پہلا معرکہ ہے اگر میرے دائیں بائیں مضبوط نوجوان ہوتے تو بوقت ضرورت ایک دوسرے کی معاونت ہوتی۔ یہ میرے ساتھی میرے ساتھ کیا تعاون کر سکیں گے؟ ابھی یہ تصور میرے ذہن میں تھا کہ ایک لڑکے نے سوال کیا کہ اے چچا جان! ابوجہل کہاں ہے؟ آپ اس کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں جانتا ہوں، تجھے ابوجہل سے کیا واسطہ ہے؟ لڑکے نے غیرت ایمانی سے لبریز الفاظ میں جواب دیا: مجھے خبر ملی ہے کہ وہ میرے ہادی و مرشد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی بکتا ہے۔ خدا کی قسم! میں اس کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

تم صاحب قوت سہی مانا کہ ہم میں دم نہیں
اب آخری ہے فیصلہ یا تم نہیں یا ہم نہیں

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لڑکے کے جرات مندانہ کلمات نے مجھے حیرت میں ڈال دیا کہ منہ چھوٹا اور بات بڑی۔ ابھی میں اس لڑکے کو جواب دے ہی رہا تھا کہ دوسرے لڑکے نے مجھے یہی بات دہرائی۔

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

بچوں نے ابوجہل کا خاتمہ کر دیا

ابھی بچوں کی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ ابوجہل کفار کی صفوں میں گھومتا ہوا نظر آیا تو میں نے ان لڑکوں کو بتایا کہ وہ سامنے تمہارا مطلوب شخص نظر آ رہا ہے۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ننھے شاہین ابوجہل پر شیر کی طرح لپکے اور اپنی تلواروں سے ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ کفار کے سپہ سالار اور سرغنہ کو وہیں ڈھیر کر دیا اور اپنی تلواریں فضا میں لہراتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی کاروائی کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تم میں سے کس نے ابوجہل کو قتل کیا ہے؟'' دونوں نے دعویٰ کیا، ایک کہتا تھا میں نے مارا ہے، دوسرا کہتا تھا میں نے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں'' انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کی تلواروں کا معائنہ کیا تو وہ خون آلود تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم دونوں نے یہ کام سرانجام دیا ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب من لم یخمس الاسلاب: ۲۹۷۲)

دوسری روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ابوجہل کی حالت دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے معرکہ میں جا کر دیکھا کہ لڑکوں نے اس کو اس قدر کاری ضربیں لگائی تھیں کہ وہ قریب المرگ تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کی داڑھی پکڑ کر پوچھا کیا تو ہی ابوجہل ہے؟ تو اس نے جواب دیا کیا تم نے مجھ سے کوئی بڑا آدمی بھی مارا ہے؟ یہ اس کے متکبرانہ کلمات تھے۔ (صحیح البخاری، المغازی، باب قتل ابی جھل: ۳۷۴۵)

شہادت ہے مشن اپنا

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اصابہ میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں

Scanned with CamScanner

ذکر کیا ہے کہ جب معاذ رضی اللہ عنہ نے ابوجہل پر حملہ کیا تو اس کا لڑکا عکرمہ دوڑتا ہوا آیا اور اس نے حضرت معاذ پر حملہ کر کے اسکا بازو کاٹ دیا لیکن اس بازو کی شریانیں کچھ باقی تھیں جس کی وجہ سے وہ لٹک رہا تھا۔ وہ لڑکا اسی حالت میں کفار سے لڑتا رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ بازو لڑنے میں رکاوٹ بنتا ہے تو اس نے پاؤں رکھ کر بازو جسم سے جدا کر دیا۔ وہ جرات کا پہاڑ ایک ہی بازو سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک اسلام کی خدمت کے لئے لڑتا رہا حتیٰ کہ اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔

ہمیں دنیا سے کیا حاصل شہادت ہے مشن اپنا
دفن ہوں گے پہاڑوں میں برف ہو گی کفن اپنا

(۱۲)

جمعۃ المبارک اور اس کی فضیلت

جمعہ کو اہل ایمان کے لئے عید قرار دیا گیا ہے اس لئے کچھ معلومات اس بارے میں ہونا ضروری ہیں تو یاد رکھو! اس لفظ کے کئی اعراب ہیں۔

(۱) جُمُعَة۔ میم کے پیش کے ساتھ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

(۲) جُمْعَة۔ میم کے سکون کے ساتھ اور یہ بھی ایک قراءت ہے جیسے کہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور امام اعمش رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

(۳) جُمَعَة۔ میم کے فتحہ کے ساتھ۔ (قرطبی: احکام القرآن ص۹۷ ج۱۸)

(۴) جُمِعَة۔ میم کے کسرہ کے ساتھ۔ (روح المعانی ص۹۹ ج۱۴)

علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح البخاری (ص۱۶۱ ج۶) پر ایک اور لغت نقل فرمائی ہے اور وہ ہے:

(۵) جُمَّعَة۔ میم کی تشدید اور ضمہ کے ساتھ۔

لیکن ان سب میں سب سے فصیح لفظ پہلا ہے یعنی میم کے ضمہ (پیش) کے ساتھ۔ (روح المعانی ص۹۹ ج۱۴)

یہ بھی یاد رہے کہ جمعہ کے دن کو پہلے عروبہ کہتے تھے۔ علامہ آلوسی نے علامہ شیشی سے نقل کیا ہے کہ عروبہ سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں: رحمت۔

(روح المعانی ص ۹۹ ج ۱۴ عن مختصر کتاب التذییل والتکمیل للشیشي)

Scanned with CamScanner

یہ نام کب تبدیل ہوا اور اس کو جمعہ کیوں کہا گیا اس کی مختلف وجوہات علماء نے بیان کی ہیں۔

۱-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کو جمعہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ جمعہ جمع ہونے سے ماخوذ ہے اور اس دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی جمع فرمائی تھی۔ اس کی تائید میں علامہ عینی نے ابن خزیمہ کے حوالے سے ایک حدیث بھی نقل فرمائی ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ جمعہ کی کیا خصوصیت ہے؟ (یعنی کس وجہ سے اسے جمعہ کہا جاتا ہے) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دن تمہارے ابا حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت جمع کی گئی تھی۔

۲-اس دن کو جمعہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن قریش قصی کے پاس دار الندوہ میں جمع ہوتے تھے۔

۳-اس دن کو جمعہ کہنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس دن کعب بن لوی اپنی قوم کو جمع کر کے وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے۔ (عمدة القاری ص ۱۶۱ ج ۶)

ان دونوں قول (نمبر۲ اور نمبر۳) کی بنیاد پر اس کو جمعہ کا نام دینے والے قریش تھے چاہے قصی کے زمانے میں ہو یا کعب بن لوی کے زمانے میں۔

۴-لیکن علامہ ابن حزم کی رائے یہ ہے کہ یہ خالص اسلامی نام ہے اور اسے یہ نام دینے والے انصار مدینہ تھے اور اس کی تائید میں علامہ ابن حزم نے علامہ ابن سیرین کی وہ بات نقل کی ہے جسے علامہ قرطبی، علامہ آلوسی، علامہ عینی، حافظ ابن حجر اور اکثر محدثین ومفسرین نے نقل کیا ہے کہ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل انصار نے یہ سوچا کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے اپنے لئے ایک خاص دن مقرر کر رکھا ہے۔ (یہودیوں نے ہفتہ اور عیسائیوں نے اتوار) جس میں ہر سات دن

کے بعد جمع ہو کر عبادت کرتے ہیں۔ دین کی باتیں کرتے ہیں اور اس میں وعظ ونصیحت بھی ہوتی ہے تو ہمیں بھی کوئی ایسا دن متعین کر لینا چاہیئے (جس میں ہم سب مل کر عبادت کریں اور کوئی شخص کچھ وعظ ونصیحت کر دے) چنانچہ ان حضرات نے عروبہ کا دن متعین کیا اور اس کا نام جمعہ رکھا اس لئے کہ اس دن وہ جمع ہوتے تھے۔

(عمدة القاری وروح المعانی وغیرھا)

آخرت میں جمعہ کا نام یوم المزید ہوگا اس لئے کہ جنت میں ہر جمعہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اہل جنت پر تجلی فرمائے گا اور انہیں جو نعمتیں حاصل ہوں گیں ان سے مزید نعمتیں عطا فرمائیں گے۔ (روح المعانی ص ۱۰۱ ج ۱۴)

بہترین اور نورانی دن

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ان النبی صلی الله علیه وسلم قال خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه ادخل الجنة وفیه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا فی یوم الجمعة ۔ (مسلم ۱٤۱۱، ترمذی ٤٥٠)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن ان کو جنت سے نکالا گیا اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی“۔

☆ **عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کان النبی صلی الله علیه وسلم یقول لیلة الجمعة غراء ویومها ازهر ۔**

(مسند احمد ۲۲۲۸)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے تھے جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن بہت سفید اور نمایاں دن ہے“۔

عیدین سے بھی افضل دن

عن ابی لبابة بن عبد المنذر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ان يوم الجمعة سيّد الايام واعظمها عند الله وهو اعظم عند الله من يوم الاضحى ويوم الفطر .

(ابن ماجه ١٠٧٤، مسند احمد ١٤٩٩٧)

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہے اور یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔

☆ عن عبد الله بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : من مات يوم الجمعة او ليلة الجمعة وقى فتنة القبر .(مسند احمد ۶۳۵۹، ۶۷۵۳، ترمذی ۹۹۴)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات وفات پائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ سے محفوظ فرمالے گا۔

☆ عن ابن عباس رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ان هٰذا يوم عيد جعله الله للمسلمين .

(ابن ماجہ ۱۰۸۸)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے بارے میں فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے

اسے مسلمانوں کے لئے عید بنادیا ہے۔

☆ قال ابو عبيد شهدت العيد مع عثمان بن عفان فكان ذلك يوم الجمعة فصلى قبل الخطبة ثم خطب فقال يا ايها الناس ان هٰذا يوم قد اجتمع لكم فيه عيدان . (بخاری ۵۱۴۵)

حضرت ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عید کی نماز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ساتھ پڑھی اور وہ عید جمعہ کے دن واقع ہوئی تھی حضرت عثمان نے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! یہ ایسا دن ہے کہ اس میں دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں۔

جمعہ کے دن کی بعض خصوصیات

جمعہ کے دن کی بہت سی خصوصیات احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ بعض حضرات نے سو سے زائد خصوصیات شمار کی ہیں جیسے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کی خصوصیات پر پوری ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے ”اللمعة فی خصائص الجمعة“۔ مندرجہ ذیل حدیث میں ان میں سے بعض کا ذکر ہے۔

عن ابی لبابة بن عبد المنذر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ان يوم الجمعة سيّد الايام واعظمها عند الله وهو اعظم عند الله من يوم الاضحى ويوم الفطر فيه خمس خلال خلق الله فيه آدم واهبط الله فيه آدم الى الارض وفيه توفى الله آدم وفيه ساعة لايسال الله فيها العبد شيئا الا اعطاه مالم يسال حراما وفيه تقوم الساعة مامن ملك مقرب ولا سماء ولا ارض ولا رياح ولا جبال ولا بحر الاوهن يشفقن من يوم الجمعة . (ابن ماجہ ۱۰۷۴، مسند احمد ۱۴۹۹۷)

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: بے شک جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہے' اور اللہ کے نزدیک یہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ عظمت والا ہے، اس میں پانچ خاص چیزیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس دن پیدا فرمایا۔

(۲) اسی دن اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین پر اتارا۔

(۳) اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی۔

(۴) اور اس دن میں ایک گھڑی ہے بندہ اس میں جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتا ہے' بشرطیکہ حرام بات نہ ہو۔

(۵) اور اسی دن قیامت بھی قائم ہوگی۔ مقرب فرشتے آسمان، زمین، ہوا، پہاڑ، سمندر سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کی پانچ خصوصیتیں بیان فرمائی ہیں۔

تخلیق آدم علیہ السلام

(۱) اس دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا جو کہ اشرف المخلوقات کی ابتداء ہے۔

(۲) اس دن حضرت آدم علیہ السلام زمین پر بھیجے گئے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں مقام سرندیب میں اتارے گئے۔ (المنہل ص ۱۸۲ ج ۲) اور حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر اتارا جانا اس لئے جمعہ کی خصوصیات میں شمار کیا گیا ہے کہ یہ اس دنیا کی پیدائش کا بڑا مقصد تھا اور دنیا اصل انسانوں کے لئے ہی پیدا ہوئی تھی نہ کہ جانوروں اور دوسری مخلوقات کے لئے۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام کا زمین پر اترنا نسل انسانی کے وجود میں آنے کا ذریعہ بنا جن میں انبیاء وصالحین اور بڑے بڑے اولیاء اللہ بھی تھے اور سب سے بڑھ کر سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے وجود میں آنے کا ذریعہ بنا جو کہ رحمۃ للعالمین ہیں۔

(۳) اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی اس کو خصوصیت سے اس لئے ذکر کیا کہ موت مؤمن کے لئے انعام ہے' تو پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو یہ تحفہ جمعہ کے دن ملا۔

(۴) اس دن قبولیت دُعا کی ایک خاص گھڑی ہے، اس کے متعلق مزید تفصیل آگے آئیگی انشاء اللہ۔

(۵) قیامت اس دن قائم ہوگی' اور قیام قیامت اہل ایمان کے لئے عظیم انعام ہے جو لوگ قبروں میں ہیں وہ بھی قیامت کے انتظار میں ہیں' اس لئے کہ اس دن انہیں سب سے عظیم نعمت یعنی دیدار الٰہی نصیب ہوگا اور اسی دن اہل اللہ، متقی اور پرہیزگاروں کو جنت ملے گی اور ان کے دشمنوں کو سزا ہوگی۔ اس روایت میں ان پانچ چیزوں کا ذکر ہے لیکن دوسری روایتوں میں کچھ اور چیزوں کا ذکر بھی آتا ہے۔ مثلاً مسلم اور ترمذی میں ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل کیا گیا تھا اور ابوداؤد میں ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی وغیرہ۔

قیام قیامت بروز جمعۃ المبارک

صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ اس وجہ سے انسان کے علاوہ تمام جاندار جمعہ کے دن خوفزدہ رہتے ہیں کہ کہیں یہی دن قیامت کا دن نہ ہو۔ **عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر یوم طلعت فیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم علیه السلام وفیه ادخل الجنة وفیه اخرج منها ولا تقوم الساعة الافی یوم الجمعة ۔**

(ترمذی ۴۵۰، مسلم ۱۴۱۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے

اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی ہے، اسی دن حضرت آدم کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن ان کو جنت سے نکالا گیا اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ اور کعب الاحبار کی ملاقات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَ ةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قال اتیت الطور فوجدت کعبا فمکثت انا وهو یوما احدثه عن رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ویحدثنی عن التوراة فقلت له قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خیر یوم طلعت فیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم علیه السلام وفیه اهبط وفیه تیب علیه وفیه قبض وفیه تقوم الساعة ما علی الارض من دابة الاوهی تصبح یوم الجمعة مصیخة حتی تطلع الشمس شفقا من الساعة الا ابن آدم ۔ (نسائی ۱۴۱۳، مسند احمد ۹۹۱۲، موطا مالک ۲۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کوہ طور پر گیا تو وہاں مجھے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ ملے ہم دونوں وہاں ایک دن ٹھہرے میں انہیں حدیثیں سناتا تھا اور وہ مجھے تورات کی باتیں بتاتے تھے میں نے انہیں کہا کہ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال ہوا' اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ انسان کے علاوہ جتنے جاندار زمین پر بستے ہیں وہ قیامت قائم ہونے کے ڈر سے جمعہ کے دن فجر سے سورج طلوع ہونے تک غور سے کان لگائے ہوتے ہیں

(کہ کہیں صور پھونکنے کی آواز تو نہیں آتی)۔

یہود ونصاریٰ کی غلطی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَ ةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ انه سمع رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یقول نحن الآخرون السابقون یوم القیامة بید انهم او توا الکتاب من قبلنا ثم هٰذَا یومهم الذی فرض علیهم فاختلفوا فیه فهدانا الله فالناس لنا فیه تبع ۔ الیهود غدا والنصاری بعد غد ۔ (بخاری ۸۲۷، مسلم ۱۴۱۴، مسند احمد ۷۳۸۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہم دنیا میں سب سے آخر میں آئے اور قیامت میں سب سے پہلے ہوں گے باوجود اس کے کہ اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی۔ پھر یہی وہ دن ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کیا تھا انہوں نے اس میں اختلاف کیا پس اللہ نے ہمیں اس دن کے لئے ہدایت دی اور دوسرے لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں۔ یہود دوسرے دن (یعنی ہفتہ کے دن) اور عیسائی تیسرے دن (یعنی اتوار کو)۔

☆ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ وحذیفة رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اضل الله عن الجمعة من کان قبلنا فکان للیهود یوم السبت وکان للنصازی یوم الاحد فجاء الله بنا فهدانا الله لیوم الجمعة فجعل الجمعة والسبت والاحد وکذلك هم تبع لنا یوم القیامه نحن الآخرون من اهل الدنیا والا ولون یوم القیامة المقضی لهم قبل الخلائق ۔

(مسلم ۱۴۱۵، ابن ماجہ ۱۰۷۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی ہے، اسی دن حضرت آدم کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن ان کو جنت سے نکالا گیا اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ اور کعب الاحبار کی ملاقات

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قال اتيت الطور فوجدت كعبا فمكثت انا وهو يوما احدثه عن رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ويحدثني عن التوراة فقلت له قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم عليه السلام وفيه اهبط وفيه تيب عليه وفيه قبض وفيه تقوم الساعة ما على الارض من دابة الا وهي تصبح يوم الجمعة مصيخة حتى تطلع الشمس شفقا من الساعة الا ابن آدم . (نسائی ۱۴۱۳، مسند احمد ۹۹۱۳، موطا مالک ۲۲۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کوہ طور پر گیا تو وہاں مجھے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ ملے ہم دونوں وہاں ایک دن ٹھہرے میں انہیں حدیثیں سناتا تھا اور وہ مجھے تورات کی باتیں بتاتے تھے میں نے انہیں کہا کہ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال ہوا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ انسان کے علاوہ جتنے جاندار زمین پر بستے ہیں وہ قیامت قائم ہونے کے ڈر سے جمعہ کے دن فجر سے سورج طلوع ہونے تک غور سے کان لگائے ہوتے ہیں

(کہ کہیں صور پھونکنے کی آواز تو نہیں آتی)۔

یہود ونصاریٰ کی غلطی

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ انه سمع رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول نحن الآخرون السابقون يوم القيامة بيد انهم او توا الكتاب من قبلنا ثم هٰذَا يومهم الذى فرض عليهم فاختلفوا فيه فهدانا الله فالناس لنا فيه تبع . اليهود غدا والنصارى بعد غد . (بخاری ۸۲۷، مسلم ۱۴۱۴، مسند احمد ۷۳۸۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہم دنیا میں سب سے آخر میں آئے اور قیامت میں سب سے پہلے ہوں گے باوجود اس کے کہ اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی۔ پھر یہی وہ دن ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کیا تھا انہوں نے اس میں اختلاف کیا پس اللہ نے ہمیں اس دن کے لئے ہدایت دی اور دوسرے لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں۔ یہود دوسرے دن (یعنی ہفتہ کے دن) اور عیسائی تیسرے دن (یعنی اتوار کو)۔

☆ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وحذيفة رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اضل الله عن الجمعة من كان قبلنا فكان لليهود يوم السبت وكان للنصازى يوم الاحد فجاء الله بنا فهدانا الله ليوم الجمعة فجعل الجمعة والسبت والاحد وكذلك هم تبع لنا يوم القيامه نحن الآخرون من اهل الدنيا والا ولون يوم القيامة المقضى لهم قبل الخلائق . (مسلم ۱۴۱۵، ابن ماجہ ۱۰۷۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

Scanned with CamScanner

کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے والی امتوں کو جمعہ سے پھیر دیا تو یہودیوں کو ہفتہ کا دن ملا اور عیسائیوں کو اتوار کا دن۔ پھر ہم آئے تو اللہ تعالیٰ نے ہماری رہنمائی فرمادی جمعہ کی طرف تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح کر دیا کہ پہلے جمعہ پھر ہفتہ پھر اتوار ہے۔ (تو جس طرح پہلے ہمارا دن آتا ہے بعد میں ان کا) اسی طرح قیامت کے دن یہ ہمارے پیچھے ہوں گے۔ دنیا میں آنے کے لحاظ سے ہم آخری ہیں لیکن قیامت میں ہم سب سے آگے ہوں گے، لوگوں سے پہلے ہمارے لئے فیصلہ ہوگا۔

ہمارے جمعہ اور یہود کے ہفتہ میں فرق ہے

عام طور پر غیر مسلم خاص کر اہل کتاب جب یہ سنتے ہیں کہ جمعہ ہمارے لئے معظم دن ہے تو وہ اسے اپنے معظم دن پر قیاس کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے اور ان کے درمیان اپنے اپنے معظم دنوں میں کافی فرق ہے۔ اہل کتاب کے نزدیک ہفتہ میں ایک دن چھٹی کا اس لئے متعین ہے کہ خدا نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا اور ساتویں دن (والعیاذ باللہ) آرام کیا اس لئے ان کے یہاں اس ساتویں دن کام کرنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ نیز ان حضرات کے یہاں اب یہ معظم دن ہی عبادت کے ساتھ خاص ہو کر رہ گیا اور بقیہ دنوں میں مذہب اور خدا سے چھٹی۔ ہمارے یہاں جمعہ کے معظم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ یہ دن بابرکت ہے اس میں کثرت عبادت کی بڑی فضیلت ہے اور مسلمانوں کے لئے بڑے اجتماع کا دن ہے اور بقیہ دنوں میں جو کاروبار وغیرہ کرنے جائز ہیں وہ جمعہ کے دن بھی جائز ہیں اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں خاص طور سے فرمایا:

یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ، ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۔

(سورۃ الجمعۃ آیۃ ۹)

اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کے لئے بلایا جائے تو دوڑو اللہ کی یاد کی طرف اور خرید وفروخت کو ترک کر دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

تو بیع وشراء اور کاروبار اذان کے بعد حرام ہیں صبح سے لے کر اذان جمعہ تک جائز ہیں۔ پھر فرمایا: **فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ** ۔ (سورۃ الجمعۃ آیۃ ۱۰) پھر جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو۔

جس سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر پھر کاروبار وغیرہ جائز ہو جاتے ہیں۔

تمام نمازوں سے اہم نماز

نماز جمعہ کی فرضیت قرآن، حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے اس کی فرضیت میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اسکا منکر کافر ہے اور تمام نمازوں میں یہ سب سے اہم ہے اس سے اہم کوئی اور فرض نہیں۔ قرآن کریم میں حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ، ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۔

(سورۃ الجمعۃ آیۃ ۹)

اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کے لئے بلایا جائے تو دوڑو اللہ کی یاد کی طرف اور خرید وفروخت کو ترک کر دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

اور حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **رواح الجمعۃ واجب علی کل محتلم** ۔ (نسائی ۱۳۵۴) جمعہ کے لئے جانا ہر بالغ شخص پر فرض ہے۔

Scanned with CamScanner

جمعہ کا حکم مکہ میں نازل ہوا

بعض علماء کا کہنا ہے کہ نماز جمعہ ہجرت کے بعد فرض ہوئی اسلئے کہ جس آیت سے فرضیت ثابت ہوتی ہے۔(یعنی یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی الایة) یہ آیت مدنی ہے۔لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ جمعہ کی نماز اسی وقت فرض ہوئی تھی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے جیسے کہ بہت سے محققین علماء نے اسے ثابت کیا ہے۔

لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز مکہ میں ادا نہیں فرمائی اس لئے کہ وہاں جماعت کے ساتھ کھلم کھلا ادا کرنا ممکن ہی نہیں تھا۔البتہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل مدینہ منورہ میں جمعہ قائم ہوا تھا۔جس کی امامت حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے کرائی تھی۔جہاں تک اس آیت کا تعلق ہے تو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان میں کہا ہے کہ بعض آیتیں ایسی ہیں کہ پہلے حکم نازل ہوا بعد میں آیت نازل ہوئی ان میں سے سورۃ جمعہ کی یہ آیت بھی ہے کہ حکم مکہ مکرمہ میں ہجرت سے قبل نازل ہوا اور آیت ہجرت کے بعد نازل ہوئی۔(الاتقان ج ا النوع الثانی عشر)

اس کی ایک اور مثال آیت وضوء ہے کہ وضوء مکہ میں فرض ہو گیا تھا لیکن آیت وضو مدنی ہے۔(روح المعانی ص ۱۰۰ ج ۱۴)

اسلام میں سب سے پہلا جمعہ

عن ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ اذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الجمعة قبل ان یھاجر ولم یستطع ان یجمع بمکة فکتب الی مصعب بن عمیر اما بعد فانظر الیوم الذی تجھر فیہ الیھود بالزبور فاجمعوا نساء کم وابناء کم فاذا مال النھار عن شطرہ عند الزوال من یوم الجمعة فتقربوا الی اللہ برکعتین قال فھو اول من جمع حتی قدم النبی صلی اللہ علیہ

وسلم المدینة فجمع عند الزوال من الظھر واظھر ذلک ۔
(تلخیص الحبیر ج ۲/ص ۵۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل جمعہ کی اجازت دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مکہ مکرمہ میں جمعہ کی نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس دن سے بچنا جس دن یہودی بلند آواز سے تورات پڑھتے ہیں پھر جمعہ کے دن زوال کے بعد اپنی عورتوں اور بچوں کو جمع کرنا اور دو رکعتیں پڑھ کر اللہ کا قرب حاصل کرنا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سب سے پہلے شخص تھے جمعہ پڑھانے والے یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد علانیہ طور پر جمعہ کی نماز پڑھانی شروع فرمائی۔

ہجرت سے قبل مدینہ شریف میں نماز جمعہ کی ادائیگی

اور طبرانی نے معجم الکبیر میں بھی اس معنی کی ایک روایت حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

عن ابی مسعود الانصاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ اول من قدم من المھاجرین المدینة مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ وھو اول من جمع بھا یوم الجمعة جمعھم قبل ان یقدم رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فصلی بھم ۔

(الطبرانی فی الاوسط والکبیر ۱۷/ ۲۶۷، واخرجہ احمد بن عمرو فی الاوائل ص ۲۱)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مہاجرین میں سے سب سے پہلے مدینہ آنے والے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے اور سب

Scanned with CamScanner

سے پہلے جمعہ پڑھانے والے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے لوگوں کو جمعہ پڑھاتے تھے۔

مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے جمعہ پڑھانے والے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے۔ لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جنہوں نے جمعہ پڑھایا لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ حضرت اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ کے مہمان تھے اور حضرت اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو حضرت اسعد رضی اللہ عنہ کے داعی ہونے کی وجہ سے مجازاً ان کی طرف نماز پڑھانے کی نسبت کردی۔ واللہ اعلم۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو قباء میں آپ کا قیام تقریبا چودہ دن رہا وہاں آپ نے جمعہ ادا نہیں فرمایا اس لئے کہ قباء چھوٹا سا گاؤں تھا (اور چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قباء سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سالم بن عوف کے محلّہ میں جمعہ کی نماز ادا فرمائی یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا جمعہ تھا۔

(روح المعانی ص ۱۰۱ ج ۱۴، قرطبی ص ۹۸ ج ۱۸)

اور اب اس جگہ پر مسجد بنی ہوئی ہے جسے مسجد جمعہ کہا جاتا ہے۔

سب سے پہلے جمعہ خطبہ

اس جمعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ دیا تھا وہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

الحمد لله احمده واستعينه واستغفره واستهديه واؤمن به ولا اكفره واعادي من يكفر به واشهدان لا اله الا الله وحده لا

شريك له واشهدان محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق والنور والموعظة والحكمة على فترة من الرسل وقلة من العلم وضلالة من الناس وانقطاع من الزمان ودنو من الساعة وقرب من الاجل ومن يطع الله ورسوله فقد رشد ومن يعص الله ورسوله فقد غوى وفرط وضل ضلالا بعيدا او صيكم بتقوى الله فانه خير ما اوصى به المسلم المسلم ان يحضه على الآخرة وان يامره بتقوى الله واحذروا ما حذركم الله من نفسه فان تقوى الله لمن عمل به على وجل مخافة من ربه عون صدق على ما تبغون من امر الآخرة ومن يصلح الذى بينه وبين ربه من امره فى السر والعلانية لا ينوى به الا وجه الله يكن له ذكرا فى عاجل امره وذخرا فيما بعد الموت حين يفتقر المرء الى ما قدم وما كان سوى ذلك يود لو ان بينها وبينه امدا بعيدا ويحذركم الله نفسه والله رء وف بالعباد هو الذى صدق قوله وانجز وعده لا خلف لذلك فانه يقول تعالى ما يبدل القول لدى وما انا بظلام للعبيد فاتقوا الله فى عاجل امركم واجله فى السر والعلانية فانه من يتق الله يكفر عنه سيئاته ويعظم له اجرا ومن يتق الله فقد فاز فوزا عظيما وان تقوى الله توقى مقته وتوقى عقوبته وتوقى سخطه وان تقوى الله تبيض الوجوه وترضى الرب وترفع الدرجة فخذوا بحظكم ولا تفرطوا فى جنب الله فقد علمكم كتابه ونهج لكم سبيله ليعلم الذين صدقوا ويعلم الكاذبين فاحسنوا كما احسن الله اليكم وعادوا اعداءه وجاهدوا فى الله حق

Scanned with CamScanner

جهاده هو اجتباكم وسما كم المسلمين ليهلك من هلك عن بينة ويحيا من حي عن بينة ولا حول ولا قوة الا بالله فاكثروا ذكر الله تعالىٰ واعملوا لما بعد الموت فانه من يصلح مابينه وبين الله يكفه الله ما بينه وبين الناس ذلك لان الله يقضي على الناس ولا يقضون عليه ولا يملكون منه الله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ۔

خطبہ کا ترجمہ:

تمام تر تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں، اسی سے مدد مانگتا ہوں، اسی سے بخشش اور ہدایت طلب کرتا ہوں، اسی پر ایمان لاتا ہوں، اس کے ساتھ کفر نہیں کرتا، اور میں ان لوگوں سے دشمنی رکھتا ہوں جو اس کا انکار کرتے ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ تن تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جنہیں اللہ نے ہدایت، دین حق، روشنی، نصیحت اور حکمت دے کر ایسے وقت میں بھیجا جب رسولوں کا آنا منقطع ہو گیا تھا اور علم کم ہو گیا تھا اور گمراہی لوگوں میں پھیل گئی تھی اور زمانہ ختم ہونے کو آیا اور قیامت قریب آ گئی اور دنیا ختم ہونے کو پہنچ گئی۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گا تو اس نے راہ راست کو پالیا' اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو تحقیق وہ بھٹک گیا اور حد سے نکل گیا اور دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں، سب سے بہتر نصیحت جسے ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے کر سکتا ہے یہ ہے کہ وہ اسے

آخرت پر ابھارے اور اسے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا کہے اور اللہ نے جس طرح تمہیں اپنی ذات سے ڈرایا ہے اس طرح ڈرو، اس لئے کہ آخرت کی جن چیزوں کو تم چاہتے ہو ان کے حاصل کرنے کے لئے اللہ کا ڈر بہترین مددگار ہے اور جو اپنے اور اللہ کے درمیان کے کاموں کو ٹھیک ٹھیک کر لے پوشیدہ میں بھی اور کھلم کھلے میں بھی اس سے مقصود اس کا صرف اللہ کی رضا حاصل کرنا ہو تو یہ اس کے لئے اس دنیا میں ذکر خیر کا باعث ہوگا اور ذخیرہ ہوگا مرنے کے بعد کے لئے جب کہ انسان اپنے آگے بھیجے ہوئے (نیک) کاموں کی طرف محتاج ہوگا اور ان کی علاوہ کاموں (یعنی برے کام) کے بارے میں وہ یہ خواہش کرے گا کہ کاش اس کے اور ان کی درمیان بہت لمبی مسافت ہوتی' اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ وہ اللہ جس نے سچ بات کہی اور اپنے وعدہ کو پورا کیا جس کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میرے یہاں بات کو بدلا نہیں جا سکتا' اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔

تم اللہ سے ڈرو دنیا و آخرت کے معاملوں میں پوشیدہ اور علانیہ، اس لئے کہ جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کے لئے اجر و ثواب کو بڑھا دیتا ہے' اور جس نے اللہ کا تقویٰ اختیار کیا اس نے زبردست کامیابی حاصل کی۔

اور بے شک اللہ کا تقویٰ اس کی ناراضی سے اور اس کی سزا سے اور اس کے غصہ سے بچا لیتا ہے اور بے شک اللہ کا تقویٰ چہروں کو سفید کر دے گا اور رب کو راضی کر دے گا اور درجہ کو بلند کر دے گا تو تم اس میں سے اپنا حصہ لے لو اور اللہ کی جناب میں کوتاہی نہ کرو تحقیق اس نے تمہیں اپنی کتاب

Scanned with CamScanner

سکھائی اور تمہارے لئے اپنا راستہ مقرر کردیا تاکہ وہ سچوں اور جھوٹوں کو ظاہر کرے، تو تم احسان کرو جس طرح اللہ نے تم پر احسان کیا ہے، اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسے کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں چنا ہے اور اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تاکہ ہلاک ہوجائیں وہ جنہیں ہلاک ہونا ہے واضح دلائل آنے کے بعد، اور زندہ رہیں وہ جنہیں زندہ رہنا ہے واضح دلائل آنے کے بعد۔

گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی سے ملتی ہے، تو تم اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور مرنے کے بعد کے لئے عمل کرو۔ بے شک جو اپنے اور اللہ کے درمیان کے کام کو درست کرلے گا، اللہ اس کے اور لوگوں کے درمیان کے معاملہ کی کفایت کرے گا اس لئے کہ اللہ لوگوں کے بارے میں فیصلہ کرتا ہے اور لوگ اس کے بارے میں فیصلہ نہیں کرسکتے اور انہیں اس کا اختیار بھی نہیں ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور گناہ سے بچنے اور نیک کام کرنے کی طاقت زبردست بلند اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

مدینہ شریف کے بعد جمعہ کہاں ہوا؟

مدینہ منورہ کے بعد سب سے پہلا جمعہ بحرین کے ایک شہر جواثی میں قائم ہوا بخاری شریف میں ہے: عن ابن عباس رضی اللہ عنه انه قال ان اول جمعة جمعت بعد جمعة فی مسجد رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فی مسجد عبد القیس بجواثی من البحرین ۔ (بخاری ۸۴۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد پہلا جمعہ بحرین کے شہر جواثی میں مسجد عبدالقیس میں پڑھا گیا۔

جمعہ کا دن نہایت اہم دن ہے اس دن ہر قسم کی عبادت کی کثرت کی اہمیت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ یہ مسلمانوں کا ہفتہ وار اجتماع کا دن ہے اور اسے مسلمانوں کی عید کہا

گیا ہے۔ جمعہ کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں میں خاص خاص سورتوں کا اہتمام فرماتے تھے۔ نماز کے علاوہ بھی کچھ سورتیں اس دن میں اہتمام سے پڑھتے تھے۔ اس دن دُعا کی بھی بڑی اہمیت ہے اور احادیث میں اس کی خاص تاکید کی گئی ہے۔ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے قبولیت دُعا کا بھی ایک خاص وقت رکھا ہے۔ اس دن درود شریف کی بھی کثرت کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ اس دن انتقال کرنے والوں کے لئے احادیث میں مغفرت کی بشارت آئی ہے۔ اس دن کو اللہ تعالیٰ نے اس کا نام لے کر قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔ اس دن کو حدیث میں سیّد الایام (تمام دنوں کا سردار) کہا گیا ہے۔ اس دن فرشتے اہل ایمان کی عبادت دیکھنے زمین پر آتے ہیں اور جنت میں اہل جنت کو اس دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا کریگا، تو ہر مسلمان کے لئے یہ نہایت اہم دن ہے اس میں ہر قسم کی عبادت کی کثرت کرنی چاہئے اور اس کے ایک ایک لمحہ کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

(۱۴)

مالِ یتیم کی حفاظت

ابو القاسم عبید اللہ بن سلیمان کہتے ہیں: ''میں موسیٰ بن بُغاء کا کاتب تھا، اس وقت ہم ''رے'' میں تھے اور وہاں کے قاضی حضرت سیّدنا احمد بن بذیل کوفی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

احمد بن بُغاء کی اس علاقے میں کچھ زمین تھی، جس میں وہ تعمیراتی کام کروانا چاہتا تھا۔ اسی جگہ سے متصل زمین کا ایک ٹکڑا ایک یتیم بچے کی ملکیت میں تھا، مجھے موسیٰ بن بُغاء نے حکم دیا کہ وہاں جاکر زمین وغیرہ دیکھوں اور مزید زمین خریدنی پڑے تو خرید لوں۔ میں وہاں پہنچا اور زمین کو دیکھا تو یہی بات سمجھ آئی کہ جب تک اس یتیم کی زمین نہ خریدی جائے گی اس وقت تک تعمیراتی کام ٹھیک انداز میں نہ ہوگا۔ چنانچہ میں وہاں کے قاضی حضرت سیّدنا احمد بن بذیل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور عرض کی: آپ یتیم بچے کی زمین ہمیں فروخت کر دیں''۔ قاضی صاحب نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ''اس یتیم بچے کو اپنی زمین بیچنے کی ابھی کوئی حاجت نہیں اور میں یہ جرات نہیں کر سکتا کہ زمین بیچ کر اسے زمین سے محروم کر دوں۔ ہوسکتا ہے میں زمین کے بدلے قیمت لے لوں اور خدانخواستہ کسی طرح اس کا مال ہلاک ہو جائے تو گویا میں اس کے حق کو ضائع کرنے والا ہو جاؤں گا''۔

میں نے کہا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیں وہ زمین بیچ دیں ہم اس کی دُگنی قیمت ادا کریں گے''۔ قاضی صاحب نے کہا: میں دُگنی قیمت پر بھی اس کی زمین نہیں بیچوں گا

کیونکہ مال تو گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ زیادہ مال کا لالچ مجھے زمین بیچنے کی طرف راغب نہیں کر سکتا''۔

ایک ایماندار قاضی کی ذمہ داری

الغرض! میں نے قاضی صاحب کو ہر طرح سے راضی کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ ان کے سامنے میری ایک نہ چلی۔ ان کی باتوں نے مجھے پریشان کر دیا۔ میں نے تنگ آ کر کہا: ''قاضی صاحب! آپ ایسا قدم نہ اٹھایئے جس سے آپ کو پریشانی ہو، کیا آپ جانتے نہیں کہ یہ موسیٰ بن بغاء کا معاملہ ہے؟ ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھایئے، ایسے لوگوں سے ٹکر لینا درست نہیں۔'' قاضی صاحب نے کہا: ''اللہ تعالیٰ تجھے عزت عطا فرمائے، تو میرے معاملے میں پریشان نہ ہو، بے شک میرا اللہ عزت والا اور بلند و برتر ہے''۔ قاضی صاحب کی یہ باتیں سن کر میں واپس پلٹ آیا اور اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے میں دوبارہ قاضی صاحب کے پاس نہ گیا۔ جب میں ''موسیٰ بن بغاء'' کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے پوچھا: ''تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تھا اس کا کیا ہوا؟'' میں نے قاضی صاحب سے ملاقات کا سارا واقعہ بیان کر دیا اور جب اسے قاضی صاحب کا یہ جملہ بتایا کہ ''بے شک میرا پروردگار بلند و عظیم ہے''' تو یہ سنتے ہی موسیٰ بن بغاء رونے لگا اور بار بار اسی جملے کو دہراتا رہا پھر مجھ سے کہا: ''اب تم اس زمین کو رہنے دو اور قاضی صاحب کو تنگ نہ کرو۔ جاؤ اور اس نیک مرد کے حالات معلوم کرو۔ اگر اسے کوئی حاجت در پیش ہو تو میں اسے پورا کروں گا، ایسے نیک لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں''۔

میں موسیٰ بن بغاء سے رخصت ہو کر حضرت سیّدنا احمد بن بذیل کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا: ''قاضی صاحب! مبارک ہو، امیر موسیٰ بن بغاء نے زمین والے معاملہ میں آپ کو عافیت بخشی اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ میں نے وہ تمام باتیں جو ہمارے درمیان ہوئی تھیں، تفصیلاً موسیٰ بن بغاء کو بتا دیں۔ اب امیر موسیٰ بن بغاء نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر آپ کو کوئی حاجت ہو تو ہمیں بتائیں ہم ضرور پوری کریں گے''۔

Scanned with CamScanner

قاضی صاحب نے اسے دعائیں دیں اور کہا: ''یہ سب اس کا صلہ ہے کہ میں نے ایک یتیم کے مال کی حفاظت کی، میں اس کے بدلے دنیوی مال ودولت کا طلب گار نہیں''۔ پھر میں نے موسیٰ بن بغاء کے حکم سے قاضی صاحب کو ایک لونڈی ہبہ کر دی۔

(عیون الحکایات)

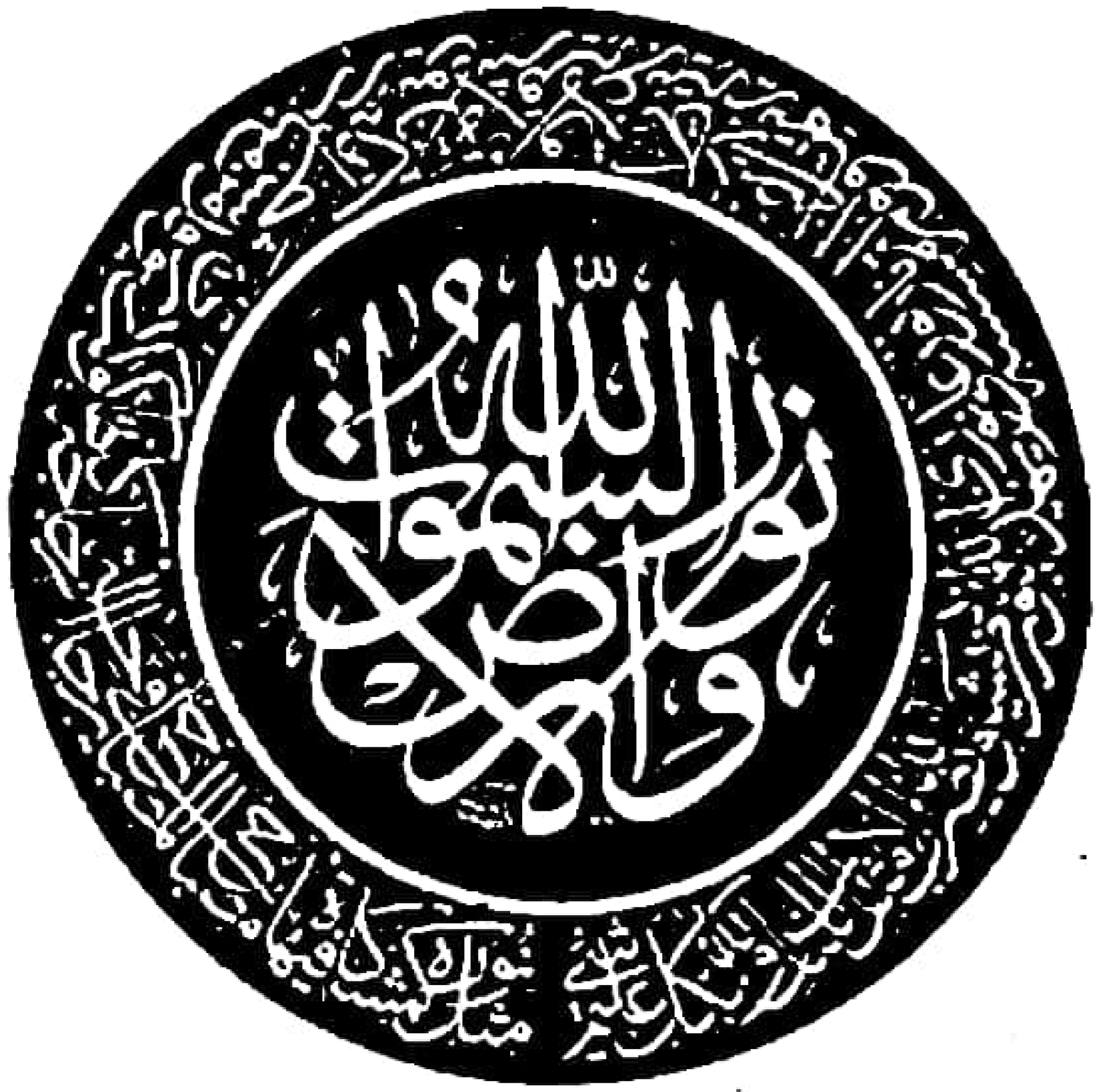

(۱۴)

علم کے لئے ذہن کی صفائی

جاننا چاہئے کہ طالب علم کو بلا ناغہ سبق پڑھنا ضروری ہے اور رات دن دہرانے میں لگا رہنا غلطی ہے کیونکہ ایسا آدمی چند دنوں کے بعد تھک جائے گا یا بیمار پڑ جائے گا ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک طبیب ابوبکر بن الانباری کے پاس اس کی مرض الموت میں آیا وہاں اس نے سو کتابیں دیکھیں اور کہنے لگا کہ تو ایسا کام کرتا رہا ہے جو کسی نے نہیں کیا اور چلتے وقت یہ بھی کہا کہ اس سے کوئی نفع نہیں ہوگا اور ابوبکر سے پوچھا گیا تو کیا کیا کرتا تھا' اس نے جواب دیا کہ میں ہر ہفتہ میں دس ہزار ورق دہرایا کرتا تھا اور یہ بھی غلطی ہے کہ دل کو کثیر علم کے حفظ پر یا فنون مختلف کے حفظ پر لگایا جائے کیونکہ اعضاء میں سے یہ بھی ایک عضو ہے اسے جب ایک وقت میں ختم کرلے گا تو اس کے دوسرے اوقات ضائع ہو جائیں گے جیسا کہ شوقین یا حریص آدمی چند لقمے زائد کھالیتا ہے جو بہت سے لقموں سے محرومی کا سبب بن جاتے ہیں صحیح صورت یہ ہے کہ حسب طاقت لیتا رہے اور دن یا رات کے کسی وقت میں تکرار کرتا رہے اور باقی اوقات میں قویٰ کو آرام پہنچائے اور اصل عظیم دوام ہے کتنے لوگ ہیں جنہوں نے حفظ کے بعد دہرانا چھوڑ دیا تو ایک طویل زمانہ اسے دوبارہ یاد کرنے پر لگا جو بھول گیا تھا۔

حفظ کرنے کے صحیح اوقات

عمر میں حفظ کے لئے مناسب اوقات ہیں سب سے بہتر بچپن یا اس کے قریب کا زمانہ اور اعادہ یا تکرار کے لئے سحری کا یا دوپہر کا وقت اور صبح کا وقت شام سے بہتر ہے

اور بھوک کے اوقات سیری کے اوقات سے بہتر ہوتے ہیں سبزہ کے سامنے یا نہر کے کنارے پر حفظ اچھا نہیں ہوتا کہ یہ چیزیں غفلت پیدا کرتی ہیں اوپر کی منزل حفظ کے لئے نچلی منزل سے بہتر ہے اور بنیادی چیز خلوت ہے اور یکسوئی اصل الاصول ہے اور نفس کو دہرانے سے ہفتہ میں ایک دن آرام دینا چاہئے تاکہ حفظ کیا ہوا قائم رہے اور نفس قوت حاصل کرے جیسا کہ بنیادیں اٹھا کر کچھ دن تعمیر روک لی جاتی ہے تاکہ پختہ ہو جائیں اور پھر عمارت بنائی جائے اور بلا ناغہ قلیل مقدار یاد کرتے رہنا اصل عظیم ہے اور یہ کہ جب تک پہلا فن پختہ نہ ہو جائے نیا فن شروع نہ کیا جائے اور جو شخص حفظ کے لئے نشاط نہیں پاتا اسے چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ نفس کا مقابلہ اور مخالفت اچھی بات نہیں اور مزاج کو درست رکھنا بھی اصول عظیمہ میں سے ہے کیونکہ غذاؤں کا بھی حفظ میں بڑا دخل ہے۔

ائمہ کرام کا معمول

امام زہری کہتے ہیں کہ جب سے حفظ کا کام شروع کیا ہے سرکہ نہیں کھایا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حفظ فقہ میں کیا چیز معین ہے؟ فرمایا: یکسوئی حماد رحمۃ اللہ علیہ بن سلمہ نے فرمایا: قلت غم۔ مکحول فرماتے ہیں: کپڑے صاف ہوں تو فکر کم ہوتا ہے اور خوشبو سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے جسے دونوں میسر ہوں اس کی مروّت بڑھتی ہے مبتدی طالب علم کے لئے میری پسند یہ ہے کہ ممکن ہو تو نکاح سے بچ کے رہے۔ امام احمد بن حنبل نے ۴۰ برس عمر کے بعد نکاح کیا اور یہ یکسوئی حاصل کرنے کے لئے ہے اگر کوئی مجبوری درپیش آجائے تو نکاح کرلے مگر عملی طور پر بچنے کی کوشش کرتا رہے تاکہ علم کے تکرار کے لئے قوت میسر آئے پھر یہ بھی دیکھے کہ کون سا علم محفوظ کر رہا ہے کہ عمر عزیز ہے اور علم کثیر اور بہت سے لوگ ہیں کہ اپنے اوقات ایسے علم کے حفظ میں لگا دیتے جو دوسرے علم کے مقابلہ میں اہم نہیں اگرچہ علوم سارے ہی اچھے ہیں لیکن افضل اور اہم کو مقدم کرنا اولیٰ اور بہتر ہے اور سب سے افضل علم اشتغال کیلئے حفظ القرآن ہے پھر فقہ

اور باقی سب بمنزلہ تابع کے ہیں اور جس شخص کو بیداری نصیب ہوگئی تو اس کی رہنمائی کے لئے یہی کافی ہے اور رہنما کی ضرورت نہیں اور جو شخص علم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے تو اس کا یہ مقصود بہترین امر کی رہنمائی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں علم سکھاتا ہے۔ (صیدالخاطر)

(۱۵)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور عیادتِ روحانی

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بیمار ہوا' لوگ میری زندگی سے مایوس ہوگئے اور خود مجھے بھی امید زیست نہ رہی' شدید تکلیف تھی کہ شب جمعہ میں نے خواب دیکھا' ایک نورانی صورت شخص تشریف لائے اور میرے بالیں (سر کی طرف) بیٹھے ان کے پیچھے اور بہت سے لوگ مکان میں داخل ہوئے وہ لوگ مکان میں آتے وقت فرشتوں کی طرح تھے اور بیٹھے تو آدمی کی شکل کے تھے وہ لوگ آتے رہے اور میں ان کی آمد کا منظر دیکھتا رہا۔ جب سب لوگ آچکے تو اولین بزرگ نے سر اٹھا کر فرمایا: میں اس شہر میں تین شخصوں کی عیادت کے لئے آیا ہوں۔ ایک تو یہ' میری طرف اشارہ فرمایا۔ دوسرا صالح خلقانی (میں انہیں اس سے قبل نہیں جانتا تھا) تیسری ایک خاتون' جس کا نام نہیں لیا۔ اس کے بعد اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھ کر یہ دُعا پڑھی: "**بسم اللہ ربی اللہ حسبی اللہ توکلت علی اللہ اعتصمت باللہ فوضت امری الی اللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ**"۔

پھر مجھ سے فرمایا یہ کلمات کثرت سے پڑھا کرو۔ ان میں بیماری سے شفاء ہر تکلیف سے آرام اور ہر دشمن پر فتح مندی ہے سب سے پہلے ان کلمات کو حاملین عرش علیہم السلام نے پڑھا تھا' جب انہیں عرش اٹھانے کا حکم ہوا اور وہ ان کلمات کو تا قیامت پڑھتے رہیں گے۔

اور بیماری ختم ہوگئی

اب دائیں یا بائیں جانب سے کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! اگر کوئی انہی دشمن سے مقابلہ کے وقت پڑھے ارشاد فرمایا۔ "بہت خوب اس میں فتح وکامرانی اور ظفر مندی ہے۔ میں نے سوچا شاید یہ پوچھنے والے حضرات سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا یہ ابوبکر ہیں؟ فرمایا: یہ میرے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے اپنے بائیں جانب کے لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ شہداء ہیں۔ پیچھے والوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ صالحین ہیں اس کے بعد تشریف لے گئے۔

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ وشہداء امتہ واھل محبتہ اجمعین الی یوم الدین)

راوی کہتے ہیں کہ میں بیدار ہوا تو میری بیماری رخصت ہو چکی تھی اور صبح کو میں پہلے سے کہیں زیادہ تندرست ہوگیا۔ **والحمد للہ ربّ العالمین** ۔(روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(۱۶)

گمشدہ بیٹا مل گیا

شیخ ابوالقاسم بن یوسف اسکندرانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں تھا، ایک عاشقِ رسول کو دیکھا کہ وہ قبرِ انور کے پاس کچھ اس طرح سے فریاد کر رہا ہے: ''یارسول اللہ! میں آپ کا وسیلہ پکڑتا ہوں تاکہ میرا بیٹا مجھے واپس مل جائے''۔ میرے استفسار پر اُس نے بتایا: ''جدہ شریف سے آتے ہوئے میں قضائے حاجت کے لئے گیا اسی اثنا میں میرا بیٹا لاپتا ہو گیا''۔ چند سال بعد وہ شخص مجھے مصر میں ملا تو میں نے اس کے بیٹے کے بارے میں دریافت کیا۔ اُس نے بتایا: ''الحمد للہ! مجھے میرا بیٹا مل گیا تھا، ہوا یوں تھا کہ ایک قبیلے نے اُسے زبردستی اپنا غلام بنا کر اُونٹ چَرانے پر لگا دیا تھا۔ اُسی قبیلے کی ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نیک سیرت خاتون نے خواب میں بحر وبر کے بادشاہ، دوعالم کے شہنشاہ، اُمت کے خیر خواہ، آمنہ کے مہرو ماہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے کچھ یوں فرمایا: ''مِصری نوجوان کو آزاد کروا کر اُس کے گھر بھیج دو''۔ چنانچہ اُس عاشقِ رسول خاتون کی سِفارش پر میرے بیٹے کو آزاد کر دیا گیا۔

(شواھد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق ص ۲۳۰ ملخصا)

واللہ وہ سُن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو ''آہ'' کرے دل سے

(حدائقِ بخشش شریف)

(۱۷)

اپنے پیاروں کے لئے نعمتیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللهُ تَعَالٰی: اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصّٰلِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَاخَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ: (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) (السجدة، ۳۲:۱۷)۔

(اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: بدء الخلق، باب: ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة، ۳/۱۱۸۵، الرقم: ۳۰۷۲، وفی کتاب: التفسیر/ السجدة، باب: قوله تعالٰی: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ: (۱۷)، ۴/۱۷۹۴، الرقم: ۴۵۰۱، ۴۵۰۲، وفی کتاب: التوحید، باب: قوله تعالٰی: یریدون ان یبدلوا کلام الله: (الفتح:۱۵)، ۶/۲۷۲۳، الرقم: ۷۰۵۹، ومسلم فی الصحیح، کتاب: الجنة وصفة نعیمها، باب: (۵۱)، ۴/۱۲۷۴ - ۲۱۷۵، الرقم: ۲۸۲۴)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی فردِ بشر کے دل میں ان کا خیال آیا ہے۔ چاہتے ہو تو پڑھو: (سو کسی کو معلوم نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے،

یہ ان (اعمالِ صالحہ) کا بدلہ ہوگا جو وہ کرتے رہے تھے)"۔

جنت سے بھی بڑی نعمت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ: یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ. فَیَقُوْلُوْنَ: لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ، وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ فَیَقُوْلُ: هَلْ رَضِیْتُمْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبِّ، وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ. فَیَقُوْلُ: اَلَا اُعْطِیْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: یَا رَبِّ، وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَیَقُوْلُ: اُحِلُّ عَلَیْكُمْ رِضْوَانِیْ؟ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا.

(اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: الرقاق، باب: صفة الجنة والنار، ۵/۲۳۹۸، الرقم: ۶۱۸۳، وفی کتاب: التوحید، باب: کلام الرب مع اهل الجنة، ۶/۲۷۳۲، الرقم: ۷۰۸۰، ومسلم فی الصحیح، کتاب: الجنة وصفة نعیمها، باب: احلال الرضوان علی اهل الجنة، ۴/۲۱۷۶، الرقم: ۲۸۲۹)

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا: اے جنتیو! وہ کہیں گے (لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ، وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ) "اے ہمارے پروردگار: ہم تیرے حکم کے سامنے بار بار سرِ تسلیم خم کر کے دوہری سعادت چاہتے ہیں۔ ہر قسم کی بھلائی تیرے اختیار میں ہے"۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم خوش ہو؟ وہ کہیں گے: اے رب! ہم خوش کیوں نہ ہوں گے تُو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا ہے جو مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر نہ عطا کروں؟ وہ کہیں گے: اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے اپنی رضا و خوشنودی تمہیں دے دی۔

آج کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا"۔

☆ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰی: اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ، ذُخْرًا بَلْهَ مَا اُطْلِعْتُمْ عَلَیْهِ، ثُمَّ قَرَاَ: (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ).

(اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: تفسیر القرآن، باب: قوله: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ، ۴/۱۷۹۴، الرقم: ۴۵۰۲، ومسلم فی الصحیح، کتاب: الجنة وصفة نعیمها واهلها)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا تصور گزرا۔ بہشت کی جن نعمتوں پر تم مطلع ہو گے انہیں ذخیرہ کی ہوئی نعمتوں کے مقابلے میں چھوڑ دو گے۔ پھر یہ آیت پڑھی: "تو کسی جان کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے یہ بدلہ ہے ان کی کمائی کا"۔

جنت کا ایک بازار

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَسُوْقًا یَاْتُوْنَهَا کُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِیْحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُوْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ وَثِیَابِهِمْ. فَیَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَجَمَالًا، فَیَرْجِعُوْنَ اِلٰی اَهْلِیْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَجَمَالًا. فَیَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ: وَاللهِ، لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا.

Scanned with CamScanner

فَيَقُوْلُوْنَ: وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ، لَقَدْ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا.

(اخرجہ مسلم فی الصحیح، کتاب: صفة الجنة ونعیمها، باب: فی سوق الجنة وما ینالون فیها من النعیم والجمال، ۴/۲۱۷۸، الرقم: ۲۸۳۳)

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا بازار ہے جس میں لوگ جمعہ کے روز آئیں گے، شمالی جانب سے ہوا چلے گی اور ان کے کپڑوں اور چہروں پر لگے گی جس سے ان کا حسن و جمال بڑھ جائے گا۔ جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس جائیں گے تو ان کا حسن و جمال بڑھا ہوا دیکھ کر وہ کہیں گے اللہ کی قسم! ہم سے دور جا کر تمہارا حسن و جمال بڑھ گیا ہے اور یہ ان سے کہیں گے کہ اللہ ربّ العزت کی قسم! ہمارے بعد تمہارا بھی حسن و جمال بڑھ گیا ہے‘‘۔

دیدارِ الٰہی کی نعمتِ عظمیٰ

عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، قَالَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا؟ اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِّنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ: (لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ) (یونس: ۲۶)

(اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب: الایمان، باب: اثبات رؤیة المؤمنین فی الآخرة ربهم، ۱/۱۶۳، الرقم: ۱۸۱)

’’حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے

گا: تم کچھ اور چاہتے ہو تو میں تمہیں دوں؟ وہ عرض کریں گے: (اے رب) کیا تو نے ہمارے چہرے منور نہیں فرما دیئے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرما دیا اور دوزخ سے نجات عطا نہیں فرمائی؟ فرمایا: اس کے بعد اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دے گا (اور اپنے دیدار سے مشرف فرمائے گا۔)‘ پس انہیں اپنے پروردگار کے دیدار سے بہتر کوئی چیز نہیں ملی ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ’’ایسے لوگوں کیلئے جو نیک کام کرتے ہیں نیک جزا ہے بلکہ (اس پر) اضافہ بھی ہے‘‘۔

شب زندہ داروں کے لیے

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيْهِ الْجَنَّةَ حَتّٰى انْتَهٰى ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ حَدِيْثِهٖ فِيْهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ثُمَّ اقْتَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ (تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ).

(اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب: الجنة وصفة ونعیمها اهلها، ۴/۲۱۷۵، الرقم: ۲۸۲۵، واحمدبن حنبل فی المسند)

’’حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں موجود تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی صفت بیان فرمائی، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے آخر میں یہ فرمایا: جنت میں ایسی نعمتیں ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہے، اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا

خیال آیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: ''ان کے پہلو خواب گاہوں سے دور رہتے ہیں، وہ ڈرتے ہوئے اور امید کی ساتھ اپنے ربّ سے دُعا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، سو کسی کو معلوم نہیں کہ ان کے نیک کاموں کے صلہ میں جوان کی آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ رکھی گئی ہے''۔

(۱۸)

گستاخِ نبی (ﷺ) کی ایک سزا سرتن سے جُدا

سیّد المفسرینؓ حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
ایک نابینا تھا اس کی ایک ام ولد (ایسی لونڈی جس سے اس کی اولاد) تھی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتی اور بُرا بھلا کہتی تھی، وہ اسے منع کرتا تھا مگر مانتی نہ تھی وہ اسے ڈانٹتا تھا مگر سمجھتی نہ تھی، ایک رات وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی کرنے اور اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے لگی تو اس نابینے نے ایک برچھا لیا اور اسے اس لونڈی کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور اس طرح اسے قتل کر دیا، اس لونڈی کے پاؤں میں چھوٹا بچہ آ گیا اور اس نے اس جگہ کو خون سے لت پت کر دیا، جب صبح ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل سے آ گاہ کیا گیا، اور لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اُنْشِدُ اللّٰہَ رَجُلًا فَعَلَ لِیْ عَلَیْهِ حَقًّا اِلَّا قَامَ) قَالَ: فَقَامَ الْاَعْمٰی یَتَخَطَّی النَّاسَ وَهُوَ یَتَزَلْزَلُ، حَتّٰی قَعَدَ بَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا صَاحِبُهَا کَانَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِیْكَ فَاَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِیْ، وَاَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِیَ مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلَ اللُّؤْلُؤَتَیْنِ، وَکَانَتْ بِیْ رَفِیْقَةً فَلَمَّا کَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِیْكَ، فَاَخَذْتُ الْمِعْوَلَ فَوَضَعْتُهٗ فِیْ

بَطْنِهَا وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى قَتَلْتُهَا ۔

"میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے یہ کاروائی کی ہے اور میرا اس پر حق ہے کہ کھڑا ہو جائے" تو وہ نابینا صحابی کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا اس کے قدم لرز رہے تھے حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ بیٹھا اور بولا: اے اللہ کے رسول! میں اس کا قاتل ہوں، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتی اور بُرا بھلا کہتی تھی، میں اس کو منع کرتا تھا مگر باز نہ آتی تھی، میں اسے ڈانٹتا تھا مگر سمجھتی نہ تھی، میرے اس سے دو بچے بھی ہیں، جیسا کہ موتی ہوں اور وہ میرا بڑا اچھا ساتھ دینے والی تھی، گزشتہ رات جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے لگی اور برا بھلا کہنے لگی تو میں نے چھرا لیا، اسے اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر ڈالا"۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خبردار: گواہ ہو جاؤ اس لونڈی کا خون ضائع ہے"۔ یعنی اس کی کوئی دیت نہیں ہے یہ بالکل جائز ہے۔

(سنن ابی داؤد، الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۴۳۶۱؛ سنن نسائی: ۴۰۷۵، سندہ حسن)

کعب بن اشرف کا قتل

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کعب بن اشرف کے قتل کا کون ذمہ لیتا ہے؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو بڑی تکلیف دی ہے" تو سیّدنا محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے مار ڈالوں! آپ نے فرمایا: "ہاں" تو انہوں نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ پر کوئی جھوٹ موٹ بناؤں (تا کہ اس کو اعتماد میں لے سکوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تجھے اختیار ہے"۔ چنانچہ سیّدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے

پاس گئے اور اس سے کہا کہ اس شخص یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم سے صدقہ مانگ مانگ کر ہمیں ستا رکھا ہے میں تجھ سے قرض لینے آیا ہوں۔ کعب نے کہا: ابھی تو ابتدا ہے، اللہ کی قسم! آگے چل کر تم کو بہت تکلیف ہوگی، وہ بولے کہ خیر اب تو ہم اس کی اتباع کر چکے ہیں اب ایک دم چھوڑنا تو اچھا نہیں لگتا، ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے، خیر میں آپ کے پاس ایک یا دو وسق قرض لینے آیا ہوں، کعب بن اشرف نے کہا: قرض دوں گا مگر آپ میرے پاس کوئی چیز گروی رکھ دو۔ انہوں نے فرمایا: تم کیا چیز گروی رکھنا چاہتے ہو؟ کعب نے کہا تم میرے پاس اپنی عورتوں کو گروی رکھو، انہوں نے جواب دیا: ہم تیرے پاس عورتوں کو کیسے گروی رکھ دیں کیونکہ تو عربوں میں بے انتہا خوبصورت ہے، کعب نے کہا تو پھر اپنے بیٹوں کو میرے پاس گروی رکھ دو، وہ کہنے لگے بھلا ہم انہیں کیسے گروی رکھیں جوان سے لڑے گا تو وہ یہ طعنہ دے گا تو ایک وسق یا دو وسق کے عوض گروی رکھا گیا تھا اور یہ ہمارے لئے عار ہے، لیکن ہم تیرے پاس ہتھیار گروی رکھ دیں گے پھر انہوں نے کعب سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور پھر وہ رات کے وقت کعب کے پاس آئے اور اپنے ساتھ کعب کے دودھ شریک بھائی سیّدنا ابونائلہ کو لے آئے، کعب نے انہیں قلعہ کے پاس بلا لیا اور خود قلعہ سے نیچے اتر کر ان کی پاس آنے لگا اس کی بیوی نے پوچھا کہ تم اسوقت کہاں جا رہے ہو؟ کعب نے جواب دیا: محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابونائلہ مجھے بلا رہے ہیں۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں، بیوی نے کہا: مجھے اس آواز سے خون کی بو آ رہی ہے، کعب نے کہا ایسی کوئی بات نہیں کیونکہ آنے والے یہ صرف میرے دوست محمد بن مسلمہ اور دودھ شریک بھائی ابونائلہ ہیں اور معزز آدمی کو تو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کیلئے بھی بلایا جائے تو وہ فوراً جاتا ہے ادھر سیّدنا محمد بن مسلمہ دو اور آدمیوں کو ساتھ لائے تھے۔

گستاخ پکڑ لیا گیا

ابوعمر کی روایت کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ابوعبس بن جبیر اور حارث

بن عوس اور عباد بن بشر تھے، عمرو فرماتے ہیں: جن دو آدمیوں کو وہ ساتھ لائے تھے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب کعب بن اشرف آئے گا تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا جب تم دیکھو گے کہ میں نے اس کے سر کو مضبوط پکڑ لیا ہے تو تم جلدی سے اسے مار ڈالنا۔

ایک دفعہ راوی عمرو نے کہا: محمد بن مسلمہ نے کہا: پھر میں تمہیں سنگھاؤں گا۔

الغرض! جب کعب ان کے پاس چادر میں لپٹے ہوئے آیا اور خوشبو میں مہک رہا تھا تب محمد بن مسلمہ نے کہا: میں نے آج تک اس خوشبو سے اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔

کعب نے جواب دیا، کہ میرے پاس عرب عورتوں میں سب سے زیادہ معطر رہنے والی اور سارے عرب کی باکمال عورت ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: کیا تم مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتے ہو۔ اس نے کہا: ہاں کیوں نہیں، محمد بن مسلمہ نے سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھنے کا کہا، انہوں نے کچھ دیر کے بعد کہا کہ مجھے پھر دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ چنانچہ سیّدنا محمد بن مسلمہ نے اسے سر سے مضبوط پکڑ لیا تب انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس کو مار ڈالو اور انہوں نے کعب اشرف کو مار ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کی آ کر خوشخبری سنائی۔

(صحیح مسلم، الجهاد والسیر، باب قتل کعب بن الاشرف طاغوت الیهود: ۱۸۰۱، صحیح بخاری: ۴۰۳۷، ابوداؤد: ۲۷۶۸)

ابورافع یہودی کا قتل

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند انصار کو ابورافع یہودی کے قتل کے لئے بھیجا اور ان پر سیّدنا عبداللہ بن عتیک کو امیر بنایا۔ ابورافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا دیتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے پر کمربستہ رہتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی حمایت کیا کرتا تھا اور وہ اپنے اس قلعے میں رہتا تھا جو حجاز میں تھا جب یہ مذکورہ صحابہ اس قلعے کے قریب پہنچے اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے مویشیوں کو شام کے وقت واپس لا چکے تھے

سیّدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم یہاں بیٹھو میں جاتا ہوں اور دربان سے مل ملا کر قلعہ کے اندر جانے کو کوئی تدبیر کرتا ہوں پھر وہ قلعہ کی طرف چلے یہاں تک کہ دروازے کے قریب پہنچ گئے پھر اپنے آپ کو کپڑے میں اس طرح چھپایا جیسے کوئی قضائے حاجت کے لئے بیٹھتا ہے قلعہ والے اندر جا چکے تھے، دربان نے عبداللہ کو آواز دی اے اللہ کے بندے! اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آ، کیونکہ میں دروازہ بند کر رہا ہوں، میں اندر چلا گیا جب سب آ چکے دربان نے دروازہ بند کر کے چابیاں کھونٹی پر لٹکا دیں، عبداللہ فرماتے ہیں: میں نے چابیاں لے کر دروازہ کھولا ابورافع کے پاس داستان گوئیاں ہوا کرتی تھیں اور وہ اپنے بالا خانے پر رہتا تھا جب اس کے پاس سے کہانی گو لوگ چلے گئے تو میں بالا خانے پر چڑھا میں جب کوئی دروازہ کھولتا تو اندر کی جانب سے بند کر لیتا اور اپنے دل میں کہتا اگر لوگ مجھ سے واقف بھی ہو جائیں گے تو مجھے ابورافع کو مارنے سے پہلے نہ آ سکیں گے، جب میں اس کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اندھیرے مکان میں اپنے بچوں میں سو رہا تھا مجھے اس کا ٹھکانا معلوم نہ تھا میں نے اے ابورافع کہہ کر آواز دی اس نے جواب میں پوچھا کہ کون ہے؟ میں آواز کی طرف لپکا اور آواز پر تلوار کی ایک چوٹ لگائی، میرا دل دھک دھک کر رہا تھا کیونکہ میرا وار خالی گیا تھا اور وہ چلانے لگا تھا میں مکان سے نکل کر تھوڑی دیر بعد پھر اندر گیا اور میں نے آواز بدل کر کہا کہ اے ابورافع! یہ کیسی آواز تھی، اس نے کہا تیری ماں پر مصیبت پڑے کسی نے ابھی ابھی مجھے تلوار ماری ہے، یہ سنتے ہی میں نے ایک بڑا وار کیا اگرچہ اب اس کو کاری زخم آ چکا تھا لیکن وہ مرا نہیں تھا۔

غلامانِ محمد جان ''لینے'' سے نہیں ڈرتے

آخر میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھی اور زور سے دبایا تو تلوار اس کے پیٹ سے آر پار ہو گئی جب مجھے یقین ہوا کہ میں نے اسے مار دیا تھا تو پھر میں ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا سیڑھیوں پر پہنچ کر نیچے اتر رہا تھا کہ میں نے سمجھا کہ اب زمین آ گئی ہے،

Scanned with CamScanner

چاندنی رات میں نیچے گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں اپنے عمامہ سے پٹی باندھ کر چلا اور دروازہ پر یہ کہہ کر بیٹھ گیا کہ آج رات اس وقت تک نہ نکلوں گا جب تک میں یہ نہ جان لوں کیا میں نے اسے قتل کر دیا ہے یا نہیں، جس وقت مرغ نے آذان دی تو اس وقت موت کی خبر سنانے والا دیوار پر کھڑا ہو کر کہنے لگا میں ابورافع حجاز کے سوداگر کے مرنے کی خبر سناتا ہوں، پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے آ کر کہا کہ جلدی چلو اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر یہ واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنا پاؤں پھیلاؤ''۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ ایسا تندرست ہوا جیسے مجھے کبھی اس کی تکلیف ہی نہ تھی۔

(صحیح بخاری، المغازی، باب قتل ابی رافع عبداللہ ابن ابی الحقیق: ۴۰۳۹)

(۱۹)

جمعہ نہ پڑھنے کا گناہ

نماز چھوڑنے پر احادیث میں بکثرت اور بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔ بعض احادیث میں یہاں تک آیا ہے کہ جان بوجھ کر جمعہ کی نماز چھوڑنے والا اور سستی کی وجہ سے چھوڑنے والا اس امت ہی سے خارج ہے۔ (والعياذ بالله من ذلك)

☆ **عن عبد الله بن عمر ورضی الله عنه و ابی هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ انهما سمعا رَسُوْل اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول على اعواد منبره لينتهين اقوام عن ودعهم الجمعات او ليختمن الله على قلوبهم ثم ليكونن من الغافلين ۔**

(مسلم ۱٤۳۲، نسائی ۱۳۵۳، دارمی ۱۵۲٤)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر کھڑے ہو کر یہ فرماتے سنا۔ لوگ جمعہ کی نماز چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔

عن ابی الجعد يعنی الضمری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من ترك الجمعة ثلاث مرات تهاونا بها طبع الله على قلبه ۔ (ترمذی ٤٦٠، ابن ماجه ۱۱۱۵)

حضرت ابوجعد الضمری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے لاپرواہی کی وجہ سے تین جمعے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگادے گا۔اور صحیح ابن حبان میں ہے:

من ترك الجمعة ثلاثا من غير عذر فهو منافق .

(صحیح ابن حبان ح ۲۵۸، ابن خزیمۃ ح ۱۸۵۷)

جس شخص نے بلاعذر تین جمعے چھوڑے وہ منافق ہے۔

امت کی ہلاکت کے دو سبب

عن عقبة بن عامر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سمعت رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: هلاك امتي في الكتاب واللبن قالوا يا رسول الله ما الكتاب واللبن قال يتعلمون القرآن فيتا ولو نه على غير ما انزل الله تعالىٰ ويحبون اللبن فيدعون الجماعات والجمع ويبدون .

(احمد فی مسنده ج ۱۷۸۷۷، مسند ابویعلی ج ۳ ص ۲۸۵، الطبرانی فی الکبیر ج ۱۷ ص ۲۹۶، البیهقی فی شعب الایمان ج ۶ ص ۲۶۶)

’’حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میری اُمت کی ہلاکت کتاب اور دودھ کی وجہ سے ہوگی‘ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کتاب اور دودھ سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن سیکھ کر اس کے ایسے معنی بیان کریں گے جو اللہ نے نہیں مراد لئے اور دودھ کی محبت کی وجہ سے جمعہ اور جماعت کی نماز چھوڑیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔

اس حدیث میں ایک تو اس سے ڈرایا گیا ہے کہ قرآن کے معانی اپنی مرضی سے بیان کئے جائیں اور قرآن کے بارے میں رائے زنی کی جائے جو کہ آج کل عام ہوتا جا رہا ہے اور بکثرت لوگ اس فتنے میں پھنستے جا رہے ہیں۔دوسری بات اس حدیث میں

یہ بیان کی گئی ہے کہ لوگ دودھ کی محبت کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔اس سے مراد مال کی محبت ہے چونکہ اُس زمانے میں لوگوں کے پاس بکریاں ہوتی تھیں اور بکریوں کا صحیح فائدہ اس وقت ہی ہے جب وہ دودھ دیں تو لوگ دور دور چراہ گاہ میں اپنی بکریاں لے جاتے جس کی وجہ سے جمعہ کی نماز اور مسجد کی جماعت چھوٹ جاتی۔آج کل کام کی وجہ سے جمعہ اور جماعتیں چھوٹتی ہیں۔اللہ ہمارے اور پوری امت کے احوال پر رحم فرمائے۔ آمین

جمعہ چھوڑنے والے کی کوئی بھی عبادت قبول نہیں

عن جابر بن عبد الله رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خطبنا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يا ايها الناس توبوا الى الله قبل ان تموتوا وبادروا بالاعمال الصالحة قبل ان تشغلوا وصلوا الذي بينكم وبين ربكم بكثرة ذكركم له وكثرة الصدقة في السر والعلانية ترزقوا وتنصروا وتجبروا واعلموا ان الله قد افترض عليكم الجمعة في مقامي هذا في يومي هذا في شهري هذا في عامي هذا الى يوم القيامة فمن تركها في حياتي او بعدي وله امام عادل او جائر استخفافا بها او جحودا بها فلا جمع الله له شمل ولا بارك له في امره الا ولا صلاة له ولا زكاة له ولا حج له ولا صوم له ولا بر له حتى يتوب فمن تاب تاب الله عليه . (ابن ماجه ۱۰۷۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا پس فرمایا: اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہاری موت آجائے‘ اور نیک اعمال میں جلدی کرو اس سے پہلے کہ تم مشغول ہو جاؤ‘ اور اس تعلق کو جوڑو جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے

درمیان ہے کثرت ذکر کے ذریعہ اور کثرت سے صدقہ دے کر پوشیدہ طور پر اور علانیہ طور پر تمہیں روزی دی جائے گی اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہارے احوال درست ہو جائیں گے' اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے اس جگہ میں اس دن میں اس مہینہ میں اس سال میں قیامت تک کیلئے' پس جو شخص جمعہ چھوڑے گا لاپرواہی کی وجہ سے یا اس کی اہمیت کا انکار کرتے ہوئے میری زندگی میں یا میرے بعد اور اس کا امام ہے چاہے وہ امام عادل ہو یا ظالم تو اللہ تعالیٰ اس کے احوال کو مجتمع نہ فرمائے اور اسے اس کے کاموں میں برکت نہ دے، سن لو ایسے شخص کی نماز بھی قبول نہیں ہو گی زکوٰۃ بھی قبول نہیں ہوگی حج بھی قبول نہیں ہوگا روزہ بھی قبول نہیں ہوگا اور اس کی نیکی بھی قبول نہ ہوگی جب تک کہ توبہ نہ کرلے اگر توبہ کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔

تارکِ جمعہ کے لئے حضور علیہ السلام کی ناراضی

عن عبد الله رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لقوم یتخلفون عن الجمعة: لقد هممت ان آمر رجلا یصلی بالناس ثم احرق علی رجال یتخلفون عن الجمعة بیوتهم .

(مسلم ۱۰۴۳، مسند احمد ۳۶۲۵، ٤١٦٦)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو جمعہ کے لئے نہیں آتے' میں تو چاہتا تھا کہ کسی شخص کو حکم دوں کہ نماز پڑھائے پھر ان لوگوں کے گھر جلا دوں جو جمعہ کے لئے نہیں آتے۔

☆ عن سمرة رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :احضروا الجمعة وادنوا من الامام فان الرجل

لیتخلف عن الجمعة حتی انه لیتخلف عن الجنة وانه لمن اهلها .(مسند احمد ۱۹۲۵۳)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے لئے آیا کرو اور امام سے قریب بیٹھا کرو اس لئے کہ بعض لوگ جمعہ کے لئے نہیں جاتے تو انہیں جنت سے بھی دور رکھا جائے گا باوجود اس کا اہل ہونے کے۔

یعنی بعض ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے بہت سے اعمال خیر کئے ہوں گے جن کی وجہ سے وہ جنت کے مستحق ہوں گے لیکن جمعہ چھوڑنے کی وجہ سے انہیں جنت سے دور رکھا جائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ

قال مجاهد رحمة الله علیه سئل ابن عباس رضی الله عنه عن رجل یصوم النهار ویقوم اللیل لا یشهد جمعة ولا جماعة قال هو فی النار .

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو دن بھر روزہ رکھتا ہے اور تہجد گزار بھی ہے لیکن جمعہ میں اور جماعت کی نمازوں میں شریک نہیں ہوتا آپ نے فرمایا: وہ دوزخی ہے۔

☆ عن جابر رضی الله عنه ان رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قال من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فعلیه الجمعة یوم الجمعة الا علی مریض او مسافر او صبی او مملوك ومن استغنی عنها بلهو او تجارة استغنی الله عنه والله غنی حمید .

(سنن البیہقی ح ۵۴۲۴)

Scanned with CamScanner

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اس پر جمعہ کے دن جمعہ پڑھنا فرض ہے الا یہ کہ بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت ہو یا بچہ یا غلام ہو پس اگر کوئی کھیل تماشے یا تجارت کی وجہ سے جمعہ میں نہیں آئیگا تو اللہ اس شخص سے بے نیاز ہے اور اللہ بے نیاز قابل تعریف ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے

عن حارثة بن النعمان رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يتخذ احد كم السائمة فيشهد الصلاة في جماعة فتتعذر عليه سائمة فيقول لو طلب لسائمتي مكانا هو اكلاً من هٰذَا . يتحول ولا يشهد الا الجمعة فتتعذر عليه سائمته فيقول لو طلبت لسائمتي مكانا هو اكلاً من هٰذَا فيتحول فلا يشهد الجمعة ولا الجماعة فيطبع على قلبه .

(مسند احمد ۲۲۵۶۶)

حضرت حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جانور رکھتا ہے اور ہر نماز جماعت سے پڑھتا ہے پھر (جانور بڑھنے کی وجہ سے) جانوروں کو چرانا اسے مشکل پڑتا ہے تو وہ کہتا ہے میں اپنے جانوروں کے لئے اور کوئی جگہ ڈھونڈ لوں جہاں زیادہ چارہ ہو پس مسجد سے دور جگہ لیتا ہے اور صرف جمعہ کے لئے مسجد میں آتا ہے پھر (جانوروں کے مزید بڑھنے کی وجہ سے) اس کے لئے جانوروں کا چرانا اور مشکل ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے میں اپنے جانوروں کے لئے اور کوئی جگہ ڈھونڈ لوں جہاں اس سے بھی زیادہ چارہ ہو پھر وہ مسجد سے اور دور چلا جاتا ہے پھر نہ جمعہ میں آتا ہے نہ جماعتوں میں تو

اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں۔

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مثال بیان فرمائی ہے وہ آج کل بہت سے لوگوں کی حالت کا بالکل صحیح نقشہ کھینچتی ہے کہ جب ابتداء میں کام نہیں ہوتا تو ہر نماز مسجد میں ہوتی ہے اور خوب دعائیں کرائی جاتی ہیں پھر جب کام مل جاتا ہے تو جمعہ کے علاوہ مسجد کا منہ نہیں دیکھتے پھر اگر کام میں اور ترقی ہوگئی یا اپنی تجارت ہوگئی یا بہت مالداروں میں شمار ہوگیا تو پھر جمعہ کے لئے بھی مسجد میں نہیں آتے۔

مندرجہ بالا احادیث سے نماز جمعہ کی اہمیت بالکل واضح ہوگئی۔ البتہ اگر موسم اتنا خراب ہو کہ باہر نکلنا تکلیف دہ ہو یا خطرناک ہو تو جمعہ کے بدلے اپنے گھر پر ظہر کی نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔

جمعہ چھوڑنے کی رخصت

عن عبد الله بن عباس رضى الله عنه انه قال لمؤذنه في يوم مطير اذا قلت اشهد ان لا اله الا الله اشهدان محمدا رسول الله فلا تقل حي على الصلاة قل صلوا في بيوتكم قال فكان الناس استنكروا ذاك فقال اتعجبون من ذا قد فعل ذا من هو خير مني . (مسلم ۱۱۲۸)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے موذن سے کہا ایک بارش والے دن میں کہ جب تم اشهدان لا الـه الا الله اشهدان محمدا رسول الله کہو تو پھر حي على الصلاة مت کہنا بلکہ یہ کہنا صلوا في بيوتكم ۔ یعنی اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لو۔ راوی فرماتے ہیں تو گویا لوگوں نے اس کو اچھا نہیں سمجھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں اس سے تعجب ہو رہا ہے اس کام کو تو اس نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہیں۔ (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے)

Scanned with CamScanner

☆ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال فی یوم جمعة مطیرة صلوا فی رحالکم ۔

(ابن ماجہ ۹۳۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برسات والے جمعہ کے دن کہ اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لو۔

یہاں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ رخصت اس صورت میں ہے کہ موسم اتنا خراب ہو کہ لوگ دوسرے کاموں کے لئے بھی نہ نکلتے ہوں لیکن اگر باقی تمام کاموں کے لئے نکلتے ہیں صرف نماز کے لئے نہیں نکلتے تو اس کی گنجائش نہیں۔

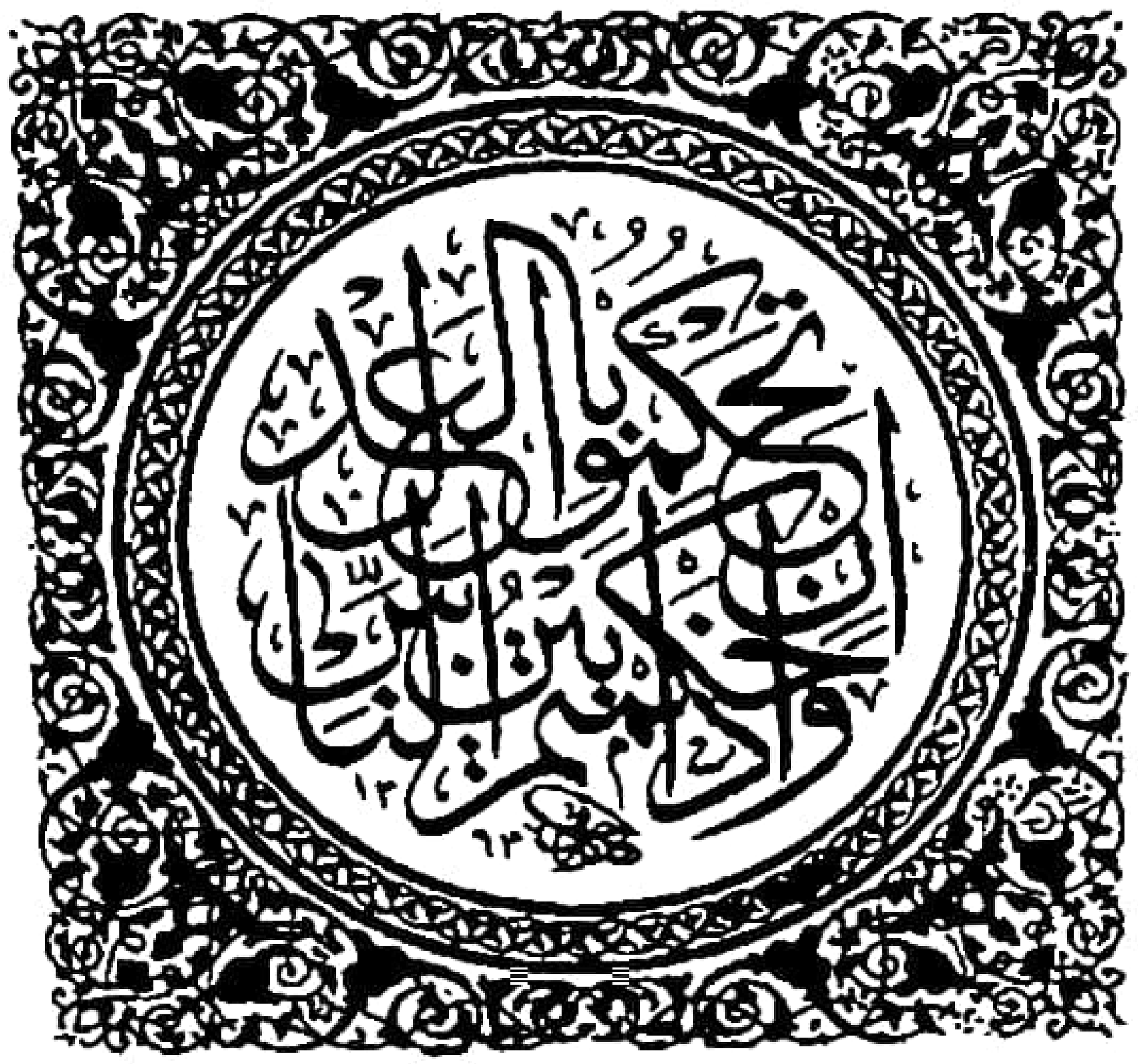

(۲۰)

گھر میں قبر

حضرت سیّدنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے ایک نیک دوست نے بتایا: ''ہمارے پاس ''واسط'' کا رہنے والا ابوعیاد نامی ایک مردِ صالح ہے، وہ کثرت سے مجاہدے کرتا ہے۔ خوفِ خدا عزوجل کی عظیم سعادت سے مالا مال ہے، نمک کے ساتھ روٹی کھاتا ہے، ہمیشہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتا ہے، وہ روزانہ دو دانق کماتا ہے، ایک دانق سے سحری وافطاری کا سامان خرید لیتا ہے اور دوسرا دانق صدقہ کر دیتا ہے۔ اگر آپ اس کے پاس چلیں اور کلام فرمائیں تو وہ اس بات کو پسند کرے گا اور جب آپ اسے دیکھیں گے تو امید ہے کہ اس کی ملاقات سے آپ کو بھی فائدہ ہوگا''۔

میں نے کہا: ''میں اس سے ملاقات کا متمنی ہوں، میں ضرور اس سے ملاقات کروں گا''۔ چنانچہ ہم اس مردِ صالح سے ملاقات کے لئے اس کے گھر پہنچے۔ ہم نے دستک دی تو داخلے کی اجازت مل گئی۔ وہاں مجھے ایک ایسا شخص نظر آیا جسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کا دل دنیا سے اُچاٹ ہو گیا ہے۔ وہ تنہائی پسند ہے اور لوگوں سے اسے وحشت ہوتی ہے، وہ خوفزدہ اور سہا سہا لگ رہا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ مسلسل مجاہدات کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہوگئی ہے اور یہ شخص سخت گرمیوں کے دنوں میں روزہ رکھتا اور ساری ساری رات قیام اور سجدوں میں گزار دیتا ہے، اس کے جسم پر ٹاٹ کا لباس تھا۔ وہ بھی صرف اتنا کہ جس سے ستر پوشی ہو سکے۔ اسے دیکھتے ہی مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ میں اسے دیکھ کر خوف محسوس کرنے لگا۔ اس کی حالت ایسی وحشت ناک تھی کہ اس سے پہلے میں نے کسی کو

ایسی حالت میں نہ دیکھا تھا۔ ہم اس کے قریب گئے تو میرے دوست نے میرا تعارف کراتے ہوئے کہا: ''یہ حضرت سیّدنا منصور بن عمار (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں جن سے ملاقات کے آپ متمنی تھے''۔ اتنا سننا تھا کہ وہ جلدی سے اٹھا، مجھ سے مصافحہ کیا اور میرا دایاں ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا: ''مرحبا! مرحبا! اللہ تعالیٰ آپ کو درازئ عمر بالخیر عطا فرمائے، مجھے اور آپ کو دنیا کے غموں سے بچا کر غمِ آخرت کی نعمت عطا فرمائے''۔ وہ مجھے ایک ایسے کمرے میں لے گیا جہاں اس نے قبر کھود رکھی تھی، وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا:

''میری دیرینہ خواہش تھی کہ آپ سے ملاقات کروں اور اپنے دل کی سختی سے آپ کو آگاہ کروں، مجھے ایک بہت پرانا زخم ہے، تمام معالجین اس کے علاج سے عاجز آ چکے ہیں، اب آپ ہی میرے زخمی دل کا علاج کریں اور جو مناسب سمجھیں وہ مرہم میرے زخم پر رکھیں۔

زخمی دل کا علاج

میں نے کہا: ''اے میرے بھائی! میں آپ کا علاج کس طرح کروں میں تو خود زخمی ہوں اور میرا زخم تمہارے زخم سے کہیں زیادہ ہے''۔ اس نے کہا: ''اگر واقعی ایسا ہے پھر تو میں آپ کا اور زیادہ مشتاق ہوں''۔ میں نے کہا: ''اے میرے بھائی! اگر تو اپنے گھر میں قبر کھود کر اس سے عبرت حاصل کرتا ہے اور اسے دیکھ دیکھ کر اپنے نفس کو مطمئن کر لیتا ہے اور موت سے پہلے ہی کفن خرید کر اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ میں نے آخرت کی تیاری کر لی ہے تو بعض اولیاء کرام ایسے بھی ہیں کہ ان کے سامنے ہر وقت قبر کا ہولناک منظر ہوتا ہے وہ موت سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ وہ ایسے ہیں کہ ان سے زیادہ حدود اللہ کی رعایت کرنے والا تو کسی کو نہ پائے گا۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی منع کردہ اشیا کی طرف رغبت نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ جس دن جھوٹے لوگ بہت زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ ایسے لوگ صرف لوجہ اللہ اعمال کرتے ہیں اور ریا کاری سے بچتے ہیں''۔

میری یہ باتیں سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنے گھر میں کھودی ہوئی قبر میں منہ کے بل گر پڑا، انتہائی کرب و تکلیف میں مبتلا شخص کی طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ اس کے گلے سے عجیب وغریب آواز آنے لگی۔ میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا: ''اگر میری باتیں سن کر یہ شخص ہلاک ہو گیا تو گویا میں اس کے قتل کا سبب بنوں گا''۔ مجھے اس کے سامنے ایسی نصیحت آموز باتیں نہیں کرنی چاہئے تھیں۔ اسے اسی حال میں چھوڑ کر میں اس گھر سے باہر آیا اور ایک چکی والے کے پاس جا کر سارا واقعہ کہہ سنایا۔ یہ سن کر چکی والے نے مجھے ڈانٹا اور کہا: ''میرے ساتھ چلو تا کہ ہم اس کی کچھ مدد کریں''۔ چنانچہ ہم جلدی سے اس کے گھر پہنچے، وہ اسی طرح تڑپ رہا تھا۔ ہم نے فوراً اسے باہر نکالا۔ اس کی حالت بہت نازک تھی، اسکا جسم متعدد جگہوں سے زخمی ہو چکا تھا۔

نوازش کرم شکریہ مہربانی

ایسا لگ رہا تھا کہ شاید یہ ابھی فوت ہو جائے گا۔ چکی والا مجھے بڑی غضبناک نظروں سے گھور رہا تھا، میں فوراً باہر چلا آیا۔ پھر ظہر کے وقت دوبارہ وہاں گیا تو دیکھا کہ ابھی تک اس کی ایسی ہی حالت ہے۔ مغرب تک میں اس کے پاس رہا، پھر واپس چلا آیا اسے ابھی تک ہوش نہ آیا تھا۔ وہ رات میں نے اتنی پریشانی اور غم کے عالم میں گزاری کہ اس سے قبل کبھی مجھے اتنی پریشانی نہ ہوئی تھی۔ صبح ہوتے ہی میں اس کے پاس پہنچا تو وہ اپنے گھر کے مشرقی حصے میں بیٹھا تھا۔ اس نے جسم کے زخمی حصوں پر ایک پرانا کپڑا باندھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا اور آگے بڑھ کر یہ کہتے ہوئے میرا استقبال کیا: ''میرے محسن! تمہاری تشریف آوری کا شکریہ، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے''۔ وہ مجھے اسی طرح دُعائیں دیتا رہا، میں کچھ دیر وہاں بیٹھا اور پھر خوشی خوشی واپس چلا آیا''۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(۲۱)

گناہ کا انجام

امام ابن جوزی فرماتے ہیں: ہمیشہ کے لئے عافیت اور سلامتی چاہنے والے کو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا چاہئے کیونکہ جو شخص تقویٰ کے خلاف کسی شی میں بھی اپنے نفس کو آزاد چھوڑتا ہے وہ دنیا میں یا آخرت میں اس کا انجام ضرور دیکھتا ہے اور یہ دھوکہ کھانے کی بات ہے کہ گناہ کرنے کے بعد کوئی اچھی حالت نصیب ہو جائے تو یہ سمجھنے لگے کہ خیر ہوگئی ہے اب کوئی نہیں پوچھے گا ارشاد ہے ”جو بھی بُرا عمل کرتا ہے اس کا بدلہ دیا جائے گا“ اور کبھی نفس غلطی میں یہ کہتا ہے کہ بے شک وہ بخشنے والا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بخشتا ہے مگر جس کو چاہتا ہے میں تجھے کچھ تفصیل سناتا ہوں جس سے تجھے نفرت کا معنی سمجھ آجائے گا...... وہ یہ کہ جو شخص بلا ارادہ کوئی غلطی کر لیتا ہے نہ کرتے وقت عزم کیا تھا نہ عود (پھر کرنے) کا عزم ہے پھر اپنے کئے پر متنبہ ہوا اور استغفار کرنے لگا تو اس کا یہ عمل خطا کے درجہ کا ہے گو عمداً ہی کیا تھا مثلاً کوئی حسین سامنے آیا طبیعت کے غلبہ کی وجہ سے اسے دیکھنے لگا اور طبعی لذت میں مشغول ہو کر نہی اور منع کی طرف بھی دھیان نہ گیا یہ شخص بے ہوش کی طرح ہے اور جب یہ اپنے طور پر متنبہ ہو کر اس فعل پر نادم ہوا تو اس کی یہ ندامت اس کی میل کو صاف کر دے گی گویا وہ بلا قصد ایک غلطی تھی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی معنی ہے: جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی چوک لگتی ہے تو وہ چونک جاتے ہیں اور اسی وقت انکو سمجھ آجاتی ہے“ اور جو شخص اس نظر پر دوام اور اصرار کرتا ہے یا بار بار دیکھتا ہے وہ گویا اس ممنوع کام کو عمداً کر رہا ہے اور مخالفت کر کے مقابلہ میں آرہا ہے بس جوں

جوں اس کا اصرار ہوتا ہے اتنی ہی عفو و مغفرت دور ہوتی جائے گی اور یہ بھی بعد ہی کی بات ہے کہ وہ اس کام پر کوئی مواخذہ نہیں سمجھتا۔

سب سے خطرناک بات

اور یہ پہچان لو کہ سب سے بڑی خطرناک بات یہ ہے کہ گناہ کے بعد اپنی عافیت اور سلامتی سے دھوکہ کھانے لگے کیونکہ سزا میں تاخیر بھی ہو سکتی ہے اور اس سے بڑی سزا یہ ہے کہ انسان کو اس سزا کا احساس ہی نہ رہے یا یہ کہ وہ سزا سلب دین کی شکل میں ہو یا دلوں کے بے نور ہونے کی شکل میں یا نفس کے بُرے اختیارات کی صورت میں جس سے بدن سلامت رہتا ہے اور اغراض بھی پوری ہوتی رہتی ہیں بعض قابل اعتماد بزرگ فرماتے ہیں: میں ایک ناجائز مقام پر نظر لگا بیٹھا اور پھر اس کے انجام کی انتظار لگ گئی چنانچہ مجھے مجبوراً ایک طویل سفر کرنا پڑا جس کے لئے میرا کوئی ارادہ نہ تھا بڑی مشقتیں اٹھائیں اس کے بعد ایک انتہائی قریبی عزیز کی موت واقع ہوگئی اور بہت سی ایسی چیزیں بھی ضائع ہوئیں جو میرے نزدیک بہت ہی قابل قدر تھیں پھر میں نے توبہ کے ذریعہ تلافی کی تو حال بنا ایک بار پھر خواہش کا غلبہ ہوا اور پھر اسی بدنگاہی میں مبتلا ہو گیا جس سے دل بے نور ہو گیا رقت ختم ہوگئی اور سابق نقصان سے کہیں زیادہ نقصان ہوا اور مجھے ان نقصانات کے عوض ایسی چیزیں ملیں جو نہ ملتیں تو بہتر تھا جب میں نے غور کیا کہ میں نے گنوایا کیا ہے اور اس کے عوض کیا پایا ہے تو ان تازیانوں کی چوٹ سے میں چیخ اٹھا سو خبردار میں ساحل پر کھڑا پکار رہا ہوں: میرے بھائیو! اس سمندر کی گہرائی سے بچو اس کی سطح کا سکون دیکھ کر دھوکہ مت کھاؤ ساحل کو لازم پکڑلو اور تقویٰ کے قلعہ کو لازم پکڑ لو کہ سزا بہت سنگین اور تلخ ہے۔

بد پرہیزی کبھی موت تک لے جاتی ہے

اور یہ بھی جان لو کہ تقویٰ کی پابندی میں اغراض و خواہشات کے پورا نہ ہونے کی تلخیاں ضرور ہیں مگر ان کی مثال علاج اور پرہیز کی ہے جس کا انجام صحت ہے اور بد

Scanned with CamScanner

پرہیزی کبھی اچانک موت تک پہنچا دیتی ہے۔

او بخدا اگر تم مصیبت بھیجنے والے کی رضا کے لئے کوڑا کرکٹ کے ڈھیروں پر کتوں کے ساتھ سو جاؤ تو اس کی رضا کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی نہیں اور اگر تم دنیاوی اغراض وخواہشات کی انتہا تک کو پالو اور وہ تم سے ناراض ہے اور اعراض کئے ہوئے ہے تو تمہاری سلامتی ہلاکت ہے اور عافیت مصیبت ہے اور صحت بیماری ہے اور انجام پھر خاتمہ پر ہے اور عاقل وہ ہے جو انجام کو پیش نظر رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے مصیبت کی دوپہر میں خوب صبر کرو کہ وہ جلد ڈھل جانے والی ہے اور توفیق خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کہ ہمت وطاقت اس کے فضل کے بغیر نہیں۔ (صید الخاطر)

(۲۲)

مشکی (کستوری کی خوشبو والے) بزرگ

بزرگوں کا بیان ہے کہ شہر بصرہ میں ایک شخص تھے لوگ جنہیں مشکی کہا کرتے تھے' کیونکہ ان کے جسم سے ہمیشہ مشک کی خوشبو اٹھتی جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تو لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ کون آیا ہے۔ اسی طرح بازار سے گزرتے تو بھی یہی کیفیت رہتی۔ ایک بزرگ ان سے ملنے گئے بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو ان کے پاس رہا۔ میں نے کہا: برادر محترم! آپ کو خوشبو پر بہت رقم خرچ کرنی پڑتی ہوگی۔ انہوں نے کہا: میں نے کبھی خوشبو نہیں خریدی اور نہ ہی خوشبو جسم اور کپڑے پر لگائی۔ میں تم سے اپنا واقعہ بیان کرتا ہوں شاید میرے مرنے کے بعد تم میرے حق میں دعائے رحمت کرو۔

''میں بغداد میں پیدا ہوا میرے والد مالدار آدمی تھے' اور جس طرح امراء اپنی اولاد کو تعلیم دلواتے ہیں میری بھی اسی طرح تعلیم ہوئی۔ بچپن میں بہت خوبصورت اور حیادار تھا۔ میرے والد سے کسی نے کہا اسے بازار میں بٹھاؤ تا کہ یہ لوگوں سے گھل مل جائے اور حیا کم ہو۔ مجھے ایک کپڑا بیچنے والے کی دکان پر بٹھایا گیا۔ میں صبح وشام دوکان پر جا کر بیٹھتا۔ ایک روز دوکان پر ایک بڑھیا آئی اور اس نے قیمتی کپڑے نکلوائے۔ انہیں دیکھا اور کہا میرے ساتھ کسی کو بھیج دو تا کہ جو پسند ہو اسے لینے کے بعد اس کی قیمت اور بقیہ کپڑے واپس لائے''۔

بزاز نے مجھ سے کہا تم ہی چلے جاؤ۔ تمہارا جی بھی بہل جائے گا میں چلا۔ وہ مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی۔ اس میں ایک قبہ تھا' اور گیٹ پر پاسبان بیٹھے تھے۔

دروازہ پر پردے لٹک رہے تھے۔ بڑھیا نے مجھ سے کہا تم قبہ میں چل کر بیٹھو۔

یہ خوشبو تو جبریل امین علیہ السلام کے دستِ مبارک کی ہے

میں وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی وہاں ایک تخت کے منقش قالین پر بیٹھی ہے' اور تخت وفرش سب کے سب زرّیں ہیں اور اس قدر نفیس کہ ویسا آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لڑکی لباس وزیورات سے آراستہ تھی۔ مجھے دیکھ کر تخت سے اتری اور میرے پاس آئی اور میرے سینے پر ہاتھ مار کر مجھے اپنے جانب کھینچا۔ میں نے کہا اللہ سے خوف کر۔ اللہ سے خوف کر! وہ بولی ڈرنے کی بات نہیں تجھے جو چاہئے میں دوں گی۔ میں نے کہا مجھے استنجاء کی ضرورت ہے۔ اس نے آواز دی چاروں طرف سے لونڈیاں آ گئیں' اس نے کہا اپنے آقا کو بیت الخلاء میں لے جاؤ۔ میں جب وہاں گیا تو مجھے بھاگنے کی کوئی راہ نظر نہیں آئی۔ میں نے پاخانہ اپنے ہاتھ وغیرہ میں لگایا اور بڑی بڑی آنکھیں کر کے اس کنیز کو ڈرایا جو باہر رومال اور پانی لئے کھڑی تھی۔ میں جب اس پر چلا کر دیوانوں کی طرح جھپٹا تو وہ ڈر کر بھاگی اور شور مچایا کہ یہ دیوانہ' پاگل ہے۔ سب لونڈیاں اکٹھی ہوگئیں اور مجھے ایک ٹاٹ میں لپیٹا اور اٹھا کر ایک باغ میں ڈال دیا۔ میں نے جب یقین کر لیا کہ سب جا چکی ہیں تو اٹھ کر اپنے کپڑے اور بدن دھوئے اور گھر گیا۔ مگر کسی کو یہ بات نہیں بتائی اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے: تم کو حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام سے کیا ہی مناسبت ہے اور کہتا ہے کہ کیا تم مجھے جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا میں جبرائیل ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے میرے منہ اور جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اسی وقت سے میرے جسم سے یہ خوشبو آنے لگی۔ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دستِ مبارک کی خوشبو ہے۔ (روض الریاحین)

(۲۳)

ہر عاشق کا انداز اپنا اپنا

کسی نے محمود غزنوی علیہ الرحمہ کو حاضریِ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کے دوران مسجد النبوی الشریف علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں فقیرانہ لباس پہنے، کندھے پہ مشکیزہ اُٹھائے زائرینِ حرم کو پانی پلاتے دیکھ کر کہا: کیا آپ غزنی کے شہنشاہ نہیں' یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ جوابِ دیا: میں شہنشاہ ہوں مگر غزنی میں، اس دربار میں تو شہنشاہ بھی فقیر وگدا ہوتے ہیں۔ پوچھنے والے کو یہ دیوانگی بھرا جواب بہت ہی پیارا لگا۔ کچھ دیر بعد اُس نے دیکھا کہ مصر کا شہنشاہ شاہی کرّ وفر اور رُعب داب کے ساتھ چلا آ رہا ہے، اُس شخص نے بڑھ کر کہا: آپ نے اتنی بڑی جسارت کی! مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی حاضری اور یہ شاہی دبدبہ! جو جواب مصری شہنشاہ نے دیا وہ بھی سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ شاہِ مصر بولا: اے سُوال کرنے والے! یہ بتاؤ یہ بادشاہی کس ہستی نے عطا کی؟ یقیناً مدینے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی عنایت فرمائی ہے۔ لہٰذا شاہی تاج ولباس کے ساتھ حاضر ہوا ہوں۔ تاکہ دینے والا اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھ لے۔ (بارہ تقریریں ص ۲۰۴ بتغیر)

وہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا کوئے جاناں میں

حضرت سیّدنا ابوعبداللہ محمد بن سالم سجلماسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت کی نیت سے پیدل چلنے والے قافلہ مدینہ کا مسافر بن گیا۔ دوران سفر جب کبھی کمزوری محسوس ہوتی تو عرض کرتا: انا فی ضیافتك یا

Scanned with CamScanner

رســـول اللہ یارسول اللہ! میں آپ کی ضیافت (یا مہمانی) میں ہوں تو وہ ناتوانی (یعنی کمزوری) فوراً زائل ہوجاتی۔ (شواہد الحق ص ۲۳۱)

تھکا ماندہ ہے وہ جو پاؤں اپنے توڑ کر بیٹھا
وہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا کوئے جاناں میں

(ذوقِ نعت)

کاش! گنبدِ خضریٰ پہ نگاہ پڑتے ہی

مولانا حافظ بصیر پوری اپنے سفرنامہ حج میں لکھتے ہیں: 1972ء میں مجھے مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوا۔ غالباً رمضان المبارک کا دوسرا جمعہ تھا، ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو مجبور کرکے مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے قبل از وقت ہی مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً لے آیا' اور آتے ہی سامان سے بے پرواہ ہوکر آقائے دو جہاں، سلطانِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ اقدس میں حاضر ہوگیا۔ سلام عرض کرنے کے بعد دو نفل ادا کیے اور بابِ جبریل علیہ السلام سے باہر نکلا، پلٹ کر گنبدِ خضرا پر نظر ڈالی اور غش کھا کر گر پڑا، منہ سے خون بہنے لگا اور تڑپے بغیر ٹھنڈا ہوگیا۔ (انوارِ قطب مدینہ ص ۶۲)

کاش! گنبدِ خضرا پہ نگاہ پڑتے ہی
کھا کے غش میں گر جاتا پھر تڑپ کے مر جاتا

(وسائلِ بخشش ص ۴۱۰)

(۲۴)

روزِ محشر ہے ان کی زیارت کا دن

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ: اَنَّهُ لَقِيَ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَسْاَلُ اللهَ اَنْ يَجْمَعَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ فِيْ سُوْقِ الْجَنَّةِ، فَقَالَ سَعِيْدٌ: اَوَ فِيْهَا سُوْقٌ؟ قَالَ: نَعَمْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِيْهَا بِفَضْلِ اَعْمَالِهِمْ، فَيُؤْذَنُ لَهُمْ فِيْ مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهُ .

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَهَلْ نَرٰى رَبَّنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قُلْنَا: لَا، قَالَ: كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ عَزَّوَجَلَّ وَلَا يَبْقٰى فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ اِلَّا حَاضَرَهُ اللهُ مُحَاضَرَةً .

ثُمَّ نَنْصَرِفُ اِلٰى مَنَازِلِنَا، فَيَتَلَقَّانَا اَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ مَرْحَبًا وَاَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَاِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ وَالطِّيْبِ اَفْضَلُ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُ: اِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ (عَزَّوَجَلَّ)، وَيَحِقُّ لَنَا اَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا .

ایک حسین دُعا

"حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ ان کی ملاقات حضرت

Scanned with CamScanner

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو جنت کے بازار میں اکٹھا کردے۔ حضرت سعید کہنے لگے: کیا اس میں کوئی بازار ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو وہ اپنے اعمال کی برتری کے لحاظ سے مراتب حاصل کریں گے۔ دنیا کے جمعہ کے روز کے برابر انہیں اجازت دی جائے گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے، اور وہ ان کے لئے اپنا عرش ظاہر کرے گا......

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، کیا تم سورج اور چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں کوئی شک کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح تم اپنے پروردگار کے دیدار میں بھی کوئی شک نہیں کرو گے۔ اس محفل میں کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا، جس سے اللہ تعالیٰ براہِ راست گفتگو نہ فرمائے......

انہوں نے کہا: پھر ہم واپس اپنے گھروں میں آجائیں گے۔ ہماری بیویاں ہمارا استقبال کریں گی اور کہیں گی خوش آمدید، خوش آمدید، آپ واپس آئے ہیں تو آپ کا حسن و جمال ہم سے جدا ہوتے وقت سے بڑھ گیا ہے تو وہ جنتی کہے گا: آج ہماری مجلس ہمارے ربّ جبار عزوجل سے ہوئی ہے۔ ہم اسی (خوبصورت) شکل وصورت میں تبدیل ہونے کے حق دار ہیں''۔

(اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: صفة الجنة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ، باب: ما جاء فی سوق الجنة، ٤/٦٨٥، الرقم؛ ٢٥٤٩، وابن ماجه فی السنن، کتاب: الزهد، باب: صفة الجنة، ٢/١٤٥٠، الرقم: ٤٣٣٦، وابن حبان فی الصحیح، ١٦/٤٦٤– ٤٦٧، الرقم: ٧٤٣٧)

جنت کے درخت کا سایہ

☆ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی: اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ، وَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ: (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) وَفِی الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا، وَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ: (وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ) وَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِی الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ: (فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے نیکوکار بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کی دل میں اس کا خیال گزرا۔ اگر چاہو تو پڑھو: ''سو کسی کو معلوم نہیں کہ ان کے نیک کاموں کے صلہ میں جوان کی آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ رکھی گئی ہے''۔ جنت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سایہ میں ایک سو سال چلے گا تو پھر بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔ اگر چاہو تو پڑھو: ''اور بڑھایا ہوا سایہ'' اور جنت میں ایک چابک کے برابر جگہ دنیا ومافیھا سے بہتر ہے اگر چاہو تو پڑھو: ''اور جو شخص جہنم سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہوا اور دنیا کا سامان تو سراسر دھوکہ ہے''۔

(اخرجہ الترمذی فی السنن، کتاب: تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ومن سورۃ الواقعۃ، ۵/۴۰۰، الرقم: ۳۲۹۲، والنسائی فی السنن الکبریٰ، ۶/۳۱۷، الرقم: ۱۱۰۸۵، وابن ابی شیبہ

فی المصنف، ۷/۳۰، الرقم: ۳۳۹۷۴)

☆ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَالَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ، قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: (وَمِنْ بَلْهَ مَا قَدْ اَطْلَعَكُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِ). اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ: (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ).

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کی ہیں جنہیں نہ انسان کی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کان نے سنا ہے اور نہ کبھی دل میں خیال گزرا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان باتوں کو چھوڑو، خود اللہ تعالیٰ نے تمہیں آگاہ کیا ہے۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ سو کسی کو معلوم نہیں کہ ان کے نیک کاموں کے صلہ میں جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ رکھی گئی ہے“۔

(خرجه ابن ماجة فی السنن، كتاب: الزهد، باب: صفة الجنة، ٢/١٤٤٧، الرقم: ٤٣٢٨، والهناد فی الزهد، ١/٤٧)

تورات کی تحریر

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرَاةِ لَقَدْ اَعَدَّ اللّٰهُ لِلَّذِيْنَ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ مَا لَمْ تَرَ عَيْنٌ، وَلَمْ تَسْمَعْ اُذُنٌ وَّلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ، وَلَا يَعْلَمُهُ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ، وَلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ قَالَ: وَنَحْنُ نَقْرَؤُهَا: (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ)

(السجدة، ۳۲:۱۷)

وقال الحاكم: هٰذا حديث صحيح الاسناد.

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تورات میں لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے تہجد گزاروں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں، کسی کان نے سنی نہیں، کسی انسان کے دل میں ان کا خیال (تک) نہیں آیا، نہ ہی انہیں کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم بھی قرآن پاک میں اس (مفہوم) کے ہم معنی آیت تلاوت کرتے ہیں: ”سو کسی کو معلوم نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے، یہ ان (اعمالِ صالحہ) کا بدلہ ہوگا جو وہ کرتے رہے تھے“۔

(اخرجہ الحکم فی المستدرک، ۲/۴۴۸، الرقم: ۳۵۵۰، وابن ابی شیبہ فی المصنف، ۷/۳۴، ۱۰۸، الرقم: ۳۴۰۰۳، ۳۴۵۶۸، والمنذری فی الترغیب والترہیب، ۱/۲۴۶، الرقم: ۹۴۸)

جنت کی دیوار دیکھ کر فرشتے بھی دنگ رہ گئے

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَحَاطَ حَائِطَ الْجَنَّةِ لَبِنَةً مِنْ ذَهَبٍ وَّلَبِنَةً مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ شَقَّقَ فِيْهَا الْاَنْهَارَ وَغَرَسَ الْاَشْجَارَ فَلَمَّا نَظَرَتِ الْمَلَائِكَةُ اِلٰى حُسْنِهَا قَالَتْ: طُوْبٰى لَكِ مَنَازِلَ الْمُلُوْكِ. (رواه الطبراني والبزار واحمد مختصراً)

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت کی بیرونی دیوار اس طرح بنائی ہے کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک چاندی کی۔ پھر اس میں نہریں چلائیں اور درخت لگائے۔ جب فرشتوں نے اس کی خوب صورتی

کو دیکھا تو انہوں نے کہا: اے (روحانیت اور ولایت کے) بادشاہوں کی جائے قرار تجھے مبارک ہو"۔

(اخرجہ البزار فی المسند، ۱۸۹/٤، واحمد بن حنبل فی المسند، ۳٦۲/۲، والطبرانی فی المعجم الاوسط، ۷٤/۳، الرقم: ۲۵۳۲، والحمیدی مختصرا فی المسند، ٤۸٦/۲، الرقم: ۱۱۵۰)

(۲۵)

گستاخانِ رسول کا انجام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید وفرقان حمید کی یہ آیت پڑھی:

(اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ٥)

"(میرے نبی!) جو لوگ آپ سے مذاق کرتے ہیں انہیں سزا دینے کے لئے ہم کافی ہیں"۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والے یہ لوگ تھے:

(۱) ولید بن مغیرہ

(۲) اسود بن عبد یغوث زہری

(۳) ابوزمعہ اسود بن مطلب

(۴) حارث بن عیطل سہمی

(۵) عاص بن وائل

حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق اڑانے والوں کی شکایت حضرت جبرئیل سے کی، حضرت جبرئیل نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ولید کو کر دیا اور اس کی بغل میں ایک رگ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا: "آپ نے اس کے ساتھ کیا کیا؟" جبرئیل نے کہا میں نے اس کو سزا دے دی۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے اسود کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا اور اس کی

آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں بھی جبرئیل سے پوچھا، آپ نے فرمایا: ''اسود کا کیا کیا؟'' حضرت جبرئیل نے کہا میں نے اس سے نپٹ لیا۔

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ابوزمعہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے کہا: ''آپ نے اس کا کیا بندوبست کیا''۔ حضرت جبرئیل نے کہا میں نے اس سے بھی بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے حارث کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا اور اس کے سر یا پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں نے اس سے بھی انتقام لے لیا۔ اسی طرح عاص کا گزر ہوا تو حضرت جبرئیل نے اس کے پاؤں کے تلوے کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں نے اس کو بھی دبوچ لیا۔

دیکھے مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

(۱) ولید کو سزا اس طرح ملی کی خزاعہ قبیلے کا ایک شخص جو اپنے تیروں کو ترتیب دے رہا تھا۔ اس کے پاس ولید کا گزر ہوا تو ایک تیر اس کی بغل کے نیچے رگ پہ جا لگا اور اس نے رگ کو کاٹ دیا۔

(۲) اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔

(۳) اسود بن عبد یغوث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ اس کے سر میں زخم ہو گئے جن کی وجہ سے وہ مر گیا۔

(۴) حارث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ زرد پانی نے اس کو گھیر لیا۔ وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور صورت حال یہ ہو گئی کہ اس کا پاخانہ اس کے منہ سے نکلنے لگا پھر وہ اس سے مر گیا۔

(۵) عاص کو سزا اس طرح ملی کہ اس کے سر میں اس طرح پھوڑا نکلا جس طرح کا ایک کانٹے دار پودا حجاز کے ریگستان میں اگتا ہے۔ اس کانٹے دار حجازی پودے کی طرح

کا پھوڑا اس کے سر میں نکلا، سارے سر میں پھیل گیا اور وہ مر گیا۔ عاص کے بارے میں ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ گدھے پہ سوار ہو کر طائف کی طرف نکلا۔ گدھا کودا اس نے اس کو کانٹوں پر گرا دیا۔ کانٹا اس کے پاؤں میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔

(دلائل النبوة للبيهقي: ۲/۳۱۶، ۳۱۸؛ اسناده حسن لذاته؛ السنن الكبرى له: ۹/۸، ۱۷۷۳۱؛ اسناده حسن لذاته۔)

(۲۶)

نماز جمعہ کی اہمیت واہتمام

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قال الصلاۃ الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ کفارۃ لما بینھن مالم تغش الکبائر ۔ (مسلم ۳۴۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو ان کی درمیان ہوتے ہیں جب تک کہ وہ کبیرہ گناہ نہ کرے۔

☆ عن اوس بن اوس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من غسل واغتسل وغدا وابتکر ودنا من الامام ولم یلغ کان لہ بکل خطوۃ عمل سنۃ صیامھا وقیامھا ۔

(نسائی ۱۳۶۳)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے غسل کیا اور سر کو ٹھیک سے دھویا اور اول وقت میں نماز کے لئے آیا اور صبح کے وقت سویرے آیا اور قریب ہوا امام کے اور کوئی بے ہودہ کام نہیں کیا تو اس کو ہر قدم کے بدلے ایک سال روزے اور نماز کا ثواب ملے گا۔

چار میں چوتھا

عن علقمۃ قال خرجت مع عبد اللہ رضی اللہ عنہ الی الجمعۃ فوجد ثلاثۃ قد سبقوہ فقال رابع اربعۃ وما رابع اربعۃ ببعید انی سمعت رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یقول ان الناس یجلسون من اللہ یوم القیامۃ علی قدر رواحھم الی الجمعات الاول والثانی والثالث ۔ ثم قال رابع اربعۃ وما رابع اربعۃ ببعید ۔ (ابن ماجہ ۱۰۸۳)

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کے لئے گیا تو انہوں نے تین لوگوں کو پایا جو ان سے پہلے آچکے تھے تو انہوں نے فرمایا: چار میں سے چوتھا اور چار میں سے چوتھا کوئی دور نہیں۔ بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے ہوں گے انکے جمعہ کی طرف آنے کے بقدر پہلا دوسرا اور تیسرا (یعنی جتنی جلدی جمعہ کے لئے آئیں گے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اتنا قرب نصیب ہوگا) پھر انہوں نے فرمایا کہ چار میں سے چوتھا اور چار میں سے چوتھا کوئی دور نہیں۔

فرشتوں کی دعا

جو لوگ جمعہ میں آنے کے پابند ہیں پھر کسی وجہ سے جمعہ کے لئے نہیں آسکتے تو فرشتے ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔

عن عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال تبعث الملائکۃ علی ابواب المساجد یوم الجمعۃ یکتبون مجی الناس فاذا خرج الامام

Scanned with CamScanner

طويت الصحف ورفعت الاقلام فتقول الملائكة بعضهم لبعض ماحبس فلانا فتقول الملائكة اللّٰهم ان كان ضالا فاهده وان كان مريضا فاشفه وان كان عائلا فاغنه ۔

(ابن خزیمۃ فی صحیحہ، الترغیب والترہیب ج ا ص ۲۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے جمعہ کے دن مسجد کے دروازوں پر بیٹھ کر آنے والوں کے نام لکھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ امام نکل کر آجائے پھر جب امام آجاتا ہے تو اپنے دفتر بند کردیتے ہیں۔ پھر فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں فلاں کس وجہ سے نہیں آیا اور فلاں کس وجہ سے نہیں آیا۔ پھر اس کے لئے دُعا کرتے ہیں اے اللہ اگر وہ بھٹک گیا ہے تو اسے راہ کھلا دے اور اگر بیمار ہے تو اسے شفا نصیب فرما اور اگر محتاج اور نادار ہو گیا ہی تو اسے مالدار کردے۔ (ترمذی ٤٥٦، ابن ماجه ١٠٧٧، مسند احمد ١٥٥٨٥)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور اپنے سر کو بھی ٹھیک سے دھویا اور اول وقت میں نماز کے لئے آیا اور جلدی مسجد پہنچ گیا اور امام کے قریب بیٹھا اور خطبہ سنا اور خاموش رہا تو اس کو ہر قدم پر ایک سال کے روزوں کا اور نماز کا ثواب ملے گا۔

فرشتے مسجدوں کے دروازوں میں

☆ عن عطاء الخراسانی عن مولی امراته ام عثمان قال سمعت عليا رضی الله عنه على منبر الكوفة يقول اذا كان يوم الجمعة غدت الشياطين برأياتها الى الاسواق فير مون الناس بالترابيث او الربائث ويثبطونهم عن الجمعة وتغدو الملائكة فيجلسون على ابواب المسجد فيكتبون الرجل من ساعة

والرجل من ساعتين حتى يخرج الامام فاذا جلس الرجل مجلسا يستمكن فيه من الاستماع والنظر فانصت ولم يلغ كان له كفلان من اجر فان نای وجلس حيث لايسمع فانصت ولم يلغ كان له كفل من اجر وان جلس مجلسا يستمكن فيه من الاستماع والنظر فلغا ولم ينصت كان له كفل من وزر ومن قال يوم الجمعة لصاحبه صه فقد لغا ومن لغا فليس له في جمعته تلك شيء . ثم يقول في آخر ذلك سمعت رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول ذلك .

(ابوداؤد ۷۸۸)

شیطان کے جھنڈے اور ہتھکنڈے

حضرت عطاء خراسانی اپنی بیوی ام عثمان کے آزاد کردہ غلام سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی مسجد میں منبر پر فرماتے سنا جب جمعہ دن ہوتا ہے تو شیطان جھنڈے لے کر بازاروں کی طرف جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے جال ڈالتے ہیں اور ضرورتیں پیش کرتے ہیں اور اس طرح انہیں جمعہ سے روکتے ہیں اور فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر بیٹھتے ہیں اور آنے والوں کے اوقات لکھتے رہتے ہیں کہ فلاں پہلی گھڑی میں آیا اور فلاں دوسری گھڑی میں آیا یہاں تک کہ امام نکل آئے پس جب کوئی شخص ایسی جگہ بیٹھ جاتا ہے جہاں سے امام کی آواز سن سکتا ہے اور امام کو دیکھ سکتا ہے اور خاموش بیٹھا رہتا ہے کوئی لغو کام نہیں کرتا تو اس کو دو گنا ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی شخص دور بیٹھتا ہے (امام سے) اور ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں خطبہ کی آواز نہیں سن سکتا لیکن خاموش بیٹھا رہتا ہے اور کوئی لغو کام نہیں کرتا تو اس کو ثواب کا ایک حصہ ملتا ہے اور اگر ایسی جگہ بیٹھتا ہے

Scanned with CamScanner

جہاں سے امام کو دیکھ سکے اور سن سکے اور کوئی لغو کام کرتا ہے اور خاموش نہیں بیٹھا تو اس کو گناہ کا ایک حصہ ملتا ہے، اور جو شخص جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہے خاموش رہو تو اس نے لغو کام کیا اور جس نے لغو کام کیا تو اس کو اس جمعہ میں سے کچھ بھی (ثواب) نہیں ملے گا۔ یہ سب کہنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ باتیں میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔

☆ **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قال بينما عمر بن الخطاب رضی الله عنه يخطب الناس يوم الجمعة اذ دخل عثمان بن عفان رضی الله عنه فعرض به عمر رضی الله عنه فقال مابال رجال يتاخرون بعد النداء** .(مسلم ٦٩٣١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس دوران کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کیا ہو گیا ہے لوگوں کو کہ وہ دیر سے آتے ہیں اذان کے بعد۔

☆ **عن سمرة رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : احضروا الجمعة وادنوا من الامام فان الرجل ليتخلف عن الجمعة حتى انه ليتخلف عن الجنة وانه لمن اهلها** .(مسند احمد ٣٥٢٩١)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے لئے جایا کرو اور امام سے قریب ہو کر بیٹھا کرو اس لئے کہ آدمی جمعہ سے پیچھے رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت (میں داخل

ہونے) سے پیچھے رہ جائے گا اگرچہ وہ جنت کا اہل ہو (دوسری عبادتوں کی وجہ سے)۔

جمعہ کے دن کھانا اور آرام نماز جمعہ کے بعد ہونا چاہیے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول عام دنوں میں ظہر سے پہلے کھانے اور آرام کا تھا لیکن جمعہ کے دن چونکہ جمعہ کے لئے جلدی جانا مسنون ہے اس لئے جمعہ کی نماز کے بعد کھانے اور آرام کرنے کا معمول تھا۔

عن سهل بن سعد رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ما كنا نتغدى فی عهد رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ولا نقيل الا بعد الجمعة .

(بخاری ٢١٨٧)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہم لوگ دوپہر کا کھانا اور آرام جمعہ کی نماز کے بعد ہی کرتے تھے۔

(۲۷)

دو ولیوں کی ملاقات

حضرت سیّدنا شعیب بن حرب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیّدنا سفیان بن سعید ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ''کوفہ'' سے ''مصیصہ'' حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گیا۔ ہم نے ''مصیصہ'' پہنچ کر حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں ہوں گے۔ ہم جامع مسجد پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد میں لیٹے ہوئے پایا۔ میں نے قریب جا کر آپ کو بیدار کیا اور کہا: ''حضور! اٹھئے اور دیکھئے کہ آپ کے دوست حضرت سیّدنا سفیان بن سعید ثوری رحمۃ اللہ علیہ آپ سے ملنے آئے ہیں''۔ اتنا سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک جھٹکے سے اٹھے اور خوش ہوتے ہوئے حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو گلے سے لگایا۔ پھر دونوں دوست بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

میں نے اور حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے تین دن سے کچھ نہ کھایا تھا۔ حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی: ''اے ابو اسحاق (رحمۃ اللہ علیہ)! ہمیں کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جس کے ذریعے ہم حلال رزق حاصل کر سکیں''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''آؤ! ہم کھیتی کاٹنے چلتے ہیں''۔ چنانچہ ہم ایک شخص کے پاس گئے اور کہا: ''ہم مزدوری کرنا چاہتے ہیں، ہمیں اجرت پر کچھ کام دے دیجئے''۔ اس نے کہا: ''آپ دونوں کھیتی کاٹیں''۔

رزقِ حلال کی تلاش

چنانچہ ہم ایک دن کی دو درہم اجرت پر کھیت کی کٹائی پر اجیر (یعنی مزدور) بن گئے۔ سارا دن انتہائی محنت، لگن اور دیانتداری سے کام کرتے رہے۔ شام کو جب کھیت کے مالک نے ہمارا کام دیکھا تو بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا: ''تم لوگوں نے بہت اچھا کام کیا ہے، یہ لو اپنی اُجرت''۔ پھر اس نے دو درہم دیتے ہوئے کہا: ''تم روزانہ مزدوری کے لئے آ جایا کرو''۔ پھر ہم وہاں سے چلے آئے۔

حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درہم مجھے دیا اور کہا: ''جاؤ! جو بہتر سمجھو، کھانے کے لئے لے آؤ''۔ چنانچہ میں بازار جا کر کھانا خرید لایا اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ''کھانا کھائیے''۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے کھانے سے انکار کرتے ہوئے کہا: ''پہلے آپ کھائیے''۔ کچھ دیر اسی طرح تکرار ہوتی رہی۔ بالآخر حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ''مجھے اس کھانے سے معافی دیجئے، کیا آپ اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ ہم نے مزدوری بالکل ٹھیک کی ہے اور جو رقم ہمیں ملی ہے اس میں کسی قسم کی ملاوٹ یا شبہ نہیں؟ اگر آپ یہ ضمانت دیتے ہیں تو میں کھا لیتا ہوں''۔ حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: ''میں کیسے ضمانت دے سکتا ہوں کہ یہ کھانا شبہ سے پاک ہے؟'' تو حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے: ''پھر مجھے اس کھانے کی کوئی حاجت نہیں''۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''جس چیز کو آپ نے ترک کر دیا میں اسے کیسے اختیار کر سکتا ہوں، میں بھی یہ کھانا نہیں کھاؤں گا''۔ چنانچہ ہم نے کھانا وہیں چھوڑ دیا اور ایک لقمہ بھی نہ کھایا''۔ (عیون الحکایات)

(۲۸)

قرآن پاک کی تحقیر کفر ہے

بغداد میں عجم کے اہل بدعت کی ایک جماعت آئی جو لوگوں کو وعظ سنانے کے لئے منبروں پر بیٹھنے لگے ان کی مجلس کا اہم اور بڑا حصہ یہ تھا کہ وہ کہتے تھے زمین پر اللہ تعالیٰ کے کلام نام کی کوئی چیز نہیں مصحف تو ورق ہے دوات اور سیاہی ہے اللہ تعالیٰ آسمان میں نہیں ہیں اور جس باندی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''این اللہ'' کا سوال کیا تھا وہ گونگی تھی اس لئے اس نے آسمان کی طرف اشارہ کر دیا یعنی وہ ان بتوں میں سے نہیں جن کی زمین میں پوجا ہوتی ہے۔ پھر وہ یوں پوچھتے ہیں کہ حروفیہ لوگ کہاں ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن حرف اور صورت کا نام ہے یہ عبارت والفاظ تو جبریل کے ہیں بس یہ لوگ اس طرح کی باتیں کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ اکثر و بیشتر عوم کے قلوب میں قرآن پاک کی عظمت کم ہو جاتی ہے حتیٰ کہ ان میں بھی بعض کہنے لگتے ہیں کہ یہ لوگ صحیح کہتے ہیں ورنہ قرآن ایسی چیز ہو گی جسے جبریل تھیلے میں ڈال کر لائے ہوں گے چنانچہ میرے پاس اہل سنت کی ایک جماعت نے شکایت کی تو میں نے کہا: صبر کرو یہ ایک لازمی بات ہے کہ شبہات کسی نہ کسی وقت میں سر اٹھاتے رہتے ہیں گو بعد میں کچل ہی دیئے جائیں باطل اپنی جولانی دکھاتا ہے اور حق کا غلبہ ہو کے رہتا ہے اور دجال بکثرت پائے جاتے ہیں اور کوئی شہر بھی ایسے لوگوں سے خالی نہیں جو سرکاری سکوں کی نقل میں کھوٹے سکے چلاتے رہتے ہیں۔

اہل بدعت کا ردِ بلیغ

ایک صاحب نے کہا پھر ہمیں ان کا کیا جواب دینا چاہئے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے توفیق عطاء فرمائے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق کی طرف سے اجمالی ایمان کو کافی قرار دیا ہے اور انہیں تفصیلات جاننے کا مکلّف نہیں بنایا یا تو اس لئے کہ تفصیلات میں پڑھنے سے بعض دفعہ عقاید میں خلل آ جاتا ہے اور یا اس لئے کہ تمام تفصیلات معلوم کرنے سے انسانی طاقت عاجز ہے...... بس اولین بات جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے وہ وجود باری تعالیٰ ہے۔ قرآن پاک نے اس پر دلائل بیان فرمائے ہیں ذات باری کی صنعت میں غور کرنے کے راستے میں چنانچہ فرمایا کون ہے وہ ذات جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس میں نہریں چلائیں اور ارشاد فرمایا: تمہاری اپنی ذاتوں میں نظائر ہیں کیا تم بصیرت نہیں رکھتے چنانچہ مخلوقات کے ذریعہ اس کے وجود پر استدلال کا سلسلہ اور مصنوعات کے ذریعہ اس کی قدرت پر دلیل پکڑنے کا سلسلہ قائم کیا گیا پھر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اس کی معجزات کے ذریعہ ثابت فرمائی اور ان میں سب سے بڑا معجزہ خود قرآن پاک ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور مخلوق اس کی مثل لانے سے عاجز رہی صحابہ کی جماعت نے انہی دلیلوں پر اکتفاء کیا ہے اور قرن اول (پہلا دور) اسی حال پر گذر گیا اور ہدایت کا یہ چشمہ صاف و شفاف رہا گدلا نہیں ہوا چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں مستقبل میں پیدا ہونے والی بدعتیں بھی تھیں لہٰذا حق و ہدایت کے لئے دلائل کی کثرت بلکہ قرآن پاک میں ان کا انبار لگا دیا گیا......

قرآن مجید علوم کا سرچشمہ ہے

اور جبکہ قرآن پاک علوم کا سرچشمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے اس لئے اس کے متعلق بڑی تاکید سے فرمایا گیا ''اور یہ کتاب مبارک ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ایسا قرآن نازل کرتے ہیں جو سراسر شفاء ہے'' اور یہ بھی بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ''ارشاد ہے'' ''یریدون ان یبدلوا کلام اللہ'' وہ اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

کا کلام بدلنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور بتلایا کہ وہ کلام سنا جاتا ہے "حتیٰ یسمع کلام اللہ" حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے اور یہ بھی خبر دی کہ وہ کلام محفوظ ہے۔ "فی لوح محفوظ" ایسی لوح میں ہے جو محفوظ ہے "بل ھو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم" بلکہ وہ کھلی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے سینوں میں ہے جو علم دیئے گئے اور یہ بھی خبر دی گئی کہ وہ لکھا جاتا ہے پڑھا جاتا ہے "وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینك" اور تو اس سے پہلے کوئی کتاب نہ پڑھا کرتا تھا اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے لکھا کرتا تھا اسی مضمون کی اور بہت سی آیات ہیں جن کی تفصیل بڑی طویل ہے اور وہ قرآن پاک کا ثبوت واضح کرتی ہیں پھر اسی قرآن میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفائی بھی ذکر کی گئی کہ وہ اسے اپنی طرف سے بنا کر نہیں لے آئے "ام یقولون افتراہ بل ھو الحق من ربك" کیا یہ کہتے ہیں کہ اسے خود بنا لیا ہے بلکہ وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور اگر ایسا کر لیتے تو اس پر وعید بھی فرمائی "ولو تقول علینا بعض الاقاویل" اور اگر وہ بنالاتا ہم پر کوئی بات...... اور ایسا سمجھنے والے کے حق میں فرمایا: "ان ھٰذا الا قول البشر ساصلیہ سقر" کہ نہیں ہے یہ مگر بات ہے بنائی ہوئی انسان کی ہم عنقریب اسے داخل جہنم کریں گے اور جبکہ ہرامت پر ایک طرح کا عذاب مقرر فرمایا تو اس پر کسی فرشتہ کو بھی مقرر فرمایا جیسا کہ جبریل علیہ السلام کی چیخ قوم ثمود پر اور ایک قوم پر آندھی قارون کے لئے ضعف کا عذاب اور قوم لوط کی بستیوں کو جبریل علیہ السلام کا الٹ دینا اور ابابیل پرندوں کا کعبہ کی تخریب کرنے والوں پر مسلط فرمانا اور قرآن کی تکذیب کرنے والوں کا عذاب اپنے ہاتھ میں رکھا ارشاد ہے "فذرنی ومن یکذب بھٰذا الحدیث" اب چھوڑ دے مجھ کو اور اس کو جو اس بات (قرآن) کو جھٹلاتا ہوے۔ ذرنی ومن خلقت وحیدا ۔ چھوڑ مجھے اور اس کو جسے میں نے اکلوتا پیدا کیا" یہ سب تاکیدیں اس لئے ہیں کہ قرآن پاک اس شریعت کے احکام کے لئے بھی اصل ہے اور سابقہ تمام شریعتوں کے ثبوت کی بھی دلیل ہے کیونکہ سابقہ ملتوں والے

لوگوں کے پاس بھی اپنی ملت کے صحیح ہونے پر ہماری کتاب کے سوا کوئی دلیل نہیں کیونکہ ان کی کتابیں تبدیل وتحریف کا شکار ہو چکی ہیں۔

سلامتی صرف سلف کے طریقے میں ہے

نیز ہر عقل مند آدمی جانتا ہے کہ "قول البشر" کہنے والا اسی کلام کے بارے میں کہتا ہے کہ میں ایسی چیز کو ثابت مان رہا ہوں جسے حسی طور پر میں ثابت نہیں کر سکتا تو میں تجھ پر نکیر کرتا ہوں کہ تو ایسی چیز کے وجود کی نفی کیسے کر رہا ہے جو شرعاً ثابت ہے باقی یہ کہتا کہ مصحف میں کیا ہے ورق ہے رنگ اور سیاہی وغیرہ ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ آدمی گوشت اور خون کے سوا کیا ہے۔

مگر افسوس کہ آدمی تو روح کا نام تھا گوشت اور خون کو دیکھنے والا اپنی حس پر رک کر رہ گیا ہے کوئی کہتا ہے کہ مکتوب کتابت کا غیر ہوتا ہے تو ہم کہیں گی کہ ہمیں یہ تسلیم نہیں ہے کیونکہ اسکا ثبوت اور تحقیق نہ تیرے بس میں ہے نہ تیرے مقابل کے بس میں' تیری مراد کتابت سے اگر سیاہی اور نقوش ہیں تو یہ قرآن نہیں ہیں اور اگر وہ معنی مراد ہے جو ان کا مدلول ہے تو وہ کتابت نہیں ہے بس ان چیزوں میں بحث مباحثہ جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے کم درجہ کی بعض چیزیں ہیں جن کی تفصیل وتحقیق ممکن نہیں ہے مثلاً روح ہے کہ اجمالی طور پر ہم اس کا وجود مانتے ہیں مگر اس کی حقیقت وتفصیل سے واقف نہیں ہیں تو جب ہم اس کے حقائق سے جاہل ٹھہرے تو حق جل مجدہ کی صفات کے حقائق وتفصیلات میں تو اجہل ہی ہوں گے لہٰذا سمعیات (نقلی باتوں) میں توقف ضروری ہے ان چیزوں کی نفی کے ساتھ ساتھ جو حق تعالیٰ کی ذات کے لائق نہیں ہیں کیونکہ یہ انہماک اشتغال مشغول ومنہمک آدمی کو مزید پریشان تو کر سکتا ہے مگر مفید نہ ہوگا بلکہ اس پر تو واجب ہے کہ ایک امر عقلی تحقیق کیے بغیر محض نقلی دلیل سے ثابت نہ مان لے بس سلامتی کی صورت صرف سلف کے طریق میں ہے والسلام۔ (صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(۲۹)

برزخی منظر اور روحانی مناظر

شہر آبادان میں ایک بزرگ زاد بدوی کے نام سے مشہور تھے۔ میں نے وہاں جا کر ان کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے اور ان کی قبر کھودنے والے گورکن نے بتایا کہ انہیں دفن کر کے لحد درست کرنے میں قبر میں اترا تو بغل کی قبر سے ایک اینٹ سرک گئی۔ میں نے دیکھا قبر میں ایک بزرگ شیخ' صاف شفاف کپڑے پہنے ہوئے۔ صاف و واضح حرفوں کا قرآن کریم گود میں لئے ہوئے تلاوت کر رہے ہیں' آہٹ ہوئی تو سر اٹھایا اور پوچھا کیا قیامت قائم ہوگئی؟ رحمکم اللہ ۔ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اینٹ اس کی جگہ لگا دو' اللہ تمہیں عافیت بخشے' میں نے لگا دی۔

☆ ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں بصرہ سے ایلہ کے لئے کشتی پر سوار ہوا۔ تین آدمی مجھے چھوڑنے آئے تھے (وہ بھی کشتی میں آ گئے) ملاح نے یکایک لنگر اٹھا دیا اور آ کر بیٹھ گیا۔ میرے ساتھیوں نے ملاح سے کہا' آخر تجھے ہوگیا ہے؟ اس نے اشارہ سے انہیں چپ رہنے کو کہا ایک لحظہ میں ہم ایلہ پہنچ گئے اور ہمارے برابر میں بہت سی کشتیاں تھیں جو عصر کے وقت پہنچیں۔ لوگ ملاح سے پوچھنے لگے کہ ایسا کیسے ہوا؟ اس نے کہا: میں نے ایک سوار کو دیکھا' جو نہایت خوبصورت سواری پر تھے۔ ویسی سواری میری نگاہوں نے کبھی نہیں دیکھی' انہوں نے اپنی سواری سے ایک سونے کی زنجیر میری کشتی میں لٹکائی۔ اس کے بعد وہ آگے آگے اور کشتی پیچھے پیچھے ہوا سے باتیں کرتی رواں تھی۔ میں اگر اس وقت تم لوگوں سے باتوں میں مشغول ہوتا تو اندیشہ تھا کہ میری نگاہوں سے روپوش نہ ہو جائیں۔ (روض الریاحین)

(۳۰)

جب کرم ہوتا ہے

حضرت سیّدنا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ یمن کے ایک آدمی نے میرے والد صاحب کے پاس 80 دینار رکھواتے ہوئے عرض کی: ''اگر ضرورت پڑے تو انہیں خرچ کر لینا، جب واپس آؤں تو مجھے ادا کر دینا'' اور وہ خود جہاد کے لئے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد مدینۃ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں سخت قحط اور خشک سالی نے غلبہ کیا، والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ دینار لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ شخص واپس آ گیا اور اُس نے اپنی رقم طلب کی۔ والدِ محترم نے کہا: ''کل تشریف لایئے' اور خود اُس رات مسجد النبوی الشریف میں ٹھہرے رہے، کبھی مزارِ فائض الانوار پر حاضر ہوتے اور سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم بار کے طلب گار ہوتے اور کبھی منبرِ اطہر کے پاس آ کر دُعا و التجا کرتے، حتیٰ کہ سپیدۂ سحر نمودار ہونے لگا، دُھند لکے میں ایک شخص نے تھیلی آگے بڑھاتے ہوئے کہا: ''اے محمد بن منکدر! یہ لیجئے''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ بڑھا کر تھیلی لے لی، کھول کر دیکھا تو اُس میں 80 دینار تھے۔ صبح ہوئی تو رقم رکھوانے والا شخص آ گیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 80 دینار اُس کے حوالے کر دیئے۔ یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ اِس بار قرض سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم سے سبکدوش ہو گئے۔ (شواہد الحق، ص ۲۲۷)

ہر طرف مدینے میں بھیڑ ہے فقیروں کی
ایک دینے والا ہے کُل جہاں سوالی ہے

Scanned with CamScanner

(۳۱)

میرے وہ بندے کہاں ہیں؟

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَيَكُوْنُ اَوَّلُ مَا يَسْمَعُوْنَ مِنْهُ اَنْ يَقُوْلُ اَيْنَ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اطاعونى .... قَالَ: فَلَهُمْ فِي كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامِ الضِّعْفُ عَلٰى مَا كَانُوْا قَالَ: وَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ).

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت میں مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اہل جنت) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو سب سے پہلی بات سنیں گے، وہ یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے مجھے دیکھے بغیر میری اطاعت کی اور میرے رسولوں کی تصدیق کی اور میرا حکم مانا؟ تم مجھ سے مانگو یہ ”یوم المزید“ (یعنی میرے لطف وکرم کی بے بہا بارشوں کا دن) ہے۔ وہ تمام ایک بات پر اتفاق کریں گے کہ اے ربّ! ہم تجھ سے خوش ہیں، تو ہم سے خوش ہو جا۔ اللہ تعالیٰ ان سے دوبارہ فرمائے گا: اے جنتو! اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو میں تمہیں جنت میں نہ ٹھہراتا۔ تم مجھ سے مانگو یہ ”یوم المزید“ ہے۔ وہ بیک آواز کہیں گے: اے ربّ! ہمیں اپنا چہرہ مبارک دکھا، ہم تیرا دیدار

کر لیں۔ اللہ تعالیٰ تمام پردے اٹھا دے گا اور ان کے سامنے ایک چیز جلوہ افروز ہوگی اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ فیصلہ نہ کیا ہوتا کہ وہ جلیں گے نہیں تو وہ اس کے نور سے جل جاتے۔ جو نورِ (الٰہی) ان پر چھا جائے گا، پس اللہ تعالیٰ ان کو اپنے نور سے ڈھانپ لے گا......

روزِ محشر ہے ”اُن کی“ زیارت کا دن

پھر وہ اپنے ٹھکانوں کی طرف آ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حاصل ہونے والے نور سے ان کی بیویاں لاعلم ہوں گی اور وہ ان کے متعلق لاعلم ہوں گی۔ جب وہ گھر پہنچیں گے تو نور بڑھتا جائے گا اور پختہ ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی ان شکلوں کی طرف لوٹ آئیں گے جن میں وہ پہلے تھے۔ ان کی بیویاں ان سے کہیں گی: تم جس شکل وصورت میں ہمارے ہاں سے گئے تھے اس کے علاوہ شکل وصورت میں واپس ہوئے۔ وہ کہیں گے: اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے جلوہ افروز ہوا اور ہم نے اس کا دیدار کیا تو ہماری شکلیں تم سے مخفی رہ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر سات روز میں انہیں اس سے دوگنا (دیدار) نصیب ہوگا اور یہی بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) سو کسی کو معلوم نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے، یہ ان (اعمالِ صالحہ) کا بدلہ ہوگا جو وہ کرتے رہے تھے“۔

(اخرجه البزار فى المسند، ۷/۲۸۸، الرقم: ۲۸۸۱، والمنذرى فى الترغيب والترهيب، ۴/۳۱۱، الرقم: ۵۷۴۸، والهيثمى فى مجمع الزوائد، ۱۰/۴۲۲)

Scanned with CamScanner

(۳۲)

ابوجہل دُم دبا کر بھاگ گیا

سیرت کا قاری چشم تصور سے پندرہ صدیاں پہلے مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کو دیکھ رہا ہے جہاں قریش مکہ کی ایک ٹولی ابوجہل کے اردگرد بیٹھی ہوئی ہے۔ سامنے ابراہیم علیہ السلام کا تعمیر کردہ گھر ہے۔ اسلام بتدریج پھیلتا جا رہا ہے کافروں کی ساری کوششیں اور توانائیاں اس دعوت حق کو روکنے میں لگی ہوئی ہیں مگر حق کی آواز مسلسل گونج رہی ہے اور بلند سے بلند ہوتی جا رہی ہے۔ ابوجہل جو اس امت کا فرعون ہے۔ اس کا سب سے من بھاتا موضوع یہ ہے کہ مسلمانوں کو تکلیف واذیت کیسے پہنچائی جائے؟ اچانک اس نے پہلو بدلا، اس کے چہرے سے حسد، حقد اور عناد صاف ظاہر تھا اس نے رازداری سے کہا:

اے قریش! آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے دین کی عیب چینی ہمارے آباؤ اجداد کی بدگوئی ہماری عقلوں کی تنقیص اور ہمارے معبودوں کی تذلیل سے باز نہیں آ رہا۔ اس لئے میں اللہ سے یہ عہد کر رہا ہوں کہ میں ایک بہت بھاری اور مشکل سے اٹھایا جانے والا پتھر لاؤں گا اور جب یہ سجدہ کرے تو اس بھاری پتھر سے اس کا سر کچل کر رکھ دوں گا۔ اب اس کے بعد تمہاری مرضی ہے کہ تم میری تائید کرو یا نہ کرو۔ مجھے بے یار و مددگار چھوڑ دو یا میری حمایت میں اٹھ کھڑے ہو۔ بنو عبد مناف میرے ساتھ جو جی چاہے کریں اس کی مجھے کوئی پروا نہیں۔ مجھے یہ کام ہر حال میں کرنا ہے حد ہو گئی ہے۔ اب اس کا خاتمہ ضروری ہے۔ لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اس کے مکروہ اور فاسد عزائم ان کے دلوں کے بھی ترجمان تھے، انہوں نے تائید میں

اپنے سر ہلائے اور کہا"ابوالحکم بھلا ایسا ہوسکتا ہے کہ ہم تمہیں بنو عبد مناف کے سپرد کریں۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا تم جو کرنا چاہتے ہو کر گزرو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

اگر وہ ایسی حرکت کر لیتا تو......

اگلے روز صبح کے وقت ابوجہل نے ایک بہت بڑا پتھر اٹھا لیا اور بیت اللہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتظار کرنے لگا۔ پتھروں کے پجاری صحن حرم میں جمع ہو رہے تھے وہ بے چینی سے منتظر تھے کہ ابھی ایک بڑا اقدام ہونے والا ہے۔ ابوجہل اپنی بات کا بڑا پکا ہے وہ ضرور اپنے منصوبے پر عمل کریگا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ وہ روزانہ بیت اللہ میں تشریف لاتے، بیت المقدس کی طرف منہ کرتے اور نماز پڑھتے۔ درمیان میں ان کے جد امجد ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا بنایا ہوا کعبہ ہوتا جس کی تولیت صدیوں سے ان کے خاندان کے سپرد تھی۔ آج بھی آپ حسب معمول تشریف لائے چہرے کا رخ بیت المقدس کی طرف کر لیا نماز کے لئے کھڑے ہوئے قیام کیا پھر رکوع میں چلے گئے، اب اپنے ربّ کے حضور سجدہ کر رہے ہیں جو ہر مشکل اور پریشانی میں حامی و ناصر ہے۔ ادھر وہ سجدے میں جاتے ہیں اُدھر ابوجہل اپنے ناپاک ارادے پر عمل کے لئے اپنی جگہ سے اٹھتا ہے اور بھاری پتھر اس نے اپنے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے اور بہت سی نگاہیں ابوجہل کا تعاقب کر رہی ہیں اب وہ آگے بڑھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا، پتھر مارنے کے لئے اپنے ہاتھ بلند کئے تو پتھر اس کے ناپاک ہاتھوں سے گر پڑا۔ اب وہ تھر تھر کانپنے لگا چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ شکست خوردہ حالت میں پیچھے ہٹا اور بھاگ نکلا۔ قبیلے والے لوگ جو تماشا دیکھنے کے لئے وقت سے پہلے ہی جمع ہو گئے تھے نہایت تعجب سے ابوجہل کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے بے ساختہ پوچھا:

"مالك ابى الحكم" "ارے ابوالحکم تمہیں کیا ہو گیا؟"

اگر وہ ایسی حرکت کر لیتا تو......

اسکے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا اور جسم بے چارگی کی تصویر بنا ہوا تھا۔ بڑی مشکل سے زبان نے اس کا ساتھ دیا، اس نے رک رک کر کہنا شروع کیا، کل جس منصوبے کا میں نے اعلان کیا تھا، اس پر عمل درآمد کے لئے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بڑھا، جب میں انکے قریب ہوا تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان آگ کے شعلے اگلتی خندق دیکھی، بہت سی خوفناک چیزیں اور پر مجھے نظر آئے، میں خوفزدہ ہو کر پیچھے کو بھاگا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ فرشتے تھے، اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی نوچ لیتے''۔

(صحیح مسلم: ۲۷۹۷، دلائل النبوۃ للبیہقی: ۲/۱۸۹)

(۳۳)

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی

جمعہ کا دن چونکہ خاص عبادت کا دن ہے اس میں نوافل اور دُعا وغیرہ کی کثرت کی ترغیب وارد ہوئی ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس میں ایک خاص وقت رکھا ہے قبولیت دُعا کا۔ ویسے تو دن کا ہر وقت دُعا کے لئے مناسب ہے لیکن اس خاص گھڑی میں دُعا قبول ہونے کا وعدہ ہے۔

☆ **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ان رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذکر یوم الجمعة فقال فیه ساعة لا یوافقها عبد مسلم وهو قائم یصلی یسال الله تعالیٰ شیئا الا اعطاه ایاه . واشار بیده یقللها .** (بخاری ۳۸۸، مسلم ۶۰۴۱، مسند احمد ۱۱۹۹، موطامالک ۱۲۲)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا تذکرہ کیا تو فرمایا: اس میں ایک گھڑی ہے کہ جو مسلمان بھی اسے پالے اس حال میں کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ سے مانگ رہا ہو تو اللہ اسے وہ چیز ضرور عطا فرمائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس (گھڑی) کے مختصر ہونے کی طرف اشارہ کیا''۔

☆ **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ان فی الجمعة لساعة لایوافقها مسلم یسأل الله**

فیھا خیر الا اعطاہ ایاہ قال وھی ساعۃ خفیفۃ ۔ (مسلم ۸۰۴۱)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان بھی اسے پالے اور اللہ سے اس میں کوئی بھلائی مانگے تو اللہ اسے وہ چیز ضرور عطا کریں گے فرمائے گا: وہ ایک مختصر سی گھڑی ہے''۔

یہ کونسی گھڑی ہے؟

اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں زیادہ صحیح دو قول ہیں۔

(۱) امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد سے اقامت تک۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خطبہ کے دوران دُعا کرتا رہے بلکہ امام جب دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھے تب دل میں دُعا کرے نیز امام کے منبر پر سے اترنے کے بعد نماز شروع ہونے تک بھی آہستہ آہستہ دُعا کرتا رہے۔

☆ عن ابی بردۃ بن ابی موسی الاشعری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قال لی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما اسمعت اباک یحدث عن رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فی شان ساعۃ الجمعۃ قال قلت نعم سمعتہ یقول سمعت رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یقول ھی ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلاۃ ۔ (مسلم ۲۰۱۲، البیھقی ۶۲۱۲)

''حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم نے اپنے والد کو جمعہ کی گھڑی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے سنا ہے؟ تو میں نے کہا جی ہاں میں نے ان کو کہتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے سنا کہ وہ گھڑی امام کے بیٹھنے (یعنی خطبہ کیلئے بیٹھنے) سے لے

کر نماز پوری ہونے تک ہے''۔

(۲) عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک۔ اس دوران وہ اجابت کی گھڑی کسی وقت آتی ہے۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ امام ترمذی نی امام احمد کا قول نقل فرمایا:

قال احمد اکثر الاحادیث فی الساعۃ التی ترجی فیھا اجابۃ الدعوۃ انھا بعد صلاۃ العصر وترجی بعد زوال الشمس ۔

کہ اکثر احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ گھڑی عصر کے بعد ہے اگرچہ زوال کے بعد کسی وقت بھی اس کے ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔

☆ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال التمسوا الساعۃ التی ترجی فی یوم الجمعۃ بعد العصر الی غیبوبۃ الشمس ۔ (ترمذی ۶۹۱)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ گھڑی جس میں دُعا قبول ہونے کی امید کی جاتی ہے اسے ڈھونڈو جمعہ کے دن عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک''۔

☆ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ ادخل الجنۃ وفیہ اھبط منھا وفیہ ساعۃ لا یوافقھا عبد مسلم یصلی فیسأل اللہ فیھا شیئا الا اعطاہ ایاہ قال ابوھریرۃ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فلقیت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فذکرت لہ ھٰذا الحدیث فقال انا اعلم بتلک الساعۃ فقلت اخبرنی بھا ولا تضنن بھا علی قال ھی بعد العصر الی ان تغرب الشمس فقلت کیف تکون بعد العصر وقد قَالَ

Scanned with CamScanner

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لا يوافقها عبد مسلم وهو يصلي وتلك الساعة لا يصلي فيها فقال عبد الله بن سلام رضي الله عنه اليس قد قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : من جلس مجلسا ينتظر الصلاة فهو في صلاة قلت بلى قال فهو ذاك ۔ (ترمذی ٣٥٤)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوا ہے وہ جمعہ کا دن ہے اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اس دن جنت میں داخل کیے گئے اور اس دن اس سے نکالے گئے اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو مسلمان بھی اس کو پالے نماز کی حالت میں پھر وہ اللہ سے اس نماز میں کچھ مانگتا ہے تو اللہ اسے ضرور وہ چیز عطاء فرمادیتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے اس حدیث کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا میں جانتا ہوں اس گھڑی کو۔ تو میں نے کہا مجھے بھی بتا دیجئے اور اس بارے میں بخل نہ کیجئے۔ انہوں نے کہا وہ عصر کے بعد لے کر غروب شمس تک ہے۔ میں نے کہا وہ عصر کے بعد کیسے ہوسکتی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مسلمان شخص اسے پالے نماز کی حالت میں اور اس وقت تو نماز پڑھنا منع ہے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا رسول اللہ! نے یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے تو وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں تو انہوں نے کہا یہ وہی ہے۔

دُعا کا فوری اثر

اجابت دُعا کی گھڑی کے متعلق مصنف عبدالرزاق میں ایک عجیب واقعہ منقول

ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک کتا آیا جو جماعت کے آگے سے گزرنے ہی والا ہی تھا کہ اچانک گر کر مر گیا۔ نماز سے فارغ ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔ اس کتے کو بدُعا کس نے دی۔ ایک شخص نے عرض کیا میں نے دی تھی اے اللہ کے رسول (دوسری روایت جو طبرانی میں منقول ہے اس سے معلوم ہوتا ہے یہ بدعا دینے والے حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے قبولیت دُعا کی گھڑی میں اسے بدعا دی۔

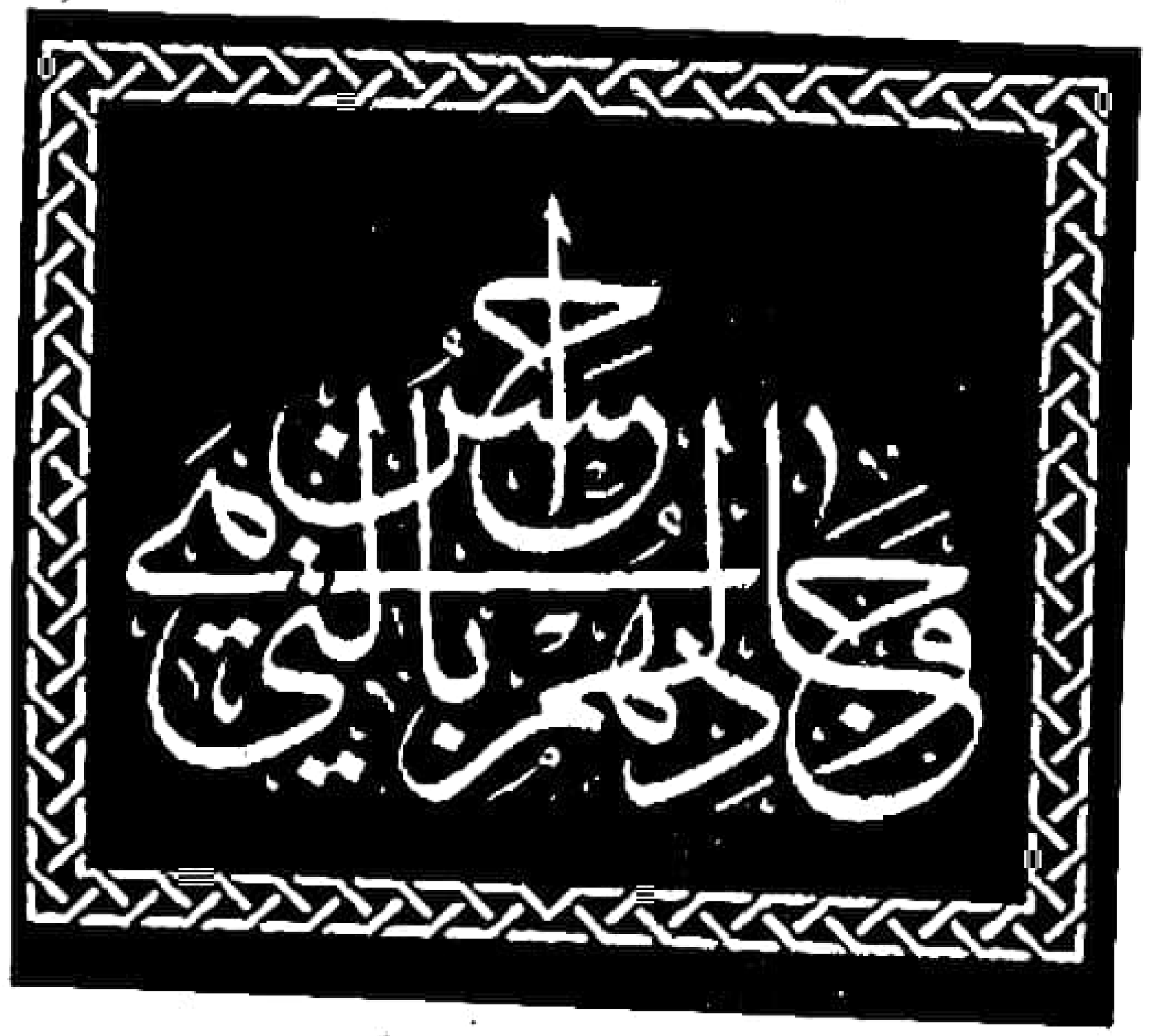

(٣٤)

انوکھی ضیافت بذریعہ غیبی رزق

حضرت سیّدنا ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں نے اپنے ایک متقی و پرہیزگار دوست کے ساتھ مکہ مکرمہ (زادھا اللہ شرفًا و تعظیمًا) میں قیام کیا۔ ہم تین دن وہاں رہے۔ ہم نے ایک فقیر کو دیکھا کہ اپنی جھونپڑی میں رہتا ہے، اس کے پاس صرف ایک ڈول تھا جو ٹاٹ کے رومال سے ڈھکا رہتا۔ وہ فقیر عمدہ آٹے کی سفید روٹی کھاتا تھا۔ ہم حیران تھے کہ نہ جانے یہ روٹی اس کے پاس کہاں سے آتی ہے؟ مسلسل تین دن سے ہم نے کوئی شئے نہ کھائی تھی۔ میں نے دل میں کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! آج میں اس فقیر سے کہوں گا کہ آج رات ہم آپ کے ہاں بطور مہمان ٹھہریں گے، چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور کہا: ''آج رات ہم آپ کے مہمان ہیں''۔ اس نے کہا: ''خوش آمدید! یہ تو میرے لئے سعادت کی بات ہے''۔ چنانچہ ہم دونوں دوست اس کی جھونپڑی میں آگئے۔ عشاء کے وقت تک میں اسے دیکھتا رہا لیکن اس کے پاس میں نے کوئی شئے ایسی نہ دیکھی جس سے وہ ہماری ضیافت کرتا۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جو اس نے مجھے پکڑا دی۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بہترین قسم کے دو درہم تھے۔ چنانچہ ہم نے کھانا خریدا اور کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کچھ دنوں بعد میری اس فقیر سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ میں نے سلام کیا اور پوچھا: ''جس رات ہم آپ کے ہاں ٹھہرے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں اچانک دو درہم آگئے تھے اور یہ بہت حیران کن بات ہے، میں جاننا چاہتا

ہوں کہ یہ کیا راز ہے؟ اگر کسی عملِ صالح کے ذریعے آپ کو یہ کرامت ملی ہے تو وہ عمل مجھے بھی بتائیے؟'' فقیر نے کہا: ''اے ابوسعید! وہ کوئی بڑا عمل نہیں، صرف ایک حرف ہے''۔ میں نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' فقیر نے جواب دیا: ''اپنے دل سے دنیا کی محبت نکال دے اور خالق عزوجل کی محبت دل میں بٹھالے ان شاء اللہ تعالیٰ تیری تمام حاجتیں پوری ہو جائیں گی''۔ (عیون الحکایات)

(۳۵)

بلند ہمتی

سب سے بڑی آزمائش اور امتحان یہ ہے کہ تجھے ہمت عالی عطاء ہوتی ہے اور اس کے تقاضے پر عمل سے روک دیا جاتا ہے تیری عالی ہمتی کی تاثیر تو یہ ہے کہ مخلوق سے مفادات کو قبول کرنے میں عار آتی ہے اور ان کے احسانات کا بوجھ محسوس ہوتا ہے پھر وہ تجھے فقر میں مبتلا کر دیتا ہے تو ان سے کچھ لینا پڑتا ہے اور تیرے مزاج میں لطافت پیدا کرتا ہے جس سے عام اور دستیاب چیزیں کھانا تجھے پسند نہیں آتا پھر تو زائد نفقہ اور اخراجات کا محتاج ہو جاتا ہے ایسے ہی تیرے رزق میں کمی ہوتی ہے اور ہمت وعزم کا تعلق کسی حسین سے ہو جاتا ہے اور بحالت فقر ان کے لئے سفر کرنا پڑتا ہے اور کبھی تجھے علم بمنزلہ معشوق دکھایا جاتا ہے جو اس نے سنا ہے ایسے ہی عقلاء حضرات اور خطاب کو سمجھنے والے اس میں اختلاف نہیں رکھتے کہ انہ اور تنزل بہ میں ضمیریں قرآن ہی کے لئے ہیں اور ھٰذا کتاب میں اشارہ موجود اور حاضر ہی کی طرف ہے یہ ایک ایسی پختہ بات ہے جس میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے قدماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے پھر شیطان نے بدعت کے حیلے اور وساوس داخل کرنے شروع کئے تو کچھ لوگ کہنے لگے کہ ھٰذا کا مشار الیہ مخلوق ہوتا ہے اس کے مقابلہ کے لئے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے وہ عزیمت دکھائی جو دوسرے نہ دکھا سکے تا کہ قرآن کے متعلق کوئی ایسی چیز راہ نہ پا سکے جس سے قلوب میں اس کی عظمت میں کچھ بھی کمی آ جائے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت سے ہٹایا جا سکے اور انہوں نے یہ دیکھا کہ ایک نئی بات جو آج تک

قرآن کے بارے نہیں کی گئی ہے اس کا کہنا جائز نہیں ہے چنانچہ فرماتے تھے میں وہ بات کیسے کہوں جو کبھی نہیں کہی گئی اور اس موضوع پر کلام اس کی دلائل وشبہات وغیرہ کا ذکر کتب اصول میں موجود ہے لہٰذا یہاں وہ طویل کلام نہیں ہوگا البتہ اجمالی بات ذکر کی جائے گی جو ایسے شخص کو کافی ہو سکتی ہے جس کی ہدایت طے ہو چکی ہے۔

شریعت کا تقاضا اجمالی ایمان کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ شرع نے ہم سے صرف اجمالی ایمان اور ظاہر امور کی تعظیم کا تقاضہ کیا ہے اور ان باتوں میں انہماک سے منع فرمایا ہے جو شبہات کے غبار اڑاتی ہیں اور اس راستہ کو طے کرنے کے لئے فہم کے قدم طاقت نہیں رکھتے تو جب تقدیر کی باتوں میں اشتغال سے منع کر دیا گیا تو مالک تقدیر اور اس کی صفات میں انہماک تو بدرجہ اولیٰ منع ہوگا اور یہ دو باتوں میں کسی ایک کی وجہ سے ہو سکتا ہے یا تو ایسے شبہات کے پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے جس سے عقائد متزلزل ہونے لگتے ہیں یا بشری طاقت ان حقائق کے ادراک سے عاجز ہوتی ہے، تو جب قرآن کی ظاہری آیات سے قرآن کا ثبوت ووجود ملتا ہے اور کہنے والا کہتا ہے کہ قرآن کوئی چیز نہیں تو گویا اس نے اس ظاہری بات کو ٹھکرا دیا ہے جس کو ثابت کرنے اور دلوں میں بٹھانے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت ومشقت اٹھائی تھی کسی بات پر یقین اور حلال وحرام کا فیصلہ پھر کس چیز سے ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور مخالف بھی اس کی سوا کیا دلیل دے سکتا ہے کہ بس اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اب یہ اسی چیز کو ثابت کرنے لگا ہے جس کی خود نفی کر چکا ہے لہٰذا باتوفیق آدمی کے لئے یہی درست ہے کہ ظاہر شرع پر قائم رہے اور اگر کوئی شبہ ڈالنے کی کوشش کرے اور کہے کہ یہ آواز تیری ہے اور لکھا ہوا بھی تیرا ہے تو قرآن کہاں ہے اسے کہنا چاہئے کہ ایک بات کے ثبوت ووجود پر میرا اور تیرا اتفاق ہو چکا ہے ہم دونوں اس کو حجت مان لیتے ہیں بدن میں طاقت اس کے محفوظ کرنے دہرانے کی نہیں اور ہاتھ میں اتنا مال نہیں کہ کتاب لے سکے اور کبھی عارفین وزھاد کے درجات کی لگن شدت

سے لگ جاتی ہے اور ادھر ارباب دنیا کے پاس آمد ورفت کی مجبوری بھی یہ بہت بڑی اور کھلی آزمائش ہے اس کے برعکس ایک گھٹیا آدمی جسے مخلوق سے سوال کرنے میں کوئی شرم وعار نہیں اور بیوی کے بدلنے کا اسے کبھی خیال نہیں آتا معمولی علم پر قناعت کیے ہوئے ہے عارفین کے احوال میں کوئی شوق ودلچسپی نہیں ایسی شخص کو کسی شی کا نہ ہونا کچھ بھی متاثر نہیں کرتا وہ اپنے پاس موجود کو ہی اپنا منتہی تصور کرتا ہے اور ایسا خوش ہے جیسے بچے ٹھیکریوں سے خوش ہوتے ہیں اس کا معاملہ بالکل گھٹیا ہے معمولی ہے۔

آزمائش امتحان تو اس عالی ہمت عارف کے لئے ہے جس کی ہمت اسے متضاد امور کو جمع کرنے پر مجبور کرتی ہے تاکہ مزید کمالات حاصل کر سکے اور اس کے قدم مقصود کی طرف بڑھنے کی سکت نہیں رکھتے پس وہ حال بھی کیسا عجیب ہے جس کی راہ طے کرتے کرتے اہل صبر کا زاد سفر ختم ہو جاتا ہے اور اگر غفلت کے کچھ لمحات وحالات جو زندگی میں کبھی اس مبتلا شخص کو پیش آجاتے ہیں تو اسکا ہمیشہ اپنے مقامات کو پیش نظر رکھنا اور انہیں دیکھتے رہنا اس کو بینائی سے اندھا کر دیتا منزل پالینے کی محنت وکوشش سے اس کے جوتے گھس جاتے اور پاؤں ننگے رہ جاتے مگر کبھی منزل مراد تک پہنچنے میں امداد کی جھلکیاں اور کبھی مقصود سے غفلت کی کیفیات اس کی زندگی کو سہل کیے رکھتی ہیں یہ کلام بڑا عجیب ونادر ہے اہل فہم ہی اسے سمجھ سکتے ہیں اور اس کی حقیقت صاحب حال ہی جان سکتا ہے۔ (صید الخاطر لابن جوزی)

(۳۶)

قدرت کے نظارے

ایک شیخ فرماتے ہیں' میں حضرت ابوعلی بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ویرانے کی طرف نکلا۔ ہمیں شدت کی بھوک لگی۔ اس وقت ہم نے ایک لومڑی کو دیکھا کہ زمین کھود کر کماۃ نکالتی ہے اور ہماری جانب پھینکتی آتی ہے۔ ہم نے حسب ضرورت لے لیا اور آگے روانہ ہوئے۔ اسی سفر میں ہم نے ایک درندے کو زمین پر پڑا دیکھا' نزدیک سے دیکھا تو وہ اندھا تھا۔ اچانک ایک کوا اپنی چونچ میں گوشت کا ٹکڑا لئے آیا اور درندے کے منہ میں رکھ کر چلا گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوعلی نے فرمایا: یہ دلیل قدرت ہمارے لئے دکھائی گئی ہے درندے کے لئے نہیں' اس ویران جنگل میں ہم کئی روز چلتے رہے۔ ایک جھونپڑا نظر آیا' جس میں ایک بڑھیا تھی' اور اس کے پاس کوئی شی نہیں تھی' باہر ایک پتھر تھا جس میں ایک گڑھا بنا ہوا تھا۔ ہم سلام کر کے وہاں کچھ رکے' وہ عبادت میں مشغول تھی۔ سورج ڈوب گیا تو وہ اپنے ہاتھ میں دو روٹیاں اور کھجور لئے اندر سے نکلی اور ہم سے کہا جھونپڑی میں جا کر اپنا حصہ لے لو۔ ہم اندر گئے تو وہاں چار روٹیاں اور ان پر کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ حالانکہ ارد گرد میں نہ کھجوروں کا کوئی درخت تھا نہ کھجوریں۔ ہم نے روٹی اور کھجوریں کھا کر سیری حاصل کی۔ تھوڑی دیر بعد ابر کا ایک ٹکڑا آیا اور اس پتھر پر برس کر چلا گیا۔ اس کا گڑھا بھر گیا اور پانی کا کوئی قطرہ پتھر کے باہر نہیں ٹپکا۔

ارادت ہو تو دیکھ ان کو

میں نے بڑھیا سے دریافت کیا کہ یہاں کتنے زمانے سے ہو۔ اس نے کہا ستر

سال سے ربّ تعالیٰ کا میرے ساتھ یہی معاملہ ہے۔ روزانہ اس طرح کھانا آتا ہے اور ابر پانی لاتا ہے۔

بڑھیا نے پوچھا تم لوگ کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟۔ ہم نے بتایا کہ ہم حضرت ابونصر سمرقندی کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ اس نے کہا: ابونصر صالح انسان ہیں۔ آئیے ابونصر ان لوگوں سے ملئے۔ ہم نے دیکھا تو حضرت ابونصر ہمارے پاس تھے۔ ہم نے انہیں اور انہوں نے ہمیں سلام کیا۔ بوڑھی عارفہ نے پھر فرمایا: **اذا اطاع العبد مولاہ اطاعہ مولاہ** جب بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ اس کے ارادوں کو پورا فرماتا ہے۔ (**رضی اللہ عنهما وجمیع الصالحین ونفعنا بهم آمین**) (روض الریاحین)

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

(۳۷)

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے

مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں ایک شخص کو دیکھا گیا جو زخموں سے چور چور تھا، معلوم ہوا وہ تُرکی کا باشندہ ہے اور 15 سال سے بیمار ہے، تُرکی میں علاج ناکام رہا، کسی نے مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی خاکِ شفا استعمال کرنے کا مشورہ دیا، تُرک مریض نے ہدایت پر عمل کیا، جو مرض پندرہ سال میں ٹھیک نہ ہوا، الحمد للہ وہ ایک سال میں دو حصّہ ختم ہو گیا۔ وہ تُرک رو رو کر اپنا دردناک واقعہ سنایا کرتا اور خاکِ مدینہ کے گُن گایا کرتا۔ (مدینۃ الرسول ص ۱۳۳ ملخصاً)

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے

(ذوقِ نعت)

اے عاشقانِ مدینہ! دیکھا آپ نے! بے شک خاکِ مدینہ میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے، اگر اعتقاد صادق ہو تو ان شآء اللہ تعالیٰ مایوسی نہیں ہوگی۔ الحمد للہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی مٹی میں شفا ہونے کی بشارتیں احادیث مبارک میں موجود ہیں چنانچہ تین فرامین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ ہوں:

(۱) **غبار المدینة شفاء من الجذام** خاکِ مدینہ میں جذام سے شفا ہے۔

(جامع صغیر ص ۳۵۵ حدیث ۵۷۵۳) حضرت علامہ قسطلانی قدس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کی مبارک خاک کوڑھ اور

Scanned with CamScanner

سفید داغ کی بیماریوں بلکہ ہر بیماری سے شفا ہے۔(المواھب اللدنیة ج ۳ ص ۴۳۱)۔

(۲) غبار المدینة یبرء الجذام خاک مدینہ جذام کو اچھا کر دیتی ہے۔

(جامع صغیر ص ۳۵۵ حدیث ۵۷۵۳)

(۳) والذی نفسی بیده ان فی غبارها شفاء من کل داء اس ذات کی قسم جس کی قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بے شک خاکِ مدینہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔(الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۲۲ حدیث ۱۸۸۵)

مدینے کی مٹی ذرا سی اُٹھا کر

جذب القلوب میں ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ نے مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی مٹی اور پھلوں میں شفاء رکھی ہے اور کئی احادیثِ مبارکہ میں آیا ہے، خاکِ مدینہ میں ہر مرض سے شفاء ہے اور بعض احادیث مبارکہ میں من الجذام والبرص یعنی کوڑھ اور پھلبہری (یعنی برص) سے شفاء کا ذکر ہے اور بعض ''اخبار'' میں مدینے کے ایک خاص مقام صُعیب (عوام اس جگہ کو ''خاکِ شفاء) بولتے ہیں) کا تذکرہ ہے بعض روایات میں ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کو حکم فرمایا کہ وہ اِس خاک سے بخار کا علاج کریں۔ بزرگوں سے اس خاص مقام 'صعیب'' کی خاک مبارک سے علاج کی حکایات بھی ملتی ہیں۔(جذب القلوب، ص ۲۷ ملخصا)

☆ حضرت سیّدنا شیخ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرا غلام سال بھر سے بخار میں مبتلا تھا، میں نے مقام صعیب (یعنی ''خاکِ شفاء'' سے) خاک مدینہ لی اور پانی میں (قلیل مقدار میں) گھول کر پلائی، الحمد للہ اُسی دن شفایاب ہو گیا۔(ایضاً)

پیو گھول کر ہر مرض کی دوا ہے

شیخ محقق، حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جن

دنوں میری مدینہ المنورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں حاضری تھی، کسی مرض کے سبب میرا پاؤں سُوج گیا، طبیبوں نے مل کر اسے مہلک عارضہ (یعنی ہلاک کر دینے والا مرض) قرار دیتے ہوئے علاج سے ہاتھ روک دیا۔ میں نے (مقام صعیب سے) خاکِ پاک لی اور استعمال شروع کیا الحمدللہ تھوڑے ہی دنوں میں بڑی آسانی سے ورم (سوجن) سے نجات مل گئی۔ (ایضاً) ''عاشقانِ رسول مقامِ صعیب'' کو ''خاکِ شفاء'' کے نام سے جانتے ہیں، افسوس! وہ مبارک جگہ اب چُھپا دی گئی ہے، بسا اوقات عُشاق کھود کر ''خاکِ شفاء'' حاصل کر لیتے ہیں، مگر انتظامیہ ڈامر وغیرہ ڈال کر پھر سے بند کر دیتی ہے۔

مدینے کی مٹی ذرا سی اُٹھا کر
پیو گھول کر ہر مرض کی دوا ہے

(وسائل بخشش ص ۳۴۷)

(۳۸)

اللہ تعالیٰ کے گمنام مگر مقبول بندے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ الرُّبَيِّعَ، وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ، كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا الْأَرْشَ وَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَأَبَوْا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ: يَا أَنَسُ، كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ. فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَّوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ.

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ربیع بنت نضر نے ایک لڑکی کے سامنے والے دو دانت توڑ دیئے تو اس کے ورثاء نے دیت کا مطالبہ کر دیا۔ یہ (یعنی حضرت ربیع کے ورثاء) معافی کے خواستگار ہوئے تو انہوں نے انکار کر دیا۔ (ابھی سزا پر عمل درآمد نہیں ہوا تھا کہ) وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا۔ حضرت انس بن نضر نے عرض کیا: یا رسول اللہ!! کیا ربیع کے سامنے کی دانت توڑے جائیں گے؟ نہیں، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق ک ساتھ مبعوث فرمایا! اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! اللہ تعالیٰ کی کتاب قصاص

کا حکم دیتی ہے۔ (جس پر وہ خاموش ہو گئے۔ کچھ دنوں بعد) وہ لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے (ربیع کو) معاف کر دیا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے''۔

(اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الصلح، باب: الصلح في الدية، ۲/۹۶۱، الرقم: ۲۵۵۶، وفي كتاب: الجهاد، باب: قول الله تعالى: من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا، "الاحزاب: ۲۳"، ۳/۱۰۳۲، الرقم: ۲۶۵۱)

جنتی اور دوزخی کی پہچان

☆ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ).

''حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: کیا میں تمہیں اہلِ جنت کی پہچان نہ بتاؤں؟ ہر کمزور اور حقیر سمجھا جانے والا شخص، (مگر ان کا مقام یہ ہوتا ہے کہ) اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اسے سچا کر دیتا ہے۔ کیا میں تمہیں دوزخیوں کی پہچان نہ بتا دوں؟ ہر سخت مزاج، جھگڑالو اور مغرور شخص''۔ (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: تفسير القرآن، باب: عتل بعد ذلك زنيم، ۴/۱۸۷۰، الرقم: ۴۶۳۴، وفي كتاب: الادب، باب: الكبر، ۵/۲۲۵۵، الرقم: ۵۷۲۳، وفي كتاب: الايمان والنذور، باب: قول الله تعالى: واقسموا بالله جهد ايمانهم، ۶/۲۴۵۲، الرقم: ۶۲۸۱)

مسجد کے خادم کی شان

☆ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ . فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَسَاَلَ عَنْهَا بَعْدَ اَيَّامٍ . فَقِيْلَ لَهُ: اِنَّهَا مَاتَتْ . قَالَ: فَهَلَّا آذَنْتُمُوْنِيْ فَاَتٰى قَبْرَهَا، فَصَلّٰى عَلَيْهَا .

(رواه البخاري ومسلم وابوداؤد وابن ماجة باسناد صحيح، واللفظ له وابن خزيمة في صحيحه الا انه قال: ان امراة كانت تلقط الخرق، والعيدان من المسجد) .

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ رنگت والی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (کچھ دن) نہ دیکھا تو اس کے بارے میں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) دریافت فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ وہ فوت ہوگئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی''۔

(اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الصلاة، باب: كنس المسجد والتقاط الخرق والقذى والعيدان، ۱/۱۷۵، الرقم: ٤٤٦، وفي باب: الخدم للمسجد، ۱/۱۷٦، الرقم: ٤٤٨، وفي كتاب: الجنائز، باب: الصلاة على القبر بعد ما يدفن، ۱/٤٤۸، الرقم: ۱۲۷۲)

اس حدیث کو امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں اور ابن خزیمہ نے اسے اپنی صحیح میں ان الفاظ کے اضافے کے ساتھ روایت کیا ہے: ''وہ عورت مسجد سے راکھ وغیرہ اور کھجور کے تنکے اٹھاتی تھی''۔

بے یارومددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ اِنْ

اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَاِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ اِنْ كَانَ فِي الْحَرَاسَةِ كَانَ فِي الْحَرَاسَةِ وَاِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَاِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ .

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دولت کا پجاری تباہ ہوا۔ اگر اسے یہ چیزیں مل جائیں تو خوش ورنہ ناخوش رہے۔ ایسا شخص تباہ اور ناکام ہوا۔ حالانکہ جب اسے کانٹا چبھے تو نہ نکلے۔ خوشخبری ہے اس بندے کے لئے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھوڑے کی لگام پکڑی ہوئی ہے بال پراگندہ اور قدم گرد آلود ہیں۔ اگر اسے پہرے پر لگایا جاتا ہے تو پہرہ دیتا ہے۔ اگر فوج کے پیچھے رکھا جائے تو پیچھے ہی رہتا ہے اگر اندر آنا چاہے تو اجازت نہ ملے اگر وہ کسی کی سفارش کرے تو سفارش نہ مانی جائے''۔

(اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الجهاد والسير، باب: الحراسة في الغزو في سبيل الله، ۳/۱۰۵۷، الرقم: ۲۷۳۰)

ایسوں کا تجھے یارومددگار بنایا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ .

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو متقی، مستغنی ہو اور گوشہ نشین ہو''۔

(اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الزهد والرقائق، باب: (۱)، ٤/۲۲۷۷، الرقم: ۲۹٦۵، واحمد بن حنبل في المسند)

Scanned with CamScanner

(۳۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکرانا

اچانک میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے بیٹھے ہنس دیئے، اس قدر ہنسے کہ چہرا کھل اٹھا پھر ہم سے دریافت کرنے لگے کہ جانتے ہو میں کیوں ہنسا؟ ہم نے کہا، اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی خوب جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ جب اپنے ربّ سے قیامت کے دن جھگڑا کرے گا، کہے گا کہ باری تعالیٰ کیا تو نے مجھے ظلم سے بچایا نہ تھا؟ اللہ فرمائے گا ہاں، تو یہ کہے گا بس پھر میں کسی گواہ کی گواہی اپنے خلاف منظور نہیں کروں گا۔ بس میرا اپنا بدن تو میرا ہے باقی سب میرے دشمن ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا یونہی سہی، تو اپنا گواہ سہی اور میرے بزرگ فرشتے گواہ سہی، چنانچہ اسی وقت زبان پر مہر لگا دی جائے گی اور اعضائے بدن سے فرمایا جائے گا۔ اے بدن بول ذرا! اور خود گواہی دے کہ تم سے اس نے کیا کیا کام لئے؟ وہ صاف کھول کھول کر سچ سچ ایک ایک بات بتا دیں گے، پھر اس کی زبان کھول دی جائے گی تو یہ اپنے بدن کے جوڑوں سے کہے گی تمہارا ستیاناس ہو جائے تم ہی میرے دشمن بن بیٹھے، میں تو تمہارے ہی بچاؤ کی کوشش کر رہی تھی اور تمہارے ہی فائدے کے لئے حجت بازی کر رہی تھی''۔

(صحیح مسلم، الزھد، باب الدنیا سجن المومن وجنة الکافر: ۲۹۶۹، النسائی فی الکبری: ۱۱۶۵۳، ابن حبان: ۷۳۵۸، ابویعلی: ۳۹۷۵)

خدا تعالیٰ اس بندے سے بہت خوش ہوتا ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ایک دفعہ سواری کے لئے جانور لایا گیا۔ جب

انہوں نے رکاب پر قدم رکھا تو ''بسم اللہ'' کہا۔ جب اس کی پشت پر براجمان ہوئے تو ''الحمد للہ'' کہا پھر فرمایا:

(سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ)

''پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع کر دیا جبکہ ہم اس کی قدرت نہیں رکھتے تھے اور بے شک ہم اپنے ربّ کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں''۔

پھر انہوں نے تین مرتبہ ''الحمد للہ'' تین مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہا۔ پھر کہا پاک ہے تو میں نے ہی اپنی جان پر ظلم کیا پس مجھے بخش دے' کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخشتا ''ثم ضحك'' پھر مسکرائے۔ ان سے پوچھا گیا امیر المومنین آپ کس چیز پر مسکرائے؟

انہوں نے فرمایا:

رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا جس طرح میں نے کیا، پھر آپ مسکرائے''۔

میں نے عرض کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس چیز سے مسکرائے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

(اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِیْ)

''تیرا ربّ اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے جب بندہ کہتا ہے میرے گناہ معاف کر دے، ربّ تعالیٰ فرماتا ہے وہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی اور گناہ معاف نہیں کرتا''۔

(ترمذي، الدعوات، باب ما یقول اذا رکب الناقة: ۳۴۴۶، ابوداؤد: ۲۶۰۶،

Scanned with CamScanner

احمد: ۱/۹۷، ۷۵۳)

جنت میں کھیتی باڑی

ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا: ''جنت میں اللہ تعالیٰ سے ایک آدمی نے کھیتی باڑی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا، پروردگار نے پوچھا کیا تمہاری چاہت پوری نہیں ہوئی ہے۔ اس نے کہا: پوری ہوئی ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ میرے فصل بوتے ہی فوراً تیار ہو جائے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی چاہت اس طرح پوری کی گئی کہ ادھر اس نے بویا اور وہ فوراً اُگ پڑا اور کاٹنے کے قابل ہو گیا''۔ اسی محفل میں ایک بدو بیٹھا ہوا تھا، اس نے بڑی (معصومیت سے) عرض کیا: یہ شرف تو صرف قریشی اور انصاری کو ہی نصیب ہوگا جو زراعت پیشہ ہیں لیکن ہم تو کاشتکار نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر مسکرا پڑے۔

(بخاری، الحرث والمزرعة، باب ان النبی کان یوما یحدث.....الخ: ۲۳۴۸)

☆ شمائل ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ ایک بوڑھی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ!! اللہ سے دُعا کریں کہ مجھے جنت میں داخل کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال سن کر فرمایا: ''کوئی بھی بوڑھی عورت جنت میں ہرگز نہیں جائے گی''۔ یہ سن کر بوڑھی عورت سخت غمگین ہو گئی۔ جب وہ چلنے لگی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایمان والے (بوڑھے اور بوڑھیوں) کو جوان بنا کر جنت میں داخل کرے گا''۔ اس پر وہ خاتون خوش ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکرا دیئے۔

(تفسیر البغوی: ۲۸۳/۴، شمائل ترمذی: ۳۸/۲، یہ روایت مرسل ہے نیز اس میں مسعدہ بن الیع راوی ضعیف ہے)

صحابہ کرام کا زبردست مزاح

سیّدنا ربیعہ بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اپنی اونٹنی مسجد سے باہر بٹھا کر اندر چلا گیا۔ سیّدنا

نعمان بن عمرو انصاری جنہیں ''النعیمان'' کہا جاتا تھا، ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے کہا، ہمارا گوشت کھانے کو بہت دل چاہ رہا ہے اگر تم اس اونٹنی کو ذبح کر دو اور ہمیں اس کا گوشت کھانے کو مل جائے تو مزہ آئے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد میں اس اونٹنی کی قیمت اس کے مالک کو دے دیں گے۔

چنانچہ نعمان نے اس اونٹنی کو ذبح کر دیا۔ پھر وہ دیہاتی باہر آیا اور اپنی اونٹنی کو دیکھ کر چیخ پڑا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہائے ان لوگوں نے میری اونٹنی کو ذبح کر دیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے اور پوچھا: ''یہ کس نے کیا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا نعمان نے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعمان کے پیچھے چل پڑے اور اس کا پتا کرتے کرتے آخر سیّدہ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ گے۔ سیّدنا نعمان گھر کے اندر ایک گڑھے میں چھپے ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے اوپر کھجور کی ٹہنیاں اور پتے وغیرہ ڈال رکھے تھے۔

چنانچہ ایک آدمی نے اونچی آواز میں کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے اسے نہیں دیکھا لیکن انگلی سے اس طرف اشارہ کر دیا جہاں سیّدنا نعمان چھپے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جا کر اسے باہر نکالا تو پتوں کی وجہ سے اس کا چہرہ بھرا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''تو نے ایسا کیوں کیا؟'' سیّدنا نعمان نے جواب دیا: جنہوں نے میرا پتا بتایا ہے انہوں نے ہی مجھے کہا تھا کہ اس اونٹنی کو ذبح کر دو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے اور ان کا چہرہ صاف کرنے لگے اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی کو اس اونٹنی کی قیمت ادا کی۔ (حیاة الصحابة: ۵۷۴/۲)

اور مقابلہ برابر ہو گیا

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر گئی میں اس وقت نوعمر تھی میرے جسم پر گوشت بھی کم تھا۔ میرا بدن بھاری بھی نہیں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا آپ آگے چلے جائیں، چنانچہ

سب آگے چلے گئے پھر مجھ سے فرمایا: آؤ میں تم سے دوڑ کا مقابلہ کروں، چنانچہ ہم دونوں میں مقابلہ ہوا، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئی اور آپ خاموش رہے۔ پھر میرے جسم پر گوشت زیادہ ہوگیا اور میں پہلے قصے کو بھول گئی۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا آپ آگے چلے جائیں چنانچہ سب آگے چلے گئے پھر مجھ سے فرمایا: ''آؤ میں تم سے دوڑ کا مقابلہ کروں''۔ چنانچہ ہم دونوں میں مقابلہ ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے اور فرمایا: ''یہ پہلی دوڑ کا بدلہ ہے''۔ (اب معاملہ برابر ہوگیا۔)

(ابو داؤد: الجهاد، باب في السبق على الرجل: ٢٥٧٨، مسند احمد: ٦/٢٦٤)

مزاح میں آزاد شخص کو بیچ دیا

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے بصرہ (ملک شام کا ایک شہر) تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ سیدنا نعیمان اور سویبط بن حرملہ بدری بھی تھے۔ سیدنا سویبط کھانے کے ذمہ دار تھے۔ سیدنا نعیمان نے ان سے کہا: مجھے کچھ کھانا کھلا دو۔ سیدنا سویبط نے کہا: سیدنا ابوبکر گئے ہوئے ہیں جب وہ آئیں گے تو کھلا دوں گا۔ سیدنا نعیمان کی طبیعت میں ہنسی اور مزاح بہت زیادہ تھا۔

وہاں قریب میں کچھ لوگ اپنے جانور لے کر آئے ہوئے تھے۔ سیدنا نعیمان نے ان سے جا کر کہا میرا ایک چست اور طاقتور عربی غلام ہے تم اسے خرید لو۔ ان لوگوں نے کہا بہت اچھا۔ سیدنا نعیمان نے کہا بس اتنی بات ہے کہ وہ بہت باتونی ہے اور شاید یہ بھی کہے کہ میں آزاد ہوں اگر تم اس کے کہنے کی وجہ سے چھوڑ دو گے تو پھر رہنے دو یہ سودا مت کرو اور میرے غلام کو مت بھگاؤ۔ انہوں نے کہا نہیں ہم تو اسے خریدیں گے اور اسے نہیں چھوڑیں گے۔

چنانچہ ان لوگوں نے دس نوجوان اونٹنیوں کے بدلے میں انہیں خرید لیا۔ سیدنا نعیمان دس اونٹنیاں ہانکتے ہوئے آئے اور ان لوگوں کو بھی ساتھ لائے اور آکر ان

لوگوں سے کہا یہ رہا تمہارا غلام، اسے لے لو۔ جب یہ لوگ سیدنا سویبط کو پکڑنے لگے تو سیدنا سویبط نے کہا، نعیمان غلط کہہ رہے ہیں میں تو آزاد آدمی ہوں۔ ان لوگوں نے کہا انہوں نے تمہاری یہ بات پہلے ہی بتا دی تھی۔ چنانچہ وہ لوگ سیدنا سویبط کے گلے میں رسی ڈال کر لے گئے۔ اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ واپس آئے جب انہیں اس قصے کا پتہ چلا تو وہ اور ان کے ساتھی خریدنے والوں کے پاس گئے اور ساری بات بتا کر ان کی اونٹنیاں انہیں واپس کیں اور سیدنا سویبط کو واپس لے کر آئے۔

پھر مدینہ واپس آکر ان حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سارا واقعہ سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اس واقعہ کو یاد کر کے ہنستے رہے (ان حضرات کے دل بالکل صاف ستھرے تھے اور سویبط کو معلوم تھا کہ سیدنا نعمان کی طبیعت میں ہنسی اور مذاق بہت ہے اس لئے انہوں نے کچھ بُرا نہ منایا)۔

(حیاۃ الصحابہ: ۳/۵۷۴، کنز العمال: ۳/۸۸۱، رقم الحدیث: ۹۰۲۲)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور آپ کے اوپر ایک موٹے کنارے والی چادر تھی ایک دیہاتی آپ کو ملا اور آپ کی چادر کو سختی کے ساتھ پکڑ کر کھینچا، پس میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کی جانب دیکھا تو چادر کے کنارے سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے اس میں نشان پڑ گئے تھے پھر اس دیہاتی نے کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! تیرے پاس جو اللہ کا مال ہے اس میں سے میرے لئے بھی حکم دے۔

''فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ''

آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے پھر آپ نے اسے دینے کا حکم فرمایا۔

(صحيح بخاری، اللباس، باب البرود والحبرة والشملة: ٥٨٠٩)

حضرت عائشہ نے حضور علیہ السلام کو خوش کر دیا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نعل

Scanned with CamScanner

مبارک کو پیوند لگا رہے تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پسینہ آ رہا ہے اور اس پسینہ کے اندر ایک نور ہے جو ابھر رہا ہے اور بڑھ رہا ہے۔ یہ ایسا نظارہ تھا کہ میں سراپا حیرت بن گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ فرمایا: ''عائشہ! تو حیران سی کیوں ہو رہی ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی پر پسینہ ہے اور پسینہ کے اندر چمکتا دمکتا نور ہے (اس پاک نظارہ نے مجھے سراپا چشم کر دیا ہے)۔

اے خنک چشمے کہ او حیران اوست
وے ہمایوں دل کہ آں قربان اوست

بخدا اگر ابو کبیر ہذلی (ایام جاہلیت کا مشہور شاعر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصداق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے شعر کیا ہیں۔ میں نے یہ شعر پڑھ کر سنا دیئے۔

وَمُبَـرَّاً مِّنْ كُـلِّ غُبَّـرِ حَيْضَـةٍ
وَفَسَـادِ مُـرْضِـعَةٍ وَّدَاءٍ مُعْضَلٍ

فَـاِذَا نَـظَـرْتَ اِلٰى اَسِرَّةِ وَجْهِهٖ
بَـرَقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

''وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے پاک و مبرا ہیں۔ ان کے درخشاں چہرے پر نظر کرو تو معلوم ہوگا کہ نورانی اور روشن برق جلوہ دے رہی ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میں جو کچھ تھا رکھ دیا۔ میری پیشانی کو چوما اور فرمایا:

''مَا سَرَرْتِ مِنِّیْ كَسُرُوْرِیْ مِنْكِ''

''جو سرور مجھے تیرے کلام سے حاصل ہوا وہ سرور تجھے میرے نظارہ سے نہ ہوا ہوگا''۔ یعنی تو نے مجھے نہایت مسرور اور خوش کر دیا ہے۔

(تاریخ بغداد: ۲۵۲/۳ تا ۲۵۳، رحمۃ للعالمین: ۱۹۰/۲ تا ۱۹۱)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رعب و دبدبہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس وقت چند قریشی عورتیں آپ کے پاس بیٹھی آپ سے گفتگو کر رہی تھیں اور آپ سے (خرچ میں) بڑھانے کا سوال کر رہی تھیں۔ خوب آواز بلند کر کے، لیکن جونہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی وہ خواتین جلدی سے پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی۔

''وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ، فَقَالَ عُمَرُ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ''

''اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا ابھی ابھی میرے پاس تھیں۔ لیکن جب تمہاری آواز سنی تو پردے کے پیچھے بھاگ گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، لیکن یا رسول اللہ! اس بات کے زیادہ مستحق تو آپ ہیں کہ وہ آپ سے ڈریں۔ پھر انہوں نے کہا: اے اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے تو تم ڈرتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں ازواج مطہرات بولیں کہ واقعہ یہی ہے کیونکہ آپ مزاج میں بہت سخت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر شیطان بھی کہیں راستے میں تم سے مل جائے تو وہ بھی جھٹ یہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار

Scanned with CamScanner

کر لیتا ہے''۔(بخاری، بدء الخلق، باب صفه ابلیس و جنوده: ۳۴۹۴)

شہادت کی بشارت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام حرام کے گھر میں آرام کیا جب آپ بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ ام حرام نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: ''مجھے میری امت کے وہ مجاہد دکھلائے گئے ہیں۔ جو سمندر میں جہاد کے لئے سفر کریں گے وہ اپنے جہازوں پر ایسے بیٹھے ہوں گے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھے ہیں''۔

ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور میرے لئے بھی دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمادی۔ پھر لیٹ گئے پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا: ''مجھے میری امت کے دوسرے غازی جہازوں پر سوار ہو کر جہاد کرنے والے دکھلائے گئے''۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل فرمادے، فرمایا: ''نہیں، تو پہلے لوگوں میں سے ہے''۔

(بخاری، الجهاد، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء: ۲۷۸۸)

رسول اللہ توں صدقے جان میری

ایک مرتبہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور! میں برباد ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ''کیوں کیا ہوا؟'' عرض کی حضور! میں روزہ کی حالت میں بیوی سے ہم بستری کر بیٹھا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا تو پھر جاؤ (اور جا کر اس کا کفارہ) ایک غلام آزاد کردو''۔ بولے جناب میں غریب آدمی ہوں، غلام کہاں سے لاؤں گا؟ ارشاد فرمایا: ''اچھا تو پھر دو مہینے کے روزے رکھ لو (پے در پے)''۔ عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے دو مہینے کے روزے نہیں رکھے جاسکتے۔ (روزے ہی سے تو پہلے کام خراب ہوا ہے) فرمایا: ''تو پھر ایسا کرو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ''۔ (عرض کی:) میں غریب آدمی ہوں۔ اسی اثنا میں اتفاق

سے کہیں سے کھجوروں کا بھرا ہوا ٹوکرا آ گیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کھجوریں لے لو اور انہیں غرباء میں تقسیم کر آؤ''۔ تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ عرض کی خدا کی قسم جس نے آپ کو نبی بنایا ہے سارے مدینے میں مجھ جیسا غریب کوئی ہے ہی نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بے ساختہ مسکرا پڑے اور فرمایا: ''اچھا لے جاؤ تم خود ہی کھا لینا''۔

(صحیح بخاری، الصوم، باب اذا جامع فی رمضان: ۱۹۳۶، مسلم: ۱۱۱، ابو داؤد: ۲۳۹۰، ابن ماجه: ۱۶۷۱)

(۴۰)

کٹے ہوئے سر سے تلاوتِ قرآن کی آواز

حضرت سیّدنا ابراہیم بن اسماعیل بن خلف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا احمد بن نصر حنبلی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر عالم تھے، نیکی کی دعوت کی خوب دھومیں مچاتے۔ ''واثق باللہ'' (بادشاہ) نے انہیں اس لئے اپنے ہاتھوں سے شہید کیا کہ وہ قرآن کو مخلوق نہ مانتے۔ خلیفہ واثق باللہ نے انہیں شہید کر دیا اور حکم دیا کہ ان کے سر کو بغداد کی گلیوں میں پھرایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کے بعد کچھ عرصہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک سر کو بغداد کی مشرقی جانب اور کچھ عرصہ مغربی جانب لٹکایا گیا اور بقیہ جسم کو ''سر من رای'' میں سولی پر لٹکائے رکھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ شہید تو ہو گئے لیکن حق بات سے روگردانی نہ کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد مجھے خبر ملی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سرِ اقدس سے قرآن کی تلاوت سنائی دیتی ہے۔ یہ خبر ملتے ہی میں وہاں پہنچا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سرِ اقدس لٹکایا گیا تھا وہاں بہت سے شہسوار اور پہرے دار نگرانی پر مامور تھے۔ رات کے آخری پہر جب سب سو گئے تو میں نے ان کے سر سے قرآن کریم کی یہ آیت سنی:

الٓمّٓ، احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون٥

(پ ۲۰، العنکبوت: ۱-۲)

کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

سیّد کی غلطی پر حضور علیہ السلام کی پریشانی

یہ سن کر میرا جسم کانپنے لگا۔ چند دن بعد میں نے خواب دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر ریشم کا بہترین لباس اور سر پر تاج تھا۔ میں نے پوچھا: ''**ما فعل اللہ بک** (اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا)؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل فرمایا لیکن میں تین دن تک غمزدہ اور پریشان رہا''۔ میں نے پوچھا: ''آپ پریشان کیوں ہوئے؟'' فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رُخِ زیبا مجھ سے پھیر لیا''۔ میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! کیا مجھے حق کی خاطر قتل نہ کیا گیا؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بیشک تو حق کی خاطر شہید ہوا لیکن تجھے ایک ایسے شخص نے شہید کیا جو میرے اہل بیت سے ہے، میں نے حیاء کی وجہ سے تجھ سے منہ پھیر لیا''۔

احمد بن علی بن ثابت فرماتے ہیں: ''حضرت سیّدنا احمد بن نصر حنبلی علیہ الرحمۃ کا سرِ اقدس بغداد میں اور بقیہ جسم ''سر من رای'' میں چھ سال تک لٹکا رہا۔ چھ سال بعد جسمِ مبارک اور سرِ اقدس کو ایک ساتھ دفن کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس بغداد شریف کی مغربی جانب واقع ہے''۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(۴۱)

ہر متروک چیز کا بدل ملتا ہے

امام ابن جوزی فرماتے ہیں اپنی مطلوبہ اغراض کے لئے میرا نفس مجھ پر تاویلات فاسدہ کے ذریعہ زور دینے لگا میں نے کہا تجھے قسم دے کر کہتا ہوں کہ صبر اختیار کرو کہ کشتی میں موجوں کی کثرت کی وجہ سے غرق ہونے کا ڈر لگا ہوتا ہے سمندر کے عجائبات دیکھنے کی فرصت نہیں ہوتی اور جب کسی کام کا ارادہ ہو تو اس کا حصول فرض کر کے غور کر کے کہ اس کے فوائد کیا حاصل ہوئے اور انجام کیا نکلا۔ جو کم از کم یہ ہے کہ اپنے کئے پر ندامت ہو گی اور بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کا اعراض اس کے ثمرہ میں ملے اور تف ہے ایسی چیز پر جو اس ذات سے قطع کرائے خواہ جنت ہی ہو اور اے نفس یہ بھی جان لے کہ کوئی چیز اٹکل سے نہیں چل رہی اور میزان عدل میں ذرّہ بھی نمایاں ہو کے رہے گا لہٰذا زندہ لوگوں اور مرنے والوں پر ذرا نظر کرو اور ان لوگوں کو دیکھو جن کا چرچا خیر یا شر کے ساتھ ہو رہا ہے اور اس کی کمی بیشی کا بھی اندازہ لگاؤ پس پاک ہے وہ ذات جس نے اہل خلوت پر اس کی دلیل واضح کر دی حتیٰ کہ قلوب کی رغبت وکشش اہل خیر کے ساتھ جڑی ہوئی ہے اور اہل شر سے نفرت پیدا ہوتی ہے حالانکہ انکے اعمال کو نہیں دیکھا ہوتا ابلیس نے کہا: مخلوق کی وجہ سے تو اپنی مراد کو چھوڑ دے گا میں نے کہا نہیں یہ تو بعض ایسے ثمرات ہیں جو خود بخود بلا غرض حاصل ہوتے ہیں اور ہم ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جو تمیں فرسخ اس لئے چلتے ہیں کہ لوگ ان کو سیاح کہیں اور متقی شخص اس شہرت کی شرافت کو یونہی پالیتا ہے اس کا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور جزا کے وزن کا بھاری ہونا اس کے علاوہ ہے ”سیجعل

لھم الرحمن ودا“ کہ رحمٰن ان کے لئے قلوب میں محبت ڈال دیتا ہے نفس نے کہا تو مجھے عذاب پر صبر کرنے کی تلقین کرتا ہے کیونکہ ترک اغراض تو عذاب ہے میں نے کہا تجھے ہر غرض کا عوض ملے گا اور ہر متروک شی کا بدل ملے گا اور ویسے بھی تو عبدیت وغلامی کے مقام پر ہے اور ایک مزدور کو یہ مناسب نہیں کہ وہ محنت مزدوری کے وقت میں راحت کا لباس پہنے اور اہل تقویٰ کا سارا زمانہ روزے کا دن ہے اور جو شخص عذاب سے ڈرتا تھا وہ اپنی مرغوبات چھوڑ دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے وہ تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر کی لذت اور چاشنی ہے جو بوقت انجام محسوس ہوتی ہے۔ (صید الخاطر)

(۴۲)

بیت المقدس کی ولیہ رحمۃ اللہ علیہا

ایک بزرگ فرماتے ہیں' میں محمد عابد نامی ایک شخص کے ہمراہ' جمعہ کے روز بیت المقدس سے رملہ کے لئے روانہ ہوا۔ ایک پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے تو ہمارے کانوں میں ایک آواز پڑی "انسان کتنا وحشت زدہ ہوتا ہے اگر اس کا انیس نہ ہو' اور اس کا راستہ کس قدر تنگ ہوتا ہے اگر تو اس کا رہبر نہ ہو" ہم نے غار میں جھانکا تو وہ ایک عورت تھی۔ جسم پر صوف کا کرتا' صوف کی چادر' ہاتھ میں ڈنڈا۔ ہم نے سلام کیا' جواب دے کر پوچھنے لگیں: کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے بتایا: رملہ' بولی: رملہ میں کیا کام ہے؟ ہم نے کہا: وہاں ہمارے دوست رہتے ہیں۔ بولی: تمہارے قلب کے اندر حبیب اکبر (سب سے بڑا دوست) کہاں ہے؟ ہم نے کہا: وہ تو ہمارا اور تمام ایمان والوں کا حبیب ہے۔ بولی: وہ تمہارا اور مومنوں کا زبانی حبیب ہے اور میرا زبانی اور قلبی حبیب ہے۔ ہم نے کہا: آپ اہل حکمت لگتی ہیں مگر آپ میں ایک نقص ہے۔ بولی: وہ کیا؟ آپ جوان عورت ہیں' اور محرم کے بغیر اکیلے سفر کرتی پھرتی ہیں۔ بولی: ان ولی اللہ الذی نزل الکتب وھو یتولی الصلحین o (میرا ولی وہ اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور وہی نیکوں کا ولی ہے) بزرگ فرماتے ہیں میں نے کمبل سے کچھ درہم نکال کر انہیں دیئے۔ وہ کہنے لگیں یہ تمہارے پاس کہاں سے آئے؟ مباح طریقے سے کمائے ہیں۔ بولی: بے شک مگر یہ کسب ضعیف ہے۔ میں نے کہا: میرا ضعف کیا ہے؟ اور یقین کی نشانی کیا ہے؟ بولی: تم اس وقت تک یقین کو نہیں پہنچو گے جب تک کہ اس کی رضا کے بغیر پیدا شدہ گوشت قینچی

سے نہ کاٹ پھینکو اور اس کی جگہ اس کی رضامندی کے ساتھ نیا گوشت نہ پیدا کرو۔

صداقت کی دلیل

میں نے کہا: ہر چیز کی صداقت کے لئے دلیل ہوتی ہے آپ کی حقانیت کی کیا دلیل ہے؟ یہ سن کر انہوں نے زمین پر ہاتھ مارا اور ایک مٹھی کنکری اٹھائی' اور کہا: اے ضعیف الیقین یہ لے۔ محمد عابد نے لیا تو وہ سب دینار تھے اور کہا یہ نہ کبھی ترازو میں تولے گئے نہ ہی ان پر کبھی کسی انسان نے ہاتھ لگایا۔ پھر مجھ سے کہا تمہیں اس لئے نہیں دیا کہ تم اس سے بچتے ہو۔ پھر کہا تمہیں رملہ جانا تھا' تو لو یہی تو ہے رملہ۔ ہم نے غور کیا تو ہم رملہ کی دیواروں تلے کھڑے تھے۔ شہر میں داخل ہوئے تو لوگ نماز جمعہ پڑھ کر نکل رہے تھے۔ محمد عابد نے ان دیناروں سے عسقلان کے اندر ایک مسجد بنوائی، جو مسجد مباحی کے نام سے موسوم ہوئی۔ (رضی اللہ عنہم ونفعنا بھم) (روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(٤٣)

میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

حضرت سیّدنا ابوالفضل ابن زیرک قومسانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں کہ میرے پاس خراسان سے ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آیا اور کہنے لگا: الحمد للہ میں مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سویا ہوا تھا کہ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر خواب میں کرم فرمایا: لبہائے مبارکہ وا ہوئے، رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: جب تو ہمدان جائے تو ابوالفضل ابن زیرک کو میرا سلام کہنا۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ!! ان پر اس کرم کی وجہ؟ فرمایا: ''وہ روزانہ ١٠٠ بار مجھ پر درودِ پاک پڑھتا ہے''۔ سیّدنا ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر وہ خراسانی (مجھ سے) کہنے لگا: مجھے بھی وہ درودِ پاک بتا دیجئے (جس کا آپ ورد کرتے ہیں) تو میں نے اسے بتایا کہ میں روزانہ ١٠٠ یا اس سے زیادہ مرتبہ یہ درودِ پاک پڑھتا ہوں: **اَللّٰھم صل علٰی محمد نِ النبی الامی وعلٰی آل محمد جزی اللہ محمدًا عنا ما ھو اھلہ۔**

اُس عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درودِ پاک مجھ سے سیکھ لیا اور قسم کھا کر کہنے لگا: میں آپ کو جانتا تھا نہ آپ کا کبھی نام سنا تھا، آپ کے بارے میں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی بتایا۔ حضرت سیّدنا ابوالفضل ابن زیرک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اُس خوش نصیب عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ پیش کیا تاکہ اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ مزید اُس سے سنوں، لیکن قبول کرنے سے انکار

کرتے ہوئے وہ بولا: میں سلطانِ انبیائے کرام، رسولِ ذی احترام صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک پیغام پہنچانے کا کوئی دینوی بدلہ نہیں چاہتا اس کے بعد اُس عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دوبارہ کبھی نہ دیکھا۔ (تاریخ الاسلام للذہبی ج ٣٢ ص ٦٣)

☆ حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے دورانِ طواف ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قدم پر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درودِ پاک پڑھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: ''بھائی!'' **سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ** '' کے بجائے صرف درودِ پاک پڑھے جانے میں کیا راز ہے؟'' اُس نے میرا نام دریافت کیا، پھر کہا: میں اپنے والدِ گرامی کے ساتھ حج بیت اللہ کے لئے چلا، اثنائے سفر (سفر کے دوران) والد بزرگوار شدید بیمار ہو گئے، ہم ایک مقام پر ٹھہر گئے۔ علاج معالجہ کیا مگر قضائے الٰہی سے وہ وفات پا گئے، یکایک اُن کا چہرہ سیاہ اور آنکھیں ترچھی ہو گئیں اور پیٹ بھی پھول گیا۔ یہ دیکھ کر میں گھبرا گیا اور روتے ہوئے پڑھا: ''**ان للہ وانا الیہ رجعون ٥**'' میں نے مرحوم کے چہرے پر چادر اُڑھا دی۔ اِسی پریشانی کے عالم میں مجھے نیند نے آ گھیرا، میں نے خواب میں انتہائی صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک حُسن و جمال کے پیکر معطر معطر بزرگ کی زیارت کی، ایسا صاحبِ حُسن و جمال میری آنکھ نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور ایسی خوشبو بھی میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی، وہ میرے والد مرحوم کے قریب تشریف لے آئے، چادر ہٹائی اور اپنا نورانی ہاتھ اُن کے چہرے پر پھیرا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مرحوم کے چہرے کی سیاہی نور میں تبدیل ہو گئی، آنکھیں اور پیٹ بھی درست ہو گئے، جب وہ نورانی بزرگ واپس جانے کے لئے پلٹے تو میں اُن کے دامن سے لپٹ گیا اور عرض کی: ''آپ کون ہیں؟ جن کے سبب اللہ تعالیٰ نے میرے والد مرحوم پر اِس ویرانے میں یہ احسان فرمایا ہے''۔ فرمایا: ''کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں صاحبِ قرآن محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، تمہارے والد گنہگار تھے لیکن مجھ پر کثرت سے درودِ پاک بھیجتے تھے، جب اِس تکلیف میں مبتلا ہوئے تو مجھ سے فریاد

کی تھی اور بے شک جو مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھتا ہے میں اُس کی فریاد رسی کرتا ہوں''۔ پھر میری آنکھ کھل گئی، میں نے دیکھا کہ حقیقت میں بھی میرے والد مرحوم کے چہرے پر نُور پھیلا ہوا تھا اور پیٹ بھی اپنی اصلی حالت پر آ چکا تھا۔

(ملخص از تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۲۲۵)

دنیا و آخرت میں جب میں رہوں سلامت
پیارے پڑھوں نہ کیوں کر تم پر سلام ہر دم
للہ اب ہماری فریاد کو پہنچئے!
بے حد ہے حال ابتر تم پر سلام ہر دم

(ذوقِ نعت)

(۴۴)

ہمارے حضور ﷺ کا رونا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ''۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں، جبکہ قرآن آپ پر اترا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں اپنے علاوہ دوسروں سے سننا پسند کرتا ہوں''۔ چنانچہ میں نے آپ کے سامنے سورۃ النساء پڑھی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا۔

(فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًاؕ) (النساء:۴۱)

''بھلا اُس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے اور تمہیں اُن لوگوں کا (حال بتانے کو) گواہ طلب کریں گے''۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(کف او امسك) ''رک جاؤ، رک جاؤ''

میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور آپ زار و قطار رو رہے ہیں۔

(صحیح بخاری، التفسیر، تفسیر سورۃ النساء باب (فکیف اذا جئنا): ۴۵۸۲، مسلم: ۸۰۰، ابوداؤد: ۳۶۶۸، الترمذی: ۳۰۲۴، ۳۰۲۵، احمد: ۱/۳۸۰، ابن حبان: ۷۳۵)

سارے جہانوں پہ گواہ

حضرت محمد بن فضالہ انصاری سے مروی ہے کہ قبیلہ بنی ظفر کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ایک چٹان پر بیٹھ گئے جواب تک ان کے محلے میں ہے آپ کے ساتھ ابن مسعود، معاذ بن جبل اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے آپ نے ایک قاری سے فرمایا: ''قرآن پڑھو'' اور وہ پڑھتے پڑھتے جب اس آیت:

(فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا ○) (النساء: ۴۱)

''بھلا اُس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے اور تمہیں اُن لوگوں کا (حال بتانے کو) گواہ طلب کریں گے''۔

پر پہنچا تو آپ اس قدر روئے کہ دونوں رخسار اور داڑھی تر ہوگئی اور عرض کرنے لگے ''یارب! جو موجود ہیں ان پر تو خیر میری گواہی ہوگی لیکن جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہی نہیں ان کی بابت کیسے؟''

(الدر المنثور: ۲/۳۹۱، مجمع الزوائد: ۱۹۲۶ امام سیوطی نے اس کو حسن کہا ہے اور امام ہیثمی نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول ہے:

رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ (ابراھیم: ۳۶)

''اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا پس جو شخص میرے پیچھے چلا وہ میرا (فرمانبردار) ہے اور جس نے میری نافرمانی کی (اس کے لئے) تو بخشنے والا مہربان ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو خوش کردیا

اور پھر وہ آیت تلاوت فرمائی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے:

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ (المائدہ: ۱۱۸)

''اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف فرما دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) پھیلا دیئے اور عرض کیا: (اَللّٰهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي وَبَكٰى)

''اے اللہ! میری امت میری امت! تو (زار وقطار) رونے لگے''۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اے جبریل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ آپ کیوں رو رہے ہیں اور اے جبرائیل! تیرا رب تو جانتا ہے (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں رو رہے ہیں)''

چنانچہ جبرائیل حاضر ہوئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا (آپ کیوں روتے ہیں؟) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ بتائی اور جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو جا کر بتایا، حالانکہ اللہ تو خوب جاننے والا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلٰى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ) ''اے جبرائیل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا اور بتا کہ ہم تمہاری امت کے معاملے میں تمہیں خوش کردیں گے اور ناراض نہیں کریں گے''۔

(صحیح مسلم، الایمان، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ وبکاءہ شفقۃ علیہم: ۴۹۹)

اپنے صحابی کی بیماری پر حضور علیہ السلام رو دیے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

Scanned with CamScanner

بیمار پڑے تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عبد الرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ عیادت کے لئے تشریف لائے، جب انکے پاس پہنچے تو ان کو اپنے گھر بستر پر لیٹا ہوا پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا انتقال کر گئے ہیں؟'' لوگوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روئے جب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ آنسو بہانے اور دل کے غمگین ہونے سے عذاب نہیں کرتا بلکہ اس کی وجہ سے عذاب کرتا ہے (اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا) یا رحم کرتا ہے، اور میت پر اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب عذاب کرتا ہے'' اور عمر رضی اللہ عنہ اس صورت میں ڈنڈے سے یا پتھر سے مارتے تھے اور منہ میں خاک ڈال دیتے تھے۔

(صحیح بخاری، الجنائز، باب ما ینھی من النوح والبکاء: ١٣٠٦؛ مسلم: ٩٣٦)

(۴۵)

حضرت سیّدنا ابراہیم خواص اور یتیم گھرانہ

حضرت سیّدنا معمر بن احمد بن محمد اصبہانی قدس سرہ الربانی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ بیان فرمایا: ''میں ہر روز دریا کے کنارے جاتا اور کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں بناتا پھر وہ ٹوکریاں دریا میں ڈال دیتا۔ نہ جانے کیا بات تھی کہ اس عمل سے مجھے دلی خوشی اور سکون حاصل ہوتا۔ مجھے یہ عمل کرتے ہوئے بہت دن گزر گئے۔ ایک دن میں نے دل میں کہا: ''جو ٹوکریاں میں پانی میں ڈالتا ہوں آج دیکھوں گا کہ آخر وہ کہاں جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے اس دن ٹوکریاں نہ بنائیں اور دریا کے کنارے کئی گھنٹے مسلسل چلتا رہا۔

آخر کار میں دریا کے کنارے ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں ایک بڑھیا بیٹھی رو رہی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تو کیوں رو رہی ہے؟'' وہ کہنے لگی: ''میرے چھوٹے چھوٹے پانچ یتیم بچے ہیں، ہمیں فقر وفاقہ اور تنگدستی پہنچی تو میں رزقِ حلال کی تلاش میں اس دریا کے کنارے پر آ گئی۔ میں نے دیکھا کہ کھجور کے پتوں سے بنی ٹوکریاں دریا میں بہتی ہوئی میری جانب آرہی ہیں۔ میں نے انہیں پکڑا اور بیچ کر ان کی قیمت کو اپنے بچوں پر خرچ کر دیا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی اسی طرح ہوا۔ پھر روزانہ ایسے ہی ہوتا رہا اور یوں ہمارے گھر کا خرچ چلتا رہا لیکن آج ابھی تک ٹوکریاں نہیں آئیں، میں ان کے انتظار میں یہاں پریشان بیٹھی ہوں''۔

بارگاہِ ربّ العزت میں التجا

حضرت سیّدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور ربّ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: ''اے میرے رحیم کریم پروردگار عزوجل! اگر میں جانتا کہ میری کفالت میں پانچ بچے اور بھی ہیں تو میں زیادہ ٹوکریاں دریا میں ڈالتا''۔ پھر میں نے اس بڑھیا سے کہا: ''محترمہ! آپ پریشان نہ ہوں، آج آپ لوگوں کے لئے کھانے وغیرہ کا بندوبست میں کروں گا''۔ پھر میں اس کے گھر کی طرف چل دیا۔ میں نے دیکھا کہ واقعی بڑھیا غریب عورت ہے۔ چنانچہ میں کئی سال تک اسی طرح اس غریب بڑھیا اور اس کے یتیم بچوں کی پرورش کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول فرمائے۔ (عیون الحکایات)

(۴۶)

مشقت وامتحان میں ثابت قدمی

جس شخص کو نفس ایک حرام لذت کی طرف کھینچتا ہے اور یہ اس میں مشغول ہو کر اس کی سزا اور انجام میں غور بھی نہ کر سکا اور عقل کی پکار بھی سنی کہ تیرا ناس ہوا ایسا مت کر ورنہ ترقی رک جائے گی اور تنزل شروع ہو جائے گا اور تجھے یہ کہہ دیا جائے گا کہ جس حال کا تو نے انتخاب کر لیا ہے بس اسی میں پڑا رہ پھر بھی اگر اپنی خواہش میں مشغول رہ کر اس پکار پر کان نہ دھرا تو مسلسل تنزل میں ہی رہے گا اور اس برے انتخاب میں اس کی مثال ایسی ہی ہوگی جیسے مشہور ہے کہ ایک کتے نے شیر سے کہا: اے درندوں کے سردار میرا نام بدل دیجئے کہ یہ قبیح نام ہے شیر نے کہا تو خائن ہے لہٰذا تیرے لئے کوئی اور نام مناسب ہی نہیں کہنے لگا آپ میرا تجربہ کر لیں اور آزمالیں شیر نے گوشت کا ایک ٹکڑا دیتے ہوئے کہا کہ کل تک اس کی حفاظت کر پھر تیرا نام بدل دوں گا کتے کو بھوک لگی گوشت کو دیکھ رہا ہے مگر صبر کئے ہوئے ہے بالآخر جب بالکل ہی مجبور ہو گیا تو کہنے لگا بھلا میرے نام کو کیا ہے؟ ''کتا'' تو بہترین نام ہے یہ کہا اور گوشت کھا گیا بس پست ہمت لوگ اور گھٹیا مقام پر خوش رہنے والے نقد خواہشات کو آخرت کے فضائل وکمالات پر ترجیح دینے والے اسی قسم کے ہوتے ہیں خواہشات کی آگ میں پڑنے سے جبکہ وہ بھڑک رہی ہو اللہ کا خوف کھاؤ اور سوچو کہ اس کو کیسے بجھانا ہے کہ بہت سی لغزشیں ہلاکت کے کنوئیں میں ڈال دیتی ہیں اور بہت سے آثار ایسے ہوتے ہیں جو مٹتے نہیں اور ہلاک ہونے والی چیز کی کبھی تلافی نہیں ہوتی لہٰذا اسباب فتنہ سے بہت دور رہو کہ ان کے قریب ہونا ایسی آزمائش ہے جس

Scanned with CamScanner

میں پڑنے والا کم ہی سلامت رہتا ہے۔ والسلام

تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں

میں دیکھ رہا ہوں کہ سب لوگ میدان جنگ میں صف بستہ ہیں اور شیاطین ان پر خواہشات کے تیر پھینک رہے ہیں اور لذت کی تلواروں سے انہیں مار رہے ہیں بد پرہیز لوگ تو مقابلہ میں آتے ہی چت ہو جاتے ہیں اور متقی لوگ مجاہدہ کی انتھک محنت میں لگے ہوئے ہیں اور لازمی بات ہے کہ لڑائی میں دیر تک رہیں گے تو زخم بھی آئیں گے تو یہ لوگ زخم کھاتے ہیں اور علاج بھی کرتے رہتے ہیں تاہم قتل سے محفوظ رہتے ہیں البتہ چہرے پر لگے ہوئے زخم کا عیب ہمیشہ رہتا ہے لہٰذا مجاہدوں کو اس سے بچنا چاہئے۔

☆ دنیا ایک جال ہے اور جاہل پہلی نظر ہی میں اس میں پھنس جاتا ہے اور صاحب عقل متقی بھوک کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے اور دانہ کے گرد چکر لگاتا رہتا ہے اور سلامتی بہت بعید ہے کتنے اہل صبر سالوں تک مشقتیں اٹھاتے ہیں اور بالآخر پھنس جاتے ہیں لہٰذا بچو اور بہت بچو کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو صحیح راستے پر چلتے رہے اور گور کنارے پہنچ کر پھسل گئے۔ (صید الخاطر)

(۴۷)

ہے ذات اولیاء سے ظاہر خدا کی عظمت

ایک صالح فرماتے ہیں، میں شب میں تنہا نکلا۔ بیمار تھا، زوردار بخار چڑھا ہوا تھا، شدت کی پیاس اور بھوک لگی تھی۔ تکلیف زیادہ ہوگئی تو راستہ سے ہٹ کر مقل (گوگل) کے ایک پیڑ تلے جا لیٹا۔ میں زندگی سے مایوس ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص آئے ان کے ہاتھ میں چار روٹیاں تھیں۔ دو کے اوپر ایک بھنا ہوا مرغ تھا اور دو پر حلوہ رکھا ہوا تھا اور میرے بالیں (سرہانے) پر ایک برتن تھا جسے لے کر دریا سے پانی لائے، پانی شہد سے میٹھا اور برف سے زیادہ سرد تھا، میں کھا پی کر آسودہ ہوا تو میرا بخار ختم تھا۔ وہ تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے لو تمہارے ساتھی آ پہنچے۔ مجھے اور بھی کام ہیں، میں نے منہ پھیر کر راستے کی طرف دیکھا تو بیسیوں اونٹ چلے آ رہے تھے۔ میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا اور وہ غائب ہو گئے۔

☆ ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں مصر کے اندر فاقہ زدہ تھا۔ ایک مسجد میں گیا۔ وہاں ایک نوجوان نے مجھے ایک بٹوا دیا جس میں کچھ درہم تھے اور فرمایا: جا کر حجامت بنوا لو اور اپنے کپڑے دھو کر صاف کرو۔ حجامت کے بعد میں نے حجام کو اس میں سے دو پیسے دیئے تو اس نے انہیں چوم کر کہا۔ مرحبا! میں تیس سال سے آپ کی تلاش میں تھا، آپ کو یہ پیسے کہاں سے ملے؟ یہ دنیاوی پیسے نہیں ہیں۔ ان پر قدرت کا بہت نور ہے۔ میں نے اس سے ماجرا بتایا۔ وہ میرا ہاتھ تھامے مسجد میں گیا مگر وہاں نوجوان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ حجام میرا دوست بن گیا۔ ایک روز مجھ سے کہنے لگا: میں نے حضرت سہل بن

Scanned with CamScanner

عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ولی کی تین علامتیں ہیں:

(۱) جب کسی مقام پر جانا چاہتے ہیں تو بلا حرکت وہاں پہنچ سکتے ہیں۔

(۲) اگر اپنے کسی بھائی سے ملنا چاہیں تو وہ ان کے پاس پہنچا دیئے جاتے ہیں۔

(۳) وہ اگر عبادت یا کسی اور کام میں مشغول ہوں تو ان کی جگہ ان کی شکل کا ایک فرشتہ باتیں کرتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم ولی اللہ سے باتیں کر رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقتاً وہ فرشتہ ہوتا ہے۔

روشن ہے روئے گیتی ان کی کرامتوں سے

حجام نے مزید کہا: اس کے چند روز بعد حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے عصر کے بعد بلایا تا کہ میں ان کی حجامت بناؤں اور خون نکالوں۔ میں وقت مقررہ پر گیا حضرت کی حجامت بنائی خون نکالا۔ کچھ دیر بیٹھا رہا۔ کھانا پکایا گیا۔ اتنے میں مغرب کی اذان ہوگئی۔ مجھ سے پھر فرمایا کہ نماز مغرب کے بعد آ کر میرے ساتھ کھانا کھالینا۔ نماز مغرب سے فارغ ہوا تو مجھے حضرت کا ایک مرید ملا اور کہا آج تم سے بڑی قیمتی چیزیں فوت ہوگئیں۔ آج حضرت سہل نے عصر سے مغرب تک کی نشست میں ایسی ایسی باتیں فرمائیں جو کبھی سننے میں نہیں آئی تھیں۔ میں نے اس شخص سے کہا تم نے جو کچھ سنا ہے اسے یاد رکھنا، وہ حضرت کی باتیں نہیں تھیں بلکہ فرشتہ کی باتیں تھیں۔

مجھے اس وقت علم ہوا کہ حضرت نے اولیاء اللہ کی جو نشانیاں فرمائی تھیں وہ خود حضرت کے مرتبہ وشان کا بیان تھا۔ (رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ آمین)

حاصل ہے "لی مع اللہ" سے ان کو خاص نسبت
عارف کی زندگی بھی ہے اک دلیل قدرت
روشن ہیں روئے گیتی ان کی کرامتوں سے
ہے ذات اولیاء سے ظاہر خدا کی عظمت

عارف کی زندگی بھی ہے اک دلیل قدرت

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں مکہ شریف میں مشغولِ طواف تھا، دو شخصوں کو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے دیکھا جو باہم کہہ رہے تھے کہ یا حی یا نور روح سمع اذان قلبی یا کہا: روح بصر عیون قلبی بحق الفحول علیك یا مروح الارواح۔

میں ان دونوں حضرات کے درمیان جا پڑا اور سلام کر کے کہا میں نے آپ کی دعا سن لی ہے اور اس کے کلمات یاد کر لئے ہیں رحمکما اللہ تعالیٰ آپ کون ہیں؟ ان میں سے ایک صاحب نے فرمایا: میں خضر ہوں اور یہ میرے بھائی الیاس ہیں اور فرمایا جب تم نے ان کلمات کو یاد کر ہی لیا ہے تو تمہیں کسی چیز کے فوت ہونے کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیے مگر یاد رہے دنیا کی کسی ضرورت میں اسے ہرگز نہ پڑھنا۔ (سلام اللہ علیہما) (روض الریاحین)

(۴۸)

طوافِ کعبہ اور عاشقانِ بیت اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً بھیجا کہ کفار سے مذاکرات کریں کیونکہ ان لوگوں نے یہ طے کیا تھا کہ اِس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ حرمِ کعبہ پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ اس سال آپ لوگ عمرہ نہیں کرسکتے۔ کفارِ مکہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا: چونکہ آپ یہاں آگئے ہیں، اس لئے چاہیں تو طواف کر لیجئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف کرنا گوارا نہ ہوا لہٰذا فرمایا: ''ماکنت لا فعل حتی یطوف به رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ میں اُس وقت تک طوافِ کعبہ نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہ کرلیں''۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۴۸۹، حدیث ۱۸۹۳۲)

اللہ سے کیا پیار ہے عثمانِ غنی کا
محبوبِ خدا یار ہے عثمانِ غنی کا

(ذوقِ نعت)

حضرت امام حسن مجتبیٰ کی دعا

راکبِ دوشِ مصطفےٰ، سیّد الاسخیاء، برادرِ شہید کربلا، جگر گوشہ فاطمہ زہراء، دلبند علی المرتضیٰ، سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا: میں بہت شرمندہ ہوں، آہ! اللہ تعالیٰ سے کس طرح ملاقات کروں گا! افسوس! اُس کے پاک گھر (یعنی کعبہ مشرفہ) تک کبھی پیدل چل کر نہیں آیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ 20 بار مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً حج کے لئے پیدل آئے۔ منقول ہے: ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت نماز واجب الطّواف ادا کی پھر اپنا رُخسارِ مبارک مقام ابراہیم علیہ السلام پر رکھ دیا اور زار وقطار روتے ہوئے اس طرح مناجات کی: ''اے میرے ربّ قدیر عزوجل! تیرا حقیر بندہ تیرے دروازے پر حاضر ہے،'' تیرا بھکاری تیرے دروازے پر حاضر ہے، تیرا مسکین بندہ تیرے دروازہ پر حاضر ہے، انہی الفاظ کو بار بار دہراتے اور روتے رہے۔ اس کے بعد مسجد الحرام سے باہر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ کا گزر چند مسکینوں کے پاس سے ہوا جو بیٹھے (صدقے کی) روٹیوں کے ٹکڑے کھا رہے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو سلام کیا، جوابِ سلام کے بعد انہوں نے کھانے کی دعوت دی، آپ رضی اللہ عنہ بلا تکلف اُن کے دستر خوان پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اگر یہ روٹیوں کے ٹکڑے صدقے کے نہ ہوتے تو آپ حضرات کے ساتھ کھانے میں ضرور شرکت کرتا، مگر ہم آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صدقہ حرام ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ ان مسکینوں کو اپنی قیام گاہ پر ساتھ لے آئے اور سب کو عمدہ کھانا کھلایا، پھر رخصت ہوتے وقت سب کو درہم بھی عنایت فرمائے۔ (المستطرف ج ۱ ص ۲۳)

وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیاء
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش)

بارش اور طوافِ کعبہ

بارش میں طواف کی بھی کیا بات ہے! حضرت سیّدنا ابو عقال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ میں نے بارش میں طواف کی سعادت حاصل کی، جب ''مقام ابراہیم علیہ السلام'' پر ہم دو رکعت ادا کر چکے تو حضرت

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نئے سرے سے عمل کرو بے شک تمہارے گناہ بخش دیئے گئے ہیں، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اِسی طرح فرمایا اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارش میں طواف کا شرف حاصل کیا۔

(ابن ماجہ ص ۵۲۴، ج ۳، حدیث ۳۱۱۸)

آج ہے رُو برو مرے کعبہ — سلسلہ ہے طواف کا یا ربّ
ابر برسا دے نور کا کہ لوں — بارشِ نور میں نہا یاربّ

(وسائلِ بخشش ص ۸۷)

آج ہے رُو برو میرے کعبہ

حضرت مولانا عبد الحق الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہند کے باشندے اور جلیل القدر عالم دین تھے، چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں قیام پذیر رہے۔ التزاماً (ضرور) ہر سال حج کرتے۔ ایک سال زمانہ حج میں آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت علیل اور صاحبِ فراش (بیماری ہو کر بستر پر پڑے) تھے، (ذو الحجۃ الحرام) کی نویں تاریخ اپنے تلامذہ (شاگردوں) سے کہا: ”مجھے حرم شریف میں لے چلو!“ کئی آدمی اُٹھا کر لائے کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا، زمزم شریف منگا کر پیا اور دُعا کی کہ ”الٰہی! حج سے محروم نہ رکھ“۔ اُسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اُٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ ۲ ص ۱۹۸ ملخصاً)

اگر یقین محکم ہو تو بے شک آبِ زمزم پینے کے بعد جو دُعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو کہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ”زمزم جس مُراد کے لئے پیا جائے اُسی کے لئے ہے“۔ (ابن ماجہ ج ۳ ص ۴۹۰ حدیث ۳۰۶۲)

یہ زم زم اُس لئے ہے جس لئے اس کو پیئے کوئی
اِسی زم زم میں جنت ہے اسی زم زم میں کوثر ہے

(ذوقِ نعت)

(۴۹)

خواب کی سچائی

قرآن مجید سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۷ میں ربّ العالمین جل جلالہ کا ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

”بے شک خدا نے اپنے پیغمبر کو سچا (اور) صحیح خواب دیکھایا کہ تم خدا نے چاہا تو مسجد حرام میں اپنی سر منڈوا کر اور اپنے بال کتروا کر امن و امان سے داخل ہو گے اور کسی طرح کا خوف نہ کرو گے جو بات تم نہیں جانتے تھے اس کو معلوم تھی تو اس نے اس سے پہلے ہی جلد فتح کرا دی“۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں گئے اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ نے اس کا ذکر اپنے اصحاب سے مدینہ منورہ میں ہی کر دیا تھا حدیبیہ والے سال جب آپ عمرے کے ارادے سے چلے تو اس خواب کی بنا پر صحابہ رضی اللہ عنہم کو یقین کامل تھا کہ اس سفر میں ہی کامیابی کے ساتھ اس خواب کا ظہور دیکھ لیں گے۔ وہاں جا کر جو رنگت بدلی ہوئی دیکھی یہاں تک کہ صلح نامہ لکھ کر بغیر زیارت بیت اللہ واپس ہونا پڑا تو ان پر نہایت شاق گزرا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہم سے فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور طواف سے مشرف ہوں گے آپ نے فرمایا: ”یہ صحیح ہے لیکن یہ تو میں نے

Scanned with CamScanner

نہیں کہا تھا کہ اسی سال ہوگا؟" حضرت عمر نے عرض کیا: ہاں یہ تو نہیں فرمایا تھا، آپ نے فرمایا: "پھر جلدی کیا ہے؟ تم بیت اللہ میں جاؤ گے ضرور اور طواف بھی یقیناً کرو گے"۔ پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی یہی کہا اور ٹھیک یہی جواب پایا۔

اس آیت میں جو ان شاء اللہ ہے یہ استثناء کے لئے نہیں بلکہ تحقیق اور تاکید کے لئے ہے۔ اس مبارک خواب کی تاویل کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھ لیا اور پورے امن واطمینان کے ساتھ مکہ میں گئے اور وہاں جا کر احرام کھولتے ہوئے بعض نے اپنا سر منڈوایا اور بعض نے بال کتروائے۔ صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے"۔ لوگوں نے کہا حضور اور بال کتروانے والوں پر بھی۔ آپ نے دوبارہ بھی یہی فرمایا پھر لوگوں نے وہی کہا آخر تیسری یا چوتھی دفعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال کتروانے والوں کے لئے بھی رحم کی دعا کی۔

(صحیح بخاری، الحج، باب الحلق والتقصیر عند الحلال: ۱۷۲۷)

معراج کی رات کے خواب

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (صبح کی) نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا چہرہ اقدس ہماری طرف متوجہ کرتے اور پوچھتے کہ آج کی رات تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ حضرت سمرہ کہتے ہیں کہ اگر ہم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ اس کو بیان کرتا اور آپ اس کی وہ تعبیر فرما دیتے جو اللہ تعالیٰ الہام فرماتا۔ چنانچہ اپنے معمول کے مطابق ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وہی سوال کیا اور فرمایا: "کیا تم میں سے کسی شخص نے خواب دیکھا ہے؟" ہم نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا:

"لیکن میں نے آج کی رات خواب دیکھا ہے (اور وہ یہ) کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر مجھے مقدس سرزمین، ملک شام کی طرف لے چلے، پس ایک جگہ پہنچ کر میں کیا دیکھتا ہوں:

(فَاِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَّرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ) قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا عَنْ مُوْسٰى (اَنَّهٗ يَدْخُلُ ذٰلِكَ الْكَلُّوْبَ فِيْ شِدْقِهٖ حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهٗ هٰذَا فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهٗ قُلْتُ مَا (مِنْ) هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ)

"ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور ایک شخص اپنے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا لئے کھڑا ہے اور وہ پھر اس آنکڑے کو بیٹھے ہوئے شخص کے گلے میں ڈالتا ہے اور اس کو چیرتا ہے، یہاں تک کہ اس کی گدی تک چیرتا چلا جاتا ہے، پھر وہ دوسرے کے گلے کے ساتھ اس طرح کرتا ہے (یعنی اس کو بھی گدی تک چیر دیتا ہے) جب وہ گلہ اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے تو پھر پہلے کی طرح وہی عمل کرتا ہے (یعنی وہ گلے کو چیرتا ہے اور جب وہ گلہ درست ہو جاتا ہے تو پھر چیرتا ہے غرضیکہ بار بار یہی عمل کرتا ہے اور یہ عمل جاری رہتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا تو کہا (یہ مت پوچھئے کہ کیا ہو رہا ہے بلکہ آگے چلئے ابھی بہت عجائبات دیکھنے ہیں اس کی تعبیر معلوم ہو جائے گی) آگے چلیں"۔

سر کا پتھر سے کچلا جانا

(فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ عَلٰى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِهٖ بِفِهْرٍ اَوْ صَخْرَةٍ فَيَشْدَخُ بِهٖ (بِهَا) رَاْسَهٗ فَاِذَا ضَرَبَهٗ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ لِيَاْخُذَهٗ فَلَا يَرْجِعُ اِلٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَاْسُهٗ وَعَادَ رَاْسُهٗ كَمَا هُوَ فَعَادَ اِلَيْهِ فَضَرَبَهٗ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ)

"چنانچہ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ آئی جہاں ایک شخص چت پڑا ہوا تھا اور ایک شخص اس کے سر کے پاس بڑا پتھر لئے کھڑا تھا اور اس سے

چت پڑے شخص کے سر کو کچلتا تھا، چنانچہ جب وہ پتھر کو (کھینچ کر) اس کی سر پر مارتا ہے تو پتھر سر کو کچل کر لڑھکتا ہوا دور چلا جاتا (پھر وہ دوبارہ مارنے کی غرض سے) اس پتھر کو اٹھانے کے لئے جاتا اور جب لوٹ کر آتا ہے تو اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اس شخص کا سر درست ہو جاتا اور پھر وہ اس پر پتھر مارتا اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری تھا کہ اس کا سر درست ہوتا رہتا اور وہ اس پر پتھر مارتا رہتا میں نے (یہ دیکھ کر) پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ان دونوں نے جواب دیا: آگے چلئے''۔

ننگے مرد اور ننگی عورتیں

(فَانْطَلَقْنَا اِلٰی ثَقْبٍ (نَقْبٍ) مِثْلِ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَیِّقٌ وَّاَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ یَتَوَقَّدُ تَحْتَهٗ نَارًا (تَتَوَقَّدُ تَحْتَهٗ نَارٌ) فَاِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوْا حَتّٰی کَادَ اَنْ یَّخْرُجُوْا فَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِیْهَا وَفِیْهَا رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَنْ (مَا) هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ)

''چنانچہ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسے گڑھے پر پہنچے جو تنور کی مانند تھا اس کے اوپر کا حصہ تنگ تھا اور نیچے کا حصہ کشادہ تھا اور اس کے اندر آگ بھڑک رہی تھی، جب آگ اوپر کی طرف بھڑکتی تو کچھ لوگ جو آگ کے اندر تھے (شعلوں کے ساتھ) اوپر آجاتے یہاں تک کہ اس گڑھے سے نکلنے کے قریب ہو جاتے اور جب شعلے کا زور کم ہو جاتا تو وہ سب پھر اندر چلے جاتے، میں نے دیکھا کہ اس آگ میں کئی مرد تھے اور کئی عورتیں تھیں اور سب ننگے تھے میں نے (یہ دیکھ کر) پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو ان دونوں نے کہا: آگے چلئے''۔

خون کی نہر

(فَانْطَلَقْنَا حَتّٰی اَتَیْنَا عَلٰی نَهْرٍ مِنْ دَمٍ فِیْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰی وَسْطِ

(وَسْطِ) النَّهْرِ) قَالَ یَزِیْدُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ حَازِمٍ (وَعَلٰی شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ بَیْنَ یَدَیْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِیْ فِی النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّخْرُجَ رَمَی الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِیْ فِیْهِ فَرَدَّهٗ حَیْثُ کَانَ فَجَعَلَ کُلَّمَا جَآءَ لِیَخْرُجَ رَمٰی فِیْ فِیْهِ بِحَجَرٍ فَیَرْجِعُ کَمَا کَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ)

''چنانچہ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسی نہر پر پہنچے جو (پانی کے بجائے) خون سے بھری ہوئی تھی، نہر کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا اور ایک شخص اس کے کنارے پر تھا جس کے آگے پتھر رکھے ہوئے تھے جب وہ شخص جو نہر کے بیچ میں تھا (آگے کنارے پر) آیا اور چاہا کہ باہر نکل آئے تو اس شخص نے جو کنارے پر تھا اس کے منہ پر پتھر پھینک کر مارا جس سے وہ اپنی جگہ لوٹ گیا اور پھر اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہا کہ نہر کے اندر کا آدمی جب باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تھا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا اور اس کو اسی جگہ واپس کر دیتا ہے میں نے (یہ دیکھ کر) پوچھا کہ کیا ہو رہا ہے؟ تو ان دونوں نے کہا: آگے چلئے''۔

سرسبز وشاداب باغ

(فَانْطَلَقْنَا حَتّٰی انْتَهَیْنَا اِلٰی رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِیْهَا شَجَرَةٌ عَظِیْمَةٌ وَّفِیْ اَصْلِهَا شَیْخٌ وَّصِبْیَانٌ وَّاِذَا رَجُلٌ قَرِیْبٌ مِّنَ الشَّجَرَةِ بَیْنَ یَدَیْهِ نَارٌ یُوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِیْ فِی الشَّجَرَةِ وَاَدْخَلَانِیْ دَارًا لَّمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا فِیْهَا رِجَالٌ شُیُوْخٌ وَّشَبَابٌ وَّنِسَاءٌ وَّصِبْیَانٌ ثُمَّ اَخْرَجَانِیْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِی الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِیْ (وَاَدْخَلَانِیْ) دَارًا هِیَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ فِیْهَا شُیُوْخٌ وَّشَبَابٌ)

''چنانچہ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک سرسبز وشاداب باغ کے پاس پہنچے اس

Scanned with CamScanner

باغ میں ایک بڑا درخت تھا اور اس کی جڑ میں ایک بوڑھا اور کچھ بچے (بیٹھے) تھے پھر کیا دیکھتا ہوں کہ اس درخت کے پاس ایک اور شخص بھی ہے جس کے آگے آگ جل رہی ہے وہ اس کو جلا بھڑکا رہا تھا، پھر وہ دونوں آدمی مجھ کو لے کر درخت پر چڑھے اور مجھ کو ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو درخت کے بالکل درمیان تھا (اور یہ گھر اتنا اچھا تھا، کہ) میں نے کبھی بھی اس سے اچھا کوئی گھر نہیں دیکھا اس گھر میں کتنے ہی جوان، بوڑھے اور مرد تھے، کتنی ہی عورتیں اور کتنے ہی بچے تھے، اس کے بعد وہ دونوں مجھ کو اس گھر سے نکال کر درخت کے اوراوپر لے گئے اور مجھ کو ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو پہلے گھر سے بھی بہت اچھا اور افضل تھا اس میں بھی بوڑھے اور جوان آدمی موجود تھے''۔

تمام خوابوں کی تعبیر

قُلْتُ طَوَّفْتُمَانِی اللَّیْلَةَ فَاَخْبِرَانِیْ عَمَّا رَاَیْتُ قَالَا نَعَمْ اَمَّا الَّذِیْ رَاَیْتَهٗ یُشَقُّ شِدْقُهٗ فَکَذَّابٌ یُّحَدِّثُ بِالْکَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰی تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَیُصْنَعُ بِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَالَّذِیْ رَاَیْتَهٗ یُشْدَخُ رَأْسُهٗ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّیْلِ وَلَمْ یَعْمَلْ فِیْهِ بِالنَّهَارِ یُفْعَلُ بِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَالَّذِیْ رَاَیْتَهٗ فِی الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِیْ رَاَیْتَهٗ فِی النَّهَرِ اٰکِلُوا الرِّبَا وَالشَّیْخُ فِیْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَالصِّبْیَانُ حَوْلَهٗ فَاَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِیْ یُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْاُوْلٰی الَّتِیْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ وَاَنَا جِبْرِیْلُ وَهٰذَا مِیْکَائِیْلُ فَارْفَعْ رَأْسَكَ فَرَفَعْتُ رَأْسِیْ فَاِذَا فَوْقِیْ مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ قُلْتُ دَعَانِیْ اَدْخُلْ مَنْزِلِیْ قَالَا اِنَّهٗ

Scanned with CamScanner

بَقِیَ لَكَ عُمُرٌ لَّمْ تَسْتَکْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَکْمَلْتَ اَتَیْتَ مَنْزِلَكَ

''اب میں نے ان دونوں آدمیوں سے کہا کہ آج کی رات تم نے مجھ کو خوب گھمایا پھرایا لیکن میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی حقیقت سے تو مجھ کو آگاہ کرو۔ ان دونوں نے کہا: اچھا ہم آپ کو بتاتے ہیں (پھر انہوں نے بیان کرنا شروع کیا کہ) جس شخص کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیکھا کہ اس کے گلے چیرے جا رہے تھے وہ ایسا شخص ہے جو جھوٹا ہے، جھوٹ بولتا ہے اور اس کی جھوٹی باتیں نقل و بیان کی جاتی ہیں، جو دنیا میں چاروں طرف پھیلتی ہیں، جن سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں چنانچہ اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جا رہا ہے جو آپ نے دیکھا اور اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور جس شخص کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا تھا وہ ایسا شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھایا تھا یعنی اس کو قرآنی علوم سیکھنے کی توفیق عطا فرمائی تھی لیکن وہ شخص اس (قرآن سے) بے نیاز ہو کر رات کو سوتا رہا اور دن میں قرآن کے مطابق عمل نہیں کیا، چنانچہ اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جا رہا ہے جو آپ نے دیکھا اور اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور جن لوگوں کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تنور میں دیکھا ہے وہ زناکار ہیں اور جس شخص کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہر میں دیکھا وہ سود خور ہے (ان سب کو ابھی اپنے کیے کی سزا مل رہی ہے اور قیامت تک یوں ہی ملتی رہے گی)

حضرت ابراہیم وآدم علیہما السلام کی زیارت

اور جس بوڑھے شخص کو آپ نے درخت کی جڑ کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے پاس جو بچے ہیں وہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور جو شخص درخت سے کچھ فاصلہ پر آگ جلا رہا

ہے وہ دوزخ کا داروغہ ہے اور درخت کے اوپر پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے تھے وہ (جنت میں عام) مؤمنوں کا مکان ہے اور یہ گھر (جو پہلے گھر سے اوپر واقع ہے) شہداء کا مکان ہے، میں جبرائیل ہوں اور یہ جو میرے ساتھ ہیں میکائیل ہیں اور اب ذرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر سر اٹھایئے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر (نہایت بلندی میں) ابر کی مانند کوئی چیز ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تہہ در تہہ سفید ابر کی مانند کوئی چیز ہے ان دونوں نے کہا: یہ ابر کی مانند جو چیز آپ دیکھ رہے ہیں دراصل جنت میں آپ کا مکان ہے۔ میں نے کہا: پھر تم لوگ مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے مکان میں چلا جاؤں ان دونوں نے کہا: ابھی تو آپ کی عمر باقی ہے جس کو آپ نے پورا نہیں کیا ہے جب آپ اپنی عمر کو پورا کرلیں گے تو اپنے مکان میں چلے جائیں گے"۔ (صحیح بخاری، الجنائز، باب: ۱۳۸۶)

(۵۰)

ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے

حضرت سیّدنا خالد بن ہامان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا ابراہیم بن اسحاق حربی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا: "ہر زمانے کے عقل مندوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو تقدیر پر راضی نہیں وہ اخروی زندگی میں کامیاب نہیں"۔

گویا میری قمیص سب سے زیادہ صاف قمیص اور میری چادر سب سے گندی چادر ہو پھر کبھی میرے دل میں یہ خیال نہیں گزرا کہ یہ دونوں ایک جیسی ہوں اور جب کبھی مجھے بخار ہوا تو اپنی والدہ، بہن، بیوی اور بیٹی یہاں تک کہ کسی سے بھی اس کی کبھی شکایت نہ کی۔ اچھا آدمی وہی ہے جو اپنے غم کو اپنی ذات تک محدود رکھے اور اپنے اہل وعیال کو مغموم نہ کرے۔

ہم اپنا غم کسی کو بتاتے نہیں
خود جلتے رہتے ہیں کسی کو جلاتے نہیں

مجھے چالیس سال تک دردِ شقیقہ رہا مگر میں نے اس کے متعلق کبھی کسی کو نہ بتایا۔ دس سال میں صرف ایک آنکھ سے دیکھتا رہا کیونکہ دوسری آنکھ کی بینائی ضائع ہو چکی تھی۔ مگر میں نے کبھی کسی کو نہ بتایا۔ تیس سال روزانہ میں صرف دو روٹیاں کھا کر ہی گزارہ کرتا رہا وہ بھی اگر میری ماں یا بہن لے آتیں تو کھا لیتا ورنہ اگلی رات تک بھوکا پیاسا رہتا۔ اپنی زندگی کے تیس سال اس طرح گزارے کہ روزانہ صرف ایک روٹی اور چودہ کھجوریں کھاتا' اور اگر بالکل ادنیٰ قسم کی کھجور ہوتی تو روزانہ بیس کھجوریں استعمال کرتا۔

Scanned with CamScanner

ایک مرتبہ میری بیٹی بیمار ہوگئی، میری بیوی ایک مہینہ تک اس کے پاس رہ کر اس کی دیکھ بھال کرتی رہی۔ اس مہینے ہمارا کھانے کا خرچ ایک درہم اور ڈھائی دانق ہوا۔ میں حمام میں گیا اور ان کے لئے دو دانق (یعنی درہم کے چھٹے حصے) کا صابن خریدا۔ لہٰذا پورے رمضان المبارک کے مہینے کا خرچ ایک درہم اور ساڑھے چار دانق ہوا لیکن ہم نے اپنا یہ حال کسی پر ظاہر نہ کیا''۔ (عیون الحکایات)

(۵۱)

برائیوں کی تلافی

میرے بھائیو اور میری نصیحت کو قبول کرنے والو خوب جان لو کہ گناہوں کے اثرات قبیح ہوتے ہیں ان کی تلخی ان کی لذت سے کئی گنا زائد ہوتی ہے اور جزا دینے والا گھات میں ہے کوئی چیز اس سے رہ سکتی ہے نہ بچ سکتی ہے پس ہائے افسوس اس پر جو کوڑوں کی چوٹیں کھا رہا ہے مگر اس کا درد محسوس نہیں کرتا جو زخموں کے خون میں لت پت ہے مگر اسے اپنی خبر تک نہیں جو سزاؤں میں کروٹیں لے رہا ہے مگر جانتا تک نہیں اپنی جان کی قسم سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ اس کے سزا ہونے ہی کا علم نہ ہو ہائے تعجب ہے اس خود فریب انسان پر جو اپنے نفس کو خواہشات کے ذریعہ خوش رکھتا ہے اور پھر اپنے ربّ کو طاعت کے ذریعہ (بزعم خویش) خوش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ گناہ کیا ہے تو نیکی بھی افسوس ہے تجھ پر تو اپنی تھیلی سی خرچ کئے جا رہا ہے اپنے سرمایہ کو ختم کر رہا ہے تیرے مرتبہ کا چہرہ عیب ناک ہو رہا ہے کتنے زخم ہیں جو قتل کر ڈالتے ہیں کتنی لغزشیں ہلاک کر دیتی ہیں کتنی کوتاہیاں ہیں جن کی تلافی ممکن نہیں ہوتی تیرا ناس ہو اپنی ذات کے لئے بیدار ہو واپس لوٹنے کے لئے تو کس چیز کا منتظر ہے اپنی توبہ کے لئے کا ہے کا انتظار ہے کیا بڑھاپے کا؟ وہ تو موجود ہے جس نے ہڈیاں کمزور کر دی ہیں اور کیا اہل وعیال اور اقارب کے رخصت ہونے کے بعد بھی جانے کا وقت نہیں ہے؟ مان لیا تیری دنیا کی تمام امیدیں حاصل ہو گئیں مگر پھر کیا ہوا؟

آنکھیں کھول دینے والی نصیحت کے الفاظ

ان چیزوں نے تجھے دنیا ہی میں مشغول کر دیا اور لذت کا آخری گھونٹ حلق میں اٹک کر رہ جائے گا یا تو اپنے محبوب کو چھوڑ دے یا وہ تجھ سے جدا ہو جائے گا پس افسوس ہے اس تلخ گھونٹ پر جبکہ تو تمنا کرے گا اے کاش کہ اسے نہ ہی دیکھا ہوتا افسوس ہے اس شخص پر جس کی عقل غور و فکر سے محروم کر دی گئی اور اس شخص پر جو چشمہ کو دیکھ رہا ہے مگر وہاں پہنچنے سے روک دیا گیا کیا ان قبور میں نذیر والا مضمون نہیں؟ اور کیا زمانے کے چکروں میں کوئی ڈانٹنے والا نہیں ہے کہاں ہیں جو بادشاہ بنے اور اپنی امیدوں کی انتہا کو پا گئے ذرا ان کی مجالس میں انہیں آواز تو دو بھلا کہاں؟ وہ اپنے اس پکارنے والے کے لئے بہرے ہو چکے ہیں اچھا تھا اگر ان کو موت ہی آ گئی ہوتی کہ یہ حیات چند ساعات کی ہے اور پھر قبور کا مرحلہ اے کل کے معدوم کچھ عمل حاصل کر لے اور اے کل کو معدوم ہو جانے والے تو کس منہ سے اپنے ربّ کو ملے گا جو خواہشات بھی تو حاصل کر رہا ہے کیا یہ ایک لفظ عتاب کے مساوی آ سکتی ہیں بخدا رحمت عتاب کے بعد ہے ہو سکتا ہے کہ تو اپنے دل کا بغض بھی اچھی طرح صاف نہ کر سکے بس ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں غافلین کی غفلتوں سے تنبیہہ نصیب فرمائے اور ہمیں حقائق اشیاء سے پوری طرح آگاہ فرمائے تاکہ ہم گناہوں کے عیوب پہچان سکیں۔ (صید الخاطر)

(۵۲)

متوکلین کی شان

حضرت ابو جعفر صادق حداد رحمۃ اللہ علیہ بصرہ سے بغداد جانے کے ارادے سے کشتی پر بیٹھے۔ فرمایا میرے ساتھ ایک شخص اور تھا جو نہ کھاتا' نہ پیتا تھا' نہ ہی نماز پڑھتا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نصرانی متوکل ہوں۔ میں نے کہا میں بھی تو متوکل ہوں۔ میں نے کہا ابھی ان لوگوں کا دسترخوان لگے گا ہمیں بلائیں گے اس لئے بہتر ہے کہ ہم لوگ پیدل چلیں نصرانی نے کہا شرط یہ ہے کہ دوران سفر نہ تم کسی مسجد میں جاؤ گے نہ میں کسی گرجا میں' میں نے کہا منظور ہے وہاں سے چل کر شام کو ہم ایک گاؤں میں پہنچے اور کوڑا کرکٹ والی ایک جگہ پر بیٹھے تھوڑی دیر بعد ایک کالا کتا منہ میں روٹی دبائے ہوئے آیا اور نصرانی کے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ نصرانی نے روٹی اٹھا کر کھالی اور نہ مجھے بلایا نہ متوجہ ہوا۔ اسی طرح تین روز ہمارا سفر جاری رہا ہر شب کالا کتا نصرانی کے لئے روٹی لاتا اور وہ اکیلا کھالیتا چوتھے روز ہم ایک گاؤں میں مغرب کے وقت پہنچے میں نماز مغرب پڑھنے کھڑا ہوا۔ ایک شخص طباق میں روٹی اور لوٹے میں پانی لایا۔ سلام پھیر کر میں نے نصرانی کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے پاس لے جاؤ' اور میں پھر نماز پڑھنے لگا۔ نصرانی کھانے کا طباق اٹھائے میرے قریب آیا اور مجھ سے کہا' تم مجھے اپنا دین بتاؤ' کیونکہ وہی دین سچا ہے میں نے پوچھا آخر تم نے یہ کیسے جانا؟ کہنے لگا اللہ تعالیٰ میری روزی میرے ہی جیسے کتے کے ذریعہ' بھیجتا تھا اور جو مجھے ملتا تھا اسے میں ہی کھالیتا تھا اور اس نے تمہاری روزی تمہارے جیسے انسان کے ذریعہ روانہ فرمائی ہے۔

Scanned with CamScanner

تین روز گزرنے کے باوجود تم نے اپنی ذات پر مجھے مقدم رکھا۔اس چیز نے مجھے یقین دلا دیا کہ تمہارا دین میرے دین سے بہتر ہے اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔

الحمد لله الذی هدانا للاسلام و جعلنا من امت مخمد علیه الصلوٰة والسلام

حوروں سے نکاح کا دنیا میں ہی بتا دیا

حضرت ابوعمران سندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' میں مصر کی فلاں جامع مسجد کے اندر تھا۔میرے دل میں نکاح کا خیال آیا اور میں نے نکاح کا پختہ ارادہ کر لیا اسی وقت قبلہ کی جانب سے ایک نور ظاہر ہوا جیسا نور میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اس کے اندر سے ایک ہاتھ برآمد ہوا' جس کے اندر ایک سرخ یاقوت کی جوتی تھی سبز زمرد کا تسمہ لگا تھا اور موتی جڑے ہوئے تھے۔ ہاتف کی آواز آئی جب اس کی جوتی ایسی ہے تو وہ خود کیسی ہو گی؟ یہ دیکھ کر میرے دل سے عورت کی خواہش ختم ہو گئی۔

☆ شیخ محمد وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''مبارک نام کے ایک حبشی تھے۔ مباح روزی کماتے تھے ہم ان سے کہا کرتے کہ اے مبارک! کیا تم نکاح نہیں کرو گے؟ وہ جواب دیتے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرضی لگائی ہے کہ میرا نکاح کسی حور سے فرما دے۔راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جہاد میں شریک ہوئے۔دشمن پر حملہ میں مبارک شہید ہو گئے ہم نے دیکھا کہ ان کا سر جسم سے جدا پڑا ہے وہ پیٹ کے بل تھے اور دونوں ہاتھ سینے کے نیچے دبے تھے۔ہم نے پوچھا' مبارک! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نکاح کتنی حوروں کے ساتھ کیا انہوں نے سینے کے نیچے سے اپنا ہاتھ نکال کر تین انگلیاں اٹھائیں یعنی بتایا کہ تین حوروں کے ساتھ۔رضی اللہ عنہ' (روض الریاحین)

(۵۳)

نصیب آبِ زمزم مجھے ہو گا پینا

حمزہ بن واصل اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں کہ حرم محترم میں ایک آدمی نے ستو کھائے، اُس میں سوئی تھی جو کہ حلق میں چُبھ گئی اور اُس کی جان پر بن گئی، لاکھ جتن کرنے کے باوجود آرام نہ ہوا، اُس نے کراہتے ہوئے کہا: میرا آخری علاج زم زم ہے مجھے آبِ زم زم پلا وَاِن شــآء اللہ میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ چنانچہ اُسے آبِ زم زم پلایا گیا، الحمد للہ آبِ زم زم شریف کی برکت سے اُسے صحت مل گئی۔راوی کہتے ہیں: میرے والد صاحب نے اُس آدمی کو کئی دن بعد حرم شریف میں دیکھا کہ وہ پُر سکون اور مکمل صحت یاب ہے۔(شفاء الغرام ج ۱ ص ۳۳۸)

میں مکے میں جا کر کروں گا طواف اور
نصیب آبِ زم زم مجھے ہو گا پینا

(وسائل بخشش ص ۳۲۳)

☆ ایک یمنی جو کہ استقا پیٹ بڑھ جانے اور شدید پیاس لگنے) کے مرض میں مبتلا تھا، یمن کے طبیبوں نے اسے لا علاج قرار دے دیا تھا مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً حاضر ہوا، یہاں کے طبیبوں نے بھی معذرت کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ڈالا کہ وہ آبِ زم زم پئے چنانچہ اُس نے خوب پیٹ بھر کر آبِ زم زم پیا، اور ربّ الارباب عزوجل کے فضل و کرم سے شفایاب ہو گیا۔(ایضاً ص ۲۵۵)

تُو مکے کی گلیاں دکھا یا الٰہی   وہاں خوب زم زم پلا یا الٰہی

Scanned with CamScanner

بئر برھوت سے بئر زمزم کی طرف

مجاہد بن یحییٰ بلخی فرماتے ہیں کہ ایک خُراسانی 60 سال سے مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں رہتا تھا جو کہ بڑا عابد وزاہد شب زندہ دار شخص تھا، دن کو قرآن کریم پڑھتا، ساری رات طواف کرتا۔ ایک نیک اور صالح آدمی اور اُس خُراسانی کے درمیان دوستی تھی۔ اُس صالح مرد نے اپنے خُراسانی دوست کو دس ہزار دینار بطورِ امانت دیئے اور سفر پر چلا گیا۔ جب سفر سے لوٹا تو پتا چلا کہ اُس کا خُراسانی دوست فوت ہو چکا ہے، یہ اس کے وارثوں کے پاس گیا اور اپنی امانت مانگی، اُنہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اُس صالح شخص نے فقہاء مکہ مکرمہ سے اس واقعے کا ذکر کیا، اُنہوں نے فرمایا: ہمیں امید ہے مرحوم خُراسانی جنتی ہوگا، تم آدمی رات کے بعد بئرِ زمزم کے اندر جھانک کر اس طرح آواز دینا: ''اے خُراسانی! میں نے تمہیں امانت دی تھی''۔ وہ جواب دے دے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا مگر زمزم کے کنویں سے جواب نہ آیا۔ اُس نے پھر علماء مکہ مکرمہ سے رابطہ کیا، اُنہوں نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا: شاید وہ جنتیوں میں سے نہیں ورنہ اس کی روح بئرِ زمزم میں ہوتی، اب تم یمن میں بئرِ برہوت پر جا کر اُسی طرح بُلاؤ۔ وہ کنواں جہنم کے کنارے پر ہے وہاں جہنمیوں کی روحیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ یمن پہنچا اور بئرِ برہوت میں جھانک کر آواز دی: ''اے خُراسانی! میں نے تمہیں امانت دی تھی''۔ وہاں روحوں کو چیختے سُنا، ایک سے پوچھا: تُو کیوں عذاب میں مبتلا ہے؟ اُس نے کہا: ''میں ظالم تھا حرام کھاتا تھا ملک الموت نے مجھے یہاں پھینک دیا ہے''۔ دوسری روح بولی: ''میں عبدالملک بن مروان کی روح ہوں، ظلم کی وجہ سے یہاں عذاب میں ہوں''۔ اُس مردِ صالح کا بیان ہے: میں نے تیسری آواز سنی جو کہ مرحوم خُراسانی نے کہا: ''میری ایک معذور بہن تھی جس سے میں نے لاپرواہی اور قطع رحمی کی (رشتہ توڑا) جس کی وجہ سے ساری عبادت تباہ ہوگئی اور مبتلاء عذاب ہوں''۔ اُس نے پوچھا: میری امانت کہاں ہے؟ خُراسانی نے کہا: ''میرے مکان کے فُلاں کونے میں مدفون ہے جا کر

نکال لو''۔ چنانچہ یہ مردِ صالح مرحوم خُراسانی کے مکان پر گیا، وہاں سے اپنی رقم نکالی اور پھر اُس کی بہن کے پاس پہنچا، اس کی ضروریات پوری کیں، وہ خوش ہوگئی۔ مردِ صالح نے مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً حاضر ہو کر بئرِ زمزم میں جھانک کر آواز دی، مرحوم خراسانی نے جواب دیا: الحمد للہ بئر برھوت سے نجات مل گئی اور اب بئر زمزم میں امن وچین سے ہوں۔ (بلد الامین ص ۹۸، ۹۹)

(۵۴)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بارے خواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اِنِّي لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي اَظْفَارِي ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ

''ایک بار میں سویا ہوا تھا تو میرے پاس دودھ کا ایک پیالا لایا گیا میں نے اس سے پی لیا، (یہاں تک کہ سیرابی کا اثر میرے ناخن سے بھی ظاہر ہونے لگا) پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر کو دیا''۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ!! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی، آپ فرمایا: ''علم''۔

(بخاری، کتاب التعبیر، باب اللبن: ۷۰۰۶)

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ (بخاری، کتاب التعبیر، باب جر القمیص فی المنام: ۷۰۰۹)

''ایک بار میں سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور وہ قمیص پہنے ہوئے ہیں، بعض کی قمیص سینوں تک اور بعض کی اس سے نیچے تک ہے اور میرے سامنے عمر بن خطاب پیش کیے گئے اور وہ ایسی قمیص پہنے ہوئے تھے جس کو گھسیٹ کر چل رہے تھے''۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین''۔

حضور علیہ السلام کا حضرت عائشہ کو خواب میں دیکھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُرِيتُكِ قَبْلَ اَنْ اَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ رَاَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقُلْتُ لَهُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَقُلْتُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ ثُمَّ اُرِيتُكِ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقُلْتُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَقُلْتُ اِنْ يَّكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ

''میں نے شادی سے پہلے تمہیں دو مرتبہ خواب میں دیکھا، میں نے فرشتے کو دیکھا کہ تم کو ریشمی کپڑے میں اٹھائے ہوئے تھا، میں نے اس سے کہا کہ اس کو کھول، اس نے کھولا تو تم تھی، میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اس کو ضرور پورا کرے گا، پھر مجھ کو تم دکھلائی گئی کہ تمہیں ریشمی کپڑے میں (فرشتہ) اٹھائے ہوئے ہے میں نے کہا: کھول اس نے کھولا تو تم نظر آئی، میں نے کہا: اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ضرور پورا ہوگا''۔

(بخاری، کتاب التعبیر، باب ثیاب الحریر فی المنام: ۷۰۱۲)

حضور علیہ السلام کا ابوبکر و عمر کو خواب میں دیکھنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Scanned with CamScanner

نے فرمایا: بَيْنَا اَنَا عَلٰى بِئْرٍ اَنْزِعُ مِنْهَا اِذْ جَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاَخَذَ اَبُوْ بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

"میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنویں پر ہوں اور اس سے پانی کھینچ رہا ہوں اتنے میں ابوبکر آئے اور ابوبکر نے ڈول لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے، ان کے کھینچنے میں کمزوری ہے، اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے گا، پھر ڈول کو ابن خطاب نے ابوبکر کے ہاتھ سے لے لیا، عمر کے ہاتھ میں وہ ڈول وسیع ہو گیا، میں نے کسی پہلوان کو عمر کی طرح پانی کھینچتے نہیں دیکھا، انہوں نے اتنا پانی کھینچا کہ لوگوں نے اونٹوں کے پینے کے لئے حوض بھر لئے"۔

(بخاری، التعبیر باب نزع الماء فی البئر حتی یری الناس رواہ ابوھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ۷۰۱۹)

☆ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں سویا ہوا تھا تو میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں ایک گندم گوں آدمی پر نظر پڑی جس کے بال سیدھے تھے اور دو آدمیوں کے درمیان اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ابن مریم ہیں، پھر میں واپس ہونے لگا تو ایک سرخ آدمی کو دیکھا جو وزنی جسم کا تھا، اس کے سر کے بال گھنگریالے تھے، دائیں آنکھ کا کانا تھا گویا اس کی آنکھ بے نور انگور کی طرح تھی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ دجال ہے، (اور یہ دجال آدمیوں میں ابن قطن سے زیادہ مشابہت رکھتا تھا، ابن قطن خزاعہ

کے قبیلہ بنی المصطلق کا ایک آدمی تھا۔)"

(بخاری، التعبیر، باب الطواف بالکعبۃ فی المنام: ۷۰۲۶)

مسیلمہ کذاب کے بارے میں حضور علیہ السلام کا خواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں مسیلمہ کذاب مدینہ آیا اور اس نے کہنا شروع کر دیا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد حکومت میرے سپرد کر دیں تو میں ان کی اتباع کرتا ہوں اور وہ اپنی قوم کے کافی آدمیوں کے ہمراہ آیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی کا ٹکڑا تھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کے پاس ان کی ساتھیوں میں جا کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اگر تو مجھ سے لکڑی کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں گا اور میں تیرے بارے میں اللہ کے حکم سے ہرگز تجاوز نہ کروں گا اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تجھ کو قتل کرے گا اور میں تیرے بارے میں وہی گمان رکھتا ہوں جو مجھے تیرے بارے میں خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہ ثابت ہیں جو تجھے میری طرف سے جواب دیں گے۔ پھر آپ اس سے واپس تشریف لائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے بارے میں پوچھا تو ابو ہریرہ نے مجھے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے سوتے ہوئے دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں جن سے مجھے فکر پیدا ہو گئی تو خواب میں ہی میری طرف وحی کی گئی کہ ان دونوں پر پھونک مارو، میں نے انہیں پھونکا تو وہ اڑ گئے میں نے ان کی تعبیر یہ کی کہ دو جھوٹے (نبی) میرے بعد نکلیں گے پس ان میں سے ایک عنسی صنعاء کا رہنے والا ہے اور دوسرا مسیلمہ یمامہ والا"۔ (مسلم، الرؤیا، باب الرؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۵۹۳۵)

ہجرتِ مدینہ کا خواب

☆ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

Scanned with CamScanner

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اُهَاجِرُ مِنْ مَّکَّةَ اِلٰی اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِیْ اِلٰی اَنَّهَا الْیَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ فَاِذَا هِیَ الْمَدِیْنَةُ یَثْرِبُ وَرَاَیْتُ فِیْ رُؤْیَایَ هٰذِهٖ اَنِّیْ هَزَزْتُ سَیْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَاِذَا هُوَ مَا اُصِیْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ اُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ بِاُخْرٰی فَعَادَ اَحْسَنَ مَا کَانَ فَاِذَا هُوَ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَرَاَیْتُ فِیْهَا بَقَرًا وَّاللّٰهُ خَیْرٌ فَاِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ اُحُدٍ وَّاِذَا الْخَیْرُ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْخَیْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِیْ اٰتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ یَوْمِ بَدْرٍ

''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے اس زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں میرا خیال اس طرف گیا کہ یمامہ یا ہجر ہے لیکن وہ مدینہ کی زمین ہے جس کا نام یثرب ہے اور میں نے وہاں گائے (ذبح شدہ) دیکھی، اللہ خیر کرے یہ وہ مسلمان تھے جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور خیر وہ ہے جو اللہ نے مال غنیمت عطا فرمایا اور صدق کا بدلہ جو اللہ نے جنگ کے بعد عنایت فرمایا (یعنی فتح مکہ وغیرہ۔)''

(بخاری، التعبیر، باب اذار ای بقرًا تنحر: ۷۰۳۵)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ اِذْ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ حَتّٰی وُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَقِلُوْنَهَا

''مجھ کو مفاتیح الکلم دیئے گئے اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی اور ایک رات جب کہ میں سو رہا تھا تو میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں یہاں تک کہ میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں''۔ حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف لے گئے اور تم ان خزانوں کو نکال کر رہے ہو۔ (بخاری، التعبیر، باب رؤیا اللیل: ۶۹۹۸)

اللہ نے خواب میں جادو کا علاج بتا دیا

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ زُرَیْقٍ یُّقَالُ لَهٗ لَبِیْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ حَتّٰی کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهٗ کَانَ یَفْعَلُ الشَّیْءَ وَمَا فَعَلَهٗ حَتّٰی اِذَا کَانَ ذَاتَ یَوْمٍ اَوْ ذَاتَ لَیْلَةٍ وَّهُوَ عِنْدِیْ لٰکِنَّهٗ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ یَا عَآئِشَةُ اَشَعَرْتِ اَنَّ اللّٰهَ اَفْتَانِیْ فِیْمَا اسْتَفْتَیْتُهٗ فِیْهِ اَتَانِیْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِیْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَیَّ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ فَقَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِیْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ

''کہ بنی زریق میں سے ایک شخص نے جس کو لبید بن اعصم کہا جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا (اس کے اثر سے) آپ کی یہ حالت ہوگئی کہ کسی کام کو نہ کرنے کے باوجود آپ کو خیال ہوتا کہ آپ ایسا کر رہے ہیں، ایک دن یا ایک رات آپ میرے پاس تھے آپ دُعا کرتے رہے، پھر فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے مجھے بتلا دیا جو میں نے معلوم کرنا چاہا، (رات خواب میں) میرے پاس دو شخص (جبریل اور میکائیل) آئے ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا، ایک نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ اس آدمی کو کیا تکلیف ہے؟

Scanned with CamScanner

دوسرے نے جواب دیا: اس پر جادو کیا گیا ہے، پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ کہا لبید بن اعصم نے، پوچھا کس چیز میں کیا ہے۔ کہا کہ کنگھی سے بال لے کر"۔ میں نے پوچھا آپ نے اس بات کو عام کیوں نہیں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اللہ نے عافیت دے دی اس لئے میں نے لوگوں میں اس کی برائی کو مشہور کرنا مناسب نہ سمجھا، چنانچہ آپ نے اس (کنگھی) کے دفن کرنے کا حکم دیا (جو دفن کر دی گئی)"۔

(صحیح بخاری، الطب، باب السحر: ۵۷۶۶)

مدینہ سے بیماریوں کی منتقلی

سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَاَيْتُ امْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ فَاَوَّلْتُ اَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ اِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ

"میں نے ایک سیاہ عورت کو خواب میں دیکھا جس کے بال پراگندہ تھے وہ مدینہ سے نکلی یہاں تک کہ مہیعہ میں ٹھہری، جسے جحفہ کہا جاتا ہے، میں نے اس کی تعبیر کی کہ مدینہ کی وبا اس کی طرف منتقل کر دی گئی"۔

(بخاری، التعبیر، باب اذا رای انه اخرج الشیء من کوة فاسکنه موضعاً آخر: ۷۰۳۸)

ہمارے پیارے نبی کے دو خواب

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی، تو وہ بیچ سے ٹوٹ گئی، یہ وہ مصیبت تھی جو مسلمانوں کو احد کے دن پہنچی تھی پھر میں نے اس کو دوسری

بار ہلایا تو وہ پہلے سے زیادہ اچھی ہوگئی، یہ وہ چیز تھی جو اللہ نے فتح اور مومنوں کے اجتماع کی شکل میں ظاہر فرمائی"۔ (بخاری، التعبیر، باب اذا هز سيفاً في المنام: ۷۰۴۱)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَرَانِيْ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِيْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيْلَ لِيْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ

"مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں مسواک کر رہا ہوں دو آدمیوں نے مجھے کھینچا ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا میں نے وہ مسواک ان میں سے چھوٹے کو دے دی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دو تو میں نے وہ مسواک بڑے کو دے دی"۔

(صحیح مسلم، الرؤیا، باب رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۵۹۳۳)

Scanned with CamScanner

(۵۵)

علم کے قدردانوں کا صلہ

حضرت سیّدنا ابوحسین بن شمعون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے احمد بن سلیمان قطیعی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا: ’’ایک مرتبہ میں بہت زیادہ محتاج ہوگیا تو حضرت سیّدنا ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اپنی کیفیت بیان کرنے چلا گیا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: ’’اس معاملہ میں تیرا دل تنگ نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ غیب سے مدد فرمانے والا ہے۔ ایک مرتبہ میں بھی اتنا محتاج ہوگیا تھا کہ نوبت فاقوں تک پہنچ گئی تھی۔ میری زوجہ نے مجھ سے کہا: ’’ہم دونوں تو صبر کرلیں گے مگر ہمارے ان دو بچوں کا کیا بنے گا؟ اپنی کتابوں میں سے کوئی کتاب ہی لے آؤ تاکہ اسے بیچ کر یا کسی کے پاس رہن رکھ کر ہم بچوں کے لئے کھانے کا بندوبست کرلیں‘‘۔ مجھے اپنی دینی کتابوں سے بہت زیادہ محبت تھی اس لئے میں نے کہا: ’’ان بچوں کے لئے کوئی چیز ادھار لے لو اور مجھے آج کے دن اور رات کی مہلت دو‘‘۔ میرے گھر کی دہلیز پر ایک کمرہ تھا جس میں میری کتابیں تھیں، میں وہیں بیٹھ کر کتابوں کا مطالعہ اور تحریری کام کرتا تھا۔ اس رات بھی میں اسی کمرے میں تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: ’’کون ہے؟‘‘ اس نے کہا: ’’تمہارا پڑوسی ہوں‘‘۔ میں نے کہا: ’’اندر آجاؤ‘‘۔ اس نے کہا: ’’پہلے چراغ بجھاؤ تب میں داخل ہوں گا‘‘۔ میں نے چراغ پر برتن اوندھا کردیا اور کہا: ’’آجاؤ‘‘۔ وہ اندر آیا۔

خزانۂ غیب سے امداد کا سلسلہ

اور میرے پاس کوئی شئے چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے چراغ سے برتن ہٹایا تو کیا دیکھتا

ہوں کہ ایک نہایت قیمتی رومال ہے جس میں انواع واقسام کے کھانے اور پانچ سو درہم ہیں۔ میں نے اپنی بیوی کو بلا کر کہا: ’’بچوں کو جگاؤ تاکہ وہ کھانا کھالیں‘‘۔ دوسرے دن ہم پر جتنا قرض تھا وہ ان دراہم سے ادا کردیا۔ پھر خراسان سے حاجیوں کے قافلوں کی آمد کا وقت آگیا لہٰذا اگلی رات میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ساربان ساز وسامان لدے دو اونٹ لئے آرہا ہے اور ابراہیم حربی کے گھر کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ میرے پاس پہنچا تو میں نے کہا: ’’میں ہی ابراہیم حربی ہوں‘‘۔ چنانچہ اس شخص نے اونٹوں سے سامان اتارا اور کہنے لگا: ’’یہ دونوں اونٹ خراسان کے ایک شخص نے آپ کے لئے بھیجے ہیں‘‘۔ میں نے پوچھا: ’’وہ نیک شخص کون ہے؟‘‘ کہنے لگا: ’’اس نے مجھ سے قسم لی تھی کہ میں اس کے متعلق کسی کو نہ بتاؤں لہٰذا میں آپ کو اس کا نام نہیں بتاسکتا‘‘۔

(عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(۵۶)

تقویٰ، دُعا اور فکرِ آخرت

ابن جوزی فرماتے ہیں: ''ایک معاملہ میں مجھے تنگی آئی جس سے میں مسلسل غم میں مبتلا ہو گیا اور شدت سے یہ فکر رہنے لگی کہ کسی حیلہ اور طریقہ سے اس غم سے رہائی ملے مگر کچھ بھی سجھائی نہ دیا ناگاہ یہ آیت سامنے آئی ''ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا'' (جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے راہ پیدا فرما دیتا ہے) جس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ ہر غم سے خلاصی کا ذریعہ ہے بس میں نے تقویٰ حاصل کرنے کی محنت کی اور غم سے نکلنے کی راہ پالی لہٰذا مخلوق کو لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سوا کسی چیز پر اعتماد کرے یا اسے سبب بنائے یا کسی چیز میں دھیان بھی کرے بے شک اس کی طاعت اور فرمانبرداری ہی ہر بند کو کھولنے والی ہے پھر سب سے بڑھ کر عجیب غم سے نجات کی وہ صورت ہے جو سوچنے والے حیلہ اور تدبیر کرنے والے کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو جیسا کہ ارشاد ہے ''وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ'' (اور اسے ایسی جگہ سے عطاء فرماتا ہے جو اس کے خیال میں بھی نہیں ہوتی) پھر متقی کو یہ بھی لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے لئے کافی سمجھے اور اسباب کے ساتھ اپنا دل وابستہ نہ کرے جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے ''وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ'' (اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے)''

صبرِ جمیل دکھا اور مسرت دیکھ

اپنی اغراض کے مطالبہ میں تیرا اصرار کرنا بھی ایک عجیب چیز ہے اور جوں جوں ان

میں تاخیر یا رکاوٹ ہوتی ہے تیرا اصرار بڑھتا جاتا ہے اور تو بھولا ہوا ہے کہ تیرا مطلوب دو باتوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے رکا ہوا ہے یا تو تیری مصلحت کی وجہ سے کہ جلدی ملنے والی چیز کبھی ایذا کا باعث ہوتی ہے اور یا تیرے گناہوں کی وجہ سے کیونکہ گنہگار انسان قبولیت سے محروم ہو جاتا ہے لہٰذا قبولیت کے راستوں کو معاصی کی غلاظت سے صاف ستھرا رکھو اور اپنے مطلوب میں نظر کرو کہ وہ تیرے دین کی اصلاح کے لئے ہے یا محض ایک خواہش ہے اگر وہ محض تیری خواہش ہے تو جان لینا چاہئے کہ مطلوب کو روک رکھنا ہی تیرے لئے رحمت و عنایت ہے اور تیری مثال اپنے اصرار میں اس بچے کی سی ہے جو کسی موذی چیز کا مطالبہ کرتا ہے اور شفقت و مہربانی کی بنا پر اس کا مطالبہ پورا نہیں کیا جاتا اور اگر اس میں تیرے دین کی مصلحت ہے تو پھر تاخیر کسی اور مصلحت کی وجہ سے ہوتی ہے یا پھر تیرے دین کی بہتری اس چیز کے نہ ملنے میں ہوتی ہے حاصل یہ کہ حق تعالیٰ کی تدبیر تیری تدبیر سے بہتر ہے اور کبھی تیرا مطلوب اس لئے روک لیا جاتا ہے تاکہ تیرے صبر کی آزمائش ہو جائے لہٰذا تو اللہ تعالیٰ کو اپنا صبر جمیل دکھا عنقریب تو مسرت دیکھ لے گا اور جب تو قبولیت کے راستوں کو معاصی کی غلاظت سے صاف کر لے گا اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر صبر کرے گا تو جو کچھ بھی نافذ ہو گیا وہی تیرے لئے بہتر ہے عطا ہو یا غیر عطا''

صحت و جوانی سے دھوکہ نہ کھا

جو شخص یہ نہیں جانتا کہ موت اسے کب آ دبائے گی اسے لازم ہے کہ ہر دم اس کے لئے تیار رہے صحت اور جوانی پر کبھی دھوکہ نہ کھائے کیونکہ مرنے والوں میں سب سے کم تعداد بوڑھوں کی ہے اور زیادہ تعداد جوانوں کی ہے اسی لئے بڑے بوڑھے کم دکھائی دیتے ہیں ایک شاعر کا شعر ہے (ترجمہ) ''کسی ایک شخص کی طویل عمر پوری قوم کو دھوکہ میں ڈال دیتی ہے اور جوانی میں مرنے والوں کا دھیان نہیں رہتا'' اور لمبی لمبی امیدیں بھی اسی دھوکہ کا ثمر ہے اور کوئی آفت اس سے بڑھ کر نہیں کیونکہ یہ نہ ہو تو کبھی غفلت نہ ہوتی معاصی میں سبقت اور توبہ میں تاخیر اسی لمبی امید اور خواہشات کی جلدی بازی کی

Scanned with CamScanner

وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کا فقدان بھی اسی وجہ سے ہے اور اگر تو اپنی امید میں کمی نہیں کر سکتا تو کم امید والوں کا سا عمل ہی اختیار کر لے اور شام آنے سے پہلے دیکھ لے کہ دن کن مصروفیات میں گذرا ہے اگر کوئی کوتاہی یا خطا محسوس ہو تو اسے توبہ کر کے صاف کر لے کوئی غلطی کر لی ہے تو استغفار کے ذریعہ اس کی تلافی کر لے اسی طرح جب صبح کرے تو نظر دوڑا کہ رات کیسے بسر کی ہے اس میں تاخیر مت کر اور یہ مت کہہ کہ توبہ یا استغفار پھر کر لوں گا کیونکہ یہ ابلیس کا بہت بڑا حملہ ہے۔ شعر (ترجمہ) اور اپنی فرصت میں سے اپنے لئے حصہ وصول کر تیری گذشتہ عمر لوٹ کر نہیں آئے گی اور اس ناگہانی گھڑی سے ڈرتا رہ جو غلطی کو معاف نہیں کرتی اور آگے بڑھنے والوں کو پیچھے دھکیل دیتی ہے اور اپنے لئے یہ سوچ کے رکھ کہ میدان محشر میں تو کس طبقہ میں شامل ہوگا۔

عمر کم سے مشاغل زیادہ

پھر اپنے جی میں یہ تصور کر کہ عمر کم ہے مشاغل بہت ہیں موت کے وقت کوتاہی پر ندامت ہوگی وقت گذر جانے پر نہ کر سکنے کی حسرت کتنی طویل ہوگی اور کاملین کے ثواب کا خیال کر اور اپنے ناقص ہونے کا اور محنت اور ہمت دکھانے والوں کے ثواب کا دھیان کر جبکہ تو سست ہے اپنے نفس کو کسی نصیحت سے محروم نہ رکھ جسے تو سن پاتا ہے اور ایسی سوچ سے خالی نہ رکھ جس کی تو اس سے باتیں کرتا ہے کیونکہ نفس سرکش گھوڑے کی مانند ہے جونہی تو اس کی لگام ڈھیلی کرے گا وہ تجھے گرا دے گا بخدا تیری خواہشات نے تجھے گندہ کر دیا ہے اور تیری عمر ضائع کر دی لہٰذا بچاؤ کی فکر میں بہت جلدی کر قبل اس کے کہ باقی حیات شوق میں تلف ہو جائے۔ بہت سے ہوشیار اور چالاک جانوروں کے پر خواہشات کے جال میں بے بس ہو گئے اور کتنے مدہوش شرابی آدمی ہلاکت کے کنوئیں میں گر پڑے؟ ”**ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم**“ ۔(صید الخاطر)

(۵۷)

آخرت کی نعمت دنیا میں

حضرت ابو احمد حلاسی فرماتے ہیں کہ میری ماں نہایت نیک صالحہ تھیں ایک روز ہم نہایت فقر و غربت کی حالت میں تھے، مجھ سے کہنے لگیں ہم لوگ اس تکلیف میں کب تک رہیں گے؟ سحر کا وقت ہوا تو میں نے بارگاہ حق میں دعا کی: **اللّٰھم ان کان لی فی الآخرة شیء فعجل لی منه فی الدنیا** اے اللہ! اگر ہمارے لئے آخرت میں کچھ ہے تو اس میں سے کچھ دنیا میں عطا کر، اس وقت مجھے گھر کے ایک حصہ میں ایک نور نظر آیا۔ میں قریب گیا تو دیکھا کہ میرے تخت کا ایک پایہ سونے کا ہے جس پر جواہر لگے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنی ماں سے عرض کیا یہ لیجئے اور سوچا کہ کچھ جواہر لے کر باز میں جاؤں اور فروخت کروں، مگر اس کا طریقہ کیا ہو؟ مسجد سے لوٹ کر میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ نے کہا بیٹے! مجھے معاف کرنا تیرے مسجد جانے کے بعد میں سو گئی خواب میں جنت دیکھی جس میں ایک محل کے دروازہ پر لکھا ہوا تھا "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" یہ ابو احمد حلاسی کا محل ہے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ کیا یہ میرے فرزند کا محل ہے؟ اس نے بتایا کہ ہاں، میں اس میں داخل ہو کر اس کے کمروں کو دیکھنے لگی۔ ایک جگہ میں نے بہت سے تخت بچھے ہوئے دیکھے۔ انہی کے اندر ایک ٹوٹا ہوا تخت بھی نظر آیا، میں نے کہا یہ ٹوٹا ہوا تخت یہاں کس قدر بے محل معلوم ہوتا ہے۔ اس شخص نے کہا اس تخت کا پایہ تم نے لے لیا ہے۔ میں نے

اس سے کہا اگر ایسی بات ہے تو اس کو اس کی جگہ واپس کر دو۔ میں جب بیدار ہوئی تو گھر کے تخت کا پایہ اب سونے کا نہ رہا بلکہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

(روض الریاحین)

جس کو دیدار ملے تیرا وہ بھوکا کیوں ہو؟

☆ ایک بزرگ فرماتے ہیں، ہم لوگ ملک روم میں تھے۔ ہمارے ایک ساتھی کا یہ حال تھا کہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے راوی نے ان سے پوچھا آپ کو میں گیارہ روز سے دیکھ رہا ہوں کہ آپ کچھ کھاتے پیتے نہیں، انہوں نے کہا جب رخصتی کا وقت ہوگا تو بتا دوں گا۔ وہ وقت آیا تو میں نے عرض کیا، اپنا وعدہ وفا کریں، فرمایا: ''میں چار سو مجاہدین کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا۔ دشمن نے ہم پر حملہ کیا اور میرے ساتھی شہید ہوئے مقتولین کے درمیان صرف میں زندہ بچا۔ جب سورج ڈوبنے کا وقت ہوا تو اپنے اوپر فضا کی جانب سے مجھے خوشبو کا احساس ہوا۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ بہت سی خوش لباس لڑکیاں وہاں موجود ہیں۔ ان کی پوشاک ایسی حسین و جمیل تھی جیسی میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ ان کے ہاتھوں میں پیالے تھے اور وہ کچھ مقتولین کو پلا رہی تھیں میں نے آنکھیں موند لیں۔ لڑکیاں جب میرے پاس آئیں تو ایک نے کہا جلدی سے انہیں پلا کر چلو۔ کہیں آسمان کے دروازے بند نہ ہو جائیں اور ہم زمین ہی پر رہ جائیں۔ دوسری بولی اسے کیسے پلاؤں اس میں کچھ جان باقی ہے۔ تیسری بول پڑی ڈرنے کی بات نہیں، پلا دے اور اس نے مجھے وہ مشروب پلا دیا۔ اے حبیب! جب سے میں نے وہ شربت نوش جان کیا ہے، مجھے کھانے پینے کی ضرورت نہ رہی''۔

تو پلائے جسے تا حشر وہ تشنہ کیوں ہو؟
جس کو دیدار ملے تیرا وہ بھوکا کیوں ہو؟

رہے خلوت میں کہ صحرا و بیاباں میں پھرے
جس کا مونس ہے تو وہ شخص اکیلا کیوں ہو؟
غم ہستی کے گریبان کو جو خود چاک کرے
اس قلندر کو غم و فکر کا شکوہ کیوں ہو؟
بدر! کیا سمجھیں تری گوشہ نشینی کو لوگ
پوچھتے رہتے ہیں اس گوشہ میں تنہا کیوں ہو؟

(بزم اولیاء)

Scanned with CamScanner

(۵۸)

ہند سے یکایک کعبے کے رُوبرو

ہند میں موجود ایک گھاس کاٹنے والے بوڑھے صاحب کو 9 ذوالحجۃ الحرام کے روز خیال آیا کہ آج یوم عرفہ ہے، خوش نصیب حجاجِ کرام میدان عرفات میں جمع ہوں گے یہ خیال آتے ہی بوڑھے صاحب نے ایک آہِ سردِ پُر دردی کھینچ کر نہایت حسرت سے کہا: اے کاش! میں بھی حج سے مشرف ہوا ہوتا۔ قدوۃ الکبریٰ، محبوب یزدانی، حضرت سیّدنا شیخ سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی قریب ہی تشریف فرما تھے، آپ نے اُس کی حسرت بھری آواز سنی تو فرمایا: ''اِدھر آیئے!'' بوڑھے صاحب قریب آئے، اب زبان سے نہیں صرف دستِ مبارک کے اشارے سے فرمایا: ''جایئے!'' اشارہ ہوتے ہی اس بوڑھے صاحب نے ہاتھوں ہاتھ اپنے آپ کو مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی مسجد الحرام میں عین کعبے کے سامنے کھڑا پایا! انہوں نے جھوم جھوم کر طواف کیا، عرفات پہنچے اور دیگر مناسکِ حج ادا کئے۔ جب ایامِ حج پورے ہو گئے تو بوڑھے حاجی صاحب کے دل میں خیال آیا کہ اب اپنے وطن کس طرح پہنچوں گا! اس خیال کا آنا تھا کہ اُنہوں نے حضرتِ سیّدنا شیخ جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کو اپنے سامنے کھڑا پایا، فرمانے لگے: ''جایئے!'' بوڑھے حاجی صاحب نے جوں ہی سر اُٹھایا تو ہند میں اپنے گھر کے اندر تھے۔ (لطائفِ اشرفی حصہ ۳ ص ۶۰۲-۶۰۳ بتصرف)

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

(ذوقِ نعت)

(۵۹)

ایک عیسائی کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیغام

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کو تحریر فرمایا کہ تم نضلہ بن معاویہ کو حلوان روانہ کردو انہوں نے نضلہ کو تین سو گھڑ سواروں کے ساتھ حلوان بھیج دیا جب وہ حلوان پہنچے تو انہیں حلوان کے نواح میں معمولی غزوات میں کافی مالِ غنیمت اور قیدی حاصل ہوئے پہاڑی کے دامن میں واپس لوٹے پڑاؤ کیا اور مالِ غنیمت تقسیم کیا نضلہ نے اذان دی جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو پہاڑی میں سے کسی نے جواب دیا کبرت کبیرًا یا نضلۃ اے نضلہ! تو نے بہت بڑی ذات کی بڑائی بیان کی جب نضلہ نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ تو جواب دیا ھی کلمۃ الاخلاص یا نضلۃ اے نضلہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے جب اس نے کہا اشھد ان محمد رسول اللہ تو جواب دیا ھو الذی بشر نا بہ عیسیٰ علیہ السلام یہ وہ ہستی ہے جس کی بشارت ہمیں عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی، نضلہ نے جب کہا حی علی الصلوٰۃ تو جواب دیا طوبیٰ لمن مشی الیھا و اظب علیھا بشارت ہے اس شخص کے لئے جو اس کی طرف چلا اور اس پر ثابت قدم رہا جب نضلہ نے کہا حی علی الفلاح تو جواب دیا قد افلح من اجاب محمدًا وھو البقاء لا مۃ محمد بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے محمد کی دعوت پر لبیک کہا اسی میں امت محمد کی سلامتی ہے جب نضلہ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ تو جواب دیا اخلصت اخلاصًا یا نضلۃ تو نے مکمل اخلاص کا اظہار کیا ہے اے نضلہ اور اسی لئے

آگ پر تیرے جسم کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دے دیا ہے۔

لمبی عمر والا شخص

جب اذان سے فارغ ہوئے تو نضلہ نے پکار کر کہا: اے شخص اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟ کیا تو فرشتہ ہے یا جن ہے یا کوئی اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہے؟ ہمیں اپنی آواز تو تو نے سنا دی ہے اب اپنی صورت بھی دکھا دے ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور عمر فاروق ''رضی اللہ عنہ'' کے خادم ہیں، پھر ایک انتہائی ضعیف العمر شخص ظاہر ہوا، جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے، اس نے صوف کا کمبل اوڑھا ہوا تھا اور کہا السلام علیکم، ہم نے جواب دیا وعلیک السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، پھر پوچھا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں زرنب بن برعلا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے عبد صالح کا وصی ہوں انہوں نے ہی مجھے اس پہاڑ پر ٹھہرایا تھا اور آسمان سے اپنے نزول تک مجھے لمبی عمر کی دُعا دی تھی۔

میں محمد ''صلی اللہ علیہ وسلم'' سے تو ملاقات نہ کر سکا اب حضرت عمر فاروق ''رضی اللہ عنہ'' کو ہی میرا اسلام پہنچا دیجئے اور عرض کیجئے اے عمر! حق کے قریب اور اس پر کار بند رہو اس لئے کہ قیامت قریب ہے اور جو باتیں میں تمہیں بتا رہا ہوں وہ بھی انہیں بتا دیجئے نیز جب وہ باتیں امت محمدیہ میں ظاہر ہوں تو جتنا بھاگ سکتے ہو ان سے دور بھاگنا۔

(۱) جب مرد، مرد کے ساتھ اور عورت، عورت کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر کے الگ ہو جائیں گے۔

(۲) جب لوگ اپنا نسب بغیر نسبت کے بیان کریں گے۔

(۳) بڑے اپنے چھوٹوں پر رحم نہیں کریں گے۔

(۴) جب چھوٹے اپنے بڑوں کی عزت نہیں کریں گے۔

(۵) جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیں گے یعنی نہ نیکی کا حکم دیں گے نہ برائی سے روکیں گے۔

(۶) جب علماء حصول دنیا یعنی پیسے کے لئے علم حاصل کریں گے۔

(۷) جب بارشیں سردیوں میں ہوں گی۔

(۸) جب اولاد والدین پر غصہ کرے گی۔

(۹) جب کمینوں کی کثرت اور مخلصوں کی قلت ہو گی۔

(۱۰) جب مضبوط عمارتیں بنیں گی۔

(۱۱) خواہشات کی اتباع کی جائے گی۔

(۱۲) جب دین کو دنیا کے بدلے بیچا جائے گا۔

(۱۳) جب قتل کو معمولی بات سمجھا جائے گا۔

(۱۴) جب قطع رحمی کی جائے گی۔

(۱۵) جب انصاف کو بیچا جائے گا۔

(۱۶) جب بلند مینار بنائے جائیں گے۔

(۱۷) جب مصاحف کو سنوارا اور مساجد کو مزین کیا جائے گا۔

(۱۸) جب رشوت اور سود سر عام کھایا جائے گا۔

(۱۹) مالداروں کی عزت کی جائے گی۔

(۲۰) جب عورتیں شہسواری کریں گی، یہ باتیں بتا کر وہ شخص ہم سے چھپ گیا۔

مذکور ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بعد ازاں چار ہزار کے لشکر کے ساتھ نکلے اور اسی جگہ چالیس دن ٹھہرے رہے اور ہر نماز کے لئے اذان دیتے رہے مگر جواب سنا اور نہ کوئی گفتگو۔

(تنبیہ الغافلین ،فقیہ ابواللیث سمرقندی ج ۲)

(۶۰)

جن خوش نصیبوں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا تو خالد نے ان کو بُرا بھلا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لَا تَسُبُّوْا اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِیْ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَوْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ﴾

''مت بُرا کہو میرے اصحاب میں سے کسی کو اس لئے کہ اگر کوئی تم میں سے احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے مد یا آدھے مد کے برابر نہیں ہو سکتا''۔(صحیح بخاری: ۳۶۷۳، مسلم: ۶۴۸)

☆ سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ ہم نے کہا: اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے تک انتظار کریں (تو بہتر) ہے پس ہم نے انتظار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور کہا: ''تم یہیں (بیٹھے) ہو؟'' ہم نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا: ''پھر آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ آپ آسمان کی طرف اکثر سر اٹھاتے تھے۔ فرمایا:

﴿اَلنُّجُوْمُ اٰمِنَةٌ لِّلسَّمَاءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَی السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ

وَاَنَا اٰمِنَةٌ لِّاَصْحَابِیْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَتٰی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِیْ اٰمِنَةٌ لِّاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِیْ اَتٰی اُمَّتِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ﴾

''آسمان والوں کے لئے ستارے امن ہیں جب ستارے چلے جائیں گے یعنی ختم ہو جائیں گے تو آسمان والوں پر وہ آجائے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے صحابہ کا امن ہوں۔ میں جب چلا گیا تو میرے صحابہ پر وہ آجائے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابی میری امت کا امن ہیں۔ جب میرے صحابہ فوت ہو جائیں گے تو امت پر وہ آجائے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے (فتنے رونما ہو جائیں گے)''۔

(مسلم، فضائل الصحابة باب ان بقاء النبی امان لا صحابه: ۶۶۲۹، مسند ابی یعلی: ۱۳/۲۰۸، ۷۲۷۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو غیر فقیہ کہنے والا

قاضی ابوطیب فرماتے ہیں کہ دمشق کی جامع مسجد المنصور میں ہم بیٹھے تھے کہ ایک خراسانی نوجوان آیا جو مسلکاً حنفی تھا، اس نے ''مسئلہ مصراۃ'' (جانور کے تھنوں میں دودھ روک کر اس کو فروخت کرنا) کے متعلق سوال کیا اور اس کی دلیل طلب کی، مفتی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا جو اس مسئلہ میں نص قطعی ہے، اس حنفی نے کہا: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو غیر فقیہ تھے، حدیث میں وہ مقبول نہیں ہیں۔

جب اس نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گستاخانہ الفاظ استعمال کئے تو اچانک من جانب اللہ ایک اژدھا (بڑا سانپ) عذاب الٰہی کی صورت میں مسجد کی چھت سے نیچے گرا تو لوگ انتہائی خوف زدہ ہو گئے، اسی اثنا میں وہ شخص بھاگنے لگا تو سانپ نے اس کا پیچھا کیا تو ایک آدمی نے کہا: ''تُبْ تُبْ، فَقَالَ تُبْتُ''

''اپنے گستاخانہ الفاظ سے توبہ کرو تو اس نے کہا میں نے توبہ کی''۔

پھر سانپ ایسا غائب ہوا کہ اس کا اثر تک نہ رہا، نا معلوم کہاں چلا گیا۔

(سیر اعلام النبلاء للذهبی: ٤/١٩٨، المنتظم فی تاریخ الامم والملوك لابن الجوزی: ١٧/١٠٦، العرف الشذی لانور شاہ الدیوبندی: ١/٣٤٤، جمال الاولیاء لاشرف علی الدیوبندی، ص: ٣٠، ٣١، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اسناده ائمة" اس واقعہ کی سند ائمہ پر مشتمل ہے:

میدانِ جہاد میں صحابہ یاد آئیں گے

سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مجاہدین جہاد کریں گے تو کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی صحابی موجود ہے؟ کہیں گے: جی ہاں، تو انہیں فتح ملے گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا جس میں لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی۔ پوچھا جائے گا کہ تمہارے اندر کوئی (تابعی) موجود ہے؟ وہ کہیں گے جی ہاں، تو انہیں فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی جماعتیں جہاد کریں گی تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے اندر کوئی تبع تابعی موجود ہے؟ تو وہ کہیں گے: جی ہاں، پس انہیں فتح ہوگی''۔

(صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۳۶۴۹، مسلم: ۲۵۳۲)

☆ سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاَنْصَارُ لَا یُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ

''انصار صحابہ سے محبت کرنے والا مومن اور ان سے بغض رکھنے والا منافق ہی ہوسکتا ہے، اللہ اس سے محبت کرے جو ان سے محبت کرتا ہے اور اس سے بغض رکھے جو ان سے بغض رکھتا ہے''۔

(صحیح بخاری، ۳۷۸۳، مسلم: ۷۵، الصحیحہ: ۱۹۷۵، احمد: ۴/۲۹۲)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور کثرتِ احادیث کی روایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اتنی کثرت سے احادیث کیسے روایت کرتا ہے، اس کا فیصلہ تو اللہ کے ہاں ہوگا، یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا بات ہے کہ دوسرے مہاجرین وانصار اتنی کثرت سے احادیث روایت نہیں کرتے؟ تو میں اس کی وضاحت کئے دیتا ہوں۔ دراصل بات یہ ہے کہ میرے انصاری بھائیوں کو اپنی زمینوں میں کھیتی باڑی کا کام زیادہ مشغول رکھتا اور میرے مہاجر بھائی منڈیوں اور بازاروں میں تجارت میں مشغول رہتے۔ جبکہ میں ہمہ وقت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری ہی کو اپنے لئے لازم سمجھتا (مجھے زمینوں اور بال بچوں کی بجائے) صرف اپنے پیٹ کی فکر ہوتی (کھانے کے لئے کچھ مل جاتا تو ٹھیک ورنہ صبر کر لیتا)۔ جب انصار ومہاجرین رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے غائب ہوتے میں اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر رہتا۔ جب وہ کوئی بات بھول جاتے مجھے یاد ہوتی اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون ہے جو اپنا کپڑا پھیلائے اور میری حدیث کو محفوظ کرلے'' اور پھر کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لے؟ اس طرح وہ جو حدیث بھی سنے گا اسے نہیں بھولے گی۔ میں جو چادر اوڑھے ہوئے تھا، اسے ہی پھیلا دیا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث (بات) سے فارغ ہو گئے۔ پھر میں نے اسے سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ اس طرح اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے جو حدیث بھی بیان فرمائی، میں اسے نہیں بھولا اور اگر اللہ کی کتاب میں یہ دو آیتیں نہ ہوتیں جو اللہ نے نازل کی ہیں تو میں کبھی یہ احادیث بیان نہ کرتا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْ ۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ

عَلَيۡهِمۡ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ○ (البقرہ)

"بلاشبہ وہ لوگ جو ہمارے نازل کیے ہوئے واضح احکام وہدایت کو اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کے لئے اس کتاب میں کھول کر بیان کر دیئے ہیں' تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور سب لعنت کرنے والے لوگ لعنت کرتے ہیں۔ البتہ وہ لوگ جنہوں نے توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی اور بیان کرنے لگے تو یہی لوگ ہیں جنہیں میں ہی معاف کروں گا اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں"۔

(صحیح مسلم، فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی ہریرۃ الدوسی رضی اللہ عنہ)

اے اللہ! انصار ومہاجرین کو عزت ومغفرت عطا فرما

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوہ خندق کے دن انصار کہہ رہے تھے:

نَحۡنُ الَّذِيۡنَ بَايَعُوۡا مُحَمَّدًا

عَلَى الۡجِهَادِ مَا بَقِيۡنَا اَبَدًا

"ہم وہ ہیں جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر بیعت کی ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے"۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جواب دے رہے تھے:

لَا عَيۡشَ اِلَّا عَيۡشُ الۡاٰخِرَةِ

فَاَكۡرِمِ الۡاَنۡصَارَ وَالۡمُهَاجِرَةَ

"اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں ہے، پس انصار اور مہاجرین پر اپنا فضل وکرم فرما"۔ اور ایک روایت میں ہے:

اَللّٰهُمَّ لَا عَيۡشَ اِلَّا عَيۡشُ الۡاٰخِرَةۡ

فَاغۡفِرۡ لِلۡمُهَاجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ

"اے اللہ! آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے، پس انصار اور مہاجرین

کی بخشش فرما"۔

(صحیح بخاری، مناقب الانصار، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اصلح الانصار والمهاجرة): ۳۷۹۷، ۳۷۹٦، ۳۷۹۵، ۲۸۳٤)

(فاغص الانصار والمهاجره بھی احادیث میں آتا ہے) حضرت غیلان بن جریر نے بیان کیا کہ میں نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ انصار اپنا نام آپ لوگوں نے خود رکھ لیا تھا یا آپ لوگوں کا یہ انصار نام اللہ تعالیٰ نے رکھا۔ انہوں نے کہا:

"بل سمانا الله" "بلکہ ہمارا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے"۔

انصارِ مدینہ کی شان

انصار کی شان میں اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيۡنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالۡاِيۡمَانَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ يُحِبُّوۡنَ مَنۡ هَاجَرَ اِلَيۡهِمۡ وَلَا يَجِدُوۡنَ فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوۡتُوۡا (الحشر: ۹)

"جو لوگ پہلے ہی ایک گھر میں (مدینہ میں) جم گئے ایمان کو بھی جما دیا جو مسلمان ان کے پاس ہجرت کر کے جاتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو (مال غنیمت میں سے) جو ہاتھ آئے اس سے ان کا دل نہیں کڑھتا بلکہ اور خوش ہوتے ہیں"۔ (صحیح بخاری، مناقب الانصار، باب مناقب الانصار: ۳۷۷٦)

☆ حضرت ابوحمزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار نے کہا: ہر قوم کے پیروکار ہوتے ہیں اور یقیناً ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہیں' پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہمارے پیروکار پیدا فرمائے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمادی:

(اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡ اَتۡبَاعَهُمۡ مِنۡهُمۡ)

"اے اللہ! انہی میں سے ان کی اتباع کرنے والے پیدا فرما"۔

(صحیح بخاری، مناقب الانصار، باب اتباع الانصار: ۳۷۸۸، ۳۷۸۷)

Scanned with CamScanner

(٦١)

بدکاری کا انجام

معاصی سے بچو معاصی سے بچو کہ ان کا انجام بہت بُرا ہے کتنی بُرائیاں ہیں کہ ان کے کرنے والے کا قدم پھسلتا چلا جاتا ہے اور وہ مسلسل پستی کے گڑھے میں اترتا رہتا ہے اور شدت فقر اور نہ ملنے والی دنیا پر حسرتیں ہمیشہ کے لئے چمٹ جاتی ہیں اور دنیا والوں کو دیکھ دیکھ کر الگ حسرت ہوتی ہے اور اگر اپنے کئے ہوئے گناہ کا بدلہ اسے جلد مل جاتا ہے تو اپنی اغراض کے فوت ہونے کی وجہ سے اعتراض تقدیر پر کرنے لگ جاتا ہے جو ایک نیا عذاب ہے پس ہائے افسوس ایسے عذاب والے پر جسے اپنے عذاب میں ہونے کا بھی احساس نہیں اور آہ ہے اس عذاب پر جو اتنا موخر ہوا کہ اس کا سبب تک یاد نہیں رہا ابن سیرین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ایک آدمی کو میں نے فقر کا طعنہ دیا تھا اور چالیس برس بعد میں خود فقیر ہو گیا ہائے حسرت اس مبتلا عذاب پر جسے یہ معلوم نہیں کہ سب سے بڑا عذاب اس کے احساس کا ختم ہو جانا ہے پس اللہ تعالیٰ سے توبہ کے بارے میں ڈرتے رہو بعید نہیں کہ جزاء کے طور پر اس کی توفیق سلب کر لی جائے اور گناہوں سے بہت بچو خصوصاً خلوتوں کے گناہوں سے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں آنا بندے کو اس کی نگاہ سے گرا دیتا ہے اور تیرے اور اللہ تعالیٰ کے مابین جو پردے کے حالات ہیں ان کی اصلاح کر لے جبکہ اس نے تیرے ظاہری حالات کی اصلاح فرما دی ہے اور اے معصیت کرنے والے اس کے پردہ ڈالنے سے دھوکہ میں مت آنا کہ اسے ہٹایا بھی جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کے حلم سے دھوکہ کھانا کہ اچانک کبھی عذاب بھی آجاتا ہے اپنے کئے پر قلق

واضطراب اور اس کی بارگاہ میں گریہ وزاری کو لازم کر لے کہ اگر کوئی نفع کی چیز ہے تو یہی ہے اور غم وحزن کی روزی اختیار کر اور آنسوؤں کا پیالہ پی اور غم کی کدال کے ساتھ خواہشات قلب کا کنواں کھود ممکن ہے تو ایسا پانی نکالنے میں کامیاب ہو جائے جو تیرے گناہوں کے جسم کو دھو دے۔

استقامت کی برکت

میرے بھائی اس شخص کی نصیحت سنو! جو ماہر اور تجربہ کار ہے کہ جس قدر تم اللہ کی تعظیم وتکریم کرو گے اسی قدر وہ تمہیں عزت بخشے گا اور اپنی تعظیم وتوقیر کے لحاظ سے وہ تمہیں عزت واحترام عطا فرمائے گا۔ بخدا میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص نے اپنی تمام عمر علم میں لگا دی اور بڑھاپے کو پہنچا تو حدود توڑنے لگا جس سے مخلوق کی نگاہ میں وہ ذلیل ہو گیا کثیر علم اور قوی مجاہدوں کے باوجود لوگ اس کی طرف سے نظریں پھیر گئے۔

اور میں نے وہ بھی دیکھا جس نے اپنے عالم شباب میں اللہ تعالیٰ کو دھیان میں رکھا گو اس عالم کے مقابلہ میں وہ بہت کم تھا مگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قلوب میں اس کی قدر ومنزلت بٹھا دی وہ اس سے مانوس ہونے لگے اور اس کی وہ توصیف وتحسین کرنے لگے جو اس کے اندر کی خیر سے کہیں زیادہ تھی اور ایسا شخص بھی دیکھا کہ سیدھا رہا تو حالات ٹھیک ہیں اور ٹیڑھا ہو گیا تو لطف وعنایت جاتی رہی اور اگر عمومی طور پر پردہ پوشی کا معاملہ اور رحمت کی وسعت نہ ہوتی تو ایسے لوگ رسوا ہو کر رہ جاتے تاہم اس میں بھی اکثر وبیشتر تادیب ہوتی ہے یا مہر بصورت قہر جیسا کہ کہا گیا ہے (ترجمہ) بھلا وہ ذات جو اپنی ناراضی کے عالم میں بھی احسان فرماتا ہے تو رضامندی کے وقت وہ کیسا ہوگا تاہم عدل میں جھول نہیں اور جزا کا فیصلہ دینے والا ظالم نہیں۔ ہے اور امین کے پاس کوئی شی ضائع نہیں ہوا کرتی۔

صبر کی توفیق

اے گنہگار آدمی جب تو جزا کے جھونکے محسوس کرے تو شور مت کر اور مت کہہ کہ

میں نے توبہ کی اور نادم بھی ہوا پھر بھی یہ مکروہ جزا اور بدلہ نہیں ٹلا...... ممکن ہے تیری توبہ صحیح نہ ہوئی ہو اور پھر مجازاۃ اور بدلے کا بھی زمانہ ہے جو مرض طویل کی طرح طول پکڑ لیتا ہے اور جب تک وہ زمانہ ختم نہ ہو کوئی حیلہ اور تدبیر کارگر نہیں ہوتی اور وعصیٰ کے اور فتلقّٰی کے مابین ایک طویل مدت ہے پس اے خطا کار انسان صبر کرحتی کہ تیری آنکھوں کا پانی دل کے نجس کپڑے میں رچ جائے پھر جب غم کی ہتھیلی اسے نچوڑ دے اور غسل کا یہ سلسلہ تکرار کے ساتھ ہو جائے تو طہارت کا حکم لگا دیا جائے گا آدم علیہ السلام اپنی لغزش پر تین سو سال روتے رہے اور ایوب علیہ السلام نے اٹھارہ سال بیماری کی آزمائش میں گذارے۔ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے لئے اسی ۸۰ برس روتے رہے اور آفات ومصائب کے وقت روتے ہیں تب وہ ختم ہوتی ہیں اور بعض مرتے دم تک ختم نہیں ہوتیں بس تجھے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کے محراب میں ڈیرہ لگا لے اور عطاء مانگنے والے کی طرح جم کے بیٹھ جا قلق واضطراب کی غذا اور آہ وبکا کا پانی استعمال کر کبھی تو قبولیت کی بشارت نصیب ہوگی اور غم کے یعقوب کی بینائی لوٹے گی اور اگر تو اسی قید میں ختم ہو گیا تو بعض دفعہ دنیا کا غم آخرت کے غم کا نائب اور بدل بن جاتا ہے، اور اس میں بہت بڑا نفع ہے۔

عقلمند انسان کو معاصی کے انجام سے بچنا واجب ہے کہ اس کی آگ راکھ کے نیچے دبی ہوتی ہے اور کبھی سزا میں تاخیر ہوتی ہے اور پھر اچانک آ پہنچتی ہے اور کبھی فوراً آ جاتی ہے لہٰذا گناہوں کی جو آگ جلائی جا چکی اسے بجھانے میں جلدی کرنی چاہئے اور اس آگ کو آنکھ کے چشمے کا پانی ہی بجھا سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ جزا کا مالک حاکم کے قطعی فیصلہ کرنے سے پہلے راضی ہو جائے۔ (صید الخاطر)

(۶۲)

قلم قدرت سے لکھا ہوا

ایک شیخ کا بیان کہ میں ملک ہندوستان گیا۔ وہاں میں نے ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کی طرح تھے۔ اس کے دو چھلکے ہوتے تھے، جب ان چھلکوں کو الگ کیا جاتا تو اندر سے ہرے رنگ کا ایک ورق نکلتا جس پر قدرتی قلم سے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوتا تھا۔ اہل ہند اس سے حصول برکت کرتے اور جب بارش رک جاتی تو اس کے ذریعے سے طلب باراں کیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ قصہ میں نے حضرت ابو یعقوب صیاد سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں۔ میں جب ایلہ میں تھا تو میں نے ایک مچھلی شکار کی اس کی دائیں کنپٹی پر لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بائیں پر مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا۔ میں نے جب یہ دیکھا تو مچھلی کو احتراماً واپس دریا میں ڈال دیا۔

یاد رہے: اس انداز کی قدرتی نشانیاں دنیا میں بکثرت ظاہر ہو چکی ہیں۔ ابھی سال گزشتہ یورپین اخباروں میں یہ بات مشتہر ہوئی کہ جرمنی کے اندر ایسا جنگل دیکھا گیا ہے جہاں درختوں کی موٹی موٹی ٹہنیاں اس طرح زمین سے اگی ہوئی تھیں جن سے صاف کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے، اخبارات نے ان کی تصاویر بھی شائع کی ہیں۔

اسی طرح ہندوستان میں صوبہ یوپی کے شہر فیض آباد کشمیری محلہ میں ایک بکری کی پشت پر اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاف لکھا ہوا ہے لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں (یہ تقریباً ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے)

Scanned with CamScanner

مخلوق کے دلوں پر نام نبی لکھا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

دورِ مغلیہ کے ہندوستان میں تاج محل کی تعمیر کے وقت سنگ مرمر تراشتے ہوئے اس کے اندر صاف اسم پاک محمد تحریر کیا ہوا نکلا تھا جسے علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ یہ عالم کن فکان جو کچھ بھی ہے فداہ اُمی وابی سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طفیل تو ہے۔ فقیر بدر القادری کہتا ہے۔

کونین کی جبیں پہ لولاک کا ہے جھومر
ذرے انہیں سے تاباں تاروں میں بھی ضیا ہے
سب میں چھپی ہوئی ہے تنویر مصطفائی
ہر ایک شاہ دیں کی دہلیز کا گدا ہے
قدرت کی کارگہ کی خاتم ہے اسم ان کا
مخلوق کے دلوں پرنام نبی لکھا ہے

(بزم اولیاء)

ایک بزرگ فرماتے ہیں، میں بحری سفر میں تھا۔ میرے ساتھ کے ایک مسافر کو جہاز ہی میں ہیضہ کی شکایت ہوگئی۔ وہ شخص رات میں میرے ہاتھ کے سہارے اٹھا اور میں نے جہاز کے اس حصہ میں اسے بٹھایا جہاں لوگ رفع حاجت کے لئے جاتے تھے وہ حصہ بالکل لب کشتی تھا۔ اسی دوران ایک زوردار موج آئی اور جہاز کا وہ حصہ اس زور سے اچھلا کہ بے چارہ سمندر میں چلا گیا یہ صرف میں دیکھ رہا تھا، سب لوگ سو رہے تھے، ناچار میں لوٹ آیا صبح فجر کی نماز کے وقت میں نے اس شخص کو اپنے پہلو میں پایا میں نے اس سے قصہ پوچھا اس نے بتایا کہ میں سمندر میں گرا تو ابھی اندر تک نہیں پہنچا تھا کہ ایک بڑا پرندہ آیا اور اس نے میری ٹانگوں کے درمیان اپنی گردن ڈال کر مجھے باہر نکالا پھر جہاز کو دیکھا تو یہ دور نکل چکا تھا۔ وہ مجھے لے کر اڑا اور لاکر عرشے پر اتار دیا اور میرے کان کے پاس چونچ لگا کر عربی میں کہا۔ ''كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا یہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا''۔ (روض الریاحین)

(۶۳)

ایک طائف کی نرالی دُعا

حضرت سیّدنا قاسم بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ جو کہ صاحبِ علم وفضل اور متقی بزرگ تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دورانِ طواف صرف یہی دُعا کئے جا رہا تھا: اللّٰھم قضیت حاجۃ المحتاجین وحاجتی لم تقض ''اے اللہ تعالیٰ! تُو نے سب حاجت مندوں کی حاجت پوری فرما دی اور میری حاجت پوری نہیں ہوئی''۔ میں نے اُس سے جب اس نرالی دُعا کی تکرار کے بارے میں استفسار کیا، تو بولا: ہم سات افراد جہاد میں گئے، غیر مسلموں نے ہمیں گرفتار کرلیا، جب بارادہ قتل میدان میں لائے، میں نے یکا یک اُوپر سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان میں سات دروازے کھلے ہیں اور ہر دروازے پر ایک حور کھڑی ہے، جیسے ہی ہمارے ایک رفیق کو شہید کیا گیا، میں نے دیکھا کہ ایک حور ہاتھ میں رومال لئے اُس شہید کی روح لینے کے لئے زمین پر اُتر پڑی، اِسی طرح میرے چھ رُفقا شہید کئے گئے اور سب کی روحیں لینے ایک ایک حور اُترتی رہی، جب میری باری آئی تو ایک درباری نے اپنی خدمت کے لئے مجھے بادشاہ سے مانگ لیا اور میں شہادت کی سعادت سے محروم رہ گیا۔ میں نے ایک حور کو کہتے سنا: ''اے محروم! آخر اِس سعادت سے تو کیوں محروم رہا؟'' پھر آسمان کے ساتوں دروازے بند ہوگئے، تو اے بھائی! مجھے اپنی محرومی پر سخت افسوس ہے۔ کاش! مجھے بھی شہادت کی سعادت عنایت ہو جاتی یہی وہ حاجت ہے جس کا آپ نے دُعا میں سنا۔ حضرت سیّدنا قاسم بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک ان ساتوں خوش نصیبوں میں سب سے افضل

Scanned with CamScanner

یہی ساتواں ہے جو قتل سے بچ گیا، اِس نے اپنی آنکھوں سے وہ روح پرور منظر دیکھا جو دوسروں نے نہیں دیکھا پھر یہ زندہ رہا اور انتہائی ذوق وشوق سے نیکیاں کرتا رہا۔

(المستطرف ج ا ص ۲۴۹)

مال و دولت کی دُعا ہم نہ خدا کرتے ہیں
ہم تو مرنے کی مدینے میں دُعا کرتے ہیں

(۶۴)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

حارث اعور سے مروی ہے کہ حضرت ابوذر نے فرمایا: میں مسجد میں گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے تشریف فرما تھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضور علیہ السلام یا تو وحی کے لئے بیٹھے ہیں یا کسی ضرورت کے لئے۔ اتنے میں آپ نے فرمایا: اے جندب میرے نزدیک ہو جا۔ چنانچہ میں نزدیک ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی خلوت کو غنیمت جانتے ہوئے میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے ہمیں وضو کا حکم دیا ہے مگر وضو کیا ہے؟ فرمایا: اے ابوذر بغیر وضو کے نماز نہیں اور وضو سابقہ گناہوں کا کفارہ ہے، میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! آپ نے ہمیں نماز کا حکم دیا ہے مگر نماز کی اہمیت کیا ہے؟ فرمایا نماز بہترین موضوع ہے جو شخص چاہے تھوڑی پڑھ لے "یعنی صرف پانچ فرض نمازیں پڑھ لے" اور جو چاہے زیادہ پڑھے یعنی کثرت سے نوافل پڑھے۔

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں زکوٰۃ کا حکم فرمایا ہے مگر زکوٰۃ کی اہمیت کیا ہے؟ فرمایا: اے ابوذر جو امانت دار نہیں اس کا ایمان نہیں اور جو زکوٰۃ نہیں دیتا اس کی نماز نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ نے مالداروں کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے تاکہ اس مقدار سے وہ فقراء کی ضرورت کو پورا کرے اور اللہ تعالیٰ مالداروں سے زکوٰۃ کے متعلق پوچھے گا اور نہ دینے والوں کو عذاب دے گا اور اے ابوذر! زکوٰۃ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور خشکی وتری میں جو مال ضائع ہوتا ہے اس کی وجہ زکوٰۃ ادا نہ کرنا ہے اے ابوذر مؤمن تو دل کی خوشی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے صرف مشرک

Scanned with CamScanner

ہی زکوٰۃ نہیں دیتا۔

مختلف عبادات کے متعلق سوال

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا نبی اللہ! آپ نے ہمیں روزے رکھنے کا حکم دیا ہے مگر روزہ کیا ہے؟ فرمایا روزہ ڈھال ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بہت بڑا ثواب ہے اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری جب وہ اپنے ربّ سے ملے گا نیز روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے اور قیامت کے دن لوگوں کے لئے کھانا چنا جائے گا جسے سب سے پہلے روزہ دار کھائیں گے، میں نے عرض کی: یا نبی اللہ آپ نے ہمیں صبر کا حکم فرمایا ہے مگر صبر کیا ہے؟ فرمایا: صبر کی مثال اس شخص جیسی ہے جو مشک کی تھیلی لے کر لوگوں میں بیٹھا ہو اور سب کو اس کی خوشبو پہنچ رہی ہو۔

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا نبی اللہ! آپ نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا ہے مگر صدقہ کیا ہے؟ فرمایا واہ واہ اے ابوذر صدقہ چھپا کر دینا اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور اعلانیہ اس شخص کی سات سو برائیوں کو مٹا دیتا ہے اور صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے نیز آگ کی غضب ناکی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھی ٹھنڈا کر دیتا ہے پھر تین مرتبہ فرمایا صدقہ عجیب شے ہے، میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی آپ نے ہمیں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے مگر کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ فرمایا جو بہت ہی قیمتی ہو، میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! ہجرت کونسی افضل ہے؟ فرمایا بُرائی سے دور ہو جانا۔

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! کون لوگ مسلمان ہیں؟ فرمایا جو لوگوں کو اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے محفوظ رکھیں میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! عاجز کون لوگ ہیں؟ فرمایا جو دُعا سے عاجز ہوں میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! بخیل کون لوگ ہیں؟ فرمایا جو سلام کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں، میں نے افضل مجاہد

کے متعلق پوچھا تو فرمایا جو خود بھی شہید ہو اور اس کا گھوڑا بھی کام آ گیا ہو۔

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صحف ابراہیمی اور دیگر آسمانی کتب کے بارے میں بتائیے کہ وہ کب نازل ہوئیں فرمایا: رمضان شریف کی پہلی رات گزر جانے پر صحف ابراہیمی نازل ہوئے اور رمضان کی بارہ تاریخ کو انجیل نازل ہوئی اور رمضان کی اٹھارہ تاریخ کو زبور نازل ہوئی جب کہ تورات رمضان کی آٹھ تاریخ کو نازل ہوئی نیز چوبیس رمضان کا دن گزر جانے پر قرآن مجید نازل ہوا، میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ انبیاء کتنے آئے تھے؟ فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) انبیاء تشریف لائے تھے ان میں تین سو تیرہ (۳۱۳) رسول تھے باقی سب کے سب نبی تھے اور کچھ نبی بھی تھے اور رسول بھی تھے۔

آسمانی کتابوں اور انبیاء کے بارے سوال

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں: عبدالوہاب بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوذر سے اسی طرح کی دوسری روایت بیان کی ہے اس میں یہ بات زیادہ ہے کہ حضرت ابوذر نے عرض کی: یا رسول اللہ! رات کا کون سا وقت افضل ہے؟ فرمایا مزدور جو اپنے خون پسینہ کی کمائی میں سے کسی ضرورت مند کو دیدے، میں نے عرض کی پہلے نبی کون تھے؟ فرمایا آدم علیہ السلام، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ آدم علیہ السلام رسول تھے؟ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمایا اور ان میں اپنی روح پھونکی پھر فرمایا کہ چار نبی سُریانی "بولتے" تھے آدم، شیث، ادریس اور نوح علیہم السلام اور کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی سریانی تھے اور چار نبی عربی تھے ہودؑ، صالح، شعیب اور تیرا نبی اے ابوذر "علیہم الصلوٰۃ والسلام" میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء پر کتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں؟ فرمایا ایک سو چار کتابیں نازل فرمائی ہیں حضرت شیث بن آدم علیہما السلام پر پچاس صحیفے، حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے اور دس صحیفے تورات سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، جبکہ

Scanned with CamScanner

تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید چار کتابیں ہیں، میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! مجھے وصیت کیجئے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو کیونکہ یہ تیرے تمام امور کا سرخیل ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ اور کچھ زیادہ فرمایا ذکر الٰہی اور تلاوتِ قرآن کو لازم پکڑو کیونکہ یہ تیرے لئے آسمانوں میں نور وشرف اور زمین میں تیرے اپنے لئے ذکر ہے نیز فی سبیل اللہ جہاد کرو کیونکہ یہی میری امت کی رہبانیت ہے، اور سوائے خیر کے کچھ نہ بولو کیونکہ یہ چیز شیطان کو تجھ سے بھگا دے گی اور تیرے دینی کاموں میں تیری مددگار ہوگی اور ہنسنے سے بچو یہ دل کو مردہ کر دیتی ہے اور اس سے چہرے کا نور چلا جاتا ہے۔

مسجد کی تعظیم اور بخیل ترین شخص

حضرت فقیہہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مسجد میں گیا تو حضور علیہ السلام تنہا بیٹھے تھے ایک دفعہ تو میرے دل میں آیا کہ اس خلوت سے فائدہ اٹھاؤں پھر خیال آیا کہ ہوسکتا ہے کسی خاص سوچ میں منہمک ہوں اس لئے میں مخل نہ ہوں آخر میں نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا مگر آپ نے کافی دیر تک مجھ سے بات نہ کی تو میں نے دل میں سوچا کہ شاید میرا پاس بیٹھنا آپ کو شاق گزرا ہے مگر اتنے میں آپ نے فرمایا: اے ابوذر کیا تو نے نماز پڑھی ہے میں نے عرض کیا نہیں فرمایا اٹھو اور نماز تحیۃ المسجد پڑھو کیونکہ ہر شے کے لئے تعظیم ہے اور مسجد کی تعظیم دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ہے میں اٹھا نماز پڑھی اور پھر آپ کے پاس کافی دیر بیٹھا رہا آپ نے پھر فرمایا: اے ابوذر شیطان رجیم اور انسان اور جن شیطانوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا انسان بھی شیطان ہوتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے فرمان الٰہی شیاطین الجن والانس نہیں سنا پھر آپ نے سکوت فرمالیا میں نے یہ گمان کرتے ہوئے کہ اب آپ مجھ سے کوئی بات نہیں کریں گے خود ہی بات کرنے میں پہل کی اور عرض کیا: یا نبی اللہ آپ نے مجھے نماز کا حکم فرمایا ہے تو نماز کی اہمیت کیا ہے؟ پھر ان تمام سوالات کا ذکر ہے جنہیں ہم نے اوپر نقل کیا ہے، فرمایا

کہ پھر لوگ اکٹھے ہو گئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں تمہیں بخیل ترین شخص کے متعلق نہ بتاؤں؟ عرض کیا گیا ضرور یارسول اللہ!! فرمایا بخیل ترین شخص وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو مگر مجھ پر درود نہ پڑھے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ السلام غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو کچھ منافقین بھی ساتھ چل پڑے اور ان میں سے ایک شخص یا دو شخص پیچھے رہ جاتے تو صحابہ عرض کرتے یارسول اللہ! فلاں تو پیچھے رہ گیا آپ فرماتے اس کو چھوڑ دو پیچھے اگر اس میں خیر ہوئی تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ساتھ ملا دے گا اور اگر خیر نہیں تو پھر تمہیں اس سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمالیا ہے، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوذر پیچھے رہ گئے ہیں فرمایا چھوڑ دو اس کو اگر اس میں بھلائی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے پاس پہنچا دے گا، مگر ابوذر تو اونٹ کے سست ہونے کی بناء پر پیچھے رہ گئے تھے اور وہ اونٹ کو تیز چلانے کی کوشش کرتے رہے جب مایوس ہوئے تو اونٹ سے سامان اتارا اور اپنی پیٹھ پر رکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشانات پر شدید گرمی میں اور پیٹھ پر سامان اٹھائے اکیلے چلتے رہے، پس صحابہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! کوئی شخص تنہا ہماری طرف آ رہا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ابوذر ہوگا۔ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ! قسم اللہ کی یہ ابوذر ہیں! تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا ابوذر پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے وہ اکیلا چلا آ رہا ہے اور تنہائی میں ہی وہ مرے گا اور تنہا ہی وہ اٹھے گا۔

جیسے حضور نے فرمایا ویسے ہی ہوا

حضرت محمد بن کعب سے مروی ہے کہ عہد عثمانی میں حضرت ابوذر جب مقام ربذہ میں تھے تو ان کی موت کا وقت آن پہنچا اس وقت ان کے پاس صرف ان کی بیوی اور

Scanned with CamScanner

ایک غلام تھا ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کو وصیت کی کہ مجھے غسل دے کر کفن پہنا کر شارع عام پر رکھ دینا پھر پہلا جو سوار تمہارے پاس سے گزرے اس سے کہنا کہ یہ صحابی رسول ابوذر غفاری ہیں آپ ان کو دفن کرنے میں ہماری مدد کیجئے پس جب ان کا وصال ہوتا تو حسب وصیت عمل کیا گیا اور میت کو راستے پر رکھ دیا گیا حسن اتفاق کہ عراق سے واپسی پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچے تو غلام نے انہیں دیکھا اور حاضر ہو کر عرض کیا: یہ صحابیِ رسول حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی میت ہے ان کو دفنانے میں ہماری مدد فرمائیں، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قریب آئے اور ہچکیوں سے رونے لگے پھر فرمایا: حضور علیہ السلام نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذر تو اکیلا آ رہا ہے تجھے موت بھی تنہائی میں آئے گی اور پھر حشر کے دن اٹھے گا بھی اکیلا، پھر انہیں دفن کر کے وہ چل دیئے اور راستے میں ساتھیوں کو وہ بتاتے رہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ سفرِ تبوک ارشاد فرمایا تھا۔ (تنبیہ الغافلین)

(۶۵)

عمل کے بغیر جزا کی امید رکھنا

اس شخص پر تعجب ہے جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے اور پھر اس کی مخالفت بھی کرتا ہے اگر چہ جان ہی جاتی رہے کیا دنیا اور آخرت کسی اور کیلئے پیدا ہوئی ہے اس شخص پر افسوس ہے جو اپنی محبوب چیز کو حاصل کرنے کے لئے مکروہ فعل بھی کر لیتا ہے بخدا حاصل کردہ منافع سے کہیں بڑھ کر اس نے نقصان اٹھایا ہے اے باذوق آدمی ذرا میری بات سن کیا تیری زندگی کی کوئی لغزش اور کوئی کجروی ایسی ہے جس میں اس کی مخالفت نہ ہو۔ (ترجمہ شعر) اور میرا عزم جب بھی تیرے دروازے سے منہ موڑتا ہے تو میں اپنے دامن میں الجھ کر رہ جاتا ہوں کیا تو نے کسی بزرگ سے یہ قصہ نہیں سنا کہ بیروت کی فصیل پر بیٹھا ہوا ایک نوجوان اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا تھا میں نے کہا تیری کوئی حاجت ہے؟ وہ کہنے لگا مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں دل ہی میں اس کی دعا کر لیتا ہوں وہ پوری کر دیتا ہے اے اللہ والو! تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ اپنے گھاٹ کو خشک مت کرو مراقبہ کے دروازہ پر پہرہ دار کی طرح کھڑے ہو جاؤ غلط چیز کو اندر گھسنے سے روکو کہیں فساد نہ پیدا کر دے۔ اپنے محبوب کی پسند کو حاصل کرنے کے لئے اپنی اغراض کو چھوڑ دو تمہاری اغراض بھی پوری ہو جائیں گی گو میرے نزدیک وہ شخص قابل افسوس ہے جو ترکِ اغراض جزا کے ارادہ سے کرتا ہے کیا بندگی کی یہی علامت ہے؟ ہرگز نہیں جب میں مملوک ہوں تو مجھے مالک کی رضا کے لئے کام کرنا چاہئے نہ عطاء کے لئے اگر تجھے محبت ہے تو محبوب کی رضا میں اپنی حاجات کا ترک تجھے عین وصل دکھائی دے گا۔

Scanned with CamScanner

امام ابن جوزی کی نصیحت

اپنی اغراض کے دھوکہ میں آنے والے ذرا غور سے سن کہ اگر تو اس کی مشقت کو برداشت کرنہیں سکتا تو اسی سے فریاد کر اور اگر اس کی آزمائش کی پریشانی سے دکھ ہو رہا ہے تو تو اس کے سامنے ہی تو ہے اس کی رحمت سے مایوس مت ہو گو مصیبت کتنی شدید ہو جائے بخدا خادم کا خدمت کرتے کرتے مرنا عقلاء کے نزدیک بہت ہی اچھا ہے میرے دوستو میں اپنے نفس کو خطاب کر کے کہتا ہوں اس میں جو بھی میرا ہم خیال ہے شریک ہو سکتا ہے اے نفس تجھے وہ کچھ عطاء کیا جس کی تجھے امید نہ تھی اور تجھے وہ ملا جس کی تو نے طلب نہیں کی تیرے قبیح حالات پر پردہ ڈالا کہ اگر وہ کھل جاتا تو بدن کے مسام تک چیخ اٹھتے پھر تیرا اغراض کے فوت ہونے کا یہ شور کیسا ہے ذرا بتا تو مملوک ہے یا آزاد؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو ایسے جہان میں ہے جہاں عمل کی پابندی ہے یہ باتیں تو جاہلوں سے کہنے کی تھیں تیرا وہ معرفت کا دعویٰ کیا ہوا کیا یہ بھی کبھی سوچا ہے کہ اگر ایک جھونکا آئے اور تیری بینائی جاتی رہے تو دنیا تجھے کیسی لگے گی بہت افسوس کی بات ہے کہ تیری بصیرت ختم ہوگئی ہے جو بصر (بینائی) سے کہیں بڑھ کر تھی اور تجھے معلوم نہیں ہے۔ عمر کے سمندر میں ضعف اور کمزوری کی ہوا چل رہی ہے جس نے جسمانی قوی کے اتصال کو ختم کر دیا ہے یوں لگتا ہے کہ کشتی ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے تو عمر کی انتہاء کو پہنچ چکا ہے اور تیری خواہشات کی نگاہیں ابھی جوانی کی طرف لگی ہوئی ہیں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ دشمنوں کی خوشی کا سامان نہ بن اور یہ بہت ہلکی سی قسم ہے ورنہ میں یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ میدان کو قطع کرنے کی طاقت ہے تو پھر کوئی قدم پیچھے نہیں رہ جانا چاہئے۔

آخر موت ہے

تنہائی تنہائی ہے اور اپنے عقل کے ساتھی کو ساتھ رکھ فکر کی حیرت میں چکر لگا اور اجل کا شوق حاصل کر اس سے قبل کہ جوانی تجھے راہ سے بے راہ کر دے کیا تعجب ہے کہ عمر

جوں جوں چڑھتی ہے اترتی جاتی ہے اور موت جب آتی ہے ختم کر دیتی ہے کیا تو اگر ان لوگوں میں سے ہو جن کا انجام فتنہ پر ہوا ان کی آخر عمر میں مشقت و محنت کا فیصلہ کر دیا گیا ہو تو تیری عمر کا اول اخیر سے بہتر ہو گا اور تو بڑھاپے کے مقابلہ میں بحالت شباب اپنے آپ کو اچھا سمجھے گا **وتلك الايام نداولها بين الناس** اور ان ایام کو ہم لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں۔ اور اس کی سمجھ علم والے ہی رکھتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے اس چیز کا سوال کرتے ہیں جس کے بغیر ہمارا مطلوب حاصل نہیں ہوتا اور وہ ہی توفیق دیتا ہے بیشک وہ سننے اور قبول کرنے والا ہے۔

جو اللہ کے لئے کوئی چیز چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عطا فرما دیتا ہے۔
ایک دفعہ میں نے اپنی نفسانی خواہش کے حصول پر قدرت پالی جو میرے نزدیک پیاسے کے منہ میں میٹھے پانی سے بھی زیادہ لذیذ تھی...... تاویل کہہ رہی تھی کہ تقویٰ اور احتیاط کے سوا کوئی مانع اور رکاوٹ نہیں ہے اور بظاہر وہ ناجائز تھی میں متردد ہوا اور نفس کو اس سے روک دیا میں حیران تھا کہ کس طرح اس کے انتہائی مطلوب سے منع کر دیا ہے جبکہ سوا شرعی ممانعت کے اور کوئی رکاوٹ بھی نہیں اور میں نے کہا: اے نفس بخدا تیرے مطلوب کے حصول کی کوئی صورت نہیں بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی اس پر نفس بے چین ہوا تو میں نے پکار کر کہا کہ تیری کتنی مرادوں کے حصول میں تیری موافقت کی ہے جن کی لذت تو جاتی رہی اور اس فعل پر تاسف آج تک باقی ہے۔

آخرت کے اجر کا تو کیا ہی پوچھنا

فرض کیا یہ مراد بھی پوری ہوگئی تو کیا لذت سے کئی گنا زیادہ ندامت نہ اٹھانی ہوگی؟ اس پر نفس نے کہا: مجھے کیا کرنا چاہئے میں نے جواب دیا۔ شعر (ترجمہ) میں نے صبر کیا ہے اور بخدا محبت کے مقابلہ میں صبر کی ہمت مجھ میں نہیں ہے لیکن یہ صبر مجبوری کی وجہ سے ہے اور دیکھ میں اپنے اس عمل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین جزا کی توقع رکھتا ہوں اور صبر کی جزا کبھی فوری مل جاتی ہے اور کبھی موخر ہو جاتی ہے جلدی ملے تو خیر اور اگر

Scanned with CamScanner

موخر ہو جائے تو مجھے اپنے ربّ سے ڈرنے والے کے لئے اچھی جزا ملنے میں ذرّہ شک نہیں کیونکہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بہترین عوض عطاء فرماتا ہے اور بخدا میں یہ مطلوب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے چھوڑ رہا ہوں اور بطور ذخیرہ آخرت کے لیے چھوڑنا بھی مجھے کافی ہے حتیٰ کہ اگر مجھے کہا جائے کہ تجھے کچھ یاد ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنی خواہش پر ترجیح دی تھی تو میں کہدوں گا کہ ہاں فلاں فلاں دن۔ تو اے نفس تجھے عطا کرنے والے کی اس توفیق پر فخر کرنا چاہئے ورنہ کتنے ہیں جو محروم ہیں اور ڈرتا رہ کہ کہیں تجھے بھی ان میں شامل نہ کرلیا جائے "ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم" یہ ۴۶۱ھ کی بات ہے اور میں ۶۵ھ میں داخل ہوا تو مجھے وہ بہترین عوض ملا جس کی مثال نہیں میں نے کہا: یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے چھوڑنے کی وہ جزا ہے جو دنیا میں ملی ہے اور آخرت کے اجر کا تو کیا ہی پوچھنا" والحمد للہ" ۔

(صید الخاطر)

(٦٦)

میرے قبولِ اسلام کا سبب

روم کے ایک نومسلم اپنے قبول اسلام کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ ''مسلمانوں نے ہم پر حملہ کیا اور میں مسلم مجاہدین کی نقل وحرکت کی نگرانی کرتا تھا' اتفاقاً ایک روز فوج کے آخری حصہ کو غافل پاکر' میں نے (اور مسیحی سپاہیوں کی مدد سے) دس مسلمانوں کو گرفتار کر لیا اور قیدی بنا کر خچروں پر سوار کرلیا اور ہر قیدی پر ایک پہرہ دینے والا مقرر کیا ان میں سے ایک شخص کو میں نے ایک روز نماز پڑھتے دیکھا۔ اس کے پہریدار سے میں نے اس کے متعلق جواب طلبی کی۔ اس نے کہا جب نماز کا وقت آتا ہے تو یہ شخص مجھ سے کہتا ہے کہ مجھے نماز پڑھ لینے دو' تمہیں ایک دینار دوں گا۔ اسی طرح یہ نمازیں پڑھتا ہے اور اشرفیاں دیتا ہے''۔ میں نے پوچھا کیا اس کے پاس اشرفیاں ہیں؟ پہریدار نے کہا اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ جب نماز پڑھتا ہے تو زمین پر ہاتھ مارتا ہے اور اس کے ہاتھ میں دینار آجاتا ہے اور مجھے دے دیتا ہے۔

نومسلم بیان کرتے ہیں کہ دوسرے روز میں نے ایک ادنیٰ درجہ کا لباس پہنا اور اس پہریدار کے ہمراہ چلنے لگا تاکہ اس کی صداقت پرکھوں۔ ظہر کا وقت ہوا تو انہوں نے مجھ سے اشارۃً کہا کہ نماز پڑھنے دو' میں تمہیں ایک دینار دوں گا میں نے بھی اسی طرح اشارہ میں کہا کہ ایک نہیں دو دینار لوں گا۔ انہوں نے رضامندی ظاہر کی اور نماز پڑھنے کے بعد زمین پر ہتھیلی ماری اور دو دینار مجھے دے دیئے۔ عصر کا وقت ہوا تو انہوں نے پھر پہلے کی طرح اشارہ کیا۔ میں نے کہا میں پانچ دینار لوں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے اور نماز کے

بعد زمین پر ہاتھ مار کر مجھے پانچ دینار دیئے۔ اسی طرح مغرب کے وقت دس دینار میرے حوالے کئے۔ جب وہ منزل پر پہنچے اور صبح ہوئی تو میں نے ان کا حال معلوم کیا اور انہیں دارالاسلام لوٹنے کی اجازت دی۔ انہوں نے لوٹنا منظور کیا اور میں نے ایک خچر پر بٹھا کر توشہ بھی دیا اور خود اپنی سواری آگے چلائی اس وقت انہوں نے مجھے دُعا دی۔ "**اماتك الله تعالٰی علی احب الدین الیہ**" اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ دین پر تمہارا خاتمہ فرمائے۔

خدا والے دلوں کی بستیاں آباد کرتے ہیں

میرے دل میں اسی وقت سے اسلام کی محبت پیدا ہوئی ان کے ہمراہ میں نے اپنے قریبی لوگوں میں سے کئی ایک کو روانہ کیا اور ان سے کہہ دیا کہ تمہیں دارالاسلام کو جو پہلا شہر ملے وہاں انہیں پہنچا دو اور ان صاحب کو دوات قلم اور کاغذ دیا کہ اپنی حد میں داخل ہونے کے بعد آپ میرے لئے فلاں علامت لکھ بھیجیں تاکہ میں مطمئن ہو جاؤں کہ ان لوگوں نے آپ کو بحفاظت پہنچا دیا۔ انہیں جہاں جانا تھا وہاں کا فاصلہ چار روز کا تھا۔ میرے ساتھی پانچویں روز واپس لوٹ آئے مجھے اندیشہ ہوا کہ ان لوگوں نے انہیں قتل نہ کر ڈالا ہو۔ میں نے جب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ سے رخصت ہو کر ہم لوگ دارالاسلام لحظہ بھر میں جا پہنچے اور اس کے بعد چار روز ہمیں واپسی میں لگے۔ **رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ آمین۔**

خدا والے دلوں کی بستیاں آباد کرتے ہیں
اسیر کفر کو اس قید سے آزاد کرتے ہیں
چلا آتا ہے بیت اللہ خود ان کی زیارت کو
صمیم قلب سے یوں وہ خدا کو یاد کرتے ہیں
خدا ان کو تصرف دیتا ہے اپنے خزانوں پر
عطا فرماتے ہیں وہ اور دلوں کو شاد کرتے ہیں

(بزم اولیاء)

(۶۷)

مرغی بازار میں اونٹ کی فروخت

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اہل یمن کی ایک قوم جہاد کے ارادے سے نکلی۔ ان میں سے ایک شخص گدھے پر سوار تھا، وہ مر گیا اور لوگوں نے اس سے کہا تم ہم لوگوں کے ہمراہ سوار ہو جاؤ، وہ نہیں مانے تازہ وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اور کہا۔ "اے اللہ! میں تیری راہ میں جہاد کرنے نکلا اور مقصود صرف تیری رضا ہے، اور میرا ایقان ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور اہل قبور کو پھر زندہ فرمانے والا ہے، میں تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ میرے گدھے کو زندہ فرما دے" اور پھر اٹھ کر گدھے کو ٹھوکر لگائی تو وہ کان جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے اس پر زین کسی اور لگام لگا کر سوار ہوئے اور اپنے مجاہد دوستوں سے جا ملے۔ احباب نے پوچھا کیسے کیا ہوا؟ انہوں نے کہا میں نے ربّ تعالیٰ سے عرض کیا: میرا گدھا زندہ فرما دے، تو اس نے زندہ فرما دیا۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ مقام کناسہ میں میں نے وہ گدھا فروخت ہوتے دیکھا ایک شخص نے اپنے محلّہ میں جا کر لوگوں سے کہا کہ گدھا مر کر پھر زندہ ہوا ہے۔ یہ شخص حضرت شعبی پر الزام لگا رہا ہے اور کہا اگر سچے ہو تو ہمارے ساتھ ان کے پاس چل کر تصدیق کراؤ۔ بیان کرنے والا حضرت شعبی کے پاس گیا اور عرض کیا: حضرت! کیا آپ نے مجھ سے یہ نہیں فرمایا تھا۔ اس وقت حضرت شعبی نے فرمایا: یہ کب کی بات ہے؟ یہ سن کر منکرین کہنے لگے ہم جانتے تھے کہ اس نے حضرت ابو عمر شعبی پر بہتان لگایا ہے۔ وہ سب لوگ جا چکے تو بیان کرنے والے نے پھر عرض کیا۔ ابو عمر! کیا آپ نے یہ واقعہ مجھ

Scanned with CamScanner

سے نہیں بیان فرمایا تھا۔ آپ نے جواب ارشاد فرمایا۔ "**ویحك هل تباع الا بل فی سوق الدجاج**" تم پر افسوس! کیا کہیں مرغی مارکیٹ میں اونٹ فروخت کیے جاتے ہیں۔

سرِ بازار عیاں کرے گا یہ راز نہیں

شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت شعبی نے انکار اس لئے کیا کہ بیان کرنے والے شخص نے ایک عظیم کرامت ایسے لوگوں سے بیان کی جن کی عقلیں قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھی اور ان کے فہم وفراست کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکتی تھی۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ "**لا تعطوا لحکمة غیر اهلها فتظلموها و لا تمنعوها عن اهلها فتظلموهم**" حکمت نااہل کے سامنے نہ رکھو کہ یہ علم وحکمت پر ظلم ہے اور جو اس کے اہل ہیں ان سے پوشیدہ نہ رکھو ورنہ ان پر ظلم ہوگا۔

اہلیت لازم ہے حکمت کے لئے
چاہتا ہے علم بھی ظرف ونظر
ہر زمیں سے زعفران اگتا نہیں
بنجروں میں بیج کو ضائع نہ کر
خاص ماحول میں شاہین جنم لیتا ہے
ہر فضا لائق باز گیر شہباز نہیں
علم وحکمت کو بھی درکار ہے عالی ظرفی
سر بازار عیاں کرنے کا یہ راز نہیں

(ایضاً)

(۶۸)

کہاں حج کی سعادت اور کہاں ایمان سے محرومی

حضرت سیّدنا ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ رحمٰن کے بھروسے پر تین مسلمان بغیر زادِ راہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر اُنہوں نے عیسائیوں کی ایک بستی میں قیام کیا، ان میں سے ایک کی نظر ایک خوبصورت نصرانی (کرسچین) عورت پر پڑی تو اُس پر اس کا دل آ گیا۔ وہ "عاشق" حیلے بہانے سے اُس بستی میں رُک گیا اور دونوں حاجی آگے روانہ ہو گئے، اب اُس عاشق نے اپنے دل کی بات اُس عورت کے والد سے کی، اُس نے کہا: "اس کا مہر تم نہیں دے سکو گے"۔ پوچھا: "کیا مہر ہے؟" جواب ملا: "عیسائی (کرسچین) ہو جاؤ"۔ اُس بدقسمت نے عیسائیت اختیار کر کے اُس عورت سے نکاح کر لیا اور دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ آخر وہ مر گیا۔ اُس کے دونوں رُفقا حاجی کسی سفر میں دوبارہ اُس بستی سے گزرے تو تمام حالات سے باخبر ہوئے، انہیں سخت افسوس ہوا، جب وہ نصرانیوں (عیسائیوں) کے قبرستان کی قریب سے گزرے تو اُس عاشق ناشاد کی قبر پر ایک عورت اور دو بچوں کو روتے پایا، وہ دونوں حاجی بھی (اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر یاد کر کے) رونے لگے، عورت نے پوچھا: "آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟" اُنہوں نے مرنے والے کے مسلمان ہونے کی حالت میں نماز وعبادت اور زُہد وتقویٰ وغیرہ کا تذکرہ کیا۔ جب عورت نے یہ سنا تو اُسکا دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا اور وہ اپنے دونوں بچوں سمیت مسلمان ہو گئی۔ (الروض الفائق ص ٦ ملخصا)

Scanned with CamScanner

مرے اشک بہتے رہیں کاش ہر دم

دعائے عرفات میں حاجیوں کی اشکباری اور آہ وزاری جب جاری ہوئی تو حضرت سیّدنا بکر رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: ''اے کاش! میں بھی ان رونے والے حاجیوں میں سے ہوتا'' اور حضرت سیّدنا مطرف رحمۃ اللہ علیہ نے خوفِ خدا سے مغلوب ہو کر بطورِ عاجزی عرض کی: اے اللہ تعالیٰ! میری (نافرمانیوں کی) وجہ سے ان حاجیوں کو رد نہ فرمانا۔ (الروض الفائق ص۵۹)

مرے اشک بہتے رہیں کاش ہر دم
ترے خوف سے یا خدا یا الٰہی

(وسائلِ بخشش ص۷۸)

تیری عطا کا اشارہ جو ہو گیا یا رب

حضرت سیّدنا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ نے 33 حج ادا کرنے کی سعادت پائی، اپنے آخری حج میں میدانِ عرفات کے اندر مناجات کرتے ہوئے عرض کی: ''یا اللہ تعالیٰ! تُو جانتا ہے کہ میں نے اِسی عرفات میں 33 بار وقوف کیا، ایک مرتبہ اپنی طرف سے، اور ایک ایک بار اپنے ماں اور باپ کی جانب سے حج سے مشرف ہوا۔ یا ربّ تعالیٰ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے باقی 30 حج اُس شخص کو ہبہ (تحفے میں) کر دیئے جو یہاں عرفات میں ٹھہرا لیکن اُس کا وقوفِ عرفہ قبول نہ کیا گیا''۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ عرفات سے مزدلفہ پہنچے تو خواب میں ندا دی گئی: ''اے ابن منکدر! کیا تُو اس پر کرم کرتا ہے جس نے کرم پیدا کیا؟ کیا تو اُس پر سخاوت کرتا ہے جس نے سخاوت پیدا فرمائی؟ تیرا ربّ عزوجل تجھ سے فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں نے وقوفِ عرفات کرنے والوں کو عرفات پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ہی بخش دیا تھا۔

(الروض الفائق ص۶۰)

غمِ حیات ابھی راحتوں میں ڈھل جائیں
تری عطا کا اشارہ جو ہو گیا یاربّ

(وسائلِ بخشش ص۹۶)

☆ حضرت سیّدنا علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کئی حج کیے، آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے خواب میں مکے مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا، سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: ''اے ابن موفق! کیا تم نے میری طرف سے حج کیے؟'' میں نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: ''تم نے میری طرف سے تلبیہ کہا؟'' میں نے عرض کی: جی ہاں: فرمایا: ''میں قیامت کے دن تمہیں ان کا بدلہ دُوں گا اور میں محشر میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت میں داخل کروں گا جبکہ لوگ ابھی حساب کی سختی میں ہوں گے''۔ (لباب الاحیاء ص۸۳)

شکریہ کیونکر ادا ہو آپ کا یا مصطفےٰ
کہ پڑوسی خلد میں اپنا بنایا شکریہ

(وسائلِ بخشش ص۳۰۴)

وہ سنیں یا نہ سنیں ان کی خوشی

ایک ضعیف العمر بزرگ ایک نوجوان کے ساتھ حج کرنے گئے، جوں ہی احرام باندھ کر کہا: لبیک (میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں) غیب سے آواز آئی: لا لبیک (تیری حاضری قبول نہیں) نوجوان حاجی نے ان سے کہا: کیا آپ نے یہ جواب سنا؟ بوڑھے حاجی نے فرمایا: جی ہاں، میں تو 70 سال سے یہ جواب سن رہا ہوں! میں ہر بار عرض کرتا ہوں لبیک اور جواب آتا ہے لا لبیک: نوجوان نے کہا: پھر آپ کیوں آتے سفر کی تکالیف اُٹھاتے اور خود کو تھکاتے ہیں؟ بوڑھے حاجی صاحب رو کر کہنے لگے: پھر میں کس کے دروازے پر جاؤں؟ مجھے خواہ رَدّ کیا جائے یا قبول، میں نے تو بس یہیں آنا ہے، اس دَر کے سوا میری کہیں پناہ نہیں۔ غیب سے آواز آئی: ''جاؤ! تمہاری ساری

Scanned with CamScanner

حاضریاں قبول ہوگئیں"۔ (تفسیر روح البیان ج۱۰ ص۱۷۶)

وہ سنیں یا نہ سنیں اُن کی بہر حال خوشی
دردِ دل ہم تو کہے جائیں گے ان شاء اللہ

☆ ایک شخص نے حضرت سیّدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی: "مجھے حج کا سفر درپیش ہے، کوئی ایسا ہم سفر بتایئے جس کی صحبت بابرکت کا فیض لوٹتے ہوئے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوسکوں"۔ فرمایا: "اے بھائی! اگر تم ہم نشین چاہتے ہو تو تلاوتِ قرآنِ مبین کی ہم نشینی (صحبت) اختیار کرو اور اگر ساتھ چاہتے ہو تو فرشتوں کو اپنا ساتھی بنالو اور اگر دوست درکار ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے دلوں کا مالک ہے اور اگر توشہ (زادِ سفر) چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ پر یقین سب سے بہترین توشہ ہے اور کعبۃ اللہ کو اپنے سامنے تصور کرتے ہوئے خوشی سے اِس کا طواف کرو"۔

(بحر الدموع ص۱۲۵)

کیا حج صرف نفسانی لذت کے لئے تو نہیں کیا؟

حضرت سیّدنا ابو محمد مرتعش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے بہت سے حج کئے اور ان میں سے اکثر سفرِ حج کسی قسم کا زادِ راہ لئے بغیر کئے۔ پھر مجھ پر آشکار (ظاہر) ہوا کہ یہ سب تو میرے نفس کا دھوکا تھا کیونکہ ایک مرتبہ میری ماں نے مجھے پانی کا گھڑا بھر کر لانے کا حکم دیا تو میرے نفس پر ان کا حکم گراں (یعنی بوجھ) گزرا، چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ سفرِ حج میں میرے نفس نے میری موافقت فقط اپنی لذت کے لئے کی اور مجھے دھوکے میں رکھا کیونکہ اگر میرا نفس فناء ہو چکا ہوتا تو آج ایک حق شرعی پورا کرنا (یعنی ماں کی اطاعت کرنا) اسے (نفس کو) بے حد دشوار کیوں محسوس ہوتا!"۔

(الرسالۃ القشیریۃ، ص۱۳۵)

(۶۹)

بگڑا ہی جا رہا ہے ہمارا معاشرہ

ہمارے مسلمان معاشرے میں دن بدن ہر قسم کے گناہ بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں صاف ستھرا سچے موتی جیسا مقدس دین حنیف (دین اسلام) عطا فرمایا ہے اس دین میں ہم سے توحید، سنت، اتباعِ سنت اور عمل صالح مطلوب و مقصود ہیں اور اس دین میں بے شمار محاسن و خوبیاں ہیں لیکن افسوس ہے کہ لوگوں کی کثیر تعداد نے توحید کی جگہ شرک خفی یا جلی، سنت کی جگہ بدعات، اتباع کی جگہ تقلید شخصی جامد اور عمل صالح کی جگہ معاصی (گناہوں) کو اختیار کرلیا ہے اور گناہ بھی بکثرت ہر شعبہ میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ کاروبار کے سلسلہ میں سود، دھوکہ دہی اور ملاوٹ وغیرہ حتیٰ کہ کوئی چیز خالص دیکھنی بھی مشکل سی ہوگئی ہے۔

عورتوں کے سلسلے میں رونما ہونے والے گناہ بے پردگی غیروں سے غلط قسم کے روابط، قلمی دوستی جس کے نتیجے میں جوان لڑکیوں کا اغوا عصمت دری اور پھر قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اور عورت مرد کے لئے بڑا فتنہ ہے۔ بنی اسرائیل منجملہ دیگر فتنوں کے اس فتنہ سے بھی گمراہ ہوئے بلکہ یہ ان کی گمراہی کا پہلا فتنہ تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما تركت بعدى فتنة هى اضر على الرجال من النساء ۔ (مسلم)
یعنی مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ بڑا نقصان دینے والا فتنہ اور کوئی نہیں ہوگا۔

Scanned with CamScanner

(۱) آٹھ قسم کی بُری عورتیں:

اس قسم کی عورتیں معاشرہ میں کثیر تعداد میں ہیں جو شرم وحیا سے خالی، عقل وخرد سے عاری، بازاروں، گلی کوچوں میں حیوانوں کی طرح پھرنے والی، دوکان داروں سے محو گفتگو کے وقت اپنے محاسن کو ظاہر کرنے والی ہیں نیز باریک لباس پہنے ہوئے ننگے منہ ننگے سر اور بدن کی نیم عریانی کی حالت میں غیروں کی طرف جھکنے والی ہیں اسی نوع کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی۔ (مسلم) ایسی عورتوں نے اپنے بچوں کی خاک اسلامی تربیت کرنی ہے؟ جیسی آپ ویسی اولاد۔

(۲) آٹھ قسم کی بُری عورتیں:

عورتوں کی ایک قسم ایسی بھی ہے جو کہ نماز کا بالکل خیال نہیں کرتی کہ ان میں سے بعض اپنے خاوندوں کے سامنے نماز پڑھ لیتی ہیں بشرطیکہ وہ بھی نمازی ہوں اور ان کی عدم موجودگی میں تمام نمازیں ہضم کر لیتی ہیں۔ ایسی عورتوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈر جانا چاہئے ایسی عورتوں کی حالت دنیا دارانہ عورتوں کی سی ہوتی ہے عورتوں کی جس مجلس میں ان کا بیٹھنا ہوتا ہے کبھی بھی دین کی بات نہیں کریں گی قبر، عذاب قبر، حشر ونشر، جنت دوزخ الغرض فکر آخرت کے ذکر سے ان کی مجالس خالی ہوں گی الا ماشاء اللہ ہاں ان کی مجلس میں اس طرح کی گفتگو ضرور ہوگی کہ یہ کپڑے کہاں سے خریدے ہیں، کیا بھاؤ خریدے، جوتی کہاں سے اور کتنے میں خریدی ہے، تمہارے کتنے سوٹ ہیں، یہ زیور کس سے اور کب اور کتنے کا لیا ہے؟ میں بھی اپنے خاوند سے یوں کہوں گی؟۔

الغرض! شاپنگ کے بارے میں پورا پورا انٹرویو بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ بڑے پر لطف انداز میں لے لیں گی۔ پھر یہ باتیں ہوں گی کہ تمہارا خاوند تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے، تمہاری ساس تمہارے ساتھ کیسے رہتی ہے؟ پھر خاوند بیچارہ چاہے ہر طرح کے انعامات کرتا ہو اور اس نے ہر طرح کی سہولت دے رکھی ہو اگر کسی دن اس

سے کوئی کوتاہی ہوگئی ہو تو تمام انعامات واحسانات کو فراموش کر کے ان پر پانی پھیر کر اس کی ایسی مذمت اور غیبت کریں گی کہ جس طرح جہاں میں اس سے بُرا کوئی انسان نہیں اور ان میں بعض تو بچوں کی تربیت کا مسئلہ میں بالکل صفر، صفائی اور رہن سہن کے سلیقے سے میں انتہائی سست اور خاوند کی نافرمانی میں بے حد تیز ہوتی ہیں بعض عورتوں کا معاملہ تو اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ انہوں نے بہر حال ہر بات میں (چاہے وہ صحیح اور مفید ہی کیوں نہ ہو) اپنے خاوند کی نافرمانی ہی کرنی ہوتی ہے اور وہ اس حکایت کا مصداق ہوتی ہے۔

(۳) بدزبان عورت:

بعض عورتیں اپنے بچوں کو گندی گالیاں نکالتی رہتی ہیں حتیٰ کہ اسی زمرہ میں وہ بچوں کے دھدیال کو بھی متہم کرتی ہیں مثلاً گندی نسل، گندہ خاندان، حرام زادہ، دلہ، دتی، کنجر، کنجری بعض اوقات یہی الفاظ اپنے خاوندوں کو بھی کہہ لیتی ہیں۔ اس سے ایک تو بچوں کی انتہائی غلط تربیت ہوتی ہے دوسرا بچوں کے دلوں میں والد محترم کا جو احترام تھا وہ بالکل اٹھ جاتا ہے حتیٰ کہ بچے بھی اسی طرح کی گالیاں نکالنی شروع کر دیتے ہیں پھر بچوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور ضد بازیوں سے دل برداشتہ ہو کر کہنے لگتی ہیں کہ اللہ نے ہماری قسمت میں یہ کہاں رکھے ہوئے تھے یہ نہ ہی ہوتے تو اچھا تھا ربّ کرے یہ مر جائیں۔ یا ان میں سے میں مر جاؤں وغیرہ وغیرہ اگر اس نے بچوں کی بچپن ہی سے اچھی تربیت کی ہوتی اور اپنی زبان پر کنٹرول کیا ہوتا تو اس حد تک کبھی نوبت نہ پہنچتی۔ الغرض! قصور سارا اپنا ہوتا ہے نکالتی اللہ تعالیٰ کا ہے اور خاوند کے ذمہ لگاتی ہے۔ ماں تو بچوں کے لئے پہلا مدرسہ تھا اگر پہلے مدرسہ میں غلط تربیت ہوگئی تو اصلاح مشکل ہو جائے گی۔

الغرض! یہ ایسی گالیاں اور غلط تربیت ہے جو عورت کو اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم بنانے کے ساتھ ساتھ خاوند کے دل سے اس کی محبت کو نکال باہر پھینکتی ہیں۔ ایسی عورتیں اپنے خاوندوں کی بغض وعداوت کے ساتھ اپنی جھولیاں تو بھر لیں گی لیکن ان کی محبت ان سے حاصل نہ ہوگی بشرطیکہ ان کے خاوندوں کے دلوں میں کچھ غیرت ودینی حمیت ہو۔

Scanned with CamScanner

(۴) بعض عورتیں جب بازار یا کسی تقریب میں شرکت کے لئے جاتی ہیں تو اپنے خاوندوں اور عزیز و اقارب کے سامنے غیر مردوں سے زیب و زینت ڈھانپ لیتی ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں اس عمل کی ضرورت ہی نہیں سمجھتیں یا اچانک ان کے سامنے ان کے محلے کا کوئی جانو پہچانو شخص آ جائے تو اسے دیکھ کر فوراً گھونگٹ نکال لیتی ہیں حالانکہ وہ اس سے قبل دوکان داروں کے ساتھ ننگے سر اور ننگے منہ بڑے ناز و نخرہ سے محو گفتگو ہوتی ہیں۔ گویا اس کے نزدیک صرف وہی انسان ہے اور باقی جن یا کوئی دوسری مخلوق ہیں تو ایسی عورتیں اپنے خاوندوں کا دل کبھی نہیں جیت سکتیں بلکہ ان کی ناراضی اور بغض و عداوت ہی ان کے ہاتھ آئے گی بشرطیکہ خاوند نیک اور غیرت مند ہو۔

(۵) ناظمہ صاحبہ کی کہانی

اسی طرح بعض عورتیں ایسی بھی ہیں جنہیں جب کوئی عہدہ مل جاتا ہے تو جب وہ دیکھتی ہیں کہ غیر مرد انہیں محترمہ وغیرہ کے الفاظ کہہ کر پکارتے اور یاد کرتے ہیں تو وہ فخر و ناز میں آ جاتی ہیں اور پھر دیکھتی ہیں کہ ان کے خاوند انہیں ایسے عزت و احترام والے الفاظ سے یاد نہیں کرتے تو ان کے دلوں میں غیروں کے ساتھ محبت اور خاوندوں کے ساتھ نفرت پیدا ہو جاتی ہے اس کے نتیجے میں وہ خاوندوں کی نافرمانیاں شروع کر دیتی ہیں اور اپنے آپ کو ان سے انتہائی اونچا خیال کرنے لگتی ہیں جیسا کہ ۲۲ راگست ۲۰۰۱ء نوائے وقت کے (سرراہے) کالم نگار نے لکھا کہ سرگودھا میں ایک لیڈی کونسلر نے غصے میں آ کر اپنے شوہر کا سر پھوڑ دیا صرف اس لئے کہ اس بیچارے نے گھر آ کر بیوی سے پانی مانگا جس پر وہ سیخ پا ہو کر کہنے لگی کہ ناظم، نائب ناظم بلکہ سارا شہر میری عزت کرتا ہے لیکن تم جب بھی گھر آتے ہو مجھ پر رعب جھاڑنے لگتے ہو یہ کہتے ہوئے اس نے مصالحہ کوٹنے والا ڈنڈا اٹھا کر شوہر کا سر پھوڑ دیا تاہم معززین علاقہ نے تھانے پہنچ کر میاں بیوی کے درمیان صلح کرا دی۔

آپ انصاف سے فیصلہ دیں کہ جو عورت اپنے خاوند کو زخمی کر کے تھانے جانے پر

مجبور کر دے وہ اس کا دل جیتے گی یا اس کو نفرت و بغض و عداوت اور غیظ و غضب سے بھر دے گی؟

(۶) کس سمت جا رہا ہے ہمارا معاشرہ:

وہ عورتیں جنہوں نے سکولز و کالجز میں مرد و زن کی ایسی مخلوط تعلیم میں زندگی کا ایک حصہ صرف کیا ہو جس نے ان کے اخلاق و اقدار کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا ہو اور اسلامی تربیت سے ان کو کوسوں دور کر دیا ہو رقص و سرود اور ڈانس سے محبت پیدا کر دی ہو جس کی وجہ سے وہ اپنی تمام تر وضع قطع میں مغربی تہذیب کو پسند کرتی ہوں اپنے لباس، بال، ناخن، بول چال، چال ڈھال اور زندگی کے ہر شعبہ میں مغربی تہذیب کی ہی نقالی کرتی ہوں۔ پھر اس سے بڑھ کر ٹی وی، وی سی آر، ڈش انٹینا اور کیبل اور دیگر آلات موسیقی کے ذریعے اخلاق سوز پروگراموں کے نظارے اور وقتی لذتوں نے جوان کی تباہی و بربادی کر دی ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی۔ غیرت و شرم و حیا کا جنازہ نکل چکا ہے اور ان پر شیطان نے اپنا پورا تسلط جما رکھا ہے۔ اس نے ان کو قرآن و سنت کی روحانی تعلیم، ذکر الٰہی، فکر آخرت اور نماز وغیرہ سے کوسوں دور کر کے جہنم کے کنارے لا کھڑا کیا ہے اقبال نے درست کہا ہے۔

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلمان نابود
ہم کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلمان موجود
وضع میں تم ہو نصاری تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

جن عورتوں کا یہ حال ہو وہ اپنے خاوندوں کا دل کبھی بھی نہیں جیت سکتیں بشرطیکہ خاوند دینی ذہن کا مالک ہو ہاں اگر ان کو خاوند انہیں جیسا بے غیرت مل جائے تو پھر تو اس گھر میں شیطانوں کا آنا جانا ہو گا رحمت کے فرشتوں کے لئے وہاں داخلہ بند ہو گا۔ ایسی عورتیں بچوں کی تربیت بھی شیطانی تربیت کریں گی نہ کہ اسلامی اور روحانی۔

ایسی عورتیں زیادہ تر ان نام نہاد پیروں اور ملنگوں کے پاس جاتی ہیں جو ناجائز

Scanned with CamScanner

طریقے سے لوگوں کے مال اور ایمان لوٹنے کے لئے جھونپڑیوں میں بیٹھے علم غیب کا دعویٰ رکھنے والے اور بے نماز ہوتے ہیں نیز گندے کپڑوں میں رہنے والوں' کبھی غسل نہ کرنے والوں' شیطانوں سے باتیں کرنے والوں اور لڑکیوں کو اغوا کرنے والوں بے دین قسم کے لوگوں کو اپنا بزرگ اور پیر بلکہ ولی سمجھ بیٹھتی ہیں۔

(۷) عاملوں اور بابوں کی دلدادہ عورت:

بعض عورتیں ایسی بھی ظالم ہوتی ہیں کہ خاوندوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر نالاں ہو کر آپے سے باہر ہو جاتی ہیں اور وہ ہر وقت خاوندوں پر غیظ و غضب کی حالت میں رعب جمانا چاہتی ہیں حتیٰ کہ وہ یہ بھی پسند نہیں کرتیں کہ ان کے خاوند اپنے ماں باپ بہن بھائیوں کے پاس بیٹھیں وہ چاہتی ہیں کہ وہ ہمہ تن ہمہ وقت انہیں کے ہو رہیں حتیٰ کہ وہ اپنے خیال میں اپنے خاوندوں کو غلط راستے پر چلنے والا تصور کرتی ہیں اور ان کی اصلاح اور ان کو راہ راست پر لانے کے لئے ہر طرح کے جتن کر گزرتی ہیں چاہے اس سے ایمان ہی کیوں نہ جائے اور پھر اس سے دوزخ میں ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ چنانچہ اگر ان کو کوئی بتادے کہ فلاں جگہ فلاں بابا جی رہتے ہیں ان کے پاس موت کے علاوہ ہر پریشانی کا حل موجود ہے۔ یا وہ کوئی ایمان کو لوٹنے والا ایسا کوئی اشتہار پڑھ لیں جس میں لکھا ہو کہ ہر مرد اور خواتین کو دعوت دی جاتی ہے کہ آپ کسی بھی وجہ سے پریشان ہوں اور مایوس ہو چکے ہوں اور یہ سمجھ بیٹھے ہوں کہ میرا کام کوئی عامل نہیں کر سکتا مایوسی گناہ ہے شرم گھبراہٹ بزدلی ہے اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سمجھ کر ملاقات کریں۔ میرے مرشد کی بخشی ہوئی کلام سے مایوسی راحت میں بدل جائے گی۔ پلک جھپکنے میں کامیابی آپ کے قدموں میں ''ایک گھنٹے میں حیران کن کامیابی حاصل کریں'' ہم جھوٹے دعوے نہیں کرتے جو کوئی نہیں کر سکتا وہ ہم کر دکھائیں گے۔ ''میاں ہو یا بیوی بہن ہو یا بھائی شوہر کو راہ راست پر لانا'' نہ ہدیہ نہ نذرانہ عورتوں کے لئے پردہ کا انتظام ہے وغیرہ وغیرہ ان خدائی دعوے کرنے والے جعلی پیروں کی ملمع سازبات اور فریب میں آ کر ایسی عورتیں ضرور وہاں

حاضری دیتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل سے بالکل نکل چکا ہوتا ہے وہ اپنے بیچارے ان خاوندوں کا حال انہیں سناتی ہیں اور ان پر جادو کرواتی ہیں اور جادو (جو کہ کفر ہے) کروا کر دنیا و آخرت کو خراب کراتی ہیں اور بعض دفعہ خاوندوں پر بھی جادو کا ایسا اثر ہو جاتا ہے جس سے ان کے جسم کے پٹھے اور حافظہ کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ پریشانی دن رات بڑھتی ہی چلی جاتی ہے آخر کار وہ بیچارے اپنے کاروبار حتیٰ کہ مطالعہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ ایسی عورتیں اپنے خاوندوں کے دل کیا جیتیں گی وہ تو دراصل ان کی پکی دشمن ہیں ان کو صرف ان کی کمائی سے غرض ہے بس اگر ان کے دل میں ان کے خاوندوں کی رتی پھر بھی محبت ہوتی تو وہ ان پر ایسا ظلم نہ کرتیں۔

ایسی عورتوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور جہنم کی سلگتی آگ یاد کرنی چاہئے دنیا چند دن کا گھر ہی موت کے بعد ہمیشہ کا نہ برداشت ہونے والا عذاب ہے۔

(۸) خودکشی کرنے والی عورت:

بعض عورتوں میں غیظ و غضب کے وقت عدم برداشت اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے نفس پر قابو نہ پاتے ہوئے اس موقع کی تلاش میں رہتی ہیں کہ اپنی زندگی کو ختم کر ڈالیں چنانچہ وہ یا تو اپنے گھر کے دوسرے افراد کی عدم موجودگی میں کمرے کے اندر داخل ہو کر پھندے سے لٹک کر خودکشی کر لیتی ہیں یا زہر کی گولی کھا لیتی ہیں یا بجلی کا کرنٹ لگا لیتی ہیں یا پھر کسی نہر میں چھلانگ لگا دیتی ہیں بعض بدبخت اپنے معصوم بچے کو بھی ساتھ ہی غرق کر دیتی ہیں بعض اپنے بچوں کو ذبح کر دیتی ہیں۔ بعض ریل گاڑی کے نیچے سر رکھ کر اپنے آپ کو ہلاک کر دیتی ہیں بعض مینار پاکستان سے چھلانگ لگا دیتی ہیں بعض اپنے سر پر تیل چھڑک کر آگ لگا لیتی ہیں بعض کسی تیز دھار آلے سے اپنے آپ کو ذبح کر دیتی ہیں۔ ایسی تمام عورتوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈر جانا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی کسی تیز دھار آلے سے اپنے آپ کو قتل کرے گا وہ اسی آلے کے ساتھ اپنے آپ کو قیامت تک قتل کرتا ہی رہے گا اور کوئی اپنے

Scanned with CamScanner

آپ کو پہاڑ کی چھوٹی سے گرائے گا تو وہ قیامت تک گرتا ہی رہے گا' اور آپ نے خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہیں پڑھایا تھا ایسی عورتیں بھی اپنے خاوندوں کی محبوب بیویاں نہیں بن سکتیں اور نہ ہی ان کے دلوں کو جیت سکتی ہیں۔

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ تمام قسم کی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان غور سے سنیں آپ نے فرمایا: میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر مرد تھے۔

اور میں نے دوزخ کو جھانک کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں۔ (بخاری)

نیز آپ نے فرمایا: دوزخ میں زیادہ تر مجھے عورتیں دکھائی گئی ہیں۔ عورتوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

۱- تم خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔

۲- لعن طعن زیادہ کرتی ہو۔

۳- اگر خاوند زمانہ بھر اپنی بیوی کے ساتھ احسان کرتا رہے پھر کبھی ایسی کوئی بات دیکھ لے تو کہتی ہیں کہ میں نے تیرے ہاں کبھی کوئی خیر دیکھی ہی نہیں۔

ملک کے اندر ہونے والے کثیر گناہ جن کی وجہ سے اکثر لوگ راہ راست سے ہٹتے جاتے ہیں اور ان کا نعم البدل ان سے چھنتا جا رہا ہے۔ مثلاً فلم آئی' علم گیا' گانا آیا تلاوت گئی۔ فیشن آیا شرم وحیا گیا' ٹی وی وڈش آئی غیرت گئی۔ ڈرامے آئے نماز گئی۔ راگ آیا عبادت گئی کرکٹ آئی کام گیا' ادھر علمائے دین نے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام سست کر دیا ہے۔ علماء کو چاہئے کہ وہ اپنے خطبات' دروس اور لیکچرز میں ان برائیوں کے نقصانات سے عوام الناس کو آگاہ کرتے رہا کریں اس طرح اپنی تحریرات کے ذریعے بھی ان کے خلاف جہاد کریں۔

(کیف تکسبین زوجك . ابراهیم بن صالح المحمود (ترجمہ) عورت اپنے خاوند کا دل کیسے جیتے؟ عبدالرحمٰن ضیاء)

(۷۰)

نبی شناسی کا پیمانہ

اگرچہ علمِ کلام میں یہی بتایا گیا ہے کہ نبی شناسی کا پیمانہ صرف معجزہ ہے لیکن یہ ان کا ذاتی خیال ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی شناسی کے ایک سے زائد پیمانے ہیں جیسا کہ حافظ ابن تیمیہ نے شرح العقیدہ الاصفہانیہ میں لکھا ہے کہ صرف معجزات کو نبی شناسی کا پیمانہ کہنا درست نہیں ہے معجزات تو نبوت شناسی کے لئے ظاہری نشانیاں ہیں لیکن نبی شناسی کی کچھ باطنی نشانیاں بھی ہیں، حقیقت شناس لوگ صرف باطنی نشانیوں کے طلبگار ہوتے ہیں زمانہ نبوت میں جو لوگ اہل نظر تھے وہ زیادہ تر اہمیت اسی کو دیتے تھے۔ تجرباتی طور پر زمانہ نبوت کے یہودیوں اور عیسائیوں کو دیکھو جنہوں نے کسی سبب سے علی الاعلان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی تصدیق کی جرات نہیں کی مگر وہ اندرونی طور پر متاثر تھے، یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آتے امتحانات لیتے مگر ان کا امتحان یہ ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی آزمائش کرتے تھے، صحف انبیائے بنی اسرائیل کے سوالات دریافت کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا گہرا مطالعہ کرتے جیسا کہ مسند ابی داؤد طیالسی میں ہے کہ ایک بار یہودی خدمت اقدس میں آئے اور کہا کہ ہم آپ سے چند باتیں دریافت کرنا چاہتے ہیں جن کا جواب پیغمبر کے سوا کوئی اور نہیں دے سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چاہو پوچھو لیکن یہ وعدہ کرو کہ جوابات صحیح ہونے کی صورت میں اسلام قبول کرنا ہوگا، انہوں نے کہا: ہاں ہمیں یہ شرط منظور ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو:۔

Scanned with CamScanner

یہودی عالم: حضرت یعقوب علیہ السلام نے تورات اترنے سے پہلے جو کھانا اپنے اوپر حرام کیا تھا اس کا واقعہ کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: یعقوب علیہ السلام ایک بار سخت بیمار ہوئے انہوں نے نذر مانی کہ اگر میں اچھا ہوگیا تو کھانے اور پینے کی جو چیز مجھے سب سے زیادہ پسند ہے وہ چھوڑ دوں گا، ان کو کھانے میں سب سے زیادہ پسند اونٹ کا گوشت اور پینے میں اونٹنی کا دودھ سب سے زیادہ مرغوب تھا چنانچہ صحت کے بعد انہوں نے دونوں چیزیں چھوڑ دیں۔

یہودی عالم: خدایا سچ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: اے اللہ گواہ رہ۔

یہودی عالم: یہ بتائیے کہ ایک ہی نطفہ کبھی نر اور کبھی مادہ کیونکر ہو جاتا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: میں تم کو اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جن نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی تم کو پتہ ہے کہ مرد کا نطفہ گاڑھا اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا پتلا اور زرد، ان میں جو جنس غالب ہوتی ہے وہ نطفہ اللہ کے حکم سے وہی ہو جاتا ہے اور اسی کے مشابہ ہوتا ہے۔

یہودی عالم: خدایا سچ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: اے اللہ گواہ رہ۔

یہودی عالم: تورات میں نبی امّی کی پہچان کیا بتائی گئی ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: میں تم کو اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی تم کو یہ معلوم ہے کہ اس نبی کی آنکھیں سوئیں اور دل نہیں سوئے گا۔

یہودی عالم: خدایا سچ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: اللہ گواہ رہ۔

یہودی عالم: یہ بتائیں کہ فرشتوں میں تمہارا دوست اور نگہبان کون ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: میرا رفیق فرشتوں میں سے جبرائیل علیہ السلام ہے۔

یہودی عالم: پھر ہم آپ کے ساتھ نہیں ہوسکتے کیونکہ جبرائیل تو ہمارا دشمن ہے۔

(مسند ابی داؤد طیالسی)

اس کی تائید میں صحیح بخاری سے دو واقعات پیش کیے جاسکتے ہیں۔

(۱) ہرقل اور ابوسفیان کا مکالمہ، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو پہلے گذر چکا ہے اور (۲) صحیح بخاری ہی کی ایک طویل حدیث میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے جب غارِ حرا کے روحانی مشاہدات کا تذکرہ کیا تو وہ ایمان لے آئیں مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتقاضائے بشریت ان سے اپنی خوفِ جان کا تذکرہ کیا اور فرمایا: (خشیت علی نفسی) تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم اللہ آپ کو رسوا نہ کرے گا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، قرض داروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں، حق کی مصیبتوں پر لوگوں کی اعانت کرتے ہیں۔ امام بخاری نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان کی اپنی صحیح میں لاکر بتا دیا کہ نبی شناسی کا ایک پیمانہ اخلاقی قدریں بھی ہیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسی پیمانہ کی مدد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی تصدیق کا فیصلہ فرمایا تھا۔

اس موضوع پہ پُر مغز اور جاندار گفتگو

حدیث کے اس پہلو پر بھی ذرا غور فرمائیے کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ورقہ ابن نوفل کے پاس گئیں اور ورقہ زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہوگئے تھے اور عبرانی زبان میں کتابیں لکھتے انجیل عبرانی میں لکھتے تھے تورات اور انجیل کے بہت بڑے عالم تھے اور ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے نابینا ہوگئے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ اپنے برادر زادے کی بات سنئے، ورقہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا فرمائیے کیا بات ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غارِ حرا کی ساری داستان سنادی۔

ورقہ بن نوفل کا بیان

اور ورقہ ابن نوفل نے سن کر کہا کہ یہ تو وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر

Scanned with CamScanner

نازل ہوا تھا اس آخری فقرے کہ (ھٰذا ھو الذی نزل اللہ علٰی موسیٰ) یہ تو وہی ناموس ہے جو اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ ان الفاظ کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخاطبوں کے دماغ میں یہ بات اتارنا چاہتے ہیں کہ معجزات ہی نبی شناسی کا پیمانہ نہیں ہے بلکہ ایک پیمانہ یہ بھی ہے جیسا کہ ہم نے اس موضوع کی ابتدائی گفتگو میں بتایا تھا کہ صرف معجزات کو نبوت شناسی کا پیمانہ کہنا درست نہیں ہے معجزات تو نبوت شناسی کے لئے ظاہری نشانیاں ہیں لیکن نبی شناسی کی کچھ باطنی نشانیاں بھی ہیں حقیقت شناس لوگ صرف باطنی نشانیوں کے طلبگار ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان میں سے کسی نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خارق عادت معجزہ کا مطالبہ نہیں کیا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ خوارق نبوت کی اندرونی اور باطنی علامات نہیں ہیں آنے والے نبی کی بشارات اور صفات تورات اور انجیل میں مذکور تھیں لیکن ان میں سے کسی میں بھی صاحب خوارق ہونا اس کی صفت نہیں بتائی گئی تھی بلکہ تورات میں اس کے اوصاف یہ بتائے گئے تھے کہ وہ فاران پر طلوع ہوگا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ اس کے ہاتھ میں آتشین شریعت ہوگی وہ غریبوں اور مسکینوں کا مددگار ہوگا' اور بدکاروں کو جنگی مرد کی طرح ہلاک کر دے گا وہ عبادت گزار اور خدا کے احکام کا مطیع ہوگا۔ انجیل نے بتایا ہے کہ وہ تسلی کی روح ہوگا وہ مسیح کی نامکمل تعلیم کی تکمیل کرے گا خدا کی زبان اس کے منہ میں ہوگی' اور قرآن نے (الذی یؤمن باللہ و کلمتہ) کہہ کر نبوت کی ان ہی باطنی علامات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۷۱)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی رقت انگیز باتیں

ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری نے فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: میرے بعد تجھے مصیبتیں پیش آئیں گی؟ میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں؟ فرمایا ہاں اللہ کی راہ میں! میں نے عرض کیا: میں اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو خوش آمدید کہتا ہوں، آپ نے فرمایا: اے ابوذر سنو اور اس پر عمل کرو چاہے تجھے ایک سیاہ فام کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق مسند خلافت پر فروکش ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا اور میں رونے لگا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سن چکا ہوں! میں اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتا ہوں کہ تیرا ویسا دوست بنوں! یعنی میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تجھے میری وجہ سے یا میرے زمانے میں کوئی تکلیف پہنچے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھے بلا کر میری تعریف کی اور فرمایا: میں تمہارے متعلق حضور علیہ السلام کا فرمان سن چکا ہوں! میں اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتا ہوں کہ تجھے میری وجہ سے یا میرے زمانے میں تکلیف پہنچے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، فرماتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ جناب ابوذر غفاری نے حاضری کی اجازت طلب کی! میں نے کہا امیر المومنین یہ

Scanned with CamScanner

ابوذر ہیں حاضری کے لئے اجازت طلب کر رہے ہیں، فرمایا اگر تم چاہو تو اجازت دیدو! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اجازت دے دی تو ابوذر آ کر بیٹھ گئے۔

حضرت عثمان وابوذر کا مکالمہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم اپنے آپ کو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے بہتر سمجھتے ہو؟ حضرت ابوذر نے جواب دیا میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ حضرت عثمان نے فرمایا: میں اپنی تائید میں گواہ دے سکتا ہوں! حضرت ابوذر نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ آپ کو شاد کام فرمائے میں آپ کے گواہوں کو تو نہیں جانتا البتہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ میں جانتا ہوں حضرت عثمان نے پوچھا تم نے کیا کہا تھا؟ ابوذر نے بتایا میں نے یہ کہا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم میں سب سے زیادہ میرا محبوب اور میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مرتے دم تک میرے اس عہد پر ثابت قدم رہے گا جس پر میں اسے چھوڑ کر جا رہا ہوں اب تم میں سے ہر ایک نے سوائے میرے دنیا سے کچھ حصہ وصول کر لیا ہے، حضرت عثمان نے فرمایا: تم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملو اور پھر انہیں شام کی طرف روانہ کر دیا، ابوذر شام پہنچ کر لوگوں کو پڑھانے میں مشغول ہو گئے اور دوران تعلیم لوگوں کو خوب رُلاتے اور ان کے سینوں کو محزون کرتے اور فرماتے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک رات گھر میں نہ گزارے جب تک کہ دینار و درہم نام کی کوئی چیز اس کے گھر میں ہو البتہ وہ چیز جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ہو یا کسی کا حق ادا کرنے کے لئے ہو آپ کی ایسی باتیں سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگ بہت روتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر کے قول وفعل اور ظاہر و باطن میں تضاد کو جانچنے کے لئے ان کی طرف ایک ہزار دینار بھیجے آپ نے وہ دینار لئے اور سب تقسیم فرما دیئے، حضرت معاویہ نے دوسرے دن قاصد کو بلایا اور فرمایا: ابوذر سے جا کر کہو کہ مجھے تو کسی اور کو یہ دینار دینے کے

لئے بھیجا تھا مگر غلطی سے میں نے وہ آپ کو دے دیئے ہیں؟ پس قاصد نے حضرت ابوذر کی خدمت میں آ کر عرض کیا: مجھے معاویہ کے عتاب سے بچا لیجئے وہ ہزار دینار کسی اور کو دینے تھے مگر میں نے غلطی سے وہ آپ کو دے دیئے لہٰذا وہ مجھے واپس کر دیجئے، حضرت ابوذر نے قاصد سے فرمایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ تیرے دینار میں سے کچھ بھی ہمارے پاس نہیں بچا اگر تم واپس لینا چاہتے ہو تو پھر تین دن کی مہلت دے دو تا کہ ہم تمہارے لئے جمع کر لیں! جب حضرت معاویہ نے ان کے قول وفعل میں موافقت دیکھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس خط لکھا کہ اگر شام میں کوئی کام ہو تو پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ہاں بلا لینا۔

شام سے واپس مدینہ شریف آمد

حضرت عثمان نے خط لکھ کر ابوذر کو اپنے پاس بلوا لیا جب وہ واپس پہنچے تو حضرت عثمان مسجد میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے سلام عرض کیا: حضرت عثمان نے جواب سلام دیا اور پوچھا: اے ابوذر کیسے ہو عرض کیا اچھا ہوں اور آپ کیسے ہیں؟ پھر حضرت عثمان چلے گئے جبکہ حضرت ابوذر نے ایک ستون کے پاس دو رکعت نماز پڑھی اور وہیں بیٹھ گئے اور لوگ بھی وہاں بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ ہمیں حضور علیہ السلام کی کوئی حدیث سنائیں، فرمایا ضرور ضرور! مجھے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اونٹوں میں صدقہ، زکوٰۃ، ہے کھیتی میں صدقہ ہے، نقد مال میں صدقہ ہے اور بکریوں میں صدقہ یعنی زکوٰۃ ہے، اور وہ شخص جو رات گزارتا ہے درانحالیکہ اس کے گھر میں دینار و درہم ہیں مگر وہ نہ تو کسی کا حق ادا کرنے کیلئے ہیں اور نہ راہِ اللہ تعالیٰ میں خرچ کرنے کے لئے ہیں وہ خزانہ ہیں وہ شخص انکے ساتھ قیامت میں داغا جائے گا لوگوں نے کہا اللہ سے ڈرو اے ابوذر غور تو کرو کیا کہہ رہے ہو؟ اب تو لوگوں کے پاس مال کی کثرت ہے، آپ نے جواب دیا کیا تم نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا، ''اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے پس آپ ان کو دردناک عذاب کی خبر بتا دیجئے''۔

Scanned with CamScanner

(والذین یکنزون الذهب والفضة الیٰ آخره ۔ التوبة) پھر دو یا تین راتین گزری تھیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک ویران سی بستی ربذہ چلے جانے کا حکم دے دیا اور آپ وہیں چلے گئے وہاں دیکھا کہ ایک سیاہ فام امام ہے لوگوں نے حضرت ابوذر سے نماز پڑھانے کو کہا مگر آپ نے انکار کر دیا اور اسی سیاہ فام کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذر حکم سننا اور اطاعت کرنا اگرچہ تو کسی سیاہ فام کے پیچھے نماز پڑھے پھر آپ مرتے دم تک وہیں رہے آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ (تنبیہ الغافلین)

آپ علیہ الرحمۃ کے آخری لمحات

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوذر کی موت کا وقت قریب آیا تو میں رونے لگی، فرمایا کیوں روتی ہے؟ میں نے کہا: آپ کا وصال ویران علاقے میں ہو رہا ہے اور میرے پاس کوئی کپڑا نہیں جس میں تمہیں کفن دوں، فرمایا رو نہیں بلکہ خوش ہو کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی سنا ہے کہ تم میں سے ایک شخص کی موت ویرانے میں ہوگی اور وہاں مؤمنوں کا ایک گروہ پہنچے گا اس جماعت کے تمام افراد لوگوں کی موجودگی میں کسی نہ کسی گاؤں میں فوت ہو چکے ہیں اب صرف میں بچا ہوں اللہ کی قسم میں نہ تو جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ ہی رسول اکرم کا فرمان خلاف واقعہ ہو سکتا ہے بس اب میری باری ہے اور تو راستے پر دیکھتی رہ، بیوی کہتی ہیں میں نے دل میں کہا کہ حاجی تو لوٹ چکے اور راستے خالی ہو چکے ہیں مگر پھر بھی میں ٹیلے پر چڑھ کر چاروں طرف دیکھتی اور واپس آ کر ان کے مرض کی کیفیت دیکھتی پھر میں نے چند سواروں کو دیکھا تو ان کی طرف کپڑا لہرایا اور وہ جلدی سے میری طرف آئے اور کہنے لگے اے اللہ کی بندی کیا بات ہے؟ میں نے کہا ایک مسلمان مرد قریب المرگ ہے لہٰذا اس کے کفن کا انتظام کر دو، انہوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ میں نے کہا ابوذر! کہنے لگے: ابوذر غفاری صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟ میں نے کہا ہاں میرے ماں باپ اس پر

فدا ہوں پس جلدی سے وہ لوگ ابوذر کے پاس آئے "سلام کیا، جواب میں ابوذر نے مرحبا کہا۔

بے سروسامانی کے عالم میں موت

فرمایا تمہیں بشارت ہو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جماعت سے جس میں، میں بھی شامل تھا فرماتے ہوئے سُنا کہ تم میں سے ایک مرد کو ویران علاقے میں موت آئے گی اور ایمان والوں کی ایک جماعت اس کے پاس پہنچے گی، اس جماعت کے تمام افراد اپنی بستیوں اور اپنے لوگوں میں فوت ہو چکے ہیں صرف میں ہی رہ گیا تھا اب وہ میں ہی ہوں اور ایمان والوں کی جماعت تم ہو اور سنو میرے پاس یا میری بیوی کے پاس کوئی کپڑا ہوتا تو اسی کا مجھے کفن دینا اور میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے ایسا کوئی شخص مجھے کفن نہ دے جو افسر، قاصد یا پیغام رساں رہ چکا ہو یا کسی قبیلے کا سردار نقیب رہ چکا ہو لیکن اس جماعت میں سب لوگ ایسے تھے جو یہ ڈیوٹیاں گزار چکے تھے صرف ایک انصاری تھا اس نے کہا: اے چچا میں آپ کو کفن دوں گا اس لئے کہ میں نے مذکورہ عہدوں میں سے کسی پر کام نہیں کیا، میں اپنی چادر میں یا دیگر دو کپڑوں میں یا اپنی ان دو عباؤں میں جنہیں میری ماں نے بنا ہے آپ کو کفن دوں گا ابوذر نے فرمایا: پس تو ہی مجھے کفن دے گا اور پھر فوت ہو گئے، پس انصاری نے ہی آپ کو کفن پہنایا اور وہاں پر موجود تمام لوگ اہل دین تھے پھر وہ لوگ خوشی خوشی لوٹے اس بات سے جو انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنی تھی۔ (ایضا)

Scanned with CamScanner

(۷۲)

بہترین اشیاء

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

"اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ" "اسلام کی کونسی چیزیں سب سے بہترین ہیں؟"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرماتے ہوئے جواباً فرمایا:

(تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَئُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ)

"یہ کہ تو کھانا کھلائے اور واقف و ناواقف کو سلام کہے"۔

(بخاری، الایمان، باب اطعام الطعام من الاسلام:۱۲)

(۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

(خَیْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا)

"بیٹھنے کی سب سے بہتر جگہ وہ ہے جو کشادہ ہو (جس میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو)"۔ (ابوداؤد، الادب، باب فی سعۃ المجلس:۴۸۲۰)

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس کو پسند فرمایا کرتے اور کفن وغیرہ کے لئے بھی اسی کپڑے کو پسند کیا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم تاجدارِ نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِكُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِكُمْ ، وَكَفِّنُوْا

فِیْهَا مَوْتَاكُمْ)

"سفید لباس زیب تن کیا کرو، یہ تمہارے ملبوسات میں بہترین اور عمدہ لباس ہے اور اپنے مرنے والوں کو بھی اس میں کفن دیا کرو"۔

(سنن ابی داؤد، الجنائز، باب فی الامر بالنعل: ۳۸۷۸، الترمذی: ۹۹٤؛ ابن ماجه: ۱٤۷۲، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ صحیح ابی داؤد: ۳۲۸٤)

(۴) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (خَیْرُ الصَّدَاقِ اَیْسَرُهٗ)

"بہترین حق مہر وہ ہے جسے ادا کرنا انتہائی آسان ہو"۔

(سنن ابوداؤد، النکاح، باب فیمن تزوج ولم یسم صداق حتی مات: ۱۸۵۹، الصحیحۃ: ۱۸۴۲)

آبِ زم زم شریف

آب زمزم روئے زمین پر سب سے بہترین پانی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(خَیْرُ مَآءٍ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مَآءُ زَمْزَمَ فِیْهِ طَعَامٌ مِنَ الطُّعْمِ وَشِفَآءٌ مِنَ السُّقْمِ)

"روئے زمین پر بہترین پانی آب زمزم ہے اس میں بھوکے کی خوراک اور بیمار کی شفاء ہے"۔ (السلسلة الاحادیث الصحیحة: ۱۰۵٦)

جس نیک مقصد کے لئے آب زمزم پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ)

"جس (نیک) مقصد کے لئے آب زمزم پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے"۔

(صحیح ابن ماجه، المناسک، باب الشرب من زمزم: ۲۴۸۴، ابن ماجه: ۳۰۶۲، احمد: ۳/۳۵۷)

(۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ)

''بہترین صدقہ وہ ہے جسے دینے پر آدمی مال دار رہے اور ان سے ابتداء کر جو تمہارا اہل وعیال ہے''۔

(بخاری، النفقات، باب وجوب النفقۃ علی الاہل والعیال: ۵۳۵۶)

جن چیزوں کا مرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا

کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ آدمی دنیا سے چلا بھی جائے تب بھی اسے ان کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ ان میں سے تین یہ ہیں۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِهٖ ثَلَاثٌ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهٗ وَصَدَقَةٌ تَجْرِيْ يَبْلُغُهٗ اَجْرُهَا وَعِلْمٌ يُعْمَلُ بِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ)

''آدمی جو موت کے بعد دنیا میں چھوڑ جاتا ہے ان میں سے تین چیزیں بہترین ہیں:

- ☆ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے۔
- ☆ صدقہ جاریہ کا اجر اس کو پہنچتا رہتا ہے۔
- ☆ ایسا علم جس پر بعد میں عمل ہوتا رہے''۔

(سنن ابن ماجہ، السنۃ، باب ثواب معلم الناس: ۲۴۱)

(۸) دنوں میں بہترین دن جمعۃ المبارک کا دن ہے اس کی وجہ مندرجہ ذیل حدیث میں موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ

اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا)

''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی میں انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن انہیں جنت سے نکالا گیا''۔

(سنن نسائی، الجمعة، باب ذكر فضل يوم الجمعة: ١٣٧٤)

(۹) قرآن مجید کی عظیم ترین سورتوں میں سے ایک سورت سورہ فاتحہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَخْيَرِ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ)

''کیا میں تجھے قرآن کریم کی بہترین سورت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر فرمایا: وہ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ) ہے''۔

(مسند احمد: ٤/١٧٧، صحيح الجامع الصغير: ٢٥٨٩)

بہترین کلام

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(خَيْرُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِنَّ بَدَاْتَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)

''انسان کے کلام میں سب سے بہتر کلام چار ہیں اور وہ یہ ہیں: سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) الحمد للہ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اللہ اکبر (اللہ بہت بڑا ہے)''۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کلام چار ہیں:

Scanned with CamScanner

☆ سُبْحَانَ اللّٰهِ

☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

☆ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

☆ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

ان میں سے کسی بھی کلمہ سے شروع کرنا تمہارے لئے نقصان دہ نہیں ہے''۔

(مسلم، الآداب، باب کراھة التسمیة بالاسماء القبیحة: ۲۱۳۷، جمع الجوامع: ۱۱۷۵۳/۶)

یوم عرفہ کی فضیلت

دعا کی قبولیت کے ایام میں سے ایک دن یوم عرفہ کا بھی ہے اس میں کی جانے والی دُعا بہترین دیا ہے، کیونکہ یہ دن مسلمانوں کی عید کا دن ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)

''بہتر دُعا عرفہ کے دن کی دعا اور بہتر قول میرا اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) ہے''۔

(ترمذی، الدعوات، باب فی الدعاء یوم عرفة: ۳۵۸۵، صحیح الجامع الصغیر: ۱۱۰۲، حسن عند البانی)

(۱۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ مُقَدَّمُهَا وَشَرُّهَا مُؤَخَّرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ مُؤَخَّرُهَا وَشَرُّهَا مُقَدَّمُهَا)

''مردوں کی بہترین صف آگے والی ہے اور بُری صف آخری ہے اور عورتوں کی بہترین صف آخر والی ہے اور بُری صف آگے والی ہے''۔

(سنن ابن ماجہ، اقامة الصلوات، باب صفوف النساء: ۱۰۰۱ صحیح عند الالبانی)

(۱۳) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(خَيْرُ صَلَاةِ النِّسَاءِ فِيْ قَعْرِ بُيُوْتِهِنَّ)

''عورتوں کی سب سے بہتر نماز وہ ہے جو گھر کی بہت خفیہ جگہ میں ادا کی جائے''۔ (مسند احمد: ۲۶۶۲۶/۵، حسن المعجم الکبیر: ۱۹۶۶۱)

بہترین حکمران کون؟

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

(خِيَارُ اَئِمَّتِكُمْ مَنْ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ)

''تمہارے ائمہ میں سے بہترین وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہوں اور تم ان کے لئے دُعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دُعا کرتے ہوں''۔ (دعا سے نمازِ جنازہ بھی مراد ہوسکتا ہے)

(مسلم، الامارة، باب خیار الائمة وشرارہم: ۴۹۱۰، مسند احمد: ۲۴۰۵۴/۶)

(۱۵) حضرت ابوسبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(خَيْرُ اَسْمَائِكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَالْحَارِثُ)

''تمہارے ناموں میں بہترین عبداللہ، عبدالرحمن اور حارث ہیں''۔

(مسند احمد: ۱۷۸/۴، جمع الجوامع: ۱۱۷۲۰/۶، صحیح)

(۱۶) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

Scanned with CamScanner

فرمایا:

(خَیْرُ الْعَمَلِ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ)

''بہترین عمل کہ جب تو اس دنیا سے جائے تو تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو''۔ (جمع الجوامع:۶/۱۱۷۵۰، صحیح کنوز السنۃ النبوۃ:۱/۳۲۷۷)

شبِ قدر کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''جب رمضان کا مہینہ آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے لئے یہ مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات (یعنی شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، لہٰذا جو شخص اس رات کی سعادت سے محروم رہا کہ اسے پوری رات یا کم سے کم رات کے کچھ حصوں میں بھی جاگنے اور عبادت خداوندی میں مشغول ہونے کی توفیق نہ ہوئی تو وہ ہر سعادت و بھلائی سے محروم رہا اور یاد رکھو شب قدر کی سعادت سے وہی محروم رہتا ہے جو ہر خیر سے محروم ہوتا ہے''۔ (سنن ابن ماجۃ: الصیام، باب ما جاء فی فضل شہر رمضان:۱۶۴۴، حسن صحیح)

لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ○ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○

(۹۸/القدر:۳-۵)

''شب قدر کی عبادت ایک ہزار مہینوں (کی عبادت) سے بہتر ہے۔ اس (میں ہر کام) سر انجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل علیہ السلام) اترتے ہیں۔ یہ سراسر سلامتی ہوتی ہے اور فجر طلوع ہونے تک رہتی ہے''۔

(۷۳)

شہوت پرستی اور عبادت خداوندی

ابن جوزی فرماتے ہیں: ''مجھے اس شخص پر کوئی اعتراض نہیں جو دنیاوی لذت جائز طریقہ سے حاصل کرتا ہے کیونکہ ہر شخص ترک لذت پر قادر نہیں مصیبت تو اس کے لئے ہے جو اپنی مطلوبہ لذت کو حرام طریقہ کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا پھر وہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ فکر نہیں رکھتا کہ کیسے حاصل ہوتی ہے یہ وہ مصیبت ہے۔ جس میں عقل نے اپنا حق ادا نہیں کیا اور اس شخص کو اس کے وجود نے کچھ بھی نفع نہیں دیا اس لئے کہ وہ شخص اگر اپنی مطلوبہ لذت کا وزن اس کی سزا کے ساتھ کرتا تو اس کی فنا ہونے والی لذت کا پلڑا اجزا کے پہلے ذرّہ کے مقابلہ میں ہی اوپر اٹھ جاتا اور ہم نے کتنے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے اپنی شہوت وخواہش ہی کو مقدم رکھا اور دین بھی کھو بیٹھے ایسے لوگوں کے حالات دیکھ کر ایک عقلمند انسان تعجب کرتا ہے کہ انہوں نے ایسی چیز کو کیسے ترجیح دے دی جو ان کے ساتھ نہ رہ سکی اور وہ ایسے عذاب تک پہنچ گئے جو کبھی بھی ان سے جدا نہ ہوگا بس عقل کی اس خیانت میں اور اپنا حق نہ ادا کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ سے ہی ڈرنا چاہئے اور چلنے والے کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کہاں قدم رکھ رہا ہے بہت سے جلد باز ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتے ہیں بیداری اور ہوشیاری کی آنکھ کھلی رکھنی چاہئے کیونکہ تم لڑائی کی صف میں کھڑے ہو کچھ پتہ نہیں تیر کدھر سے آ جائے لہٰذا اپنے نفس کی اعانت کرو مخالفت مت کرو''۔ (صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

اطاعت کس چیز کا نام ہے؟

حق جل مجدہ اپنے بندے کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے مگر وہ اس کے ساتھ معاملہ یوں کرتا ہے جیسے کوئی غائب اور بعید کیا کرتا ہے اور اس بندے کو نیت درست کرنے کا اور اپنے آگے دست سوال دراز کرنے کا حکم دیا ہے جس سے جاہلوں کے قلوب بعد سمجھنے لگے اسی لئے ان سے معاصی بھی سرزد ہوتے ہیں اور اگر حاضر وناظر ذات کے لئے ان کا مراقبہ پختہ ہوتا تو خطاؤں سے وہ اپنا ہاتھ روک لیتے اور بیدار مغز لوگ اس کے قرب کو جانتے ہیں اور اس مراقبہ کا استحضار ان کو رہتا ہے جو ان کو پابند رکھتا ہے اور اگر صحیح مراقبہ کی آنکھ پر ایک خاص قسم کا پردہ نہ پڑا ہوتا تو کوئی ہاتھ غلط کھانے کی طرف نہ بڑھتا اور کوئی آنکھ غلط نظر نہ کر سکتی پس واہ کیا لذیذ عیش ہے ارباب انس کی اور ہائے کیسا خسارہ ہے اہل وحشت لوگوں کے لئے طاعت وبندگی جیسا کہ اکثر جاہلوں کا خیال ہے صرف صوم وصلات کا نام نہیں ہے بلکہ طاعت احکام کو ماننے اور ممنوعات سے بچنے میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کا نام ہے اصل قاعدہ کلیہ یہی ہے اور کس قدر عبادت گذار ہیں جو دور جا پہنچے کہ اصل بات کو ضائع کر چکے ہیں اور حکم کی مخالفت اور ممنوع کا ارتکاب کر کے بنیادوں کو ڈھا چکے ہیں حق پرست وہ شخص ہے جو محاسبہ کا ترازو نفس کے لئے لے کر بیٹھتا ہے اپنے ذمہ جو واجب ہے ادا کرتا ہے جس سے روکا گیا ہے اس سے بچتا ہے مزید کچھ توفیق مل جائے تو ثواب کما لیتا ہے ورنہ نقصان کچھ نہیں۔ والسلام۔ (ایضاً)

(۷۴)

عرفاء کا مقام

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ بھول گیا اچانک ایک عورت ملی میں نے اس سے پوچھا اے مسافر عورت! کیا تو بھی راستہ بھول گئی ہے؟ جواب: اس کا آشنا' مسافر کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اس کی محبت رکھنے والا راستہ کیسے بھول سکتا ہے؟ اچھا آؤ تم میری لکڑی کا سرا تھام کر آگے آگے چلو۔ شیخ فرماتے ہیں: اس کے کہنے کے بعد جب میں زیادہ سے زیادہ سات قدم چلا ہوں گا کہ بیت المقدس کی مسجد نظر آ گئی۔ میں نے ہاتھ سے آنکھوں کو ملا کہ شاید مجھے اشتباہ ہو رہا ہے۔ خاتون بولیں: ''اے شخص تیری سیر زاہدوں کی سیر ہے اور میری سیر عارفوں کی' زاہد چلتا ہے' عارف پرواز کرتا ہے اور چلنے والا بھلا اڑنے والے کو کب پا سکتا ہے؟'' یہ کہہ کر غائب ہو گئی' میں نے پھر انہیں نہیں دیکھا۔

☆ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بکری چرانے والے کے پاس سے گزرا' اور پوچھا: تمہارے پاس کچھ پانی یا دودھ ہے؟ اس نے کہا: ''جی ہاں آپ کو دونوں میں سے کیا پسند ہے؟'' میں نے کہا پانی۔ اس نے فوراً پتھر کی سخت چٹان پر اپنا ڈنڈا مارا اور اس سے پانی جاری ہو گیا۔ میں نے جب اس پانی کو پیا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں تعجب میں پڑ گیا انہوں نے کہا: ''حیرت نہ کرو' جب بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے' رضی اللہ عنہما

Scanned with CamScanner

عصائے موسوی کی ضرب ہے، ضرب قلندر میں
نظر کر دے تو منظر سارا آب زر نظر آئے
بوقت مرگ سب روتے ہیں اور وہ مسکراتا ہے
مسافر جس طرح لمبے سفر کے بعد گھر آئے
خدا کے پاک بندے عظمت مولا کے مظہر ہیں
زمانہ بے بصر ہے اس کو کیا جو ہر نظر آئے

مصطفیٰ کی سلطنت کے اولیاء ہیں عاملین

سیّدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن سے ایک مہمان کے ہمراہ روانہ ہوئے آپ نے جنگل میں ہرن اور دیگر جانوروں کو گھومتے پھرتے اور پرندوں کو پرواز کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''تم میں سے ایک تندرست ہرن اور ایک پرندہ میرے پاس آ جائے' کیونکہ میرے ساتھ ایک مہمان ہے اور میں اس کی عزت وضیافت کرنا چاہتا ہوں'' چنانچہ ہرن اور پرندہ دونوں آ گئے مہمان نے یہ منظر دیکھا تو کہا سبحان اللہ! یہ بھی آپ کے فرمانبردار ہیں؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''افتعجب من ھذا'' ھل رایت عبدا اطاع اللہ فعصاہ شیء کیا تم اس پر متعجب ہو' کیا تم نے کسی ایسے بندہ کو دیکھا جو اللہ کا مطیع ہو اور کوئی شے اس کی نافرمان ہو۔

ہے زمین کا چپہ چپہ زیرِ فرمان رسول ﷺ
خلق پر مضبوط ہے بندش جنود اللہ کی
مصطفیٰ ﷺ کی سلطنت کے اولیاء ہیں عاملین
ہے حکومت کل جہاں پر اولیاء اللہ کی
وہ خدا کے زیرِ فرماں ان کی طاعت کیش خلق
باوقار و پُر شکوہ عظمت ہے حزب اللہ کی

ہے حکومت کل جہاں پر اولیاء اللہ کی

حضرت شیخ عبدالوحد بن زید اور حضرت ایوب السختیانی رحمۃ اللہ علیہما ملک شام میں سفر فرما رہے تھے۔ انہوں نے ایک حبشی شخص کو دیکھا جو لکڑیوں کا بوجھ سر پر اٹھائے آیا حضرت شیخ عبدالواحد نے اس سے پوچھا: تیرا ربّ کون ہے؟

حبشی: مجھ جیسے شخص سے آپ یہ پوچھ رہے ہیں؟ یہ کہہ کر لکڑی کا بوجھ زمین پر رکھا اور آسمان کی طرف سر اٹھا اور کہا: اے پروردگار! اسے سونا بنا دے چنانچہ لکڑیوں کا وہ بوجھ فوراً سونا بن گیا (مزید کہا) کیا آپ اسے دیکھ رہے ہیں؟ شیخ عبدالواحد: میں دیکھ رہا ہوں۔

اے اللہ اسے پھر لکڑی بنا دے یہ کہتے ہی پورا بوجھ پھر لکڑی بن گیا۔ (پھر کہا) عارفین سے سوال کرتے رہو ان کے عجائب ختم نہیں ہوتے۔ حضرت ایوب فرماتے ہیں: میں اس حبشی کا کمال دیکھ کر حیرت میں ڈوب گیا اور اتنا شرمندہ ہوا جتنا کبھی نہیں ہوا تھا اور میں نے پوچھا: کیا آپ کے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے اشارہ کیا' فوراً ہمارے پاس ایک پیالہ آ گیا جس میں شہد تھا جو برف سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ حبشی: لیجئے تناول کیجئے۔ یہ مکھیوں کے شکم سے نکلا ہوا نہیں ہے ہم نے کھایا تو اس سے میٹھی کوئی شے ہمیں یاد نہ رہی ہم نے تعجب کا اظہار کیا۔

حبشی: ایسی کرامتوں پر تعجب کرنے والا عارف نہیں ہوتا اور جو متعجب ہو جان لو کہ وہ اللہ سے دور ہے' اور جو شخص کرامتیں دیکھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ اللہ سے ناواقف ہے۔ (رضی اللہ عنہ ونفعنا بھم آمین)

جس کا خدا انیس وہمساز ہو

حضرت شیخ واسطی رحمۃ اللہ علیہ جنگل کی سیر کرتے ہوئے ایک دیہاتی کے پاس پہنچے' جو تنہا تھے فرماتے ہیں: میں نے سلام کیا' انہوں نے جواب دیا۔ پھر میں نے کچھ

پوچھنا چاہا تو کہنے لگے ”اللہ کے ذکر میں لگے رہو کیونکہ اللہ کا ذکر قلب کی شفاء ہے“۔ پھر فرمایا: انسان ذکر الٰہی سے سست اور کاہل کیوں ہو جاتا ہے حالانکہ موت اس کی گھات میں ہے اور اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ یہ کہہ کر رونے لگے۔ ان کے ساتھ میں بھی رونے لگا۔ کچھ دیر بعد میں نے پھر پوچھا۔ آپ تنہا کیوں ہیں؟ فرمایا میں اکیلا نہیں ہوں اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے جب وہ میرا انیس و دمساز ہے تو میں تنہا نہیں ہوں۔ اس کے بعد جلدی سے میرے پاس سے اٹھ کر چلے گئے یہ کہتے ہوئے:۔

”اے میرے پروردگار! تیری بیشتر مخلوق تجھے چھوڑ کر غیر کے ساتھ مشغول ہے حالانکہ تو تمام چھوٹی ہوئی چیزوں کا نعم البدل ہے اے ہر غریب کے ساتھی، اے ہر تنہا کا مونس، اے بے سہارا کی پناہ“۔

شیخ واسطی فرماتے ہیں وہ آگے آگے چلے جا رہے تھے اور میں ان کے پیچھے لگا تھا۔ پلٹ کر مجھے دیکھا اور کہا: ”اللہ تمہیں عافیت بخشے“ مجھ سے بہتر کو تلاش کرو، اور مجھے اپنے سے بہتر کے ساتھ رہنے دو“ پھر نظر سے غائب ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

خلق پر مضبوط ہے بندش جنود اللہ کی

سفر بیاباں کے دوران، حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو گھاس پر لیٹے ہوئے ایک شخص ملا، سلام و جواب کے بعد انہوں نے پوچھا: کہاں کے باشندے ہو؟ فرمایا: مصر کا۔ پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس تلاش کر رہا ہوں۔ کہا: دنیا و آخرت کو ترک کر دو، اس وقت طلب صادق ہو گی اور محبت مولا کی منزل پا جاؤ گے۔ فرمایا: یہ بات درست ہے ذرا اس کی وضاحت فرما دیں! کہا: کیا ہمارے حاصل کئے ہوئے پر تہمت لگا رہے ہو؟ تم جو کہتے ہو ہمیں اس سے سوا عطا ہوا ہے یعنی اللہ کی معرفت۔ فرمایا: میں آپ پر تہمت نہیں باندھتا بلکہ اس بات کا خواہش مند ہوں کہ اس نورانی کلام کو مزید منور فرمایئے: کہا: اے ذوالنون! اوپر دیکھ! میں نے نظر اٹھائی تو آسمان سونے کا بن گیا تھا اور زمین بھی سونے کی بن گئی تھی اور دونوں چمک رہے تھے: کہا: اب

آنکھیں بند کرو! میں نے آنکھیں بند کر کے پھر کھولیں تو سب کچھ اپنی اصلی حالت پر تھا پھر میں نے دریافت کیا اس کی جانب راستہ کس طرح ملے گا؟ فرمایا: اگر تو اللہ کا بندہ ہے تو اس کے لئے سب سے الگ ہو جا۔ (رضی اللہ عنهما و نفعنا بهما آمین)

وہ خدا کے زیر فرماں ان کی طاعت کیش خلق

حضرت شیخ محمد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار ملک شام کے ایک پاگل خانہ میں گئے وہاں ایک نوجوان کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی، گلے میں فولادی طوق اور پورا جسم زنجیر سے جکڑا ہوا تھا۔ شیخ فرماتے ہیں، مجھے دیکھا تو بولے ”محمد! دیکھ رہے ہو میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ میں آپ کے ذریعہ اس تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں“۔

”اگر تو میرے لئے آسمانوں کو طوق اور زمین کو زنجیر بنا کر میرے ہاتھ پاؤں میں ڈال دے پھر بھی میں تجھے چھوڑ کر لمحہ بھر کے لئے بھی غیر کی جانب التفات نہیں کروں گا“۔

علی بعدك لا يصبر من عادته القرب
ولا يقوى على قطعك من تيمه الحب

جسے تیرے قرب کی عادت ہوگئی، وہ تیری جدائی پر صبر نہیں کر سکتا اور وہ قطع تعلق پر قادر نہیں جسے محبت نے وارفتہ کر دیا ہو۔

وحبك في قلبي وفي كبدي اذا
لم ترك العين فقد ابصرك القلب

تیری محبت میری دل میں اور میرے جگر میں ہے، اگر تجھے آنکھ نہیں دیکھتی تو کیا، دل تو دیکھتا ہے۔ رضی اللہ عنہ

معلم عرفاں بزرگ

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ سے لوگوں نے ایک عرب

Scanned with CamScanner

بزرگ کی عظمت وشان، ان کی عارفانہ باتیں اور حسنِ کلام کا ذکر کیا میں ان سے ملنے گیا چالیس روز ان کی خدمت میں رہا۔ ان کی مشغولیات عبادت کی وجہ سے اس مدت میں، میں ان کے علم سے فیض یاب نہ ہو سکا ایک روز مجھے دیکھ کر انہوں نے میرے بارے میں پوچھا، میں نے اپنا حال بتایا فرمایا: میرے پاس کس لئے آئے ہو؟ حضرت ذوالنون: آپ سے ایسے علم کی خواہش میں حاضر ہوا ہوں جو مجھے اللہ کا راستہ دکھا دے۔ عرب بزرگ: اللہ سے ڈرو، اس سے مدد مانگو، اسی پر توکل کرو، وہی حمد کا سزاوار اور حقیقی سرپرست ہے۔

اتنا فرمانے کے بعد خاموش بیٹھ رہے۔ میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ کچھ اور بیان فرمائیں۔ میں مسافر آپ کی خدمت میں دور دراز سے آیا ہوں اور اپنے قلب میں آنے والے شبہات کا آپ کے ذریعہ ازالہ چاہتا ہوں۔ عرب بزرگ: پہلے یہ بتاؤ تم متعلم ہو، عالم ہو یا مناظر؟ حضرت ذوالنون: میں ایک ضرورت مند متعلم ہوں۔ عرب بزرگ: متعلم ہو تو متعلم کی طرح رہو اور آدابِ سوال ملحوظ رکھو کیونکہ اگر تم آداب میں کمی یا جسارت بے جا سے کام لو گے تو فیض معلم تم سے اٹھ جائے گا۔ عقل والے علماء اور عرفان والے صوفیاء صدق ووفا کی راہ پر چلتے ہیں اور قرب وصفا کے قدم سے غم وبلا کی وادیاں سر کرتے ہیں اور دارین کی بھلائی حاصل کرتے ہیں۔ حضرت ذوالنون: یرحمک اللہ، ارشاد فرمائیں کہ بندہ اس مقام پر کب پہنچتا ہے؟ عرب بزرگ: جب وہ اسباب وانساب سے بلند ہو جاتا ہے وہ قلب سے سارے تعلقات کاٹ ڈالتا ہے۔ حضرت ذوالنون: حضور عالی! بندہ کو یہ رتبہ کب ملتا ہے؟ عرب بزرگ: جب وہ طاقت وقوت سے نکل جائے اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ رہے جس کا وہ مالک ہو نہ اس کی کوئی ایسی حالت ہو جس سے وہ واقف ہو۔ (روض الریاحین)

(۷۵)

حجاج کرام کی خدمت میں

بعض مالدار بار بار حج وعمرہ کو جاتے، اس کی گنتی خوب یاد رکھتے، بار ہا بغیر ضرورت بے پوچھے لوگوں کو اپنے حج وعمرہ کی تعداد بتاتے اور سفرِ مدینہ کے ''کارنامے'' سناتے ہیں، ان کو احساس تک نہیں ہوتا کہ کہیں ریاکاری کی تباہ کاری میں نہ جا پڑیں۔ حطیم شریف کا داخلہ بھی حالانکہ عین کعبہ مشرفہ ہی کا داخلہ ہے جو ہر ایک کو نصیب ہو سکتا ہے مگر اس کا تذکرہ کوئی نہیں کرتا اور اگر کسی کو دروازۂ کعبہ کے اندر داخلہ یا کسی ملک کے سربراہ کے ساتھ سنہری جالیوں کے اندر حاضری کی سعادت مل جائے تو اپنے منہ سے اپنے فضائل بیان کرتے نہیں تھکتا۔ اسی طرح بعض لوگ اپنے فضائل اس طرح بیان کرتے بھی سنائی دیتے ہیں کہ صاحب! وہاں تو ہم نے جو مانگا وہ ملا، ہر تمنا پوری ہوئی، فلاں کی ملاقات کی خواہش ہوئی تھوڑی ہی دیر میں مل گئے وغیرہ۔ اس طرح اپنے مُنہ ''میاں مٹھو'' بن کر یہ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ ہمارا وقار بلند ہوگا حالانکہ ایسا ہونا ضروری نہیں، ہو سکتا ہے بعض لوگ اس کا مطلب یہ بھی لیتے ہوں کہ ''یہ حاجی صاحب'' مقاماتِ مقدسہ کی عظمت کے بیان کے ساتھ ساتھ اپنی ''کرامت'' بھی سنا رہے ہیں! ہاں بطور تحدیث نعمت یا دوسروں کو رغبت دلانے کی نیت سے اپنے اوپر ہونے والے انعاماتِ الٰہیہ کے تذکرے میں حرج نہیں۔ بہر حال ہر ایک کو اپنی نیت پر غور کر لینا ضروری ہے کہ میں فلاں بات کیوں کہنے لگا ہوں۔ اگر بتانے میں آخرت کی بھلائی کا پہلو ہے تو بولے ورنہ چپ رہے۔ فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اُسے

Scanned with CamScanner

چاہئے کہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے"۔ (بخاری ج ۴ ص ۱۰۵، حدیث ۶۰۱۸)

ریاکاری اور تحدیثِ نعمت

یاد رہے: اپنے حج و عمرے کی تعداد بیان کرنا ہر صورت میں گناہ نہیں، حدیث پاک میں ہے: **انما الاعمال بالنیات** اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۲ حدیث ۱) اگر کوئی تحدیث نعمت (یعنی اپنے اوپر نعمتِ الٰہی کی خبر دینے) کے لئے اپنے حج کی تعداد بیان کرے تو حرج نہیں مگر علم دین اور صحبت اخیار کی کمی کے باعث فی زمانہ اصلاحِ نیّت بے حد دشوار اور ریاکاری کا خطرہ شدید۔ فرض کیجئے! آپ نے بغیر پوچھے کسی کو بتا دیا کہ "میں نے دو حج کئے ہیں"۔ اس پر اگر وہ پوچھ بیٹھے کہ جناب! مجھے بتانے کی ضرورت کیسے پیش آئی؟ اب اگر آپ نے گھبرا کر کہہ دیا کہ تحدیثِ نعمت (اللہ تعالیٰ کی نعمت کا چرچا کرنے) کے لئے عرض کیا ہے۔ اس پر ہو سکتا ہے کہ سائل خاموش ہو جائے، مگر غور فرما لیجئے! کیا یہ کہتے وقت کہ "میں نے دو حج کئے ہیں" واقعی آپ کے دل میں تحدیث نعمت یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا چرچا کرنے کی نیت تھی؟ اگر تھی پھر تو ٹھیک ورنہ جھوٹ کے گناہ کا وبال سر پڑا اور "دل میں کچھ زبان پر کچھ" کی وجہ سے نفاق اور بتاتے وقت اگر **معاذ اللہ تعالیٰ** دل میں ریا اور دکھاوے کا ارادہ تھا تو ریاکارانہ عمل کو تحدیث نعمت میں کھپانے کی "ریاکاری در ریاکاری" کا الزام مزید برآں۔ عاجزانہ التجا ہے کہ زبان پر خاموشی کا تالا لگانے کی کوشش کیجئے کہ زبان کی بظاہر معمولی نظر آنے والی لغزش بھی جہنم میں جھونک سکتی ہے!

☆ مشہور محدث حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہیں مدعو تھے میزبان نے اپنے خادم سے کہا: اُن برتنوں میں کھانا کھلاؤ جو میں دوسری بار کے حج میں لایا ہوں، سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے سُن کر فرمایا: ارے مسکین! تُو نے ایک جُملے میں دو حج ضائع کر دیئے! (احسن الوعا لآداب الدعاء، ص ۱۵۷)

عطا کر دے اخلاص کی مجھ کو نعمت
نہ نزدیک آئے ریا یا الٰہی

(وسائلِ بخشش ص ۷۷)

یاد رکھو! بے ضرورت اپنے حج و عمرہ کی تعداد، تلاوت کردہ قرآنِ پاک اور دورِ دِ پاک اور دیگر اوراد پڑھنے کی گنتی بتانے والوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

حسنِ ظن سے کام لینا چاہیے

اسی طرح بے حاجت اپنے آپ کو حاجی، قاری، حافظ کہنے لکھنے والے بھی غور کریں کہ وہ حج یا فن قراءت یا حفظ قرآن پاک سے مشرف ہونے کا بہ بانگ دُہل اعلان کر کے کیا لینا چاہ رہے ہیں؟ ہاں لوگ اپنی مرضی سے ایسوں کو حاجی صاحب، قاری صاحب یا حافظ صاحب کہیں تو اس میں کوئی مضایقہ نہیں۔ البتہ بزرگوں کے حج کی تعداد کا معاملہ بھی اسی طرح ہے کہ یا تو ان کے خدام نے ان کو روایت کیا ہو گا یا تحدیث نعمت کے لئے بزبانِ خود ارشاد فرمایا ہو گا۔ سراپا اخلاص بندوں کا منشاء ہرگز نیک نامی یا اپنی پارسائی کا سکہ جمانا نہیں ہوتا۔ یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اگر کوئی حاجی اپنے حج وغیرہ کی تعداد بتائے بھی تو ہمیں اسے ریاکار کہنے کی اجازت نہیں کیوں کہ دلوں کا حال ربّ ذوالجلال جانتا ہے، ہم پر لازم ہے کہ حسنِ ظن سے کام لیں۔

شیطان اور ایک بزرگ کا مکالمہ

کسی بزرگ نے حج کے روز عرفات شریف کے میدان میں شیطان کو بشکلِ انسان اس حال میں دیکھا کہ وہ نہایت کمزور زرد رُو ہے، اُس کی پیٹھ ٹوٹی ہوئی ہے اور رو رہا ہے۔ بزرگ کے پوچھنے پر اُس نے اپنے رونے کا سبب کچھ یوں بتایا کہ چونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حاجی اکٹھے ہوئے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کو رُسوا نہیں کرے گا، مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں سارے ہی بخش نہ دیئے جائیں! اپنی کمزوری کا سبب اُس نے راہِ خدا

Scanned with CamScanner

کے مسافروں کے گھوڑوں کا ہنہنانا بتایا اور بصد افسوس کہا کہ اگر یہ سوار (راہِ خدا کے مسافر) میری پسند کے (غفلتوں اور گناہوں بھرے) راستوں پر ہوتے تو بہت خوب تھا۔ زرد رُوئی یعنی چہرہ پیلا پڑ جانے کا سبب اُس نے عبادت پر لوگوں کا ایک دوسرے کی مدد کرنا قرار دیا۔ اُن بزرگ نے جب یہ پوچھا کہ تیری کمر کیوں ٹوٹی ہوئی ہے؟ تو بولا: بندہ جب اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے: ''یا اللہ! میرا خاتمہ بالخیر فرما'' تو مجھے سخت صدمہ ہوتا ہے اور میری خواہش ہوتی ہے کہ یہ اپنے نیک عمل کو ''کچھ'' (بڑا کارنامہ) سمجھے، اِس پر خوب اترائے اور پُھولے تاکہ برباد ہو، مجھے اس بات کا خوف آتا ہے کہ کہیں اِس کو یہ سمجھ نہ آجائے کہ اپنے عمل پر اِترانا نہیں چاہئے بلکہ صرف وصرف اللہ تعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھتے ہوئے عاجزی اختیار کرنی چاہئے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۲۲ ملخصا)

بلندی وہی پائے گا جو اس کے آگے سر جھکائے گا

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں صفا اور مروہ کے درمیان ایک خچر سوار دیکھا، کچھ غلام ''ہٹ جاؤ! ہٹ جاؤ!!'' کی آوازیں لگا کر اُس کے سامنے سے لوگوں کو ہٹا رہے تھے۔ کچھ عرصے بعد مجھے وہی شخص بغداد میں لمبے بال، ننگے پاؤں اور حسرت زدہ نظر آیا، میں نے حیرت سے پوچھا: ''اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' جواب دیا: میں نے ایسی جگہ (یعنی مکہ پاک میں) ''بلندی'' (بڑائی) چاہی جہاں لوگ ''عاجزی'' کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی جگہ رُسوا کر دیا جہاں لوگ بلندی پاتے ہیں۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر ج ۱ ص ۱۶۴)

وہی سر بر سرِ محشر بُلندی پائے گا جو سر
یہاں دنیا میں انکے آستانے پر جُھکا ہو گا

(وسائلِ بخشش ص ۱۸۷)

(۷۶)

عورتوں کے لئے چند قیمتی

امامہ بنت حارث تغلبیہ کا شمار عرب میں فضل وکمال رکھنے والی عورتوں میں ہوتا ہے اور اخلاق و وعظ ونصیحت میں اس کے حکیمانہ اقوال بہت مشہور ومعروف ہیں جب کندہ کے بادشاہ حارث بن عمرو نے امامہ بنت حارث کی بیٹی ام ایاس بنت عوف سے شادی کی تو اس دانا ماں نے اپنی پیاری بیٹی کو سہاگ رات کے موقع پر قیمتی وصیتیں ونصیحتیں کیں۔ کہا: میری پیاری بیٹی! اگر باادب اور شائستہ ہونے کی وجہ سے کسی وصیت سے بالاتر سمجھا جاتا تو وہ تیری ہی ذات ہوتی۔ لیکن یہ وصیت ایک عقل والے کے لئے یاددہانی ہوتی ہے اور غفلت کرنے والے کے لئے تنبیہ ہوتی ہے۔

اے میری پیارے بیٹی! اگر ماں باپ کی دولت کے باعث کوئی عورت اپنے خاوند سے مستغنی ہوسکتی ہے تو وہ تم ہی ہوسکتی تھی لیکن میری بیٹی ہم مردوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں جس طرح وہ ہمارے لئے پیدا کیے گئے ہیں۔

پیاری بیٹی! جس ماحول میں تم نے جنم لیا تھا آج تم اس سے جدا ہو رہی ہو اپنے جانے پہنچانے گھر اور مانوس ساتھیوں کو تم چھوڑ کر ایک اجنبی گھر اور ناآشنا ساتھی کے پاس جارہی ہو جو کہ تیرا بادشاہ بن گیا ہے تو اس کی مملوکہ لونڈی بن کر رہے گی تو وہ جلدی ہی تیرا خادم بن جائے گا میری دس نصیحتیں یاد کر کے اپنے ساتھ لیتی جاؤ وہ تیرے لئے بہت کارآمد ثابت ہوں گی۔

ایک عقلمند ماں کی اپنی بیٹی کو دس مفید نصیحتیں

۱-۲ پہلی اور دوسری یہ کہ اپنے خاوند کے ساتھ صبر وشکر کے ساتھ رہنا خندہ پیشانی سے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں لگی رہنا کیونکہ صبر وشکر میں دل کو راحت ملتی ہے اور خندہ پیشانی سے ملنے سے رب کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

۳-۴ اس کی نگاہوں کو سمجھنا اور اس کے ناک کی جگہ کو اپنے جسم سے معلوم کر لینا ایسا نہ ہو کہ اس کی آنکھیں تمہارے کسی عیب پر پڑ جائیں اور اس کی ناک تجھ سے اچھی خوشبو ہی نہ سونگھے۔ اے میری بیٹی! یہ جان رکھ کہ حسنوں میں سے سب سے اچھا حسن سرمہ ہے اور سب سے اچھی مطلوب چیز پانی ہے۔

۵-۶ اس کے کھانے کے اوقات معلوم کر لینا اور جب وہ سو رہا ہو تو خاموش رہنا' اس لئے کہ بھوک کہ گرمی غصہ کو برانگیختہ کرتی ہے اور آرام میں خلل اندازی نفرت اور عداوت کا سبب بن جاتی ہے۔

۷-۸ اس کے گھر' مال' نوکر چاکر' اور اہل وعیال کی حفاظت کرنی ہے اس لئے کہ مال کی حفاظت میں تیری عزت کا راز ہے اور خادموں اور اہل وعیال کی حفاظت میں گھریلو زندگی اچھی طرح گزر سکتی ہے۔

۹-۱۰ اس کا کبھی بھی کوئی راز فاش نہیں کرنا اور اس کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرنا کیونکہ اگر تو نے اس کا کوئی راز فاش کیا تو تو بھی اس کی بیوفائی سے امن میں نہیں رہے گی' اور اگر تو اس کے حکم کی نافرمانی کرے گی تو اس کے دل کو غصہ دلائے گی اور اگر وہ کبیدۂ خاطر ہو تو اس کے سامنے خوشی کا اظہار نہ کرنا اور جب وہ خوش ہو تو اس کے سامنے رونے نہ بیٹھ جانا اس لئے کہ پہلی عادت بدتمیزی کی ہے اور دوسری سے اس کو کوفت ہوگی سب سے زیادہ اس کے ادب واحترام کا خیال رکھنا تو وہ بھی تیری انتہائی عزت کرے گا۔ جتنی زیادہ تو اس کی موافقت کرے گی اس سے زیادہ وہ تیرا ساتھ چاہے گا' اور یقین کر لے کہ تجھے حقیقی خوشی اسی وقت نصیب ہوگی جب تو اپنی مرضی کو اس کی مرضی پر قربان کر دے گی

اور اپنی خواہش کو اس کی خواہش پر مقدم کرے گی خواہ اس میں تمہارا بھلا ہو یا برا۔ اللہ تمہارا بھلا کرے گا میں تمہیں الوداع کرتی ہوں۔

دوسری نصیحت

ایک ماں نے اپنی بیٹی کو اس کی شادی کے وقت نصیحت کرتے ہوئے کہا! اے میری بیٹی تو اپنے بدن کو صاف ستھرا رکھنے سے کبھی بھی بے خبر نہ ہونا کیونکہ بدن کی صفائی تیرے چہرے کو روشن کر دے گی اور تیرے خاوند کے دل میں تیری محبت بسا دے گی اور تیرے جسم سے امراض اور بیماریوں کو دور کر دے گی اور گھر کے کام کاج کرنے پر تیرے جسم کو طاقت دے گی اس لئے کہ گندی رہنے والی عورت سے طبیعتیں نفرت کرتی ہیں اور آنکھیں ان کو دیکھنا گوارا نہیں کرتیں اور کان سننا نہیں چاہتے۔ جب بھی تو اپنے خاوند کے سامنے ہو تو خوش خوش چہرے کے ساتھ اس کے سامنے ہو اس لئے کہ محبت ایک جسم ہے اور چہرے کا ہشاش بشاش ہونا اس کی روح ہے۔

تیسری نصیحت

دورِ حاضر کی ایک ماں نے اپنی بیٹی کو درج ذیل وصیت کی۔ اے میری بیٹی تو ایک ایسی نئی زندگی کی طرف جانیوالی ہے جس میں تجھ پر تیری ماں یا تیرے باپ یا تیرے بھائیوں میں سے کسی کا کنٹرول نہیں ہوگا تو ایک ایسے شخص کی رفیقۂ حیات بننے والی ہے جو تجھ میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہتا' چاہے وہ تیرے گوشت اور خون کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اے میری بیٹی تو اس کی بیوی بن کر رہ اور اس پر ماں جیسی شفقت اور مہربانی کرتی رہ اسے یہی محسوس کراتی رہ کہ اس کی زندگی اور اس کا سب کچھ تو ہی ہے اور اس کی دنیا میں سب کچھ تو ہی ہے۔ ہمیشہ کے لئے یہ یاد رکھنا کہ جوان عمر لڑکا جو کہ تیرا خاوند ہے اس کو تھوڑی سی بھی میٹھی بات سعادت مند وخوش کر دیتی ہے اور اس کو یہ تصور نہ دلانا کہ اس نے تجھ سے شادی کر کے تجھے اپنے والدین اور خاندان سے محروم کر دیا ہے اس لئے کہ

اس کے دل میں بھی یہ شعور آ سکتا ہے کہ اس نے بھی تیری خاطر اپنے والدین اور خاندان کے ساتھ رہنا چھوڑا ہے۔ لیکن اس میں اور تجھ میں اپنا فرق ہے جتنا مرد اور عورت کے درمیان ہوتا ہے عورت ہمیشہ اپنے خاندان میں اپنے اس گھر کی طرف راغب ہوتی ہے جس میں وہ پیدا ہوئی اور اس نے نشو ونما پائی اور بڑی ہوئی اور تعلیم پائی ہو لیکن اس کے باوجود اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کو ایسے مرد کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی کیفیت سکھائے جو کہ اس کا خاوند اور بادشاہ بن گیا ہے اور اس کے بچوں کا باپ بن گیا ہے۔ اے میری بیٹی! یہی تیری نئی زندگی ہے۔ اے بیٹی! یہی تیرا زمانہ حال واستقبال ہے۔ یہی تیرا کنبہ ہے جو تیرے اور تیرے خاوند کے سبب پیدا ہوا۔ اب سمجھ کہ تیری ماں باپ گزر گئے ہیں تجھے یہ نہیں کہتی کہ تو اپنے ماں باپ اور بھائیوں کو بالکل بھلا دے اس لئے کہ وہ تجھے کبھی نہیں بھلائیں گے۔ اے میری پیاری بیٹی! ماں اپنے جگر کے ٹکڑے کو کیسے بھلا سکتی ہے لیکن میں تجھے یہ کہتی ہوں کہ تو اپنے خاوند سے محبت کر اور اسی کی خاطر زندہ رہ اور اپنی اس کے ساتھ زندگی بسر کر کے خوش بختی حاصل کر۔

محمد بن مثنیٰ کی اپنے بیٹے کو نصیحت

محمد بن مثنیٰ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں اے میرے بیٹے اپنے آپ کو اجنبی عورت سے بچا کر رکھنا کیونکہ اس سے کلام کرنا وعید ہے اور اس کی آواز سخت ہے نیکیوں کو دفن کر دیتی ہے برائیوں کو پھیلاتی ہے اور تیرے مخالف زمانے کی مدد کرتی ہے اور زمانے کے مخالف تیری مددگار نہیں ہوتی اس کے دل میں خاوند کے لئے کوئی نرمی نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے دل میں خاوند کا ڈر ہوتا ہے۔ اگر خاوند گھر آئے تو وہ باہر نکل جاتی ہے اور اگر وہ گھر سے باہر چلا جائے تو وہ گھر آ جاتی ہے اور اگر خاوند ہنسے تو وہ رو پڑتی ہے اور اگر خاوند کو رونا آ جائے تو وہ ہنس پڑتی ہے۔ اگر خاوند اس کو اپنے پاس رکھے تو وہ اس کے لئے مصیبت بن جاتی ہے اور اگر وہ اس کو طلاق دے دے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ دُعا کر کے خاوند کو اپنی طرف مشغول کرنے میں لگ جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی

خاوند کے بارے میں اس کا (رقت آمیز) خیال کم ہوتا ہے سب کچھ کھانے اور پینے کی چیز ملنے کے باوجود بھی خاوند کی خوب مذمت کرتی ہے۔ شور بہت کرتی ہے غیر کا مال غصب کر لیتی ہے۔ اس کے فتنے کی آگ بجھتی نہیں۔ اس کی سخت اندھیری ٹھہرتی نہیں ہے دل کی بہت تنگ ہوتی ہے۔ (چہرے اور سر کا) پردہ کھلا رکھتی ہے۔ بچے کی پرواہ نہیں کرتی اور گھر گندہ رکھ چھوڑتی ہے اور وہ ظالم ہو کر بھی روتی ہے اور موقع پر موجود بھی نہیں ہوتی لیکن گواہ بن جاتی ہے اُس کی زبان جھٹ بولتی ہے اور اس کا خون فسق و فجور بہاتا ہے۔ (کیف تکسبین زوجك)

(۷۷)

جناب ابوطالب حضور (ﷺ) کے دفاع میں

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اشرافِ قریش سے چند آدمی جناب ابوطالب کے پاس گئے اور بولے اے ابوطالب آپ کے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو بُرا بھلا کہا ہے ہمارے دین کی عیب چینی کی ہے ہماری عقلوں کو حماقت زدہ کہا ہے اور ہمارے باپ دادا کو گمراہ قرار دیا ہے لہٰذا یا تو آپ انہیں اس سے روک دیں یا ہمارے اور ان کے درمیان سے ہٹ جائیں کیونکہ آپ بھی ہماری ہی طرح ان سے مختلف دین پر ہیں ہم ان کے معاملے میں آپ کے لئے بھی کافی رہیں گے۔ اس کے جواب میں جناب ابوطالب نے نرم بات کہی اور رازدارانہ لب ولہجہ اختیار کیا چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سابقہ طریقے پر رواں دواں رہتے ہوئے اللہ کا دین پھیلانے اور اس کی تبلیغ کرنے میں مصروف رہے۔ (ابن ہشام/۲۶۵)

کچھ عرصہ بعد دوبارہ سردارانِ قریش جناب ابوطالب کے پاس حاضر ہوئے اور بولے اے ابوطالب آپ ہمارے اندر سن وشرف اور اعزاز کے مالک ہیں ہم نے آپ سے گذارش کی تھی کہ اپنے بھتیجے کو روکیں لیکن آپ نے نہیں روکا، آپ یاد رکھیں ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے آباؤ اجداد کو گالیاں دی جائیں، ہمارے عقل وفہم کو حماقت زدہ قرار دیا جائے اور ہمارے خداؤں کی عیب چینی کی جائے۔ آپ روک دیجئے ورنہ ہم آپ سے اور ان سے ایسی جنگ چھیڑ دیں گے کہ ایک فریق کا صفایا ہو کر رہے گا''

ابوطالب پر اس زوردار دھمکی کا بہت زیادہ اثر ہوا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو بلا کر کہا: '' بھتیجے تمہاری قوم کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور ایسی ایسی باتیں کہہ گئے ہیں اب مجھ پر اور خود اپنے آپ پر رحم کرو اور اس معاملے میں مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو میرے بس سے باہر ہے''۔

قریش کے پیغام کو سن کر حضور نے فرمایا:

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ آپ کے چچا بھی آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور وہ بھی آپ کی مدد سے کمزور پڑ گئے ہیں اس لئے فرمایا: چچا جان خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے داہنی ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں کہ میں اس کام کو اس حد تک پہنچائے بغیر چھوڑ دوں کہ یا تو اللہ اسے غالب کر دے یا میں اسی راہ میں فنا ہو جاؤں تو نہیں چھوڑ سکتا''۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور اٹھ گئے جب واپس ہونے لگے تو ابوطالب نے پکارا اور سامنے تشریف لائے آ کر کہا: بھتیجے جاؤ جو چاہو کہو خدا کی قسم میں تمہیں کبھی بھی کسی بھی وجہ سے چھوڑ نہیں سکتا اور یہ اشعار کہے:۔

وَ اللهِ لَنْ يَّصِلُوْا اِلَيْكَ بِجَمْعِهِمْ
حَتّٰى اُوَسَّدَ فِى التُّرَابِ دَفِيْنَا
فَاصْدَعْ بِاَمْرِكَ مَا عَلَيْكَ غَضَاضَةٌ
وَابْشِرْ وَقَرَّ بِذٰلِكَ مِنْكَ عُيُوْنَا

''بخدا وہ لوگ تمہارے پاس اپنی جمعیت سمیت بھی ہرگز نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ میں مٹی میں دفن کر دیا جاؤں تم اپنی بات کھلم کھلا کہو، تم پر کوئی قدغن نہیں، تم خوش ہو جاؤ اور تمہاری آنکھیں اس سے ٹھنڈی ہو جائیں''۔

پچھلی دھمکی کے باوجود جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام کئے جا رہے ہیں تو ان کی سمجھ میں آ گیا کہ ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ نہیں سکتے بلکہ اس بارے میں قریش سے جدا ہونے اور ان کی عداوت مول لینے کو تیار ہیں

چنانچہ وہ لوگ ولید بن مغیرہ کے لڑکے عمارہ کو ہمراہ لے کر ابوطالب کے پاس پہنچے اوران سے یوں عرض کیا:

جاؤ جو چاہو کرلو

’’اے ابوطالب! یہ قریش کا سب سے بانکا اور خوبصورت نوجوان ہے آپ اسے لے لیں اس کی دیت اور نصرت کے آپ حقدار ہوں گے آپ اسے اپنا بیٹا بنالیں یہ آپ کا ہوگا اور آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کردیں جس نے آپ کے آباؤ اجداد کے دین کی مخالفت کی ہے، آپ کی قوم کا شیرازہ منتشر کررکھا ہے اوران کی عقلوں کو حماقت سے دوچار بتلایا ہے، ہم اسے قتل کریں گے بس یہ ایک آدمی کے بدلے ایک آدمی کا حساب ہے۔ ابوطالب نے کہا: ’’خدا کی قسم کتنا بُرا سودا ہے جو تم مجھ سے کررہے ہو تم اپنا بیٹا مجھے دیتے ہو کہ میں اسے کھلاؤں پلاؤں، پالوں، پوسوں اور میرا بیٹا مجھ سے طلب کرتے ہو کہ اسے قتل کردو، خدا کی قسم یہ نہیں ہوسکتا۔ اس پر نوفل بن عبد مناف کا پوتا مطعم بن عدی بولا! خدا کی قسم اے ابوطالب تم سے تمہاری قوم نے انصاف کی بات کہی ہے اور جوصورت تمہیں ناگوار ہے اس سے بچنے کی کوشش کی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم ان کی کسی بات کو قبول نہیں کرنا چاہتے۔ جواب میں ابوطالب نے کہا: ’’بخدا تم لوگوں نے مجھ سے انصاف کی بات نہیں کی ہے بلکہ تم بھی میرا ساتھ چھوڑ کر میرے مخالف لوگوں کی مدد پر تُلے بیٹھے ہوتو ٹھیک ہے جو چاہو کرو‘‘۔ (الرحیق المختوم: ۱۳۹، ۱۴۰)

(۷۸)

اطاعت الٰہی میں کوشش

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں تمہیں بھلائی کے دروازے بتاؤں؟ میں نے عرض کیا ہاں! فرمایا روزہ ڈھال ہے اور صدقہ برہان ہے اور آدھی رات کو بندے کا قیام تمام خطاؤں کو مٹا دیتا ہے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا ہے کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ غیبت کرکے اسے تباہ نہ کرڈالے، حضرت حسن بصری فرماتے ہیں آخرت کے سفر کے لئے چار چیزیں زادراہ ہیں۔

(۱) صحت نفس سے روزہ۔

(۲) پوشیدہ صدقہ آدمی اور جہنم کے درمیان حائل ہے۔

(۳) نماز بندے کو اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتی ہے۔

(۴) آنسو تمام خطاؤں کو مٹادیتے ہیں۔

☆ حضرت فقیہہ ابواللیث علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں تین چیزیں طاعت کی بنیاد ہیں۔

(۱) خوف، (۲) رجاء یعنی امید، (۳) اور محبت......حرام کاموں کو چھوڑ دینا خوف کی نشانی ہے، عبادت میں رغبت رجاؤ امید کی نشانی ہے۔ شوق اور استغراق محبت کی نشانی ہے، اور تین چیزیں معصیت کی اصل وبنیاد ہیں۔ (۱) بڑائی، غرور، (۲) حرص، (۳) حسد......غرور ابلیس سے ظاہر ہوا جب اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے تکبر

Scanned with CamScanner

کیا نتیجۃً وہ ملعون ٹھہرا، اور حرص آدم علیہ السلام سے ظاہر ہوئی یعنی ہمیشہ جنت میں رہنے کی حرص سے شجر ممنوعہ کھالیا اور پھر جنت سے باہر آ گئے، اور حسد حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل سے ظاہر ہوا اور اپنے بھائی کو قتل کیا پس وہ جہنم میں جائے گا پس ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ گناہوں سے اجتناب کرے، عبادت میں کوشش کرے اور خالصۃً لوجہ اللہ اس کی طاعت کرے کیونکہ حدیث میں آتا ہے جو شخص چالیس دن تک خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اس کے دل سے حکمت کے چشمے ابل کر اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

تین اچھے اور تین بُرے بندے

کہتے ہیں تین آدمی اپنے لئے لوگوں کے دلوں میں نفرت کے بیج بوتے ہیں اور ان کی ناراضی مول لیتے ہیں اور اپنی عبادت کو خود ہی گراتے ہیں۔

(۱) وہ شخص جو لوگوں کے عیب بیان کرتا رہتا ہے۔

(۲) خود پسند آدمی، (۳) ریا کاری کے عمل کرنے والا۔

نیز تین ہی قسم کے آدمی اپنے لئے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرتے ہیں اور عافیت ورثہ میں پاتے ہیں اور آسمان والوں میں ان کا مقام بلند ہوتا ہے۔

(۱) اچھے اخلاق کا مالک۔

(۲) خلوص سے عمل کرنے والا۔

(۳) انکساری سے پیش آنے والا۔

☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حساب لئے جانے سے پہلے اپنا محاسبہ کرلو اس طرح تمہیں حساب دینے میں آسانی ہوگی اور اپنے اعمال کا وزن کرلو اس سے پہلے کہ تمہارے عمل کا وزن کیا جائے اور بڑی پیشی کے لئے سامان اکٹھا کرو کیونکہ اس پیشی کے دن کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہے گی، حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں لوگ تین طرح کے ہیں۔

(۱) وہ جو اپنی معاش کے ذریعے آخرت کی فکر میں مشغول ہیں۔

(۲) وہ جو معاش میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول گئے ہیں۔

(۳) وہ جو دونوں میں مشغول ہیں، پہلے کامیابی کے درجے والے ہیں دوسرے ہالکین کے درجے والے ہیں تیسرے خطرات میں گھرے ہوئے۔ (تنبیہ الغافلین)

Scanned with CamScanner

(۷۹)

حضور ﷺ نے بھی ایسے ہی کہا تھا

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ تابعی کہتے ہیں: ''ایک دن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ راستہ میں تھا یعنی ہم دونوں کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بانسری کی آواز سنی اور فوراً اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیں نیز راستہ سے ہٹ کر دوسری طرف ہو لئے تا کہ اس آواز سے اپنے آپ کو بچا سکیں پھر اس راستہ سے ہٹنے کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ نافع! کیا تم بھی کچھ سن رہے ہو یعنی، بانسری کی جو آواز آ رہی تھی وہ اب بھی جاری ہے یا بند ہو گئی ہے؟ میں نے کہا نہیں اب وہ آواز بند ہو گئی ہے۔ انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں سے نکال لیں اور پھر بیان کیا کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ آپ نے بانسری کی آواز سنی اور پھر آپ نے یہی کیا جو اس وقت میں نے کیا ہے۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ اس وقت میں ایک چھوٹی عمر کا لڑکا تھا''۔

(مسند احمد: ٢/٣٨، ٤٩٦٥، ابوداؤد، الادب، باب كراهية الغناء والزمر: ٤٩٢٤، ابن حبان: ٢٠١٣، اسناده حسن، صحيح عند الالبانی)

نکاح کے موقع پر دف بجانے کی اجازت

یاد رہے: نکاح کے موقع پر چھوٹی بچیوں کا کفر و شرک اور فحش و بے ہودگی سے پاک گیت گانا درست ہے اور ساتھ دف وغیرہ کا استعمال بھی مستحب ہے ''دف'' ایسے آلہ صوت کو کہتے ہیں جس پر چوٹ لگائی جائے تو اس سے کوئی سُر پیدا نہ ہو۔ دف پر قیاس کر

کے ڈھول ڈھمکوں اور آلات ساز کو جائز قرار دینا ہرگز درست نہیں۔

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدَّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ)

''حلال اور حرام کے درمیان امتیاز، نکاح کا اعلان کرنے اور نکاح کے موقع پر دف بجانے سے ہوتا ہے''۔

(سنن ابن ماجه، النكاح، باب اعلان النكاح: ١٨٩٦، الترمذی: ١٠٨٨، النسائی: ٢/١٢٧، حدیث حسن درجہ کی ہے)

الكلمة الطيبة صدقة

Scanned with CamScanner

(۸۰)

دنیا رہگذر ہے اور آخرت قرار گاہ

دنیا کا حاصل یہ ہے کہ یہ ایک گذرگاہ ہے لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اس کی لذات میں دوڑ نہ لگائے اپنے بسر اوقات کی بات کرے اور اگر ذبح ہونے والے جانوروں میں غور کرے اور اس عمل میں لگے ہوئے لوگوں کی آلودگی کو دیکھے اور بھنے ہوئے مرغ اور دوسری کھانے کی چیزیں وغیرہ تو اسے کبھی یہ اچھی نہ لگیں اور اگر سوچنے لگے کہ لقمہ کس طرح لعاب کے ساتھ مخلوط ہو کر منہ میں گھمایا جاتا ہے تو اسے حلق سے نیچے نہ اتار سکے اور آدمی کی دو حالتیں ہیں یا تو مباح لذتوں کے ذریعہ خوش عیش ہونا چاہتا ہے یا ضرورت کی چیزوں کے ذریعہ بسر اوقات کرنا چاہتا ہے بس جس چیز کو بھی طلب کرتا ہے اس کے باطن کی کھود کرید میں مت پڑے چنانچہ اگر بیوی کی شرم گاہ میں نظر کرلے تو ممکن ہے کراہت کر بیٹھے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پردہ دیکھا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میرے پردہ پر نظر ڈالی۔

میاں بیوی کے لئے ہدایات

لہٰذا عاقل انسان کو مناسب ہے کہ اس کا وقت متعین ہو جس میں اپنی بیوی کو زیب وزینت کا حکم کرے پھر تفتیش سے صرف نظر رکھے تاکہ طبعی نشاط قائم رہے اور خود عورت کو مناسب ہے کہ ان باتوں کا خیال رکھے اور شوہر کے سامنے اچھی حالت ہی میں آئے اس طرح عیش میں دوام آتا ہے مگر جب وہ عام میلے کچیلے حال میں رہتی ہے جس سے

منظر اچھا نہیں رہتا تو نفس میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے بیوی بدلنے کا خیال آنے لگتا ہے پھر اس دوسری میں بھی وہی صورت حال ہوگی جو پہلی میں ہوئی اور اسی طرح خود شوہر کو بھی چاہئے کہ بیوی کے سامنے بظاہر اچھے حال میں رہے جیسے وہ اس کے لئے رہتی ہے تاکہ باہمی الفت اور محبت میں دوام قائم رہے اور جب یہ صورت حال اس شخص کے حق میں باقی نہ رہے جو کسی شی سے نفرت رکھتا ہے تو اس کی طبیعت اکھڑ جائے گی اور دو باتوں میں سے ایک ہو کر رہے گی یا اعراض کرے گا یا تبدیلی کی صورت ہوگی اور پھر اعراض کی حالت میں اپنی خواہش پر صبر کرنا پڑے گا اور تبدیلی کی صورت میں دوہرا خرچ ہوگا اور دونوں صورتیں تکلیف دہ ہیں اور جب تک ہماری بیان کردہ تجویز کو استعمال میں نہیں لاتا تو خوشگوار زندگی پاسکتا ہے نہ اچھی طرح سے بسر اوقات کرسکتا ہے۔

(صید الخاطر)

(۸۱)

معرفت کی باتیں

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک سفر میں ایک بزرگ سے ملے، جن کے چہرے پر معرفت کی روشنی تھی خود فرماتے ہیں، میں نے پوچھا۔ ''اللہ کے قرب کا راستہ کیسے ملتا ہے؟'' فرمایا۔ ''اللہ کو پہچان لو تو تمہیں اس کی طرف جانے کا راستہ بھی مل جائے گا'' اس کے بعد فرمایا۔ ''اے شخص! خلاف واختلاف کو چھوڑ دو''۔ حضرت ذوالنون: حضرت والا! کیا علماء کا اختلاف رحمت نہیں ہے؟ فرمایا: بے شک ہے مگر تجرید اور توحید میں اختلاف رحمت ہرگز نہیں۔ حضرت ذوالنون: تجرید اور توحید کیا ہے؟ فرمایا۔ ''خدا کو پانے کے لئے مخلوق کا دیدار چھوڑ دینا''۔ حضرت ذوالنون: کیا عارف کبھی مسرور بھی ہوتا ہے؟ فرمایا: عارف کو کبھی غم بھی ہوتا ہے کیا؟ حضرت ذوالنون: کیا اللہ کے عارف کا غم دراز نہیں ہوتا؟ فرمایا: ''جو اللہ کو پہچان لیتا ہے اس کا غم مٹ جاتا ہے؟'' حضرت ذوالنون: کیا دنیا عارفوں کے دل کو تغیر میں بدل ڈالتی ہے۔ فرمایا: عارفین کے قلوب کو آخرت متغیر نہیں کر سکی تو دنیا کیا کرے گی؟ حضرت ذوالنون: کیا اللہ کی پہچان حاصل کر لینے والا لوگوں سے وحشت زدہ نہیں ہوتا؟ فرمایا: ایسا نہیں بلکہ وہ اللہ کی جانب مائل رہتا ہے اور لوگوں سے مجرد۔ حضرت ذوالنون: کیا عارف کو اللہ کے سوا کسی اور شے سے افسوس بھی ہوتا ہے؟ فرمایا: کیا عارف اللہ کے ماسوا کو جانتا بھی ہے جس پر افسوس کرے؟ حضرت ذوالنون: کیا عارف اللہ کی جانب مشتاق ہوتا ہے؟ فرمایا: کیا عارف اللہ سے لمحہ بھر غائب بھی ہوتا ہے کہ مشتاق ہونے کا سوال اٹھے؟

اسم اعظم کیا ہے؟

حضرت ذوالنون: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم کیا ہے؟ فرمایا: اسم اعظم اللہ کی عظمت وہیبت اور جلال کے ساتھ ''اللہ'' کہنا ہے۔ حضرت ذوالنون: میں اکثر (اسم ذات) کہتا ہوں مگر ہیبت طاری نہیں ہوتی۔ فرمایا: اس لئے کہ تم اپنے لحاظ سے کہتے ہو اس کی ذات کے لحاظ سے نہیں کہتے۔ حضرت ذوالنون: مجھے کچھ نصیحت فرمائیں، فرمایا: اتنا جان لینا کافی ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: پھر میں جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور مزید عرض کیا، اب میرے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا: وہ تجھے ہر حال میں جانتا ہے تو بھی اسے فراموش نہ کر۔ (رضی اللہ عنهما و نفعنا بهما ۔ آمین)

عارفوں نے یہ راز فاش کیا
بدر لے لے تو بن کے عبد اللہ
ذکر کامل جلال وہیبت سے
اسم اعظم ہے اسم ذات ''اللہ''

(بزم اولیاء)

Scanned with CamScanner

(۸۲)

خلیفۂ وقت خواہش کے باوجود حج نہ کرسکا

حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار اپنے غلام مزاحم سے فرمایا: میری حج کی خواہش ہے، کیا تمہارے پاس کچھ رقم ہے؟ عرض کی: دس دینار سے کچھ زائد ہیں۔ فرمایا: اتنی سی رقم میں حج کیونکر ہوسکتا ہے؟ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ مزاحم نے عرض کی: یا امیر المومنین! تیاری کیجئے، ہمیں بنو مروان کے مال سے 17 ہزار دینار (سونے کی اشرفیاں) مل گئے ہیں۔ فرمایا: ان کو بیت المال میں جمع کروادو، اگر یہ حلال کے ہیں تو ہم بقدرِ ضرورت لے چکے ہیں اور اگر حرام کے ہیں تو ہمیں نہیں چاہئیں۔ مزاحم کا بیان ہے کہ جب امیر المومنین نے دیکھا کہ یہ بات مجھ پر گراں (ناگوار) گزری ہے تو فرمایا: دیکھو مزاحم! جو کام میں اللہ تعالیٰ کے لئے کیا کروں اُسے گراں (بوجھ) نہ سمجھا کرو، میرا نفس ترقی پسند اور خوب سے خوب تر کا مشتاق (طلب گار) ہے، جب بھی اِسے کوئی مرتبہ ملا اِس نے فوراً اس سے بلند تر مرتبے کے حصول کی کوشش شروع کردی، دنیاوی مناصب (عہدوں) میں سے بلند تر منصب (عہدہ) خلافت ہے جو میرے نفس کو حاصل ہوچکا ہے، اب یہ صرف اور صرف جنت کا مشتاق ہے۔

(سیرت عمر بن عبدالعزیز لابن عبدالحکم ص ۵۳)

اس حکایت میں ان لوگوں کے لئے درسِ عبرت ہے جو رشوت، سود، جوئے، تجارت میں دھوکا اور جھوٹ جیسے ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی کرتے ہیں اور اسی میں سے حج کرکے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑی کامیابی حاصل کرلی ہے۔ خبردار! یہ کامیابی

نہیں بلکہ ''چوری اور سینہ زوری'' والا معاملہ ہے اور اس کا انجام بہت بھیانک ہے۔ حدیث شریف میں ہے: جو مالِ حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب لبیک کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس شخص سے ارشاد فرماتا ہے: نہ تیری لبیک قبول، نہ خدمت پذیر (منظور) اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود ہے، یہاں تک کہ تُو یہ مالِ حرام جو تیرے قبضے میں ہے اُس کے مستحقوں کو واپس دے۔ (التذکرۃ فی الوعظ لا بن جوزی ص ۱۲۴)

Scanned with CamScanner

(۸۳)

دو عورتوں کا تقابلی جائزہ

یہ دو عورتوں کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے ان دونوں میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ گھر ہے اور اپنا اپنا خاوند ہے۔

(۱) وہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے خاوند کے لئے قہوہ وغیرہ تیار کرنے کے لئے بیٹھ جاتی ہے اپنے بچوں کے لئے ناشتے کا سامان بڑی سمجھداری سے تیار کرنے لگتی ہے۔

(۲) وہ فجر کی نماز اس وقت پڑھتی ہے جبکہ اس کا وقت ختم ہونے کو ہوتا ہے پھر سونے والے کمرے میں چلی جاتی ہے اور چارپائی یا بیڈ پر لیٹ جاتی ہے تاکہ وہ اپنی نیند پوری کرسکے۔

(۱) اپنے بچوں کو نہلا کر صاف ستھرا کرتی ہے' اچھا لباس پہناتی ہے پھر وہ اکٹھے بیٹھ کر ناشتہ کرتے ہیں پھر وہ خوش خوش سکول چلے جاتے ہیں اور اس کا خاوند بھی بخوشی مسکراتا ہوا جسم میں طاقت محسوس کرتا ہوا خوش خوش طبیعت کے ساتھ اپنے کام کے لئے چلا جاتا ہے۔

(۲) لیٹ اٹھتی ہے اور سب سے پہلا کام جو وہ کرتی ہے وہ یہ کہ اپنی بچی کی خوب پٹائی کرتی ہے۔ کس لئے؟ صرف اس لئے کہ اس نے اپنے سر کے بال سنوارے نہیں ہوتے پھر وہ اپنے دوسرے بچوں کے خلاف بڑھکیں مارنے لگتی ہے کس لئے؟ صرف اس لئے کہ وہ ابھی تک سوئے ہوئے ہیں اٹھتے نہیں' تو اس وجہ سے اس کے گھر میں شور وغوغا اور چیخ وپکار برپا ہے پھر اسی حالت میں اس کا خاوند بیدار ہوتا ہے اور اپنے دفتر کی

کام کی طرف نکل جاتا ہے لیکن اس کے دل سے کوئی پوچھ کر دیکھے کہ اس کے ساتھ کیا بیتی ہے وہ تو غم وفکر اور رنج والم کے ساتھ بھرپور اور چور چور ہوتا ہے۔ وہ اپنے دفتر یا جائے ملازمت سے قریب ہی کسی برگر پوائنٹ پر جا کر ناشتہ کرتا ہے اور سرکاری کام سے لیٹ ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کے ضروری کاموں میں لیٹ ہونے کی وجہ سے خلل واقع ہوتا ہے۔ نقصان ہو جاتا ہے اور اس سارے نقصان کا سبب صرف اور صرف اس کی بیوی ہوتی ہے۔

(۱) اس کے بچے ناشتہ کر کے سکول چلے جاتے ہیں اور اس کا خاوند اپنے کام کے لئے چلا جاتا ہے' تو وہ تقریباً ایک گھنٹہ آرام کرنے کے لئے لیٹ جاتی ہے پھر اٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے اور اپنا روزانہ کا مقرر حصہ پڑھتی ہے۔ پھر ریڈیو میں قرآن کریم کا اچھا پروگرام سنتی ہے پھر مفید قسم کی کوئی کیسٹ سنتی ہے پھر اپنے گھر کی چیزوں کو خاص ترتیب سے سجاتی ہے اور صفائی کرتی ہے پھر اپنے بچوں کے لئے دوپہر کے وقت کھانے کے لئے اچھا پُر از لطف لذیذ کھانا تیار کرنے لگتی ہے۔ تاکہ سکول سے آکر کھالیں۔

(۲) جب اس کے بچے چیخ وپکار کے معرکے کے بعد سکول چلے جاتے ہیں اور اس کا خاوند اپنے کام کے لئے چلا جاتا ہے تو یہ عورت سونے والی کمرے میں داخل ہو جاتی ہے' تو ظہر کے وقت تک خوب نیند پوری کرتی ہے۔ جب نیند سے اٹھتی ہے تو فوراً اپنے پڑوس کے گھر چلی جاتی ہے تو جب اس کے بچے سکول سے پڑھ کر واپس گھر آتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ امی جان گھر میں موجود ہی نہیں ہوتی' تو پڑوسیوں سے پوچھتے ہیں کہ ہماری امی کدھر ہے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ ہمسایوں کے گھر گئی ہوئی ہے۔ جب وہ گھر آتی ہے تو گھر میں چیخ وپکار کا بازار گرم ہو جاتا ہے پھر بعد میں جلدی جلدی ان کے لئے دوپہر کا کھانا پکانا شروع کر دیتی ہے وہ بھی بغیر کسی سلیقے کے جس طرح کا پکتا ہے پکے کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

Scanned with CamScanner

(۱) جب اس کا خاوند اپنے گھر واپس آتا ہے تو وہ دروازے پر کھڑی اس کا انتظار کر رہی ہوتی ہے۔ مسکراتے ہوئے سجے چہرے سے استقبال کرتی ہے۔ خوبصورت لباس پہنتی ہے اچھی خوشبو لگاتی ہے۔ پھر بڑے شوق ومحبت کے ساتھ اس کے لئے اس کی پسند کا ایسا بہترین لذیز کھانا تیار کر کے اس کی خدمت میں پیش کرتی ہے جو کہ وہ بڑے مزے سے کھاتا ہے پھر اس کے لئے بستر بچھا دیتی ہے تا کہ وہ کچھ آرام کرے اور اپنی تھکاوٹ دور کرے اور اپنے بچوں کو اس کے قریب نہیں ہونے دیتی تا کہ وہ اس کو آرام کر لینے دیں۔ بلکہ ان کو پکڑ کر گھر کی لائبریری میں لے جاتی ہے تا کہ وہ اپنا سکول کا کام کر لیں، اور اسباق یاد کریں۔

(۲) جب خاوند اپنے کام سے فارغ ہو کر تھکا ماندہ گھر واپس آتا ہے تو وہ ذہنی سکون کا متلاشی ہوتا ہے۔ اب سکون کہاں؟ وہ تو اپنے آپ کو ایسے پاتا ہے جیسے وہ بکریوں کے باڑے میں ہو۔ ہر جگہ جوتیاں بکھری پڑی ہیں کہیں بچوں کے گندے کپڑے بکھرے پڑے ہیں گھر کے اندر سونے اور آرام کرنے کے کمرے میں بچوں کے کھلونے بکھرے پڑے ہیں اور خاوند کے استقبال کا یہ حال ہے کہ وہ باورچی خانے میں کھانا پکاتے وقت پہننے والے کپڑوں ہی کے ساتھ کر لیتی ہے جن سے پیاز اور پسینے کی سخت قسم کی بدبو آ رہی ہوتی ہے اور وہ درندے کی طرح کچلیاں نکال کر تیوڑی والے بُرے چہرے سے اعتراض کرتی ہوئی پیش آتی ہے کدھر گیا تھا اتنی دیر کیا کرتا رہا وغیرہ وغیرہ لمبا انتظار کرنے کے بعد (بیچارے کو) کھانا تیار کر کے دیتی ہے۔ بے چارہ کھانے کے بعد آرام کرنے کی خاطر کوئی جگہ چاہتا ہے لیکن اسے آرام کرنے کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں مل رہی۔ (ہائے افسوس)

(۱) عصر کی نماز کے بعد اپنے بچوں کو اچھے کپڑے پہنا دیتی ہے اور اپنے گھر کے سامان کو ایک خاص نظم ونسق سے مرتب کر کے رکھ دیتی ہے اور خود بھی تیاری کر لیتی ہے اگر اس کا خاوند اپنے کسی رشتہ دار وغیرہ میں سے کسی کے گھر زیارت کے لئے لے جانا

چاہتا ہوا تو وہ سب ہنسی خوشی چلے جاتے ہیں۔ خوش بخت ہیں اور بچوں کا باپ بھی بڑے اچھے نصیب والا ہے کہ اپنے بچوں کو خوش خوش اور صاف ستھرے دیکھتا ہے۔

(۲) دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد عصر کا نصف وقت گزرنے تک سوئی رہتی ہے اس کے ہمسائے آ کر اسے بیدار کرتے ہیں کیونکہ اس نے ان کے ساتھ کسی پروگرام میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا ہوتا ہے اور اس کا گھر بکریوں کے باڑے کی طرح گندہ ہوتا ہے تمام چیزیں غیر مرتب پڑی ہوتی ہیں اور اس کے بچوں کے کپڑے بھی بڑے گندے ہوتے ہیں اور ان کے بدن بھی میل کچیل سے بھرے ہوتے ہیں۔

(۱) اس کی توجہ اور کوشش نماز مغرب کے بعد سے لے کر نماز عشاء کے بعد تک اسی میں ہوتی ہے کہ اس کے بچے قرآن کریم کی بعض سورتیں اور کچھ مسنون دُعائیں یاد کرتے رہیں، اور وہ ان کو اس کا حکم بھی کرتی ہے کہ آنے والے کل کے سکول کے اسباق تیار کر چھوڑیں۔ پھر ان کو شام کا کھانا تیار کر کے کھلاتی ہے پھر کھانے کے بعد رات کے دس بجے تک ان کو کھیل کود کا سامان مہیا کر کے دیتی ہے پھر انہیں سونے کے لئے کپڑے پہناتی ہے۔ پھر وہ سو جاتے ہیں یہ سب کچھ ان کے دینی کام سرانجام دینے کے بعد ہوتا ہے پھر وہ عورت اپنے خاوند کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور اس کے لئے تیاری کے لئے زیب وزینت کا سامان استعمال کرتی ہے اور اس کے ساتھ مزاح ودل لگی کرتی ہے، تو پھر ایسی محبت والفت اور خوش بختی میں آ کر دونوں یک جان ہو کر سو جاتے ہیں۔ (ایسی عورت اپنے خاوند کا دل ضرور جیتے گی)

(۲) مغرب اور عشاء کے بعد بازاروں اور بے ہودہ مجالس کی طرف بغیر کسی مقصد کے گردش کرتی پھرتی ہے کوئی کنٹرول کرنے والا نہیں ہوتا۔ خاوند بے چارہ سونا اور آرام کرنا چاہتا ہے لیکن سونے کی طاقت نہیں۔ کدھر سوئے کیسے سوئے، بچے بھی نہیں سوئے ان کو سلانے والا کوئی نہیں بے چینی اور آوازوں کا شور اور انتشار ہی انتشار ہے ایک بج چکا ہوتا ہے پھر بچے بیچارے تو خود بخود سو جاتے ہیں پھر وہ باہر سے آتی ہے اور

Scanned with CamScanner

آتے ہی اپنے آپ کو چارپائی پر گرا دیتی ہے سو جاتی ہے خاوند کی کوئی پرواہ نہیں، کوئی توجہ نہیں دیتی، نہ ہی اس کے لئے کوئی اپنے آپ کو تیار کرتی ہے۔ (اب ایسی عورت اپنے خاوند کا دل کیا جیتے گی؟) (کیف تکسبین زوجک)

(۸۴)

کسی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہوگی

صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعود ثقفی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت دیکھی اسے دیکھ کر وہ حیران وششدر رہ گیا اور واپسی پر قریش کو جا کر اس نے جو تاثرات دیئے وہ درج ذیل ہیں:۔

ثُمَّ اِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهٗ فَرَجَعَ عُرْوَةُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَّاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوْهَا

ہے جتنی کسی کو محبت کسی سے

پھر جب عروۃ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو اس نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تھوکے تو ان کے ہاتھوں میں گرتا ہے اور وہ اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے ہیں جب وہ حکم کرے تو جلدی تسلیم کرتے ہیں، جب وہ وضو کرے تو وہ وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے آپس میں لڑ پڑتے ہیں، جب وہ کلام کرے تو وہ لوگ اپنی آوازوں کو پست کر لیتے ہیں، آپ کی اتنی تعظیم کرتے ہیں کہ نظر اٹھا کر دیکھتے نہیں وہ پھر واپس قریش کے پاس گیا اور جا کر سارا قصہ بیان کیا...... اور کہا کہ اے لوگو! میں نے قیصر وکسریٰ اور نجاشی کو بھی دیکھا پر خدا کی قسم جتنی تعظیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں کسی کے ساتھی نہیں کرتے‘‘۔

(بخاری کتاب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب وکتابۃ الشروط حدیث:۲۷۳۱)

(۸۵)

چار چیزوں کو چار آدمی جانتے ہیں

حضرت حاتم زاہد فرماتے ہیں چار چیزیں ایسی ہیں جن کی قدر ومنزلت کو چار ہی آدمی جانتے ہیں۔

(۱) جوانی کی قدر وشان بوڑھے جانتے ہیں۔

(۲) عافیت کی قدر وشان گرفتار بلا جانتے ہیں۔

(۳) صحت کی قدر وشان مریض جانتے ہیں۔

(۴) زندگی کی قدر وقیمت مردہ جانتا ہے۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاصہ ہے حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ پانچ باتوں کو دوسری پانچ باتوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔

(۱) اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے۔

(۲) اپنی صحت کو بیماری سے پہلے۔

(۳) دولت مندی کو محتاجی سے پہلے۔

(۴) فرصت کو مشغولیت سے پہلے۔

(۵) زندگی کی موت سے پہلے۔

پس انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ زندگی کی قدر وقیمت کو جانے اور ہر گھڑی کو غنیمت سمجھے اور سوچے کہ آنے والی گھڑی میرے لئے کیسی ہوگی اور مرنے والوں کی ندامت پر غور کرے کیونکہ وہ اتنی زندگی کی تمنا کرتے ہیں جس میں وہ دو رکعت پڑھ سکیں یا

Scanned with CamScanner

کلمہ طیبہ پڑھ سکیں، جب کہ تجھے یہ مہلت حاصل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کوشش کیجئے اس سے پہلے کہ یہ وقتِ حسرت وندامت تجھ پر آئے۔

عمل کی بنیاد (چار چیزوں پر)

حضرت حاتم سے پوچھا گیا کہ آپ نے عمل کی بنیاد کس چیز پر رکھی ہے؟ جواب دیا چار چیزوں پر۔

(۱) یہ کہ میرا رزق میرے سوا کسی کو نہیں مل سکتا جیسا کہ دوسرے کا رزق مجھے نہیں ملتا پس اس پر میرا پختہ یقین ہے۔

(۲) یہ کہ مجھ پر جو فرض ہے وہ میں نے ہی ادا کرنا ہے اور میں اس کو ادا کرنے میں مشغول ہوں۔

(۳) مجھے معلوم ہے کہ میرا ربّ ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے پس میں اس سے حیا کرتا ہوں۔

(۴) میں جانتا ہوں کہ میرا وقت معین ہے جو نکلا جا رہا ہے اور میں اس میں کچھ کر رہا ہوں۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں موت کی طرف بڑھنے کا مطلب ہے نیک عمل کرنا اور محرمات الٰہیہ سے رک جانا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرنا تا کہ وہ اس پر ثابت قدم رکھے اور خاتمہ بالخیر فرمائے، کسی دانا کا قول ہے کہ آدمی اس وقت تک عبادت میں لذت نہیں پاتا جب تک کہ وہ حسن نیت کے ساتھ عبادت نہیں کرتا پھر وہ اسے اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھے اور انکساری وانہماک کے ساتھ عمل کرے اور اخلاص کے ساتھ پیش کرے جب وہ حسن نیت کے ساتھ عمل کرے گا اور یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی اسے عمل کی توفیق بخشی ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اس پر احسان ہے تو وہ شکر ادا کرے گا تب اللہ تعالیٰ اسے مزید عطا فرمائے گا۔

ذکر کرنے سے نعمتیں بڑھتی ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور اگر شکر کرو گے تو مزید نعمتیں پاؤں گے اور اگر کفران نعمت کیا تو میرا عذاب بڑا سخت ہے'' اور جب وہ خشوع کے ساتھ عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب عطا فرمائے گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''بیشک اللہ تعالیٰ نیک بندوں کا ثواب ضائع نہیں فرماتا''۔

(لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ إِنَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ)

دنیا میں ثواب یہ ہے کہ عبادت میں لذت حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں جنت ہے اور جب وہ خلوص سے پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے قبول فرماتا ہے اور قبولیت کی نشانی یہ ہے کہ اسے عبادت کی توفیق مل جاتی ہے جو اس سے بھی ارفع ہے۔

(تنبیہ الغافلین)

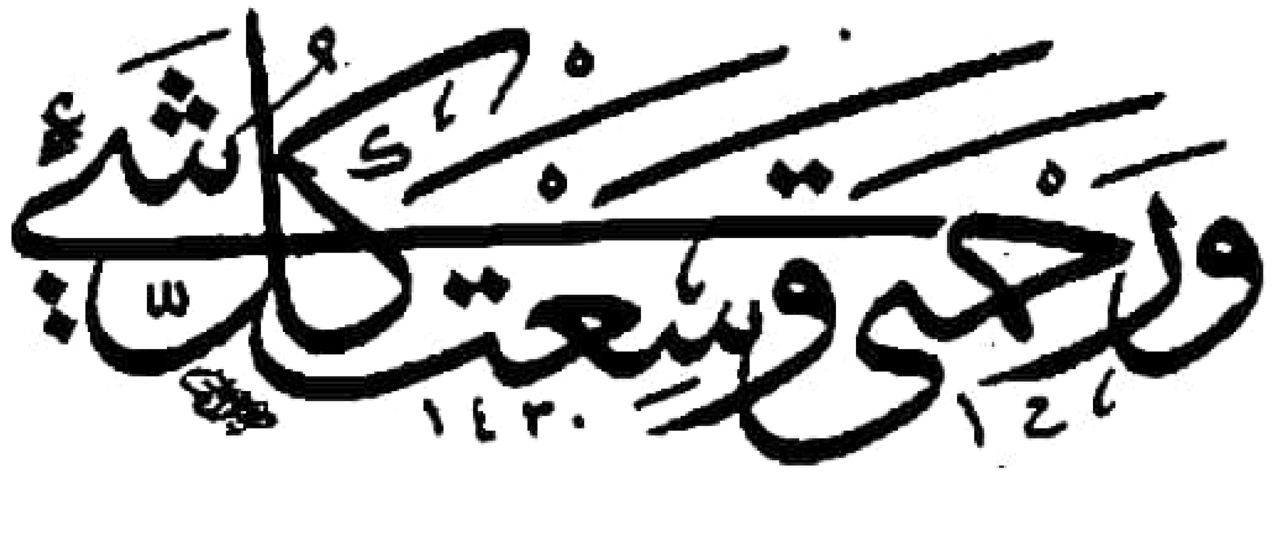

(۸۶)

جائز وناجائز گانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی قرابت دار انصاری لڑکی کا نکاح کرایا رسول اللہ! تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم نے لڑکی کی رخصتی کر دی ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے گیت گانے والیوں کو بھیجا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصاریوں کا گیت گانے کی طرف میلان ہے۔ کاش! تم ایک ایسی جماعت بھیجتی جو یہ گیت گاتی ''ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ ہمیں بھی مبارک ہو اور تمہیں بھی مبارک ہو''۔

(سنن ابن ماجه، النكاح، باب الغناء والدف: ۱۹۰۰ شیخ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے ارواء الغليل: ۱۹۹۵)

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ''ایک نکاح کی مجلس میں حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں جانا ہوا، وہاں کچھ لڑکیاں گانا گا رہی تھیں میں نے ان سے کہا، آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کا شرف اور غزوہ بدر میں بھی شرکت کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ آپ کے سامنے کیا ہو رہا ہے؟ ان دونوں نے مجھ سے کہا: اگر آپ پسند کریں تو ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں اور گانا سنیں اور اگر جانا پسند کریں تو چلے جائیں اس لئے کہ ہمیں نکاح کے موقع پر گیت گانے کی اجازت دی گئی ہے''۔

(سنن النسائي، نكاح، باب اللهو والغناء عند العرس: ۲/۱۳۵ شیخ البانی نے اسے صحیح

قرار دیا ہے۔هداية الرواة: ۳۰۹۴)

گانے باجے سے بچنے کا حکم

(یاد رہے: یہ اجازت صرف عورتوں کے لئے ہے مردوں کے لئے نہیں)

ایسے اشعار اور گیت جن میں کفر وشرک اور بے ہودگی پائی جاتی ہو وہ حرام ہیں۔

عموماً ہمارے معاشرے میں شادی کے موقع پر فحش گیت ڈھول ڈھمکوں کی چاپ پر قدموں کی جھنکار سنائی دیتی ہے جو ناجائز اور حرام ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (لقمان: ٦)

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو غافل کرنے والے آلات خریدتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ٹھٹھا بنائیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے''۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ ''لہو الحدیث'' سے مراد گانا بجانا اور آلات موسیقی ہیں۔ (مستدرك للحاكم: ۲/۱۸۲)

☆ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ)

''میری امت میں کچھ ایسے لوگ ضرور ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور معازف (آلات موسیقی) کو حلال بنالیں گے''۔

(صحیح الجامع الصغیر: ۵۴۶۶۔ الصحیحہ: ۹۱)

(۸۷)

نعمت وعظمت کی قدر

ابن جوزی فرماتے ہیں: ایک ناجائز کام کے لئے میرے نفس نے تقاضہ کیا اور اس کے لئے جواز کی دلیلیں اور تاویلات شروع کیں جبکہ اس کی تاویلات سب فاسد تھیں اور ناجائز ہونے کی دلیل واضح تھی میں نے اپنے دل سے اس مخمصہ کو دفع کرنے کی اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور میں قرات میں مشغول ہو گیا میرا اس دن کا درس سورۂ یوسف کا تھا مگر میرے خیال نے دل کو اس قدر مصروف کر رکھا تھا کہ کچھ معلوم نہیں ہو رہا تھا کیا پڑھ رہا ہوں حتیٰ کہ جب اس آیت پر پہنچا ''قال معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای '' (اللہ تعالیٰ کی پناہ بے شک وہ میرا ربّ ہے جس نے مجھے بہترین ٹھکانہ دیا) تو میں چونک اٹھا یوں لگتا تھا جیسے یہ بات مجھے کہی جا رہی ہے بس فوراً اس مدہوشی سے افاقہ ہوا اور میں نے نفس سے پوچھا: ''کچھ سمجھ میں آیا'' کیا تجھے اس بات کا خیال اور دھیان ہے کہ اس اللہ نے تیری کیسے تربیت کی علم دیا رزق عطاء فرمایا حفاظت فرمائی اور ہر بہتری اور بھلائی تجھ تک پہنچائی درست اور سیدھی راہ کی ہدایت فرمائی ہر قسم کے فتنہ وشر سے نجات بخشی اور ظاہری حسن وجمال کے ساتھ ساتھ باطنی فہم ودانش کا کمال دیا اور تیرے لئے علوم کا حصول آسان فرمایا حتیٰ کہ قلیل زمانے میں تو نے وہ کچھ پالیا جو دوسرے طویل زمانہ میں بھی نہ پاسکے تیری زبان کی مسند پر عروس علم کو فصاحت وبلاغت کا خلعت پہنا کر جلوہ افروز کیا اور تیری کمزوریوں اور قباحتوں کو مخلوق سے پردہ میں رکھا کہ جس سے وہ تیرے ساتھ حسن ظن رکھتے اور استفادہ کرتے ہیں اور تجھے بلا تکلف وتکلیف کسی کا احسان

اٹھائے بغیر بافراغت رزق عطا فرمایا اور کوئی کمی نہیں چھوڑی۔

شیطان کے دھوکے سے بچنے کا طریقہ

خدا کی قسم مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ میں کس کس نعمت کی شرح وتفصیل تیرے سامنے رکھوں حسن صورت کی کہ جسم واعضا کی صحت کی مزاج کی سلامتی کی یا ترکیب کے اعتدال کی خست وکمینگی سے پاک طبع لطیف کی یا ابتداء شعور ہی سے رشد وہدایت کے القاء والہام کی یا لغزشوں اور فواحش سے بہترین طریقہ سے تحفظ فرمانے کی یا نقل اور آثار کے ذوق اتباع کی جس میں کسی کی تقلید جامد نہیں اور نہ ہی اہل بدعت میں شمول ''و ان تعد وا نعمت اللہ لا تحصوھا'' اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو نہیں کر سکو گے کتنے مکاروں نے تیرے لیے مکر کے جال لگائے اور اس نے تیری حفاظت فرمائی کتنے دشمنوں نے مذمت کر کے تجھے گرانا چاہا اور اس نے تجھے اونچا کیا کتنی مخلوق خواہشات کے مشروف کو پیاسی ترستی ہے اور تجھے اس نے سیراب کیا ہے کتنے لوگوں کو موت نے آلیا جو تیری نسبت سے اپنی بعض خواہشات بھی حاصل نہ کر سکے اور تجھے اس نے زندگی اور بقا بخشی ہے تو صبح کرتا ہے شام کرتا ہے بدن کی سلامتی اور دین کی حفاظت ہے علم میں ترقی اور خواہشات کی تکمیل نصیب ہو رہی ہے اور اگر کوئی مراد بر نہیں آتی تو اس کی حکمت معلوم ہونے کے ساتھ ساتھ صبر کی توفیق بھی عطا ہوتی ہے حتیٰ کہ یقین آجاتا ہے کہ اس کا پورا نہ ہونا مصلحت تھا غرض مذکورہ نعمتوں ہی کی اگر کچھ تفصیل کرنے لگوں تو دفتر پر ہو جائیں گے اور تحریر ختم نہ ہو گی اور تجھے معلوم ہی ہے کہ جو میں نے ذکر نہیں کیں وہ نعمتیں ان سے کہیں زیادہ ہیں اور جن کی طرف اشارہ کیا ہے ان کی شرح وتفصیل نہیں کی ہے پھر بھی اس ذات عالی کی ناپسند چیز کی طلب میں رکھنا تجھے کیسے زیب دیتا ہے ''معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای انہ لا یفلح الظلمون'' (صید الخاطر)

(۸۸)

مرشد کامل اور تعمیر انسانیت

حضرت شیخ ابوالعباس حرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مریدوں کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت شیخ ابواحمد اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گیا ان کے پاس ہم نے لوگوں کا اژدحام دیکھا اور نقیب دیکھے اور ہر نقیب کے ماتحت بڑی بڑی جماعت ہوتی تھی۔ ہمیں دیکھ کر شیخ نے فرمایا: ''بچہ معلم کے پاس جب سادی تختی لے کر آتا ہے تو معلم اس پر لکھتا ہے' تختی اگر پہلے ہی سے پر ہو تو معلم اپنی تحریر کہاں ثبت کرے' اس وقت وہ کہتا ہے کہ لوٹ جاؤ''۔ دوسری بار ہماری جانب نگاہ التفات اٹھائی اور فرمایا۔ ''جو انسان کئی گھاٹ کا پانی پیتا ہے' اس کے مزاج میں تغیر آجاتا ہے' اور جو ایک ہی پانی پر اکتفا کرتا ہے' اس کا مزاج یکساں رہتا ہے''۔

میں نے شیخ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کے گھر میں تقریباً پندرہ سال کی عمر کے چار سو نو جوانوں کو دیکھا جو تمام کے تمام اہل کشف تھے۔ ایک روز حضرت شیخ اندلسی کا خادم میرے پاس آیا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے پاس ایک بڑی جماعت بیٹھی ہوئی تھی اور آپ کچھ فرما رہے تھے۔ میں جا کر بیٹھ گیا تو بے ہوش ہو گیا ''اس وقت مجھ پر عالم ملکوت کا انکشاف ہوا اور شیخ کو میں نے دیکھا کہ ہاتھ میں ایک بڑا تیشہ لئے ہوئے میرے سر پر کھڑے ہیں' اور میرے جسم کی عمارت منہدم کر رہے ہیں' اور میں دیکھتا رہا کہ میرا ایک ایک عضو بدن کٹ کٹ کر زمین پر گر رہا ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے میرے پاؤں کے ٹخنوں تک کو جدا کر دیا' اور میرے جسم کا کوئی حصہ ٹوٹنے سے بچ نہ سکا۔

اس کے بعد آپ نے جسم کی نئی عمارت بنائی شروع کی اور ٹخنوں سے شروع کر کے دماغ تک مکمل کیا۔ پھر فرمایا: ''اب تم بے نیاز ہو چکے اپنے شہر واپس جاؤ''۔

جب میں ان کی مجلس پاک سے باہر آیا تو مجھ پر سارا عالم علوی روشن تھا اور اس کی کوئی شے مجھ سے مخفی نہیں تھی فقیر بدر القادری نے عرض کیا ہے۔

شیخ کامل کی نگاہوں میں ہے روشن ملکوت
رکھ یقین باطنی اخلاق کا معمار ہے وہ
جو تحمل سے کرے اس کی جراحت کو قبول
اپنی دنیا کے لئے قافلہ سالا رہے وہ

(بزم اولیاء)

(۸۹)

جو دلوں کو فتح کرے وہی فاتح زمانہ

مقبولیت اور ہر دلعزیزی بھی ایک بہت بڑا اعزاز ہے، حُسنِ اخلاق اور عدل وانصاف کی بدولت امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو یہ حاصل تھا، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک بار حج کے موسم بہار میں جب میدانِ عرفات پہنچے تو لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ حضرت سیّدنا سہیل بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ بھی اُس ہجوم میں موجود تھے، انہیں نے اپنے والدِ محترم سے عرض کی: واللہ! میرے خیال میں اللہ تعالیٰ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے محبت فرماتا ہے، والد صاحب نے اس کی دلیل پوچھی تو کہا: لوگوں کے دلوں میں ان کی خوب عزت ہے، پھر یہ حدیث پاک بیان کی کہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل (علیہ السلام) سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو چنانچہ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) بھی اُس سے محبت کرتے ہیں، پھر آسمان والوں میں ندا دیتے (اعلان کرتے) ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت رکھتا ہے تم لوگ بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اُس کو دنیا میں مقبول عام بنا دیتا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۴۵ ص ۱۴۵)

(۹۰)

میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں

اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے هن لباس لكم وانتم لباس لهن ۔ اس میں چند ایسے اشارے دیئے جا رہے ہیں کہ جو گھر بسانے کے لئے نہایت مفید ہیں پہلے وہ باتیں پڑھیں جو کہ عورت کے لئے مناسب ہیں۔

☆ غیر مردوں کے ساتھ گپ یا بات چیت کرنا۔

☆ غیر مردوں کے چہروں کی طرف دیکھ کر بات کرنا۔

☆ غیر مردوں سے جسم چھلانا جس کسی بہانے سے۔

☆ غیر مردوں کے ہاتھ سے پانی، کھانے کی چیز، پھل یا دوسری کوئی چیز لینا۔

☆ غیر مرد اچھا لگے، مردوں کی جماعت میں بیٹھنا۔

☆ کھڑکی سے غیر مردوں کو دیکھنا، بازاروں سے اور دکانوں سے چیز خریدنا۔

☆ غیر مرد کی طرف اشارہ کرنا یا مرد کے اشارہ کا جواب اشارہ سے دینا اس کی سامنے بن ٹھن کر نکلنا۔

☆ کسی بھی بہانے سے غیر مرد کے پاس جا کر بات چیت کرنا۔ مرد کی بات اچھی لگنا۔ کان لگا کر مردوں کی بات سننا۔

☆ شوہر، باپ اور بیٹے کے علاوہ دوسرے کسی کے ساتھ باہر آنا جانا دوسرے مرد کی بات تو دور رہی دیور بھائی اور ماموں وغیرہ کے ساتھ بھی جانا۔

☆ شوہر کے ساتھ رہنے پر بھی مردوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا۔

Scanned with CamScanner

☆ غیر مردوں کی باتوں کے بیچ میں بولنا اور دخل دینا۔

☆ غیر مردوں کو محبت سے پیش آنے کے لئے استدعا کرنا۔

☆ غیر مردوں کے ساتھ خط و کتابت کرنا۔

☆ غیر مردوں کے ساتھ فون پر بات کرنا۔

☆ بغیر کسی انتظام کے غیر مردوں کے سامنے جانا مرد کے آس پاس گھومنا پھرنا۔

☆ غیر مردوں کی زبان سے حسن کی تعریف سننا۔

☆ جس عورت کو بہت سے مرد محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں اس کا ستی دھرم (عفت وعصمت) کھنڈت ہوتا ہے اسی سے پردہ کی پرتھا (رسم) ہے۔

مرد کے لیے غیر مناسب باتیں

اب وہ باتیں جو کہ مرد کے لئے غیر مناسب ہیں اور گھر کو برباد کردیتی ہیں۔

۱- غیر مردوں کے پاس عورت کو لے جا کر ان کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا۔

۲- غیر مردوں کے ساتھ بے جھجک ملنے جلنے کے لئے مجبور کرنا۔

۳- دوستوں کے ساتھ عورت کو کھیل، ناٹک سینما وغیرہ دیکھنے کے لئے بھیجنا۔
اسی طرح دوستوں کے ساتھ اکیلے سفر کے لئے اجازت دینا۔

۴- دوستوں کی ساتھ خط و کتابت کرنے اور فون کرنے کا اختیار دینا۔

۵- غیر مردوں کی جماعت کے ساتھ عورت کو لے کر دیش بھر میں سفر کرنا۔

۶- مخصوص جلسہ اور میٹنگوں میں استری (عورت کو گانا گانے کی اجازت دینا۔

۷- جس کا شوہر گھر سے باہر ہو اسے کھیل، جسم کی آرائش، مجلس اور سوسائٹیوں میں جانا، مذاق کرنا اور دوسروں کے گھر میں جانا عصمت مآبی کے خلاف ہے۔

یہ شری جا گیہ دلکیہ جی کا قول ہے۔ (کیف تکسین زوجك)

(۹۱)

صحابہ کرام کا عشق رسول ﷺ

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ فَلَمَّا اَسْلَمَ قَالَ لِاَبِيْهِ لَقَدْ اُهْدِفْتَ لِىْ يَوْمَ بَدْرٍ فَانْصَرَفْتُ عَنْكَ وَلَمْ اَقْتُلْكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لٰكِنَّكَ لَوْ اُهْدِفْتَ لِىْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْكَ ۔

''امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابو بکر جنگ بدر کے دن مشرکوں کے ساتھ تھے جب مسلمان ہوئے تو اپنے باپ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) سے کہنے لگے کہ ابا جان بدر کے دن آپ میری تلوار کے نشانہ میں آگئے تھے تو میں نے تلوار کو آپ سے پھیر لیا، اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم میری تلوار کے نشانہ میں آجاتے تو میں کبھی بھی تم سے تلوار نہ پھیرتا''۔ (تاریخ الخلفاء ص:٣٦)

نوٹ: اس واقعہ سے آپ اندازہ لگائیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت کرتے تھے وہ اپنے حقیقی بیٹے کو کہہ رہے ہیں کہ اگر میں تجھے بدر کے دن دیکھ لیتا تو کبھی زندہ نہ چھوڑتا بلکہ اپنے پیغمبر کا دشمن سمجھ کر قتل کردیتا۔

☆ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا مَاتَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابَهُ حُزْنٌ شَدِيْدٌ فَمَا زَالَ يُحْرِىْ بَدَنَهُ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى ۔

Scanned with CamScanner

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا غم تھا جو آپ کو اندر ہی اندر کمزور کرتا رہا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ خالق حقیقی سے جا ملے''۔ (حیوۃ الحیوان الکبریٰ ص:۱۷، ج:۱)

حضور علیہ السلام کے وصال پر صدیق اکبر کا خطبہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنی تو اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے اور فرمانے لگے جس نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے ہیں میں اس کا سر قلم کردوں گا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو خطبہ دیا وہ قابل ذکر ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

اَلا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ وَقَالَ (اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ) وَقَالَ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِئنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ٥

''خبردار ہو جاؤ! جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوجا کرتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سورۂ زمر کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی وصال فرمانے والے ہیں اور دوسرے لوگ بھی مرنے والے ہیں'' اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ''نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر اللہ کے رسول ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اگر ان کا انتقال ہو جائے یا شہید کر دیئے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ جائے گا تو وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر

گزاروں کو اچھا بدلہ دیگا''۔

یاد رہے: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے اور ایسے لگا جیسے اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے ہیں، ظاہر بات ہے کہ کسی محبوب چیز کے چلے جانے سے غم تو ہوتا ہے اسی غم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حالت ہوئی تھی۔

وہ عمر جس کے اعداء پر شید اسقر

وَکَانَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُفَضِّلُ بِالسَّابِقَۃِ وَالنَّسَبِ فَکَانَ یُفَضِّلُ عَائِشَۃَ عَلٰی حَفْصَۃَ وَیَقُوْلُ اِنَّھَا کَانَتْ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْکَ وَاَبُوْھَا اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِیْکَ۔

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سبقت اسلام اور نسبت کو ترجیح دیتے تھے آپ نے جب مسلمانوں کے وظائف مقرر کئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا پر فضیلت دی اور کہا کہ وہ اور اس کا باپ تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے''۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّہٗ قَالَ فَرَضَ عُمَرُ لِاُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ اَکْثَرَ مِمَّا فَرَضَ لِیْ فَقُلْتُ اِنَّمَا ھِجْرَتِیْ وَھِجْرَتُہٗ وَاحِدَۃٌ قَالَ اِنَّ اَبَاہُ اَحَبُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِیْکَ وَاِنَّہٗ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْکَ۔

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا وظیفہ مجھ سے زیادہ مقرر کیا تو میں نے عرض کی کہ میری اور اسامہ کی ہجرت تو ایک ہی جیسی تھی، جواب میں عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ اور اس کا باپ تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ رسول اللہ صلی

Scanned with CamScanner

اللہ علیہ وسلم کو پیارے تھے"۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص:۱۰٤، ج:۸)

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اور محبوب شخصیات کو ہر معاملہ میں قابل ترجیح سمجھا گیا ہے۔

بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

فَلَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَى الشَّامِ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَلْ تَكُوْنُ عِنْدِيْ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ اَعْتَقْتَنِيْ لِنَفْسِكَ فَاحْبِسْنِيْ وَاِنْ كُنْتَ اَعْتَقْتَنِيْ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَذَرْنِيْ اَذْهَبْ اِلَى الشَّامِ فَكَانَ بِهَا حَتّٰى مَاتَ ۔

"جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ملک شام کی طرف جانے کا ارادہ کیا اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کہ میرے پاس رہو تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا اگر آپ نے اپنے لئے آزاد کیا تھا تو مجھے روک لو اگر اللہ کے لئے آزاد کیا تھا تو مجھے چھوڑ دو، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف چلے گئے اور اپنی وفات تک وہیں رہے"۔(الاستیعاب ص:۱۸۱، ج:۱)

☆ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ صاحبہ اپنے بیٹے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائیں اور آپ کا خادم بنا دیا پھر دس سال تک حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اس خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا انداز بھی سماعت فرمائیں:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ

وَمَا نَفَضْنَا اَيْدِيَنَا عَنِ التُّرَابِ وَاِنَّا لَفِيْ دَفْنِهٖ حَتّٰى اَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا ۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینے کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا مدینہ میں ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا تھا ابھی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر رہے تھے کہ ہمارے دل پریشان ہو گئے (اور دھلنے لگے کہ اب ہم کیسے زندگی گزاریں گے)"۔(مشکوٰۃ ص:۵٤۷، ج:۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی پریشانی اور نزول آیۂ قرآنی

☆ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نَزَلَتْ فِيْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَدِيْدُ الْحُبِّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلِيْلُ الصَّبْرِ مِنْهُ فَاَتَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ وَّقَدْ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ يُعْرَفُ الْحُزْنُ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غَيَّرَ لَوْنَكَ؟ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا بِيْ مَرَضٌ وَّلَا وَجَعٌ غَيْرَ اِنِّيْ اِذَا لَمْ اَرَكَ اِسْتَوْحَشْتُ وَحْشَةً شَدِيْدَةً حَتّٰى اَلْقَاكَ ثُمَّ اِنِّيْ اِذَا ذَكَرْتُ الْاٰخِرَةَ اَخَافُ لَا اَرَاكَ لِاَنَّكَ تُرْفَعُ اِلٰى عِلِّيِّيْنَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنِّيْ اَخَافُ اِنْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ كُنْتُ فِيْ مَنْزِلَتِهٖ هِيَ اَدْنٰى مِنْ مَنْزِلَتِكَ وَاِنْ لَّمْ اَدْخُلِ الْجَنَّةَ لَا اَرَاكَ اَبَدًا ۔ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ۔

"یہ آیت کریمہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک لمحہ بھی حضور علیہ السلام کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ ایک دن حاضر خدمت ہوئے تو رنگ تبدیل تھا چہرہ پر غم کے آثار تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیرے رنگ میں تبدیلی کیوں ہوئی؟

Scanned with CamScanner

انہوں نے عرض کیا: ''مجھے نہ کوئی مرض ہے اور نہ ہی جسمانی تکلیف، بات یہ ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھوں تو سخت اداس ہو جاتا ہوں آج مجھے قیامت یاد آئی ہے کہ آپ تو نبیوں کے ساتھ بلند مقامات پر ہوں گے میں اگر جنت میں داخل ہو بھی گیا تو کم درجہ میں رہوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیسے ہوگا اگر میں جنت میں داخل نہ ہوا تو ہمیشہ کے لئے دیدار سے محروم ہو جاؤں گا اسی سوچ نے میرا رنگ تبدیل کر دیا ہے''۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر خازن ص:۴۶۴، ج:۱)

اندازہ کریں آپ کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی محبت کا صرف اس خیال سے ہی بیمار پڑ گئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک نظر نہیں آئے گا تو ہمارا کیا بنے گا؟

یہ بات تو کافر بھی مانتا ہے......

عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ قُرَيْشٍ فِيْهِمْ اَبُوْسُفْيَانَ حَضَرُوْا قَتْلَ زَيْدٍ فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ يَا زَيْدُ اُنْشِدُكَ اللهَ اَتُحِبُّ اَنَّكَ الْاٰنَ فِيْ اَهْلِكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَنَا مَكَانَكَ نَضْرِبُ عُنُقَهٗ قَالَ لَا وَاللهِ مَا اُحِبُّ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشَاكُ فِيْ مَكَانِهٖ بِشَوْكَةٍ تُؤْذِيْهِ وَاَنِّيْ جَالِسٌ فِيْ اَهْلِيْ قَالَ يَقُوْلُ اَبُوْ سُفْيَانَ وَاللهِ مَا رَاَيْتُ مِنْ قَوْمٍ قَطُّ اَشَدَّ حُبًّا لِّصَاحِبِهِمْ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ ۔

''حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بن عمر بن قتادہ بیان کرتے ہیں کہ قریش کی ایک جماعت جن میں ابوسفیان بھی موجود تھا حضرت زید رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہوئے ایک شخص نے کہا: اے زید کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تیری جگہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں اور تو اپنے گھر میں رہے انہوں (زید رضی اللہ عنہ) نے کہا خدا کی قسم میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کو کانٹا تکلیف دے اور میں اپنے گھر میں رہوں۔ اس پر ابوسفیان نے کہا: خدا کی قسم میں نے کوئی قوم محبت میں اتنی سخت نہیں دیکھی جتنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ان کی محبت میں سخت ہیں''۔

(طبقات الکبریٰ ص:۵۶، ج:۲)

عقیدۂ ختم نبوت کا محافظ شہید اوّل

''حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو جب مسیلمہ کذاب نے گرفتار کر لیا تو کہنے لگا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں۔ پھر اس نے کہا: میرے متعلق بھی تو گواہی دیتا ہے کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں؟ حبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں سنتا۔ مسیلمہ نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے ایک ایک کر کے سارے جوڑ کاٹ ڈالے اور وہ اس کے ہاتھوں شہید ہو گئے، جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے تو ایمان لاتے اور درود وسلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتے اور جب مسیلمہ کذاب کا نام سنتے تو کہتے میں نہیں سنتا''۔

(سیرت ابن ہشام ص:۱۰۰، ج:۲)

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت تھی کہ وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے لیکن غیر کی رسالت کا اقرار نہیں کرتے تھے۔

ماں تو مر یا جی، میں محمد کا دین نہ چھوڑوں گا (صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ ایک دفعہ آپ کی والدہ نے کہا: اے سعد میں اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی جب تک تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ نہیں چھوڑ دو گے، آپ اپنی والدہ کے تابع فرمان اور خدمت گزار فرزند تھے (وَاللهِ لَا اَكَلْتُ طَعَامًا وَلَا شَرِبْتُ شَرَابًا حَتّٰى تَكْفُرَ بِمَا جَآءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ) ''خدا کی قسم جب تک تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کا انکار نہ کرے گا میں نہ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی''۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

Scanned with CamScanner

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے یہ دیکھا تو کہا میری ماں! خدا کی قسم تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب نکل جائیں: (ما ترکت دین هٰذا النبی صلی الله علیه وسلم فکلی ان شئت او لا تاکلی) ''میں پھر بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین نہیں چھوڑوں گا تیرا جی چاہے کھا یا نہ کھا''۔ جب اس نے یہ عزم دیکھا تو کھانا شروع کر دیا۔ (مصائب صحابہ رضی اللہ عنہم ص: ۹۰، از سید نور الحسن)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پہ والدہ کو قربان کر رہے ہیں، محبت کا اس سے بڑھ کر ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو دعوت اسلام دیتا تھا کیونکہ وہ مشرکہ تھی ایک دن میں نے اسے دعوت دی تو اس نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سی خراب باتیں سنائیں، میں خدمت نبوی میں روتا ہوا حاضر ہوا اور کہا کہ والدہ کو دعوت اسلام دیتا ہوں تو وہ ہمیشہ انکار کرتی ہے آج اس نے مجھے آپ کے خلاف بہت باتیں سنائی ہیں آپ اللہ سے دُعا کریں کہ میری والدہ کو ہدایت نصیب کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ اے اللہ! ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرما۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے خوش ہوتا ہوں گھر آیا جب دروازہ پر پہنچا تو وہ بند تھا والدہ نے میرے پاؤں کی آہٹ سن کر کہا کہ باہر کھڑے رہو، میں نے پانی کی آواز سنی والدہ نے غسل کیا اور جلدی سے لباس پہن کر دروازہ کھولا پھر کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں خوشی سے روتا ہوا خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ نے آپ کی دُعا قبول فرمالی ہے آپ نے اللہ سے دعائے خیر کی اور اس کی بزرگی اور تعریف بیان کی۔ میں نے پھر عرض کیا: اللہ سے دُعا کریں وہ مجھے اور میری ماں کو ایمان والوں کی طرف محبوب کر دے اور ان کی محبت ہم میں ڈال دے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کر دی۔ اب جو ایماندار پیدا

ہوا میرے متعلق سن لے تو وہ مجھ سے محبت کرتا ہے''۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، حدیث: ۲۴۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح موجزن ہے کہ وہ اپنی والدہ سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی کلمہ نہیں سن سکتے۔ بالآخر اللہ نے ان کی یہ نیک آرزو بھی پوری کر دی ان کی والدہ نے بھی اسلام قبول کر لیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے کشیدگی ختم ہوگئی۔

Scanned with CamScanner

(۹۲)

بعض باتوں کی علامتیں

کہتے ہیں کہ خود فریبی کی علامت تین چیزوں میں ہے۔

(۱) وہ مال جمع کرتا ہے مگر پیچھے والوں کے لئے چھوڑ جاتا ہے۔

(۲) بکثرت گناہ اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔

(۳) نجات بخشنے والے عمل چھوڑ دیتا ہے۔

☆ مقبولیت کی بھی تین علامتیں ہیں۔

(۱) اپنے دل کو غور وفکر کرنے والا بنائے۔

(۲) زبان کو ذکر اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر دے۔

(۳) جسم کو خدمت کے لئے وقف کر دے۔

☆ یوں ہی اپنے آپ کو دھوکہ میں مبتلا کرنے والے کی بھی تین علامتیں ہیں۔

(۱) خواہشات کی طرف جلدی جاتا ہے اور پھسلنے کی پروانہیں کرتا۔

(۲) لمبی امیدوں کی بناء پر توبہ میں تاخیر کرتا ہے۔

(۳) بغیر عمل کے آخرت میں ثواب کی امید رکھتا ہے۔

☆ کسی دانا کا کہنا ہے کہ جو شخص تین چیزوں کے بغیر تین چیزوں کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ یہ جان لے کہ شیطان اس کے اس دعویٰ سے مذاق کر رہا ہے۔

(۱) جو شخص دنیا سے محبت کرتے ہوئے ذکر الٰہی میں لذت کا دعویٰ کرتا ہے۔

(۲) جو شخص اپنے نفس سے دشمنی کئے بغیر اپنے خالق کو راضی کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔

(۳) جو شخص مخلوق کی تعریف کرتا ہو اور پھر وہ اخلاص کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین)

(۹۳)

ورع اور پرہیز متقین کی دیوار ہے

فتنہ کے قرب سے بڑھ کر میں نے کوئی فتنہ نہیں دیکھا اور یہ بہت کم دیکھا ہے کہ کوئی فتنہ کے قریب جا کر بھی اس سے محفوظ رہا اور جو شخص چراگاہ کے قریب چکر کاٹتا ہے عنقریب اس میں داخل بھی ہو جاتا ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں میں ایک دفعہ ایسی لذت کے حصول پر قادر ہوا جو باظاہر ناجائز تھی مگر امکان جواز کا تھا کیونکہ اس کا حکم واضح نہ تھا میں نے مجاہدہ کیا تو نفس کہنے لگا کہ حصول کی طاقت ہی نہیں اس لئے چھوڑ رہا ہے اور پرہیز گاری دکھاتا ہے قریب پہنچنے کی ہمت کر حصول پر قادر ہو کر چھوڑے گا تو حقیقت کی رو سے تارک سمجھا جائے گا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اسے چھوڑ دیا پھر نفس نے دوبارہ گفتگو شروع کی اور ایسی تاویل پیش کی جس سے اس کا جواز ثابت ہوتا تھا گو امکان واحتمال پہلے بھی تھا اور جب میں نے اس کی موافقت کر لی تو اس سے قلب میں ظلمت محسوس ہونے لگی اس خوف سے کہ ممکن ہے حرام و ناجائز ہو میں نے دیکھا کہ رخصت اور تاویل کے ذریعہ کبھی نفس مجھ پر غالب آتا اور مجاہدہ اور ترک کے ذریعہ کبھی میں غالب آجاتا اور اس کے رخصت ہونے کی طرف جاتا تھا تو خطرہ اس کے ممنوع اور ناجائز ہونے کا بدستور رہتا اور دل پر فوراً اس فعل کا اثر بھی محسوس ہوتا تھا چنانچہ تاویل کے ذریعہ جب مجھے اطمینان قلب نہ مل سکا تو میں نے سوچا کہ کسی طرح سے نفس کی طمع ہی اس کام سے منقطع کرنی چاہئے اور اس کے لئے مجھے اس کے سوا کچھ نہ سوجھا کہ میں نے نفس سے کہا کہ اگر مان بھی لوں کہ بالکل جائز اور مباح ہے مگر اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی

معبود نہیں میں دوبارہ اسے نہیں کروں گا میری اس قسم اور معاہدہ سے نفس کی طمع ختم ہوگئی اور میں نے اس نفس کی طمع کاٹنے میں موثر ترین علاج دیکھا ہے کیونکہ تاویل یہاں تک کام نہیں کرتی کہ قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنے کا حکم دینے لگے پس بہترین چیز اسباب فتن سے انقطاع ہے اور ایسی چیزیں رخصت کے استعمال کو ترک کرنے کا احتمال تو رکھتی ہیں مگر ناجائز حد تک بھی پہنچا دیتی ہیں (اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے)۔ (صید الخاطر)

(۹۴)

کشفی قوّت اور علم لدّنی

حضرت ابوالعباس حرار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت شیخ ابو یوسف دہمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک روز مجھے شیخ قرشی کے پاس مجلس کی بابت دریافت کے لئے بھیجا کہ آج مجلس ہوگی یا نہیں؟ میں جب ان کے دروازے کے نزدیک صحن میں پہنچا تو خوف کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اتنے میں ایک دریچہ کھلا اور ایک کنیز نے سر باہر نکال کر کہا: اے احمد! شیخ ابو عبد اللہ فرماتے ہیں: جا کر شیخ ابو یوسف کو بتا دو کہ آج ہماری مجلس نہیں ہوگی۔ بغیر میرے پوچھے ہوئے شیخ کا جواب پا کر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ واپس شیخ ابو یوسف کے پاس پہنچا تو وہ لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے۔ تم صحن میں پہنچ کر کھڑے کیوں ہو گئے تھے کہ کنیز نے تمہیں جواب دیا۔ شیخ کے پاس کیوں نہیں گئے۔ میں نے عرض کیا میں ان سے ڈرتا ہوں فرمایا: تم جب تنہا رہو تو ان سے ہیبت زدہ رہو مگر جب میرے ساتھ جاتے ہو تو ڈرنے کی کوئی بات نہیں، بے خوف جایا کرو۔ ارباب فکر نے شیخ ابوالعباس سے دریافت: کیا اس واقعہ میں دونوں بزرگوں میں سے کس کا کشف زیادہ ملتا ہے؟ فرمایا۔ ”شیخ ابو عبداللہ قرشی کا“۔ (روض الریاحین)

عقل افضل ہے یا روح

حضرت ابوالعباس حرار ہی کا فرمان ہے کہ میں سیاحت کرتے ہوئے حضرت ابوالعباس مرینی کی خدمت میں حاضر ہوا وہ عظیم شیخ تھے اسی وقت ایک آدمی نے حضرت

سے پوچھا: ''عقل افضل ہے یا روح؟'' اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت اپنی روح کو عالم بالا کی سیر میں لے گئے اور ہمراہ میری روح کو بھی لے چلے۔ ہم آسمان دنیا پر پہنچے۔ میں وہاں ملائکہ اور انوار و تجلیات میں منہمک ہو گیا اور حضرت مجھ سے غائب ہو گئے میں نے اپنے لئے کوئی مستقر تلاش کیا تو نہ پا سکا۔ بالآخر میں اتر آیا۔ میں نے دیکھا کہ شیخ اپنی غیبت میں کھوئے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد تشریف لائے اور سوال کرنے والے سے فرمایا۔ ''جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور پھر وہ اپنی حد پر پہنچ کر رک گئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کی ایک جگہ متعین ہے میں جب سے پیدا ہوا ہوں اس سے آگے نہیں بڑھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں تشریف لے جانا تھا حضرت جبرائیل کے بغیر گئے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام روح تھے' اور اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عقل تھے''۔ گویا شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ نے علم کو اس کے اصل مقام سے لیا اور تقلید اور معقول سے نہیں حاصل کیا' ارباب معارف اور اصحاب علم لدنی شیوخ کا یہی طریقہ ہے۔ (رضی اللہ عنھم ونفعنا بھم آمین) (ایضاً)

(۹۵)

ایک برقع پوش اعرابیہ

حضرت سیّدنا سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ انتہائی متقی و پرہیزگار، بے حد خوبرو اور حسین نوجوان تھے۔ سفرِ حج کے دوران مقام ابواء پر ایک بار اپنے خیمے (CAMP) میں تنہا تشریف فرما تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رفیق سفر کھانے کا انتظام کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ ناگاہ ایک برقع پوش اعرابیہ (عرب کی دیہاتی عورت) خیمے میں داخل ہوئی اور اُس نے چہرے سے نقاب اُٹھا دیا! اُس کا حُسن بہت زیادہ فتنہ برپا کر رہا تھا! کہنے لگی: مجھے ''کچھ'' دیجئے: آپ رحمۃ اللہ علیہ سمجھے شاید روٹی مانگ رہی ہے۔ کہنے لگی: میں وہ چاہتی ہوں جو بیوی اپنے شوہر سے چاہتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خوفِ خدا سے لرزتے ہوئے فرمایا: ''تجھے میرے پاس شیطان نے بھیجا ہے''۔ اتنا فرمانے کے بعد اپنا سر مبارک گھٹنوں میں رکھ کر بآواز بلند رونے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر برقع پوش اعرابیہ گھبرا کر تیز تیز قدم اُٹھائے خیمے سے باہر نکل گئی۔ جب رفیق (ساتھی) آیا اور دیکھا کہ رو رو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں سُوجا دیں اور گلا بٹھا دیا ہے، تو اُس نے سبب گریہ (رونے کا سبب) دریافت کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اولاً ٹالم ٹول سے کام لیا مگر اُس کے پیہم اصرار پر حقیقت کا اظہار کر دیا تو وہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ فرمایا: تم کیوں روتے ہو؟ عرض کی: مجھے تو زیادہ رونا چاہئے کیوں کہ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو شاید صبر نہ کر سکتا (یعنی ہو سکتا ہے گناہ میں پڑ جاتا)۔ دونوں حضرات رحمۃ اللہ علیہما روتے رہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں حاضر ہو گئے۔ طواف و سعی وغیرہ سے فارغ ہونے

Scanned with CamScanner

کے بعد حضرت سیّدنا سلیمان بن یسار علیہ رحمۃ اللہ علیہ حجرِ اسود کے پاس تشریف لائے اور چادر سے گھٹنوں کے گرد گھیرا باندھ کر بیٹھ گئے۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام کا دیدار

اتنے میں اُونگھ آ گئی اور عالم خواب میں پہنچ گئے، ایک حُسن و جمال کے پیکر، معطر معطر خوش لباس دراز قد بزرگ نظر آئے، حضرت سیّدنا سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ جواب دیا: میں (اللہ تعالیٰ کا نبی) یوسف ہوں۔ عرض کی: یا نبی اللہ! علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام زلیخا کے ساتھ آپ کا واقعہ عجیب ہے۔ فرمایا: مقام ابواء پر اعرابیہ کے ساتھ ہونے والا آپ کا (بھی) بڑا واقعہ عجیب (یعنی زیادہ عجیب) ہے۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۰ ملخصاً)

دیکھا آپ نے! حج کے مبارک سفر میں شیطان کس طرح حاجیوں کو گناہوں میں پھنسانے کی ترکیبیں کرتا ہے مگر قربان جائیں عاشقانِ رسول کے پاکیزہ کردار پر کہ وہ شیطان کے ہر وار کو ناکام بناتے چلے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت سیّدنا سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے خود چل کر آنے والی برقع پوش اعرابیہ کو ٹھکرا دیا بلکہ خوفِ خدا سے رونا دھونا مچا دیا، جس کے نتیجے میں حضرت سیّدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں تشریف لا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ بہر حال دنیا و آخرت کی بھلائی اِسی میں ہے کہ جنس مخالف (مرد کا عورت اور عورت کا مرد) لاکھ دل لبھائے اور گناہ پر اُکسائے مگر انسان کو چاہئے کہ ہر گز شیطان کے دامِ تزویر (دھوکے) میں نہ آئے، ہر صورت میں اُس کے چنگل سے خود کو بچائے اور خوب اَجر و ثواب کمائے۔

آخری عمر ہے کیا رونقِ دنیا دیکھوں
اب فقط ایک ہی دُھن ہے کہ مدینہ دیکھوں

(۹۶)

تعلیماتِ نبوی اور خواتین کی خیر خواہی

اس بارے میں چند احادیث بمعہ ترجمہ ملاحظہ ہوں۔

☆ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مَرْفُوْعًا اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ ۔

عورت جب اپنی پانچ نمازیں پڑھے اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو اسے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے تو جانا چاہتی ہے داخل ہو جا۔ (صحیح ابن حبان)

☆ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَّخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ ۔

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا ساری کی ساری عارضی نفع حاصل کرنے کا ساز و سامان ہے اور دنیا کے ساز و سامان میں سب سے بہتر نیک بیوی ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا

Scanned with CamScanner

سَرَّتْهُ وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد کا بہترین سرمایہ نیک بیوی ہے۔ (جس کی تین خوبیاں ہیں)

۱- جب خاونداس کو دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے۔

۲- جب اسے خاوند حکم دے تو اس کی بجا آوری کرے۔

۳- جب خاوند غیر حاضر ہو تو اس کی عزت و ناموس، اس کی اولاد اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔

کپڑوں میں ننگی عورتیں

نِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَ الْجَنَّةِ وَرِيحُهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ

وہ عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہے۔ مردوں کی طرف مائل ہو جانے والی اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے آتی ہے۔

(موطا امام مالک کتاب الجامع باب ما یکرہ للنساء)

☆ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَآءِ مِنَ الرِّجَالِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر جو عورتوں کی سی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ (متفق علیہ، ترمذی)

مردوں کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ فتنہ

مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِي النَّاسِ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ

میرے بعد سب سے زیادہ نقصان دہ فتنہ جو مردوں پر آئے گا وہ عورتوں کی طرف سے ہوگا۔ (ترمذی۔ ابواب الادب باب تحذیر فتنۃ النساء)

☆ اِنَّ الْمَرْاَةَ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطٰنُ وَاَقْرَبُ مَا تَكُوْنُ بِرَوْحَةِ رَبِّهَا وَهِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت پوری کی پوری ستر ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا ہے (تاکہ اسے اپنا آلہ کار بنائے) اور اللہ کی رحمت کے قریب تر وہ اس وقت ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے کسی گوشہ میں ہو۔

(ترمذی ابواب الرضاع باب کراہیۃ الدخول علی المغیبات)

☆ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں جنتی مردوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟

فرمایا نبی جنتی ہے شہید جنتی ہے صدیق جنتی ہے چھوٹا بچہ جنتی ہے اور شہر کے کسی کونے میں اپنے مسلمان کی زیارت کرنے والا جنتی ہے۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں جنتی عورتوں کی خبر نہ دوں؟

فرمایا محبت کرنے والی، اولاد جننے والی، عیادت کرنے والی، خاوند کی طرف سے کوئی ظلم وزیادتی بھی ہوئی ہو تو کہے کہ یہ میرا ہاتھ تیرے ہاتھ میں ہے میں اس وقت تک سوؤں گی نہیں جب تک تو مجھ پر راضی نہ ہو جائے۔ (طبرانی، صحیح جامع صغیر حدیث ۲۶۰۴)

دوزخ میں عورتوں کی کثرت

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کے پاس سے گزر ہوا تو آپ نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّيْ اُرِيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ

Scanned with CamScanner

نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاكُنَّ يَا معشر النساء (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکاۃ علی الاقارب)

اے عورتوں کے گروہ! تم صدقہ کیا کرو کیوں کہ میں نے جہنم میں زیادہ تر تمہیں کو دیکھا ہے انہوں نے کہا اللہ کے رسول اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ نے فرمایا: تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو میں نے تم سے عقل و دین میں زیادہ کم کسی کو نہیں دیکھا جو مضبوط عقل والے مرد کی عقل ختم کر دینے والا ہو۔

☆ لَوْ كُنْتُ آمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ يَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ

اگر میں نے کسی کو حکم دینا ہوتا کہ وہ (اللہ کے سوا) کسی کو سجدہ کرے تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں خاوند کے اس حق کی وجہ سے جو خود اللہ نے ان پر مقرر کیا ہے۔ (ابوداؤد)

اِثْنَانِ لَا تَجَاوَزُ صَلَاتُهُمَا رُءُوْسَهُمَا عَبْدٌ اَبَقَ مِنْ مَوَالِيْهِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهِ وَامْرَاَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتّٰى تَرْجِعَ

۱۔ بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ اپنے مالک کے پاس لوٹ آئے۔

۲۔ جس عورت نے اپنے خاوند کی نافرمانی کی ہو یہاں تک کہ اس سے باز آجائے۔ (مستدرک حاکم۔۴/۱۷۳)

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ یعنی وہ عورت کہ جس نے اس حالت میں رات گزاری ہو کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو۔
(ترمذی۔ باب من ام قومًا وھم له کارھون)

مختلف عورتوں کا حال

اَيُّمَا امْرَاَةٍ اسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوْا

رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ وَّكُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ (مسند احمد ۴/۴۱۸)

☆ جو عورت خوشبو عطر استعمال کر کے گھر سے نکلتی ہے پھر کسی قوم کے پاس سے اس غرض سے گزرتی ہے تاکہ وہ اس کی خوشبو محسوس کریں تو وہ عورت زانیہ ہے اور ہر آنکھ زانیہ ہے۔

اَيُّمَا امْرَاَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ

☆ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو (نابالغہ) عورت اپنے ولی (یعنی سرپرست) کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

☆ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَيْرُ النِّسَآءِ الَّتِيْ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ وَتُطِيْعُهُ اِذَا اَمَرَ

سب سے بہتر عورت وہ ہے جو خاوند کو دیکھنے کے وقت خوش کرے اور حکم کرنے کے وقت اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ (النسائی)

☆ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَاَةً (صحاح)

جو قوم اپنا معاملہ جو (حکومت) عورت کے سپرد کر دیتی ہے کبھی فلاح نہیں پائے گی۔

(۹۷)

صحابیات رضی اللہ عنہن اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ تو صحابہ، صحابیات بھی مردوں سے کم نہ تھیں بلکہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہر رشتہ پر مقدم رکھتی تھیں ذیل میں ان واقعات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔

☆ ثُمَّ خَرَجَ اَبُوْ سُفْيَانَ حَتّٰى قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلَ عَلٰى اِبْنَتِهٖ اُمِّ حَبِيْبَةَ فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَجْلِسَ عَلٰى فِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوَتْهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ مَا اَدْرِيْ اَرَغِبْتِ بِيْ عَنْ هٰذَا الْفِرَاشِ اَمْ رَغِبْتِ بِهٖ عَنِّيْ قَالَتْ بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ مُشْرِكٌ نَجَسٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَصَابَكِ بَعْدِيْ شَرٌّ .

"پھر ابوسفیان مدینہ آئے اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے جب بستر پر بیٹھنے لگے تو اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر لپیٹ دیا، اس نے کہا: اے بیٹی یہ بستر مجھ سے زیادہ تجھے عزیز ہے، یا میرے شایانِ شان نہیں؟ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نہیں بلکہ یہ بستر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور تم مشرک پلید ہو ابوسفیان نے کہا: تجھے تو میرے بعد شر پہنچ چکا ہے"۔

(زاد المعاد ص:۱۶۱ ج:۲)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا ہے کہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے

حقیقی باپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر نہیں بیٹھنے دیا کیونکہ وہ حالت شرک میں تھا اور ایمان کا تقاضا بھی یہی تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مقدس میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (التوبة ۲۳)

"اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو انہیں بھی اپنا دوست نہ بناؤ اور تم میں سے جو شخص انہیں دوست بنائے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں"۔ (التوبۃ:۲۳)

شمع منبر قصر طہارت ہے فاطمہ

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہو گئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائی ابا جان کی تکلیف، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے بعد تیرے ابا جان پر تکلیف نہ ہوگی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ۔

"اے ابا جان آپ نے ربّ کی دعوت کو قبول کرلیا، اے ابا جان جنت الفردوس جس کی جگہ ہے، اے ابا جان آپ کی وفات کی خبر ہم جبرائیل کے حوالے کردیں گے"۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا تو سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر کہا: قَالَتْ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ ۔ "اے انس رضی اللہ عنہ کیسے تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنا پسند کرلیا"۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ، حدیث ۴۴۶۲)

Scanned with CamScanner

☆ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

حضرت اُمّ ایمن (رضی اللہ عنہا) کی زیارت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَآءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا .

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چلو اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کو چلیں جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کو جایا کرتے تھے، جب اس کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں، انہوں نے پوچھا کیوں روتی ہو؟ تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بہتری ہے؟ اس نے کہا: میں جانتی ہوں کہ اللہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بہتریاں ہیں میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے تو یہ بات سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں ہی ان کے ساتھ رو پڑے‘‘۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم، باب من فضائل اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا حدیث: ۲۴۵۴)

(۹۸)

عمل کی عدم قبولیت

حضرت ابونضرہ فرماتے ہیں جس کے پاس چار چیزیں ہوں اور وہ پھر بھی ان میں اضافہ نہ کر سکے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو قبول نہیں فرماتا۔

(۱) جس نے رمضان میں روزے رکھے لیکن اپنے لئے مزید بھلائی جمع نہیں کر سکا تو یہ اس کی نیکی کی عدم قبولیت کی نشانی ہے۔

(۲) جس شخص نے حج کے ذریعے مزید بھلائی اکٹھی نہیں کی تو یہ بھی اس کی نیکی کی عدم قبولیت کی دلیل ہے۔

(۳) جو شخص جہاد سے لوٹا مگر مزید نیکی نہ کر سکا تو یہ اس کے جہاد کی عدم قبولیت کی علامت ہے۔

(۴) جس شخص نے بیماری سے صحت پائی اور پھر کوئی بھلائی کا کام نہیں کیا تو اس کے لئے یہ بیماری گناہوں کا کفارہ نہ بنی۔

☆ کہا گیا ہے کہ عقل مند کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے عمل کی اصلاح کر سکتا ہے اور اپنی کوشش کو ضائع ہونے سے بچا سکتا ہے۔

(۱) وہ علم جو اس کے لئے حجت بنے۔

(۲) وہ توکل کہ جس کے ذریعے دلجمعی سے عبادت کر سکے اور لوگوں سے امید نہ رکھے۔

(۳) صبر کے ساتھ عمل کو مکمل کرے۔

Scanned with CamScanner

(۴) وہ اخلاص جو ثواب کا باعث ہو۔

امام حسن بصری کا فرمان

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص جنت کا طلب گار ہے وہ مرتے دم تک کوشش کرے گا یہاں تک کہ کمزور و بوڑھا ہو جائے گا مگر ثابت قدم رہے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ''وہ لوگ جو کہتے ہیں ہمارا ربّ اللہ ہے پھر وہ ثابت قدم رہتے ہیں'' نیز ایک دانا نے کہا ہے کہ استقامت کی نشانی یہ ہے کہ وہ شخص پہاڑ جیسا بن جائے اس لئے کہ پہاڑ میں چار باتیں ہوتی ہیں۔

(۱) یہ کہ گرمی اسے پگھلا نہیں سکتی، (۲) سردی اسے منجمد نہیں کر سکتی
(۳) ہوا اسے ہلا نہیں سکتی، (۴) طوفان اسے بہا کر نہیں لے جا سکتا۔

نیز پہاڑ جیسے ثابت قدم شخص میں بھی چار باتیں ہوتی ہیں۔

(۱) یہ کہ وہ احسان کرنے والے کے سامنے ناحق جھکتا نہیں ہے۔
(۲) یہ کہ وہ برائی کرنے والے کے ساتھ ناحق برائی نہیں کرتا۔
(۳) یہ کہ نفس کی خواہشات اسے احکام خداوندی سے ہٹا نہیں سکتیں۔
(۴) دنیاوی مال و متاع اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نہیں روک سکتا۔

(تنبیہ الغافلین)

(۹۹)

معصیت کا نشہ اور امتحانی مشکلات

گنہگار آدمی معصیت کے وقت اگر غافل اور بے دھیان نہ ہو تو یہ معاند کہلاتا ہے۔ مگر خواہش اس کے اور سمجھ کے درمیان حائل ہو جاتی ہے بس اس وقت اسے اپنی خواہش پوری کرنے ہی کا جنون ہوتا ہے ورنہ اگر حکم کی مخالفت کا دھیان ہوتا تو مخالفت کر کے یہ شخص دین سے خارج ہو جاتا بس اس کا مقصد تو اپنی خواہش کی تکمیل ہی ہے گو ضمناً اور تبعاً حکم کی خلاف ورزی بھی ہو رہی ہے اور اکثر و بیشتر ایسا فتنوں کے قریب رہنے سے ہو جاتا ہے اور ان حالات میں بچنے والے کم ہی لوگ ہوتے ہیں کیونکہ یہ خشک بھوسے کو آگ دکھانے کی مانند ہے پھر ایک عقل مند انسان اگر اپنی گھڑی بھر کی خواہش پوری کرنے اور عمر بھر اس حسرت پر افسوس کرنے کے درمیان کچھ امتیاز کی فکر کرے تو وہ پوری دنیا لے کر بھی اس کے قریب نہ جائے مگر خواہش کا نشہ اس شخص اور اس کی فکر کے درمیان حائل ہو جاتا ہے آہ کتنی نافرمانیاں اپنے مختصر لمحات میں گذر کر یوں ہو گئیں جیسے ہوئی ہی نہ تھیں مگر ان کے آثار باقی رہتے ہیں جن کا ادنیٰ درجہ ندامت کی وہ تلخی ہے جو کبھی پیچھا نہیں چھوڑتی اور محفوظ رہنے کا سب سے بڑا طریقہ یہ ہے کہ کسی فتنہ کے سبب کو ہاتھ نہ لگائے' قریب تک نہ جائے بس جسے یہ سمجھ آئے اور بچنے کی کوشش بھی کرے تو سلامتی تک پہنچ جائے گا (انشاء اللہ تعالیٰ) (صید الخاطر)

آزمائش بقدر مراتب

امتحانات اور آزمائشیں بقدر مراتب ہی پیش آتے ہیں بہت سے لوگوں کو تو دیکھے گا

Scanned with CamScanner

چپ چاپ میں دین ودنیا سے جو کچھ مل گیا اس پر راضی ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا صبر کے بلند مقامات کے لئے انتخاب نہیں ہوا یا مصائب کے مقابلہ میں ان کی طبعی کمزوری لطف وکرم کا باعث بن گئی بڑی آزمائش اور امتحان یہ ہے کہ ایک طرف تجھے ہمت عالیہ دی گئی جسے ورع وتقویٰ کے مقام دین کے جمال، علم کے کمال کے بغیر قناعت نہیں اور ادھر نفس ملا جو مباحات کی طرف جھکا پڑتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس سے تیرے افکار کا علاج اور مرض کی شفاء حاصل ہوگی تاکہ فضائل وکمالات کے حصول کے لئے بیماری کی مزاحمت قبول کی جائے اور یہ دو متضاد حالتیں ہیں کیونکہ دنیا اور آخرت خود متضاد ہیں ایسے موقع پر واجبات کی رعایت لازم ہوتی ہے اور نفس کو کسی مباح کے لئے ایسی گنجائش نہ دینی چاہئے جس سے تقویٰ سے اعراض کا خطرہ پیدا ہو جائے جو کہ واجب تھا مبتلیٰ انسان چیختا ہے مگر چھوٹے بچے کا رونا بڑے ہو کر رونے سے بہتر ہے۔ جاننا چاہئے کہ مباحات کا دروازہ کھولنا کبھی بہت سی دینی بیماریوں کو کھینچ لاتا ہے لہٰذا پانی کھولنے سے پہلے اس کا بند مضبوط باندھ لو میدان میں اترنے سے پہلے زرہ پہن لو ہاتھ ہلانے سے پہلے اس پھل کا انجام سوچ لے جو تو اٹھانا چاہتا ہے اور بچاؤ حاصل کرنے کے لئے خطرہ والی چیز سے پرہیز کر کے مدد حاصل کرو گو اس کے خطرہ کا یقین نہ ہی ہو۔ (ایضا)

(۱۰۰)

برکت والے لوگ

شیخ ابوالعباس حرار فرماتے ہیں کہ میں اپنی تجرید کے دور میں مصر کی ایک مسجد میں آمد ورفت رکھتا تھا وہ مسجد قرافہ کے راستے میں کمہاروں کے آوے کے مقابل تھی۔ میں اسی میں سوتا تھا اور شب میں اٹھ کر قبرستان، جنگل، ویرانے میں جایا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قبرستان والوں کا حال منکشف فرمایا مجھے نعمتوں برکتوں سے نوازے ہوئے لوگ بھی نظر آئے اور وہ لوگ بھی جن پر عذاب ہو رہا تھا۔ سب کے حالات مختلف تھے میں نے سب سے بہتر ان لوگوں کو پایا جو فتح سے قریبی جانب میں مدفون ہیں۔

حضرت علامہ یافعی یمنی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: حضرت شیخ ابوالعباس کو ان کی وصیت کے مطابق قبرستان کے مقام مذکورہ میں ہی دفن کیا گیا۔ وہیں میں نے ان کے مرقد کی زیارت کی ہے۔ رضی اللہ عنہ

☆ یہی شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے شہر اشبیلیہ میں ایک بار بیمار ہوا چت لیٹا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے پرندوں کا جھنڈ ہے جس میں سفید سبز سرخ رنگ برنگ کے پرندے ہیں جو ایک ہی ساتھ اپنے بازوؤں کو سمیٹتے ہیں اور پھر ایک ہی ساتھ کھولتے ہیں اور بہت سے آدمی ہیں جن کے ہاتھوں میں ڈھکے ہوئے خوان ہیں جن میں تحائف ہیں جو لائے جارہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بات آئی کہ یہ موت کے تحفے ہیں۔ میں آگے چلا اور کلمہ شہادت کا ورد کرنے لگا ان میں سے ایک مجھ سے مخاطب ہوا اور کہا۔ ''ابھی تیرا وقت نہیں آیا ہے۔ یہ تحائف ایک دوسرے مومن کے

لئے ہیں جس کا وقت پورا ہو چکا ہے‘‘ میں ان کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ میری نگاہ سے غائب ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

قبر جنت کا باغ

حضرت راؤ عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ انہیں دفن کرنے کے لئے جب قبر میں اتارا گیا تو زمین قبر پر ریحان کا فرش بچھا ہوا تھا۔ دفن کرنے والے نے ان میں سے سات شاخیں نکال لیں۔ وہ اس کے پاس ستر روز تک رہیں اور ان کی تروتازگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ لوگ آکر انہیں دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ اس کے بعد ان شاخوں کو امیر نے اس سے لے لیا مگر میرے پاس سے شاخیں غائب ہو گئیں۔

☆ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے مسکینہ طفاریہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا: مرحبا اے مسکینہ! فرمایا۔ ’’خبردار خبردار! اب مسکنت چلی گئی اور امارت آ گئی ہے‘‘ بزرگ: مبارکباد۔ مسکینہ: اس کی حالت کا کیا پوچھتے ہو جس کے لئے ساری بہشت مباح کر دی گئی ہو۔ بزرگ: یہ کس طرح ہوا؟ مسکینہ: مجلس ذکر کی وجہ سے

(رضی اللہ عنہا ونفعنا بها آمین)

☆ حضرت ابوالعباس حرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیر وسیاحت کے بعض مراحل میں مجھے پتھروں سے استنجا کرنا پڑتا تھا۔ ایک روز پتھر اٹھایا تو اس سے آواز آئی۔ ’’خدا کے لئے میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے استنجا نہ کریں‘‘۔ میں نے دوسرا پتھر اٹھایا تو اس سے بھی ایسی ہی آواز آئی۔ اس وقت مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد آیا۔ پھر میں نے ایک پتھر کو اٹھا کر کہا کہ مجھے اللہ کا حکم ہے کہ تجھی سے پاکی حاصل کروں اور یہ تیرے لئے بھی بہتر ہے۔

☆ حضرت ابوالعباس حرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اپنے بھائی کو مکہ مکرمہ میں چھوڑ کر مصر آیا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے میرے پاس آکر سلام کیا۔ میں انہیں

دیکھ کر مسرور ہوا۔ انہوں نے کہا بھائی! مجھے بھوک لگ رہی ہے میں نے کہا میرے پاس تو کچھ ہے نہیں' اور حال یہ ہے کہ نہ میں کوئی محنت مزدوری کرتا ہوں اور نہ ہی کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہوں ابھی میں یہ بات پوری نہ کر پایا تھا کہ مکان کے دریچے سے ایک پرندہ اندر داخل ہوا اور ایک سونے کا سکہ میری گود میں گرا کر چلا گیا میں نے اس سے ان کے لئے کھانا خرید کر کھلایا۔

چور سے استقامت کا سبق سیکھ لیا

ایک چور کو سزا کے طور پر باندھ کر لٹکا دیا گیا تھا۔ کیوں کہ اس کا یہ جرم پہلا جرم نہیں تھا بلکہ اس سے قبل ایک بار چوری کے سلسلہ میں اس کا ایک ہاتھ کاٹا جا چکا تھا۔ دوبارہ چوری کی تو اس کا بایاں پاؤں قطع کر دیا گیا۔ تیسری بار پھر اسی حرکت میں گرفتار ہوا تو بایاں ہاتھ اور چوتھی بار جرم میں دایاں پیر بھی گنوا چکا تھا۔ (جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں ہے) اسے لٹکا ہوا دیکھ کر ایک بزرگ نے فرمایا۔ ’’میں اس کا غلام ہوں‘‘۔ مریدوں نے عرض کیا حضرت کیا فرما رہے ہیں؟ جواب دیا۔ ’’اس نے اپنے محبوب کی طلب میں سب کچھ گنوا دیا اور کسی سزا اور اذیت نے اسی اس کی مقصد سے باز نہیں رکھا‘‘۔ (روض الریاحین)

(۱۰۱)

بکثرت رونے والا حاجی

حضرت سیّدنا مخوّل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا بُہیم عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ میرا حج کا ارادہ ہے کسی کو میرا رفیق سفر بنا دیجئے۔ چنانچہ میں نے اپنے ایک پڑوسی کو اُن کے ساتھ سفرِ حج پر آمادہ کر لیا۔ دوسرے دن میرا پڑوسی میرے پاس آیا اور کہنے لگا: میں حضرت سیّدنا بہیم کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ میں نے حیرت سے کہا: خدا کی قسم! میں نے کوفہ بھر میں ان جیسا با اخلاق آدمی نہیں دیکھا آخر کیا وجہ ہے کہ تم ان کی رفاقت سے خود کو محروم کر رہے ہو؟ وہ بولا: میں نے سنا ہے کہ وہ اکثر روتے رہتے ہیں، اس لئے ان کے ساتھ میرا سفر خوشگوار نہیں رہے گا۔ میں نے اُس کو سمجھایا کہ یہ بہت اچھے بزرگ ہیں، اُن کی صحبت ان شآء اللہ تعالیٰ تمہارے لئے نہایت منفعت بخش ہو گی۔ وہ مان گیا۔ جب سفر کے لئے اُونٹوں پر سامان لادا جانے لگا تو حضرت سیّدنا بہیم عجلی رحمۃ اللہ علیہ ایک دیوار کے قریب بیٹھ کر رونے میں مشغول ہو گئے، حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی مبارک اور سینہ اشکوں سے تر ہو گیا اور آنسو زمین پر ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ میرے پڑوسی نے گھبرا کر مجھ سے کہا: ابھی تو سفر کی شروعات ہے اور ان کا یہ حال ہے خدا جانے آگے کیا عالم ہو گا! میں نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے کہا: گھبرایئے نہیں سفر کا معاملہ ہے، ہو سکتا ہے کہ بال بچوں کی جدائی میں رو رہے ہوں اور آگے چل کر قرار آ جائے۔ حضرت سیّدنا بہیم عجلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بات سن لی اور فرمایا: واللہ! ایسی بات نہیں، اس سفر کے سبب مجھے ''سفرِ آخرت'' یاد آ گیا۔ یہ فرماتے ہی چیخیں مار مار کر

رونے لگے۔ پڑوسی نے پھر پریشانی کے عالم میں مجھ سے کہا: میں ان کے ہمراہ کیسے رہ سکوں گا!

مولیٰ مجھے تلاش اسی چشمِ تر کی ہے

ہاں ان کا سفر حضرت سیّدنا داؤد طائی اور سیّدنا سلام ابو الاحوص رحمہما اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ یہ ہر دو حضرات بھی بہت روتے ہیں، اُن کے ساتھ ان کی ترکیب خوب رہے گی اور مل کر خوب رویا کریں گے۔ میں نے پھر پڑوسی کی ہمت بندھائی، آخر کار وہ اُن کے ساتھ سفرِ حج پر روانہ ہو گیا۔ حضرت سیّدنا مخول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حج سے ان کی واپسی ہوئی تو میں اپنے پڑوسی حاجی کے پاس گیا، اُس نے بتایا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، میں نے ان جیسا آدمی کہیں نہیں دیکھا، حالانکہ میں مالدار تھا پھر بھی غریب ہونے کے باوجود وہ مجھ پر خوب خرچ کرتے تھے، بوڑھے ہونے کے باوجود روزے رکھتے، مجھ بے روزہ جوان کے لئے کھانا بناتے اور میری بے حد خدمت کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: آپ تو ان کے رونے کے سبب پریشان ہوتے تھے اب کیا ذہن ہے؟ کہا: پہلے پہل میں بلکہ دیگر قافلے والے بھی ان کے رونے کی کثرت سے گھبرا جاتے تھے مگر آہستہ آہستہ ان کی صحبت کی برکت سے ہم پر بھی رقت طاری ہونے لگی اور ان کے ساتھ ہم سب بھی مل کر روتے تھے۔ حضرت سیّدنا مخول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس کے بعد میں حضرت سیّدنا بہیم عجلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے پڑوسی حاجی کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: بہت اچھا رفیق (ساتھی) تھا، ذکر اللہ اور قرآن کریم کی تلاوت کی کثرت کرتا تھا اور اس کے آنسو بہت جلد بہہ جایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (البحر العمیق ج ۱)

یاد نبی پاک میں روئے جو عمر بھی
مولیٰ مجھے تلاش اُسی چشمِ تر کی ہے

(۱۰۲)

قرآن اور اتباع رسول ﷺ (۲۲ آیاتِ مبارکہ)

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کا حکم دیا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت میں ہی دنیاوی اور اُخروی کامیابی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

''اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے''۔

(النسآء:۱۳)

(۲) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

''اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرے گا تو اس نے بڑی کامیابی پالی''۔ (الاحزاب:۷۱)

(۳) اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

''ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لئے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور

اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان میں فیصلہ کریں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں''۔ (النور:۵۱)

اطاعت والا ہی رحمت کا مستحق ہے

(۴) وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (ال عمران: ۱۳۲)

''اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے''۔

(۵) وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (النور: ۵۶)

''اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے''۔

(۶) فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ (الفتح:۱۶)

''پس اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تمہیں بہت بہتر بدلہ دے گا''۔

(۷) اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

''جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو قبول کیا اس کے بعد کہ انہیں پورے زخم لگ چکے تھے، ان میں سے جنہوں نے نیکی کی اور پرہیزگاری برتی ان کے لئے بہت زیادہ اجر ہے''۔ (ال عمران: ۱۷۲)

(۸) وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الحجرات: ۱۴)

''تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنے لگو تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہ کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

(۹) وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ (الاحزاب: ۳۱)

Scanned with CamScanner

"اور تم میں سے (اے امہات المؤمنین!) جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی ہم اسے اجر (بھی) دوہرا دیں گے اور اس کے لئے ہم نے بہترین روزی تیار کر رکھی ہے"۔

(۱۰) وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا○

"اور اگر تمہاری مراد اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کا گھر ہے تو (یقین مانو کہ) تم میں سے نیک کام کرنی والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت زبردست اجر رکھ چھوڑے ہیں"۔ (الاحزاب: ۲۹)

اطاعت والے کو انعام یافتہ لوگوں کی سنگت ملے گی

(۱۱) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا○

"اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں"۔ (النساء:۶۹)

(۱۲) وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

"اور تمہیں جو کچھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیں لے لو اور جس چیز سے روکیں رک جاؤ"۔ (الحشر:۷)

(۱۳) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ○

"اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو"۔ (الانفال:۱)

(۱۴) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا

"مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک نہ کریں"۔ (الحجرات:۱۵)

اللہ، رسول اور حکم والوں کی اطاعت

(۱۵) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

"اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کی جو تم میں سے اختیار والے ہیں"۔ (النساء:۵۹)

(۱۶) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ○

"اور اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، صبر و ہمت کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ (الانفال:۴۶)

(۱۷) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

"یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی ذات) میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے"۔ (الاحزاب:۲۱)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال، افعال اور احوال مسلمانوں کے لئے واجب الاتباع ہیں۔

(۱۸) فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

Scanned with CamScanner

"سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلہ آپ کریں اس پر اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سربسر تسلیم کرلیں"۔ (النساء:۶۵)

جو رسول کی مخالفت کرے گا

(۱۹) وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ؀

"جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی سنت) کی خلاف ورزی کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے تو ہم اسے اُدھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے اور وہ بہت بری جگہ پہنچا"۔ (النسآء: ۱۱۵)

(۲۰) وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ؀

"اور میری رحمت سب چیزوں پر محیط ہے میں اس کو ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں"۔ (الاعراف: ۱۵۶)

کامیابی اطاعت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہے

(۲۱) اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَـبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ ؀

"اور جو لوگ ایسے نبی امّی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توراۃ وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق (پابندیاں) تھے ان کو دور کرتے ہیں پس جو لوگ اس نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور (قرآن) کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں"۔ (الاعراف:۱۵۷)

سارے جہانوں کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

(۲۲) قُلْ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَۨا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ؀

"آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امّی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم راہ پر آجاؤ"۔ (الاعراف:۱۵۸)

ان آیات کی طرح قرآن حکیم میں مزید اور بھی ایسی آیات موجود ہیں جن کے اندر ایسے ہی معانی ومفاہیم پائے جاتے ہیں تو طوالت کے خوف سے ہم نے ان کو یہاں

Scanned with CamScanner

نقل نہیں کیا' تو بات کا خلاصہ یہی نکلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت میں ہی ہر مسلمان کے لئے دنیا وآخرت میں کامیابی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کی توفیق بخشے یہی اصل صراط مستقیم ہے۔

(۱۰۳)

بھلائی کی سات چیزیں

کہا گیا ہے کہ سات چیزیں نیکی کا خزانہ ہیں اور ان میں سے ہر ایک قرآن مجید سے ثابت ہے۔

(۱) عبادت میں اخلاص، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور ان لوگوں کو دین حنیف کے مطابق خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا''

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ

(۲) والدین سے حسن سلوک۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''تو میرا اور والدین کا شکر ادا کر پھر میری طرف ہی لوٹنا ہے''

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝

(۳) صلہ رحمی کرنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابت سے''

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ

(۴) امانت کا واپس کرنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت ان کے مالکوں کو واپس کرو''۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۔

(۵) معصیت میں کسی کی اطاعت نہ کرو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور اللہ کے سوا کوئی کسی کو رب نہ بنائے''

وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ ۔

(٦) نفسانی خواہشات کے مطابق عمل نہ کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اور نفس کو خواہش سے روک“ ۔(وَاصْبِرْ نَفْسَكَ)

(٧) طاعت میں کوشش کرے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اسی سے ثواب کی امید رکھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”جو اپنے ربّ کو خوف وامید سے پکارتے ہیں اور ہمارے عطا کردہ رزق سے خرچ کرتے ہیں“

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۔

پس ہر انسان پر واجب ہے کہ وہ خوف الٰہی سے روتا رہے کیونکہ حکم سخت ہے۔

پہاڑ رو رہا تھا

حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسے گاؤں سے گزرے جس میں ایک ایسا پہاڑ تھا جو بہت ہی روتا اور چیختا تھا آپ نے گاؤں والوں سے پوچھا کہ پہاڑ سے یہ رونے اور چیخنے کی کیسی آواز آرہی ہے؟ لوگوں نے کہا: اے عیسیٰ جب سے ہم یہاں رہ رہے ہیں تب سے یہ رونا اور چیخنا ہم سن رہے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے ربّ اس پہاڑ کو مجھ سے گفتگو کرنے کی اجازت عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو بولنے کی قوت عطا فرمائی تو پہاڑ نے کہا: اے عیسیٰ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ فرمایا کہ مجھے بتاؤ یہ رونا اور چیخنا کیسا ہے؟ پہاڑ نے کہا: اے عیسیٰ میں وہ پہاڑ ہوں جس سے لوگ پتھر توڑ کر بت بناتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر انہی بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہنم کی آگ میں نہ ڈال دیں کیونکہ میں نے ارشاد باری سنا ہے وہ فرماتا ہے: ”پس تم اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں“

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۔

عذابِ الٰہی کا خوف

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی ”پہاڑ سے کہہ دیجئے

کہ وہ اطمینان رکھے کیونکہ میں نے اسے جہنم سے بچالیا ہے“ واضح ہو کہ جب پہاڑ اپنی سختی اور مضبوطی کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں تو پھر مسکین کمزور اولاد آدم کو جہنم کی آگ سے کیوں نہیں ڈرنا چاہیے اور وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ کا خواستگار کیوں نہیں ہوتا، اے ابن آدم اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اس سے ڈرنے کا مطلب گناہوں سے اجتناب ہے کیونکہ گناہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہے اور گناہ سے عذاب الٰہی آتا ہے اور کس میں طاقت ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو برداشت کرسکے۔ (تنبیہ الغافلین)

(۱۰۴)

بے پردہ عورت اور ظالم حکمران کی سزا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلاَتٌ مَائِلاَتٌ رُؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَآئِلَةِ لاَ يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلاَ يَجِدْنَ رِيحَهَا وَاِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا

''جہنمیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے دیکھا نہیں ہے۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کے ہاتھوں مین گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے (ظالم حکمران) دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی، مٹک مٹک کر، مونڈھوں اور کولہوں کو ہلا ہلا کر چلیں گی۔ انکے سر اونٹ کے جھکے ہوئے کوہان کی طرح ہوں گے وہ نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے پائی جائے گی''۔

(صحیح مسلم، اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات......الخ: ۲۱۲۸، احمد: ۸۶۷۳)

امام الانبیاء حبیب کبریا' شب اسریٰ کے دولہا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(وَشَرُّ نِسَائِكُمْ، اَلْمُتَبَرِّجَاتُ، اَلْمُتَخَيِّلاَتُ، وَهُنَّ الْمُنَافِقَاتُ لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهُنَّ اِلاَّ مِثْلُ الْغُرَابِ الْاَعْصَمِ)

''اور تمہاری بدترین خواتین بے پردہ اور غرور و تکبر کرنے والی خواتین ہیں اور یہ منافق عورتیں ہیں۔ خواتین میں سے سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والے کوّے کے برابر عورتیں ہی جنت میں داخل ہوں گی''۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ۸۲/۷، السلسلۃ الصحیحۃ: ۴/۴۶۴، ۱۸۴۹، صحیح)

حدیث کی وضاحت حدیث سے

اس مذکورہ بالا حدیث کی وضاحت اور تشریح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ حج یا عمرے کے لئے سفر کے دوران سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک گھاٹی پر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''دیکھو! کیا تم لوگوں کو کچھ دکھائی دے رہا ہے؟'' ہم نے عرض کیا: ہمیں کوّے نظر آرہے ہیں، ان میں سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والا کوّا بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سارے کوّوں میں اور اس سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والے کوّے کا جو تناسب ہے، اسی تناسب سے عورتیں جنت میں داخل ہوں گی''۔ (مسند الامام احمد: ۴/ ۱۹۷، المستدرک للحاکم: ۴/۶۰۲)

ام المومنین محبوبہ محبوب رب العالمین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

پردہ کا حکم اترنے کے بعد ابوقعیس کے بھائی افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا: میں اجازت نہیں دیتی، جب تک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لوں کیونکہ افلح کے بھائی ابوقعیس نے (جو میرا رضاعی باپ تھا) اس نے مجھے دودھ نہیں پلایا تھا مجھے ابوقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! ابوقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے اسے اجازت نہیں دی (اب کیا حکم ہے؟) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو نے کیوں نہ اجازت دی؟ وہ تو تیرا چچا ہے''۔

Scanned with CamScanner

میں نے کہا: یا رسول اللہ! ابوقعیس نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا تھا، مجھے ابوقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اسے اجازت دے دے کیونکہ وہ تیرا چچا ہے۔ تیرا ہاتھ خاک آلود ہو''۔

(بخاری، الادب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم تربت یمینک ......الخ: ۶۱۵۶)

خوشبو لگا کر گھر سے نکلنے والی عورت

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوْا مِنْ رِيْحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ)

''جس عورت نے خوشبو لگائی اور پھر وہ کسی قوم کے پاس سے گزری تا کہ وہ اس کی خوشبو پائیں تو وہ زانیہ عورت ہے''۔

(سنن نسائی، الزانیة، باب ما یکرہ النساء من الطیب: ۵۱۳۳، ترمذی، اللباس، باب ما جاء فی کراھیة خراج المراۃ متعطرۃ: ۲۷۸۶)

ایک زہریلے سانپ کا قصہ

حضرت ابوالسائب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ اپنی گھر میں نماز پڑھ رہے تھے، چنانچہ میں ان کے انتظار میں بیٹھ گیا، اسی دوران ان کے گھر کے کونے میں پڑی ہوئی لکڑیوں سے اچانک حرکت سنی گئی، میں نے لکڑیوں میں دیکھا تو سانپ تھا، میں اسے مارنے لگا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بحالت نماز ہی مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا لہٰذا میں بیٹھ گیا۔

نماز سے فراغت کے بعد انہوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس کمرے میں ہمارا ایک نوجوان رہتا تھا، جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، انہی ایام میں ہمیں خندق کھودنے کا حکم ملا، دوپہر کے وقت یہ نوجوان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

اجازت لے کر گھر آ جاتا تھا دوپہر اپنے گھر گزارتا۔ ایک دن جب وہ نوجوان گھر جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے ساتھ ہتھیار ضرور لے کر جانا، مجھے خدشہ ہے کہ کہیں بنو قریظہ کے یہودی تجھے نقصان نہ پہنچا دیں''۔

اس نے ہتھیار لے لیا، گھر پہنچا تو اچانک کیا دیکھتا ہے کہ اس کی بیوی گلی والے دروازے میں کھڑی ہے، وہ جوشِ غیرت میں اپنی بیوی پر حملہ کرنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا: اپنا نیزہ روک لے، پہلے اندر جا کر دیکھو کہ میں باہر کیوں نکلی ہوں، اس نوجوان نے اندر جا کر دیکھا تو بستر پر ایک بڑا سانپ بیٹھا ہوا تھا، اس نوجوان نے سانپ کو نیزے پر اٹھایا اور صحن میں گاڑ دیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ سانپ پہلے مرا یا وہ نوجوان پہلے فوت ہوا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سارا واقعہ سنایا اور عرض کی اے اللہ کے رسول! دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو زندہ کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دُعا کرو۔

(صحیح مسلم، السلام، باب قتل الحیات وغیرھا: ۵۸۳۹)

(۱۰۵)

سواری کو تھکانا سفر میں رکاوٹ کا سبب ہے

طالب علم کو لائق ہے کہ اس کی تمام تر ہمت یاد کرنے اور دہرانے پر لگے اگر زمانہ کا رخ اس کی طرف صحیح ہو تو بہت اچھا ہے مگر بدن سواری ہے اور رفتار کی مشقت سفر سے کٹ جانے کا ذریعہ بن جاتی ہے اور قوی جب تھک جاتے ہیں تو تازہ دم ہونے کے محتاج ہوتے ہیں اور تحریر، مطالعہ اور تصنیف بھی ضروری کام ہیں مگر اہم کام حفظ ہی ہے وقت کو دو کاموں میں تقسیم کرنا ضروری ہے حفظ کے لئے دن کی دونوں طرفیں اور رات کے دونوں کنارے ہونے چاہئیں اور باقی وقت لکھائی اور مطالعہ میں اور بدن کی راحت و آرام میں لگائے اور شرکاء کے مابین حصہ کی کمی بیشی نہ چاہئے کیونکہ ان میں سے جب ایک اپنے حصہ سے زائد لے گا تو دوسرے کے حصہ میں لازماً کمی آئے گی اور نفس اعادہ اور تکرار چھوڑ کر مطالعہ اور لکھائی وغیرہ کی طرف بھاگتا ہے کیونکہ یہ چیزیں اس کے لئے آسان اور پسند ہیں لہٰذا سوار کو چاہئے کہ اپنی سواری کو بے کار نہ چھوڑے اور نہ ہی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ لادے اور عدل وانصاف کے ذریعہ ہر کام ہو جائے گا اور جو راستہ سے ہٹ جاتا ہے اس کا سفر لمبا ہو جاتا ہے اور جو کئی منزلوں کو ایک منزل میں لپیٹنا چاہتا ہے وہ کبھی اس منزل کو گنوا بیٹھتا ہے جس کے لئے مشقت اٹھائی ہے علاوہ ازیں انسان کو تحریض وترغیب بھی ضروری ہے کیونکہ کوشش میں کمی کوتاہی بھی ساتھ ساتھ ہے اور بعد ازیں علم میں یہ طلب اہم لازمی امر ہے کیونکہ ایک حافظ حدیث مثلاً ''من اتی الجمعة فلیغتسل'' کی حدیث بیس ۲۰ سندوں سے یاد کرتا ہے جبکہ حدیث طریق واحد سے بھی

ثابت ہو جاتی ہے اب وہ اس کام میں لگنے کی وجہ سے آداب غسل سیکھنے سے محروم رہ گیا اور عمر بہت ہی مختصر اور نفیس ہے جس میں ایک سانس کی کوتاہی بھی گوارا نہیں اور عقل ہو تو اس کی رہنمائی کافی ہو سکتی ہے ''و التوفیق من اللہ'' (صید الخاطر)

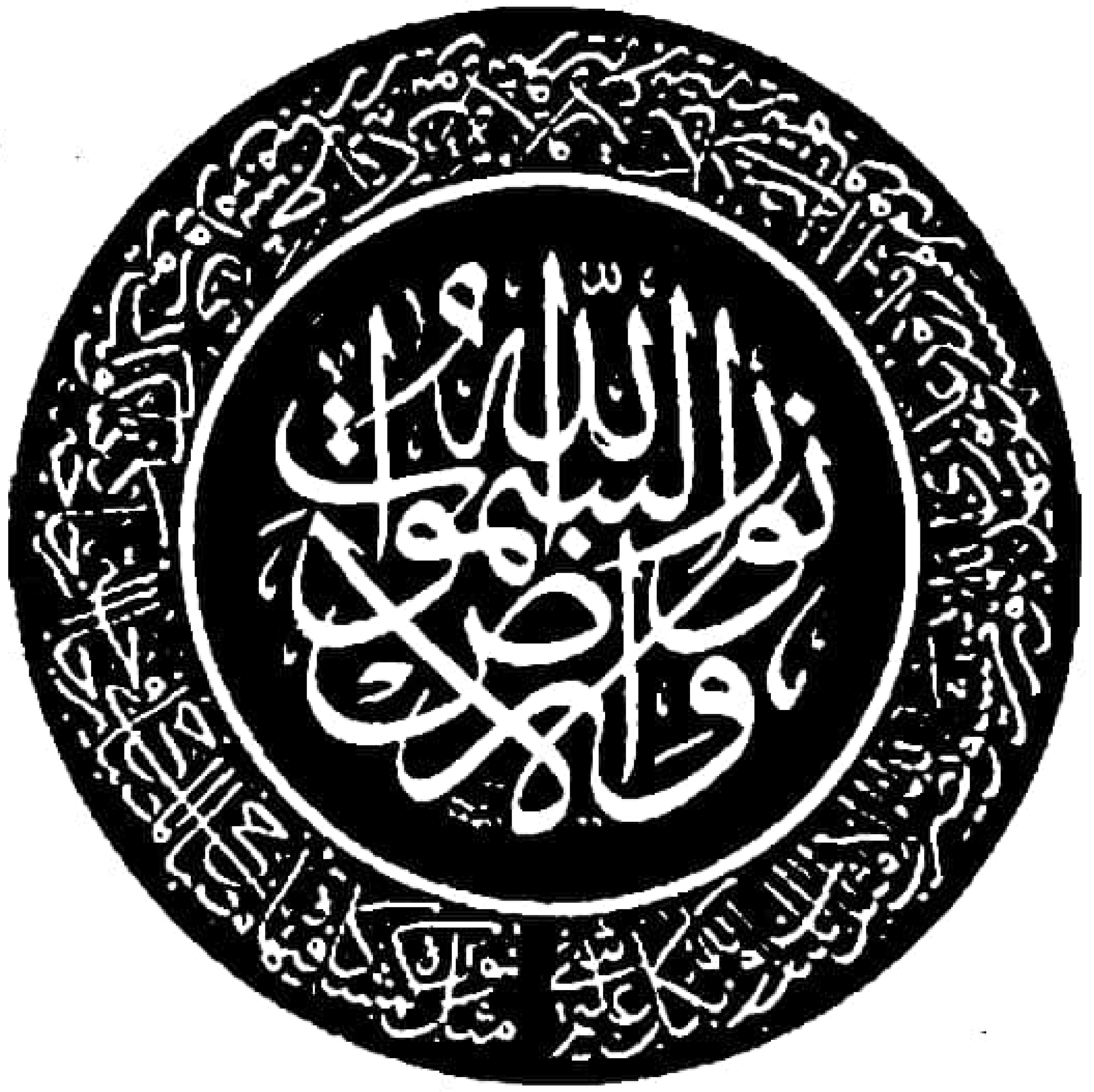

Scanned with CamScanner

(۱۰۶)

امتحانِ ارادت

شیخ ابوالعباس کے تلمیذ رشید شیخ صفی الدین ابو منصور فرماتے ہیں میرے استاذ کی ایک صاحبزادی تھیں۔ حضرت کے اہل تعلق میں سے کئی لوگ ان سے نکاح کے خواہش مند تھے۔ حضرت کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے فرمایا: ''میری اس بیٹی سے نکاح کرنے کا کوئی ارادہ نہ کرے۔ حق تعالیٰ نے اس کی پیدائش کے وقت ہی مجھے اس کے شوہر کی اطلاع فرمادی تھی، میں اس کا منتظر ہوں''۔

شیخ صفی الدین اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں اس وقت اپنے والد کے ہمراہ رہتا تھا۔ میرے والد ملک اشرف کی وزارت پر فائز تھے اور ہم لوگ فرات کے اس پار رہتے تھے۔ ہم لوگ جب مصر میں داخل ہوئے تو ملک عادل نے میرے والد محترم کو قاصد کی حیثیت سے مکہ مکرمہ ابوعزیز کے پاس بھیجا تاکہ وہ یمن جاکر ملک مسعود بن ملک کامل کی مدد کریں۔ اس وقت مجھے شیخ ابوالعباس حرار کی خدمت میں حضوری اور ان کی مصاحبت کی سعادت ملی۔ میرا حال یہ تھا کہ بچپن ہی سے جب کبھی حضرت کا تذکرہ ہوتا تو ان کی صورت میرے سامنے ہوتی تھی۔ میں جب ان کے روبرو بیٹھا تو میری حالت بدل گئی۔ میں پہلے اچھی ہیئت میں تھا میرے پاس چمکدار زریں لباس اور سواری کا عمدہ خچر تھا حال یہ ہوا کہ میں گھر اور سب کچھ خیرباد کہہ کر شیخ ہی کا ہو رہا۔ میرے والد گرامی بڑی کروفر کے ساتھ مکہ مکرمہ کی سفارت سے واپس آئے۔ ان کے استقبال اور ملاقات کے لئے مصر کے بہت لوگ خیمہ وخرگاہ کے ساتھ شہر کے باہر تک گئے۔ شیخ نے مجھ سے

بھی فرمایا کہ اپنے والد کی ملاقات کرنے کے لئے جاؤ۔ میں نے عرض کیا آپ کے سوا میرا کوئی باپ نہیں۔ میں آئندہ نہ ان کی سواریوں پر سوار ہوں گا اور نہ ہی ان کے ساتھ کھانا کھاؤں گا۔ شیخ نے فرمایا۔ ''وزیرزادگی کی شان وشوکت سے نہ سہی فقیرانہ'' خستہ حالی ہی کے ساتھ چلے جاؤ۔ چنانچہ میں نہایت معمولی سواری پر بیٹھ کر پھٹے پرانے فقیرانہ کپڑوں کی ساتھ روانہ ہوا۔ میرے اعزہ میری یہ بری حالت دیکھ کر آنسو بہاتے تھے اور والد صاحب سے جب میں نے حاجیوں کے مستقر پر ملاقات کی تو میں اکیلا تھا، میں نے انہیں سلام کیا مگر انہوں نے مجھے نہیں پہچانا۔ ان کے ساتھ سرداران فوج، احباب، غلام خدام بھی تھے ان میں سے کسی نے بھی مجھے نہیں پہنچانا۔ پھر انہیں جب معلوم ہوا تو حیران رہ گئے۔ ان کا چہرہ فق ہوگیا۔ اللہ انہیں اس کا اجر عطا فرمائے۔

شیخ کی رضا باپ کی رضا میں ہے

اس کے بعد میرے خویش واقارب رشتہ دار اور بھائی جو استقبال کے لئے آئے تھے، ان سے ملے اور سب اکٹھے ہوگئے۔ میں اکیلا ایک گوشہ میں کھڑا رہا۔ وہ لوگ جب ان کی قیام گاہ پر پہنچے تو شہر سے ان کے لئے جو تحائف کھانے وغیرہ لائے تھے پیش کئے گئے۔ انکے ہمراہ جتنے لوگ تھے، اور جو حضرات ملنے کی غرض سے آئے تھے سب دسترخوان پر یکجا ہوئے۔ صرف میں تنہا الگ رہا اور سخت گریہ وزاری میں مبتلا تھا۔ اس قیدی کے مانند جو اپنے اہل وعیال سے الگ کئے جانے کے وقت آہ وزاری کرتا ہے۔

بالآخر میرے والد نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں اپنی حالت کو نہیں بدلوں گا تو وہ مجھے قید کر دیں گے۔ میں نے یہ بات شیخ کو بتائی۔ شیخ نے مجھے اپنی خانقاہ سے نکال دیا اور کہا اپنے باپ کے پاس جاؤ اور یہاں نہ آنا۔ اس حالت میں میں ایک عرصہ تک گریہ وزاری کرتا رہا اور لیلیٰ کے بارے مجنون کا یہ شعر پڑھتا رہا۔

جننا بليلى ثم جنت بغيرنا
و اخرى بنا مجنونة لا فريدها

Scanned with CamScanner

میں لیلیٰ پر دیوانہ ہوا وہ کسی اور پر پاگل ہوگئی اور ایک مجھ پر بھی فریفتہ ہوگئی ہے جسی میں نہیں چاہتا۔ اس وقت مجھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیخ کے مقصد کا انکشاف ہوا کہ وہ میری سچائی اور خلوص کی آزمائش کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ میرے معاملہ میں وہ اپنی خواہش اور ارادے سے بری الذمہ ہو جائیں اس وقت شیخ کی جانب سے میرا دل صاف ہوگیا اور والد صاحب کے مکان میں' میں ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ رہا اور قسم کھائی کہ جب تک شیخ کا حکم نہ ہو' کھانے پینے اور سونے کے قریب نہیں جاؤں گا اور نہ یہاں سے باہر نکلوں گا۔ والد صاحب تک میری بات پہنچ گئی کہ شیخ نے مجھے اپنے پاس سے بھگا دیا ہے اور میں نے ایسی ایسی قسم کھا رکھی ہے۔ انہوں نے کہا اسے چھوڑ دو بھوک پیاس لگے گی تو خود ہی کھائے پئے گا۔ میں تیسرے روز بھی جب اپنی قسم پر قائم رہا۔ وہ سو کر بیدار ہوئے تو کہا اس سے کہہ دو کہ شیخ کے پاس ہی چلا جائے اور جو چاہے وہ کرے۔ میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا' اگر والد صاحب واقعی یہ چاہتے ہیں تو مجھے اپنے ساتھ لے کر شیخ کی خدمت میں چلیں۔ اس سے میرا مقصد شیخ کی عزت افزائی تھی۔ والد صاحب راضی ہو گئے اور مجھے لے کر پیدل مسجد شیخ میں پہنچے۔ انہوں نے شیخ کی دست بوسی کی اور کہا۔ ''حضرت یہ آپ کا لڑکا ہے' اسے جو چاہیں کریں' میری آرزو تو یہ تھی کہ اس کی جگہ میں خود آپ کی خدمت گزاری کرتا''۔ شیخ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فرزند کے ذریعہ آپ کو نفع دے گا''۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

اس کے بعد مجھے شیخ کے حوالے کر کے واپس چلے گئے اعظم اللہ اجرہ وجزاہ عنی خیرا اس کے بعد میں نے انہیں ایک ماہ تک نہیں دیکھا۔ میری یہ خدمت تھی کہ روزانہ گھڑے پانی سے بھرے ہوئے' ننگے پاؤں' شیخ کے گھر لے جایا کرتا تھا' لوگ مجھے یہ کرتے دیکھتے تو میرے والد سے جا کر کہتے تھے۔ والد صاحب انہیں جواب دیتے میں نے اسے اللہ کے واسطے چھوڑا ہے اور اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ اس کا ثواب برباد نہیں ہو

گا اور دُعا کرتا ہوں کہ اسی اپنے شان کے لائق اجر سے نوازے۔ اس کے بعد والد صاحب کا انتقال ہوا۔ میں نے اس کے بعد خواب دیکھا کہ شیخ فرماتے ہیں۔ ''اے صفی الدین! میں نے اپنی بیٹی کا تم سے نکاح کر دیا'' میں جب بیدار ہوا تو حیرت زدہ تھا' اور شرم وحیا کے باعث اس بات کی خبر شیخ کو نہیں دے سکتا تھا' دوسری طرف خیال تھا کہ نہ بتاؤں تو خیانت نہ ہو کہ میں نے ان کی کوئی بات دیکھی اور انہیں نہیں بتائی۔ اس کشمکش میں تھا کہ شیخ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: تو نے کیا خواب دیکھا؟ میں ان سے مبہوت ہوگیا اور کچھ نہ کہہ سکا۔ فرمایا: بیان کرو' تمہیں زبان کھولنی ہی ہوگی۔ میں نے جو دیکھا تھا بتا دیا۔ فرمایا: اے بیٹے! یہ تو ازل ہی سے ہو چکا تھا یا اسی مفہوم کا کوئی اور جملہ فرمایا: اور اپنی بیٹی کا مجھ سے عقد کر دیا۔ وہ صاحبزادی اولیاء اللہ میں سے تھیں۔ ان کے چہرے پر ایسا نور تھا کہ کسی دیکھنے والے کو ان کی ولایت اور ان کی جنتی ہونے میں شبہ نہ رہتا۔

ان سے کئی اولادیں ہوئیں' اور سب فقراء فقہاء ہوئے اور ہم ان کی برکت کے سائے میں' ان کے والد کے انتقال کر جانے کے کئی سال بعد تک رہے۔ نہایت کشف والی تھیں' موت سے ایک سال پہلے ہی اپنے مرنے کی خبر دی تھی اور قریب الموت' اور بعد مرگ ہونے والے کئی واقعات کو بھی پہلے ہی بیان کر چکی تھیں جو اسی طرح رونما ہوئے۔ جاں کنی کے وقت کہتی تھیں۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○
فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ○ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ○

اے نفس مطمئنہ! لوٹ اپنے ربّ کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی' پھر میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ اس کا ورد کرتی ہوتی ان کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔ رضی اللہ عنهم اجمعین

(روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(۱۰۷)

ہیں سخی کے مال میں حق دار ہم

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عظیم الشان ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر ولی کو اچھے اخلاق اور سخاوت کی فطرت عنایت فرمائی ہے۔

(تاریخ مدینہ دمشق ج ۵۴ ص ۴۷۲)

منقول ہے، سیّدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب (یمن کے شہر) صنعا سے مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی طرف آئے تو آپ کے پاس دس ہزار درہم تھے، مکے شریف کے باہر خیمہ لگایا اور چادر بچھا کر ساری رقم اُس پر ڈال دی، جو بھی آتا اُسے مٹھی بھر کر عطا فرما دیتے، جب ظہر کی نماز پڑھی تو وہ چادر جھاڑ دی، اُس پر ایک درہم بھی باقی نہ بچا تھا۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۱۰ ملخصا)

ہاتھ اُٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم!
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

(حدائقِ بخشش شریف)

حضرت امام زین العابدین کا حج

حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے جب عزم حج بیت اللہ کیا اور احرام باندھا تو چہرہ مبارک زرد ہو گیا اور لبیک نہ کہہ سکے۔ لوگوں نے عرض کی: آپ لبیک نہیں پڑھتے؟ فرمایا: مجھے ڈر ہے کہیں جواب میں "لالبیک" نہ کہہ دیا جائے! عرض کی گئی: احرام باندھ کر لبیک کہنا ضروری ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لبیک پڑھی تو بے

ہوش ہو کر سواری پر سے گر پڑے اور اختتام حج تک یہی صورت رہی کہ جب بھی لبیک کہتے بے ہوش ہو جاتے۔ (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۶۷۰)

اُنگلیاں کانوں میں دے دے کے سُنا کرتے ہیں
خلوتِ دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

(ذوقِ نعت)

Scanned with CamScanner

(۱۰۸)

اتباع سنت کے فوائد

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۠

”اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور اپنے میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ کی طرف اور رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف اگر تمہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے“۔(النساء: ۵۹)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ ساتھ ”اولی الامر“ کا حکم ماننے کی تاکید کی ہے مگر اس کے لئے اطیعوا کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ کہا: ”اولی الامر“ ”اپنے میں سے اختیار والے“ اس سے مراد بعض کے نزدیک امراء وحکام اور بعض کے نزدیک علماء وفقہاء ہیں مفہوم کے اعتبار سے دونوں ہی مراد ہو سکتے ہیں اور پھر قیامت تک آنے والے اہل ایمان کو ایک اصول بتایا کہ اگر کسی معاملہ میں تمہارا آپس میں کوئی اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو جب بھی امت مسلمہ اپنے اختلاف کے وقت (فردوہ الی اللہ والرسول)

کی طرف رجوع کرے گی تو ان کے آپس میں پیدا شدہ اختلافات اور جھگڑے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے اور ان کا ایمان بھی سلامت رہے گا۔

صحابہ کرام کا عمل مبارک

اس کی مثال (پہلے بھی گزر چکی پھر پڑھ لیں) صحابہ رضی اللہ عنہما کے عمل سے ملتی ہے مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہما میں سب سے پہلا اختلاف یہ ہوا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہے کہ نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: واللہ ما مات رسول اللہ (بخاری) ”اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے ہیں“ اس موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہما کے مجمع کو مخاطب کر کے ایک خطبہ دیا:۔

اَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ وَقَالَ (اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ) وَقَالَ (وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۠

”خبردار ہو جاؤ! جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوجا کرتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سورۂ زمر کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی وصال فرمانے والے ہیں اور دوسرے لوگ بھی مرنے والے ہیں“ اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ”نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر اللہ کے رسول ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اگر ان کا انتقال ہو جائے یا شہید کر دیئے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھر جاؤ گے اور جو کوئی ایڑیوں

Scanned with CamScanner

کے بل پیچھے ہٹ جائے گا تو وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دیگا''۔ (صحیح بخاری)

اس سے پتہ چلا کہ اختلاف ایک فطری چیز ہے اختلاف کا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں اس لئے قرآن نے اس کا حل یہ بتایا ہے کہ ایسے موقعوں پہ اپنے معاملات کو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹاؤ جو فیصلہ وہاں سے مل جائے اسے خندہ پیشانی سے تسلیم کرلو یہ اتباع سنت کی خوبی ہے جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پیدا ہونے والا اختلاف ختم ہو گیا۔

دوسرا اختلاف:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد دوسرا اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کیسے دیا جائے آپ کے بدن مبارک سے کپڑے اتارے جائیں یا کپڑوں سمیت ہی غسل دیا جائے کسی خاص بات پر اتفاق نہیں ہوتا تھا تو حاضرین پر ایک غنودگی سی طاری ہوگئی اسی حالت میں غیب سے ایک آواز آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے پہنے ہوئے ہی غسل دیا جائے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

لَمَّا قُبِضَ اخْتَلَفَ اَصْحَابُهٗ فِیْ غُسْلِهٖ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اغْسِلُوْهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اَخَذَتْهُمْ نَفْسَةٌ فَوَقَعَ لِحْیُ كُلِّ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ عَلٰی صَدْرِهٖ قَالَ فَقَالَ قَائِلٌ لَّا يَدْرِیْ مَنْ هُوَ اِغْسِلُوْهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ .

''کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے بارے میں صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم کا اختلاف ہوا، کسی نے کہا: کپڑے پہنے ہوئے حال میں غسل دو اسی حالت میں لوگوں کو اونگھ آ گئی اور ہر ایک کی ٹھوڑی سینے پر جھک گئی کسی کہنے والے نے کہا: آپ کو غسل دو

اسی حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے ہوں''۔

(طبقات ابن سعد ص۹۳ ج۴)

تیسرا اختلاف:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تیسرا اختلاف یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے۔ کسی نے کہا: بیت المقدس میں دفن کیا جائے، کسی نے کہ آپ کو مکہ مکرمہ میں دفن کیا جائے، کسی نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے، کسی نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر کے پاس دفن کیا جائے، کسی نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ دفن کیا جائے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر امامت کراتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو اسی جگہ دفن کیا جائے گا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا ہے کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کو میں نے فرماتے ہوئے سنا ہے: مَامَاتَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ وَفِیْ رِوَايَةٍ مَا تَوَفَّی اللّٰهُ نَبِيًّا قَطُّ اِلَّا دُفِنَ حَيْثُ تَقْبِضُ رُوْحَهٗ ۔ ''یعنی جس جگہ نبی کی روح نکلتی ہے اسی جگہ نبی کو دفن کیا جاتا ہے''۔ (طبقات ابن سعد ص:۱۰۴، ج:۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنتے ہی تمام صحابہ رضی اللہ عنہما نے اپنی گردنیں جھکا دیں یہ ہیں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فوائد، اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا اختلاف اسی وقت جاتا رہا۔ آج اُمت میں اختلاف کا سبب یہی ہے کہ ہم کتاب وسنت کی بجائے قول غیر کو ترجیح دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے درمیان کشیدگیاں کم ہونی کی بجائے اور زیادہ پیدا ہوتی ہیں جب تک ہم کتاب وسنت کو مضبوطی سے نہیں تھامیں گے ہمارے اختلافات بھی کبھی ختم نہ ہوں گے۔ اس کے برعکس صحابہ رضی اللہ عنہما کا رویہ دیکھیں اور اسے اپنائیں ان شاء اللہ سب اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اقدس کے سامنے گردن جھکا دیں اپنے اپنے پیشواؤں کی باتوں کو کتاب وسنت پر ترجیح نہ دیں بلکہ ہر معاملہ میں کتاب وسنت کو ترجیح دیں یہی آخری

Scanned with CamScanner

وصیت ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی:

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِیِّهٖ .

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک ان دونوں پر عمل کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت“۔

(موطا امام مالک، کتاب الجامع، باب النھی عن القول فی القدر)

(۱۰۹)

گزشتہ اُمتوں پر گواہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی اور ہم نے تمہیں معتدل امت بنایا ہے تاکہ تم ”سابقہ“ لوگوں پر گواہی دو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہیں۔ (وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا) تو حضور علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر فرمایا: اے لوگو اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی اور رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور تمہیں اپنے نبی کے لئے پسند فرمالیا ہے اور مجھے تم پر گواہ بنایا ہے جبکہ تمہیں سابقہ امتوں پر گواہ بنایا ہے ایک انصاری صحابی قیس بن عروہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم سابقہ امتوں کی گواہی کس طرح دیں گے نہ تو ہم ان میں تھے اور نہ وہ ہمارے زمانے میں ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عروہ قیامت کے دن زمین کی ہیئت تبدیل کر دی جائے گی آسمانوں کو یوں لپیٹ دیا جائے گا جیسے دفتری فائلیں لپیٹی جاتی ہیں پھر تمام مخلوق کو جمع کیا جائے گا ان میں سے کچھ کے چہرے کالے ہوں گے اور کچھ کے سفید ہوں گے اور وہ چالیس سال تک رکے رہیں گے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کس چیز کے منتظر ہوں گے فرمایا اس چیخ کے منتظر رہیں گے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”اس دن وہ بلانے والے کی اتباع کریں گے وہ ٹیڑھا پن نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے تمام آوازیں دب جائیں گی اس دن سوائے آہٹ کے کچھ نہ سنے گا“۔

قیامت کے دن زمین ایسی ہو گی

اور انہیں ایسی زمین کی جانب لے جایا جائیگا جس پر خون نہیں بہایا گیا ہو گا پھر جانوروں کو حاضر کیا جائے گا اور ان سے ایک دوسرے کا بدلہ دلوایا جائے گا پھر ان سے کہا جائے گا کہ مٹی بن جاؤ تو وہ سب مٹی بن جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اس دن کافر کہیں گے کاش کہ ہم بھی مٹی ہو جاتے'' پھر ہر نبی اپنی امت کے ساتھ بلایا جائے گا اور ان میں حق کا فیصلہ کیا جائیگا ایک فریق جنت میں تو دوسرا فریق جہنم میں جائے گا۔ پھر ایک منادی حضرت نوح علیہ السلام کو آواز دے گا وہ حاضر ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے نوح کیا آپ نے میرا پیغام پہنچایا تھا؟ اور امانت ادا کر دی تھی؟ وہ عرض کریں گے ہاں یا ربّ میں نے پیغام پہنچا دیا تھا اور امانت ادا کر دی تھی پھر ان کی قوم کو حاضر کیا جائے گا اور اس سے فرمایا جائے گا اے امتِ نوح یہ نوح جنہیں میں نے تمہاری طرف داعی بنا کر بھیجا تھا، کیا انہوں نے تمہیں کلمۂ اخلاص کی دعوت دی تھی؟ کیا انہوں نے تمہیں میرا پیغام پہنچایا تھا؟ تو وہ کہیں گے اے ہمارے ربّ ہمارے پاس تو کوئی بشیر اور نذیر نہیں آیا! تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے نوح! یہ تیری امت تو انکار کر رہی ہے کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے؟

حضور کی امت کو کس شان سے بلایا جائے گا

حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے ہاں امت محمدیہ میری گواہ ہے تو منادی پکارے گا ''اے بہترین امت جو لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے'' (یَا خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) اے رمضان میں روزہ رکھنے والی امت! پھر وہ صفوں سے نکلیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''ان کے چہروں میں نورانی نشان ہوں گے کثرت سجود کے سبب'' (سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ) اور عرض کریں گے ہم حاضر ہیں اے اللہ کے داعی! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے امت محمد کیا تم حضرت نوح علیہ السلام کے حق میں گواہی دیتے ہو! پس وہ عرض کریں گے یا ربّ ہم گواہی دیتے ہیں کہ نوح علیہ السلام

نے تیرا پیغام پہنچایا تھا اور امانت ادا کی تھی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کہے گی کہ حضرت نوح کی نبوت کا زمانہ بہت پہلے تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں پھر امت محمدیہ کیسے گواہی دے رہی ہے انہوں نے تو ہمارا زمانہ پایا ہی نہ تھا، جواب میں امت محمدیہ کہے گی کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی کتاب میں پڑھتے تھے کہ ''ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا'' (اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے سچ کہا: اے امت محمد! بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ حجت قائم کئے بغیر میں کسی کو عذاب نہیں دوں گا پس اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم آپس میں کئے گئے ظلم کی معاملات نمٹالو اور میں نے اپنے حقوق تمہیں معاف فرما دیئے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

Scanned with CamScanner

(۱۱۰)

نار کی بجائے عار

جب کسی عالم کا قصد صحیح ہو جاتا ہے تو وہ تکلفات سے بری ہو جاتا ہے بہت سے علماء حضرات ایسے ہیں جنہیں ”لا ادری“ (میں نہیں جانتا) کہتے ہوئے حیا آتی ہے چنانچہ وہ اپنی وجاہت قائم رکھنے کے لئے فتویٰ صادر کر دیتے ہیں تا کہ یہ نہ کہا جائے کہ انہیں جواب نہیں آیا اگرچہ خود انہیں بھی اپنی بات پر یقین نہیں ہوتا اور یہ انتہائی ذلت ورسوائی کی بات ہے حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی نے ان سے مسئلہ پوچھا آپ نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ”لا ادری“ سائل کہنے لگا میں نے آپ تک پہنچنے کے لئے کئی شہر عبور کئے ہیں فرمانے لگے اپنے شہر میں واپس جا کر کہہ دینا کہ میں نے مالک سے مسئلہ پوچھا تھا انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ اس شخص کے دین کو اور عقل کو دیکھئے کہ اس نے تکلف سے کس طرح جان بچالی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی سرخرو ہوا اور پھر اگر لوگوں کے ہاں اپنی وجاہت ہی مقصود ہے تو ان کے قلوب کسی اور کے قبضہ میں ہیں واللہ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو نفلی صوم وصلاۃ کی کثرت کے ساتھ ساتھ خاموش مزاج بظاہر مسکین طبع اور سادہ لباس والے تھے مگر لوگوں کے قلوب ان سے بیزار تھے اور ان کی نگاہ میں وہ کچھ عزت نہ رکھتے تھے اور ایسے حضرات بھی دیکھے جو فاخرہ لباس پہنتے ہیں بظاہر مسکنت اور نوافل کی کثرت بھی نہیں مگر لوگوں کے قلوب ان کی محبت میں کٹے جاتے ہیں میں نے اس کے سبب میں غور کیا وہ میرے نزدیک ان کا حسن باطن تھا جیسا کہ حضرت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ کے

بارے میں ہے کہ ان کے ہاں نفلی صوم وصلاۃ کی کثرت نہ تھی بلکہ باطن کا نور تھا بس جس کا باطن درست ہو جائے اس کی فضیلت کی خوشبو پھیلنے لگتی ہے اور لوگوں کے قلوب اس سے مہک اٹھتے ہیں لہٰذا باطن کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کہ اس کے فساد کے ہوتے ہوئے ظاہری اصلاح کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ (صید الخاطر)

(۱۱۱)

موت و حیات میری دونوں تیری گلی میں

ہمیں یہ بات ہرگز نہیں بھولنی چاہئے کہ ایک دن انسان کو مرنا اور اپنی کرنی کا پھل بھگتنا ہے۔ اگر زندگی میں نیک اعمال کئے ہوں گی تو آخرت میں ان کی جزا پائے گا اور اگر برے اعمال کئے ہوں گی تو آخرت میں ان کی سزا پائے گا۔ جب انسان کی روح قبض ہوتی ہے تو روح کو جسم کے تصرف سے روک دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرنے کے بعد اجسام حرکت نہیں کرتے وہ خشک لکڑی کی طرح رہ جاتے ہیں اور موت کے بعد عقل، ایمان اور معرفت روح کے ساتھ جاتے ہیں۔ البتہ موت کے بعد روح کا اپنے جسم سے تعلق باقی رہتا ہے اور نیند بھی ایک قسم کی موت ہے لہٰذا جب انسان سو جاتا ہے تو اس کی روح عالم ملکوت میں چلی جاتی ہے اور مُردہ انسان کی روح سے ملاقات کرتی ہے۔ زندہ اور مردہ کی روحوں کا آپس میں ملاقات کرنا ثابت ہی اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ مرنے کے بعد زندہ لوگ کسی کو خواب میں دیکھتے ہیں اور اُس کے حال کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پ ۲۴، الزمر: ۴۲)

''اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کے سوتے میں پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اسے روک رکھتا ہے اور

دوسری ایک میعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لئے''۔

مرنے والوں کی ملاقات

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''مجھے معلوم ہوا کہ زندہ اور مُردہ لوگوں کی روحیں خواب میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی اور سوالات کرتی ہیں، پس مردوں کی ارواح کو اللہ تعالیٰ روک لیتا ہے اور زندوں کی ارواح کو ان کے اجسام میں لوٹا دیتا ہے''۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۲۲، ج۱، ص۴۸)

حضرت سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ''جب بندہ مرجاتا ہے تو اس کی روح کو ایک مہینے تک اس کے گھر کے اردگرد اور ایک سال تک اس کی قبر کے اردگرد گھمایا جاتا ہے۔ پھر اسے اس مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے جہاں زندوں اور مردوں کی ارواح باہم ملاقات کرتی ہیں''۔ (فردوس الاخبار، الحدیث: ۶۹۹۰، ج۲، ص۳۶۴)

مرنے والوں سے ملاقات پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ زندہ شخص مردہ کو خواب میں دیکھتا ہے اور وہ مردہ اس زندہ کو اُمورِ غیبیہ کی خبر دیتا ہے اور وہ اسی طرح ہوتی ہے جیسی کہ اس نے خبر دی ہے۔ حضرت سیّدنا امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''مردہ جو بات بتائے وہ حق ہوتی ہے کیونکہ وہ دارِ حق (یعنی برزخ) میں ہوتا ہے''۔ (شرح الصدور، باب تلاقی الارواح الموتی......الخ، ص۲۶۹)

سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رحمۃ اللہ علیہ حدیث مبارکہ ''مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَلَهٗ وَ كُتِبَ بَرًّا۔ یعنی: جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ میں زیارت کیا کرے تو اس کی بخشش کی جائے گی اور وہ بھلائی کرنے میں لکھا جائے گا) (شعب الایمان للبیہقی، باب فی برالوالدین، الحدیث: ۷۹۰۱، ج۶، ص۲۰۱)''۔ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''یہ حدیث نص ہے اس بات میں کہ مردہ زائر پر مطلع ہوتا (یعنی قبر پر آنے والے کو پہچانتا) ہے ورنہ اسے زائر کہنا صحیح نہ ہوتا کہ جس کی

Scanned with CamScanner

ملاقات کو جائے جب اسے خبر ہی نہ ہو تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سے ملاقات کی۔ تمام عالم اس لفظ سے یہی معنی سمجھتا ہے''۔ کچھ آگے چل کر حضرت سیّدنا امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل فرماتے ہیں: ''جب زائر قبر کے پاس آتا ہے تو اسے قبر سے اور ایسے ہی صاحبِ قبر کو اس سے ایک خاص تعلق حاصل ہوتا ہے اور ان دونوں تعلقات کی وجہ سے دونوں کے درمیان معنوی ملاقات اور ایک خاص ربط (تعلق) حاصل ہو جاتا ہے، اب اگر صاحبِ قبر زیادہ قوت والا ہے تو زائر مستفیض ہوتا ہے اور برعکس ہے تو برعکس ہوتا ہے''۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۹، ص۷۶۳، ۷۷۵)

خواب کی ملاقات کا اثر ظاہر میں

ایسے بے شمار واقعات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ زندوں اور مردوں کی ارواح کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے۔ حضرت سیّدنا امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف ''شرح الصدور فی احوال الموتٰی والقبور'' میں اس طرح کی کثیر روایات نقل فرمائی ہیں۔ چنانچہ ایک عورت کا ہاتھ شل تھا وہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ وہ میرا ہاتھ درست فرما دے''۔ انہوں نے دریافت فرمایا کہ ''تمہارا ہاتھ کس طرح شل ہوا؟'' اس نے بتایا کہ میرے والد بہت مالدار تھے جبکہ میری والدہ صدقہ نہیں دیا کرتی تھی، البتہ ایک مرتبہ ہمارے یہاں ایک گائے ذبح ہوئی تو میری والدہ نے تھوڑی سی چربی ایک مسکین کو دے دی اور ایک پھٹا پُرانا کپڑا بھی اسے دے دیا۔ جب میرے والدین کا انتقال ہو گیا تو میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا وہ ایک نہر پر ہیں اور لوگوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ میں نے کہا: ''اے ابّا جان! کیا آپ نے امّی کو دیکھا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''نہیں''۔ پھر میں اپنی والدہ کو تلاش کرنے لگی۔ چنانچہ، میں نے انہیں اس حال میں پایا کہ ان کے جسم پر اس پھٹے پُرانے کپڑے کے علاوہ کوئی کپڑا نہ تھا جو انہوں نے صدقہ کیا تھا اور ہاتھ میں وہی چربی کا ٹکڑا تھا جو انہوں نے صدقہ

کیا تھا وہ اسے دوسرے ہاتھ پر مارتیں اور اس کا اثر جو ہاتھ پر لگتا اسے چوس لیتیں اور کہتیں: ''ہائے پیاس! ہائے پیاس!'' میں نے کہا: ''اے امّی جان! کیا میں آپ کو پانی نہ پلاؤں؟'' انہوں نے کہا: ''ہاں کیوں نہیں''۔ چنانچہ، میں اپنے والد کے پاس آئی اور اُن سے ایک برتن لے کر اپنی والدہ کو پانی پلا دیا۔ وہاں پر موجود ایک شخص نے کہا: ''اس عورت کو پانی کس نے پلایا؟ جس نے اسے پلایا اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ شل کر دے''۔ لہٰذا جب میں بیدار ہوئی تو میرا ہاتھ شل ہو چکا تھا۔

(کتاب الجامع لمعمر مع المصنف لعبد الرزاق، باب سنن من کان قبلکم، شرح الصدور، باب تلاقی الارواح الموتی ......الخ، ص ۲۷۲)

خواب کی شرعی حیثیت

پھر یہ کہ خوابوں کی شرعی حیثیت کیا ہے اور انہیں لوگوں سے بیان کرنے کا حکم کیا ہے؟ اس سلسلے میں صحیح احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ،

اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''نیک مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب الرویا، الحدیث: ۶۹۸۳، ج۴، ص۴۰۳)

دوسری روایت میں ہے کہ نبوت ختم ہو گئی۔ اب میرے بعد نبوت نہ ہو گی ہاں! بشارتیں ہوں گی''۔ عرض کی گئی: ''وہ بشارتیں کیا ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''اچھا خواب آدمی خود دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے''۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۰۵۱، ج۳، ص۱۷۹)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے بھلا معلوم ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اسے چاہئے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائے اور لوگوں کے سامنے بیان کرے''۔

(صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب الرویا، الحدیث: ۶۹۸۵، ج۴، ص۴۰۳)

Scanned with CamScanner

خواب کی چار قسمیں

سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے خواب کے بارے میں ایک سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: ''خواب چار قسم کے ہیں: ایک حدیثِ نفس کہ دن میں جو خیالات قلب پر غالب رہے جب سویا اور اس طرف سے حواس معطّل (ست) ہوئے عالم مثال (خیالی دنیا) بقدر استعداد منکشف (ظاہر) ہوا انہیں تخیلات کی شکلیں سامنے آئیں یہ خواب مہمل و بے معنی ہے اور اس میں داخل ہے وہ جو کسی خلط (ملاوٹ) ''جسم کی چار خلطیں ہوتی ہیں: صفرا، سودا، خون، بلغم'' (فیروز اللغات) کے غلبہ اس کے مناسبات نظر آتے ہیں مثلاً صفراوی آگ دیکھے بلغمی پانی''۔

''دوسرا خواب: القائے شیطان ہے اور وہ اکثر وحشت ناک ہوتا ہے شیطان آدمی کو ڈراتا یا خواب میں اس کے ساتھ کھیلتا ہے، اس کو فرمایا کہ کسی سے ذکر نہ کرو کہ تمہیں ضرر نہ دے۔ ایسا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اعوذ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے''۔

''تیسرا خواب: القائے فرشتہ ہوتا ہی اس سے گزشتہ وموجود وآئندہ غیب ظاہر ہوتے ہیں مگر اکثر پردہ تاویل قریب یا بعید میں، ولہذا محتاج تعبیر ہوتا ہے''۔

''چوتھا خواب: ربّ العزۃ بلا واسطہ القا فرمائے وہ صاف صریح ہوتا ہے اور احتیاج تعبیر سے بری''۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹، ص ۸۷)

اچھا خواب وحی کی اقسام میں سے ہے

بعض علمائے کرام نے فرمایا: اچھا خواب وحی کی اقسام میں سے ہے، پس سویا ہوا شخص معرفتِ الٰہی میں سے جس شے سے ناواقف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس پر مطلع فرماتا ہے اور اس کا وقوع وظہور حالت بیداری میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکارِ دوعالم

صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کرتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے استفسار فرماتے: ''کیا آج کی شب تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا؟'' اور یہ اس لئے تھا کہ اچھا خواب سب کا سب آثارِ نبوت میں سے ہے، پس اُمت کے سامنے اسے ظاہر فرمانا لازم ٹھہرا اور لوگ اس مرتبہ سے بالکل ناواقف ہیں جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہمیت دیتے اور اس کے متعلق روزانہ دریافت فرماتے جبکہ اکثر لوگ خواب دیکھ کر اس پر اعتماد کرنے والے کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

(فیض القدیر، تحت الحدیث: ۳۱۴۱، ج ۳، ص ۲۶۲)

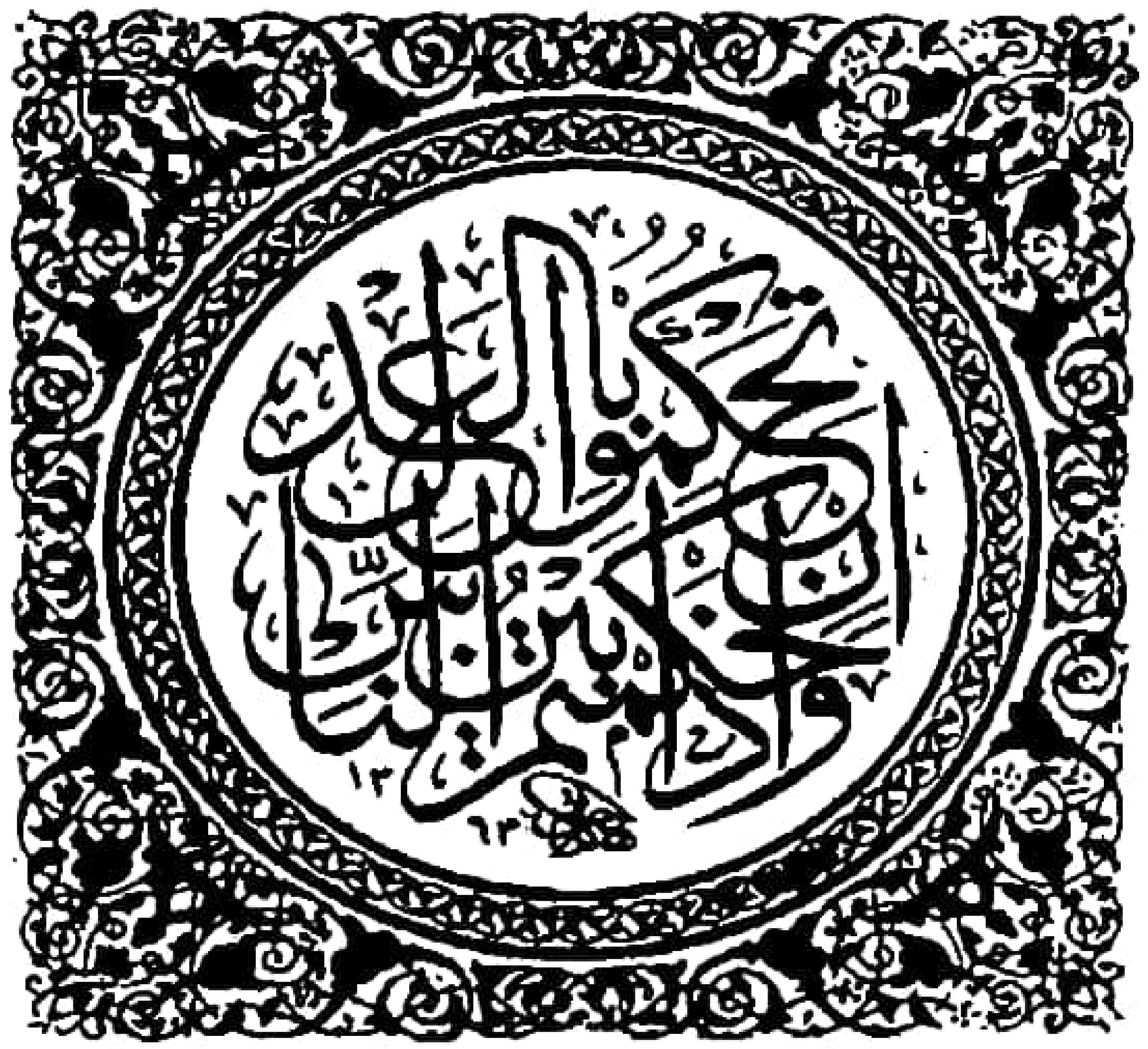

(۱۱۲)

شیخ علی کردی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے جن بزرگوں کو دیکھا ان میں ایک شیخ علی کردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان پر عشق کا غلبہ تھا' اہل دمشق پر مالکانہ تحکم فرماتے تھے۔ میں جب تیرہ سال کی عمر میں دمشق پہنچا تو جاہ وچشم کے ساتھ تھا' ہمراہ غلاموں کا دستہ تھا۔ عمدہ لباس بدن پر آراستہ' اور عزیز واقارب ساتھ تھے۔ دمشق پہنچ کر میں جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک صاحب آئے ان کا سر بڑا تھا اور جسم پر ایک پھٹا کمبل تھا۔ جامع مسجد کا صحن پار کر کے باب جیرون سے ہوکر مقصورہ امام غزالی کے پاس' جس جگہ میں تھا وہاں آئے اور اپنے ہاتھوں کو میری طرف بڑھایا جن میں سیب تھے اور فرمایا لو۔ میں ڈر کر پیچھے ہٹا' تو انہوں نے ایک ایک کر کے تمام سیب میری طرف پھینکے اور اس کے بعد چلے گئے۔ اتنی دیر میں شیخ ابوالقاسم صقلی تشریف لائے' وہ نہایت معتبر شخص تھے اس کے ہمراہ میری والدہ کے ماموں شیخ نجم الدین تھے جو دمشق میں معلم تھے' میں نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے سن کر بہت تعجب کیا اور کہا صاحبزادے! مبارک ہو (روحانیت میں) تمہاری کوئی بڑی شان ہونے والی ہے۔ یہ بزرگ ملک شام کے قطب ہیں۔ ان کا اسم گرامی علی کردی ہے تمہاری مہمان نوازی کے لئے یہ سیب لائے تھے۔ ورنہ یہ کس کی قسمت ہے کہ وہ اس کی ضیافت کریں۔

انکے بعد میں وہاں سے اٹھا اور باب جیرون میں جا کر انہیں سلام کیا اور ان کی دست بوسی کی۔ وہ خوش ہوئے۔ مسکرائے۔ پھر میں نے ان کے بارے میں اپنے شیخ سیدی عتیق سے پوچھا فرمایا' وہ اپنے وقت کے امام فن ہیں۔ (روض الریاحین)

آپ کی کرامات

حضرت شیخ کردی نے ایک مرتبہ بدرالدین نامی ایک شخص کو حکم دیا کہ اپنے گھر میں سماع اور درویشوں کی دعوت کا انتظام کرو۔ چنانچہ اس نے جامع دمشق میں اور دوسری جگہوں پر جو فقراء رہتے تھے انہیں دعوت دی اور ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ جب لوگ آ گئے اور شیخ کردی بھی تشریف لائے بدرالدین کے دالان میں شکر کے پیالے رکھے ہوئے تھے۔ شیخ نے حکم دیا کہ ان سب پیالوں کو حوض میں ڈال دو۔ اس نے ڈال دیا چنانچہ شام تک فقراء اس حوض سے شربت پیتے رہے اور سماع سنتے رہے۔ پھر کھانا کھا کر واپس ہوئے۔ حضرت شیخ علی کردی نے گھر کے لوگوں سے کہا حوض سے شکر کے پیالے نکال لو۔ انہوں نے نکالے تو سب پیالے جیسے کے تیسے تھے اس کے بعد آپ نے مالک مکان سے کہا کہ تین روز کے لئے مجھے اسی مکان میں تنہا بند کر کے تم لوگ چلے جاؤ۔ اس سے پہلے واپس نہ آنا۔ وہ سب کو لے کر چلا گیا۔ حضرت شیخ کو مکان میں مقفل کر دیا مگر دوسرے روز انہی لوگوں نے شیخ کو باہر ٹہلتے ہوئے پایا انہیں سلام کیا۔ پھر اپنے گھر جا کر دیکھا تو اس پر بدستور تالا لگا ہوا تھا بدرالدین نے اپنے مکان کو کھولا تو دیکھا کہ اندر کا فرش اکھڑا ہوا ہے اس نے حضرت شیخ سے کہا۔ حضرت یہ آپ نے مکان کا فرش کیوں اکھیڑ ڈالا۔ فرمایا: اے بدرالدین! کیا اچھا آدمی حرام کے فرش پر فقراء کی میزبانی کرتا ہے؟ بدرالدین: حضور! یہ مکان مجھے اپنے باپ دادا سے میراث میں ملا ہے (اس میں حرام کا شائبہ کہاں؟) مگر حضرت کی خفگی میں اضافہ ہوتا گیا۔ بدرالدین نے حضرت کے علم کشفی پر اعتماد کر کے غور کیا تو اسے یاد آیا کہ ایک بار اس نے فرش کا سنگ مرمر اکھڑوا کر درست کرایا تھا۔ اس نے معماروں کو بلوایا اور پوچھا: سب لوگ سچ سچ بتاؤ اس فرش کی مرمت کے وقت تم لوگوں نے کیا کیا حرکت کی تھی؟ انہوں نے کہا اس سلسلے میں ہم سے بے اعتدالی ہوئی ہے وہ یہ کہ ہم نے آپ کا سنگ مرمر فروخت کر ڈالا اور جامع مسجد کا سنگ مرمر لا کر اس کی جگہ لگا دیا تھا۔ (ایضا)

Scanned with CamScanner

(۱۱۳)

خواتینِ اسلام کی حکایتیں

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر ایک خاتون نے عرض کی: مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک قبر کی زیارت کروا دیجئے۔ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریفہ کھولا اور اُس عاشقِ رسول خاتون نے قبرِ انور کی زیارت کر کے روتے روتے جان دیدی۔ (الشفاء جزء ۲، ص ۲۳)

آپ کے عشق میں اے کاش کہ روتے روتے
یہ نکل جائے مری جان مدینے والے
(وسائل بخشش ص ۳۰۵)

☆ ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا فرض حج ادا کر چکی تھیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا سے نفلی حج وعمرہ کے لئے عرض کی گئی تو فرمایا: میں فرض حج کر چکی ہوں۔ میرے ربّ تعالیٰ نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ خدا کی قسم! اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا۔ راوی فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اس کے بعد زندگی کے آخری سانس تک آپ رضی اللہ عنہا گھر سے باہر نہیں نکلیں۔ (تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۵۹۹)

اس حکایت میں مسلمان عورتوں کے لئے بہت ساری ہدایات ہیں، وہ زمانہ بڑا پاکیزہ تھا، ہر طرف پردے کا دور دورہ تھا مگر اُمّ المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے ساتھ بھی نکلنا گوارا نہ فرمایا جبکہ آج کل بے پردگی کی نحوست چھائی ہے، ایسے میں احتیاط کی کس قدر ضرورت ہے ہر باشعور عورت سمجھ سکتی ہے آج کل حج

وعمرہ میں بھی مردوں اور عورتوں کا کافی اختلاط رہتا ہے لہٰذا عمرے یا نفلی حج پر جانے والیوں کو خوب غور کر لینا چاہئے۔

دورانِ حج رابعہ بصریہ کی التجا

حضرت سیّدہ رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے پیدل اور وہ بھی ننگے پاؤں حج کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جو بھی کھانا عطا فرماتا ایثار کر دیتیں۔ کعبہ مشرفہ کے قریب پہنچتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ جب ہوش میں آئیں تو اپنا رخسار بیت اللہ شریف پر رکھ کر عرض کی: ''یا اللہ تعالیٰ! یہ تیرے بندوں کی پناہ گاہ ہے اور تو ان سے محبت فرماتا ہے، مولیٰ! اب تو آنکھوں میں آنسو بھی ختم ہو چکے ہیں''۔ پھر طواف کیا، سعی کرنے کے بعد جب وقوفِ عرفہ کا ارادہ کیا تو باری کے دن شروع ہو گئے، روتے ہوئے عرض گزار ہوئیں: ''اے میرے مالک ومولیٰ عزوجل! اگر یہ معاملہ تیرے سوا کسی غیر کی طرف سے ہوتا تو میں ضرور تیری بارگاہ میں شکایت کرتی مگر یہ تو تیری ہی مشیت (مرضی) سے ہوا ہے لہٰذا شکوہ کیوں کر کر سکتی ہوں!'' یہ کہتے ہی انہیں ہاتفِ غیبی سے آواز آئی: ''اے رابعہ! ہم نے تیرے سبب تمام حاجیوں کا حج قبول کر لیا اور تیری اِس کمی کی وجہ سے ان کی کمیاں بھی پوری کر دیں۔ (الروض الفائق ص ۶۰)

علی کے واسطے سورج کو پھیرنے والے
اشارہ کر دو کہ میرا بھی کام ہو جائے

کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

حضرت سیّدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدہ اُمّ داب رحمۃ اللہ علیہا کا شمار بلند پایہ صالحات وعابدات میں ہوتا تھا۔ ہر سال مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً پیدل حج کرنے آیا کرتی تھیں۔ اُن کی عمر 90 برس ہوئی تو بینائی چلی گئی۔ جب حج کا موسم بہار آیا تو کچھ حجنیں سفرِ حج پر روانگی سے پہلے زیارت کے لئے حاضر ہوئیں، آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرطِ شوق سے بے قرار ہو

Scanned with CamScanner

کررب غفار عزوجل کے دربار میں عرض کی: ''یا اللہ تعالیٰ! تیری عزّت کی قسم! اگرچہ میری آنکھوں کا نور جاچکا ہے مگر تیرے دربار کی حاضری کے شوق کے انوار اب بھی باقی ہیں''۔ پھر احرام باندھ کر ''لبیك اللّٰھم لبیك'' کہتے ہوئے حج کے قافلے کے ساتھ چل پڑیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا عورتوں کے آگے آگے چلتیں اور چلنے میں ان سے سبقت لے جاتیں تھیں۔

حضرت سیّدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ان کے حال پر بڑا متعجب تھا کہ ہاتف غیبی سنائی دی: ''اے ذوالنون! کیا تم اُس بڑھیا پر تعجب کرتے ہو جسے اپنے مولیٰ عزوجل کے گھر کا شوق ہے، پس اللہ تعالیٰ نے لطفِ وکرم فرماتے ہوئے اُسے اپنے گھر کی طرف چلا دیا اور اس کی طاقت عطا فرمائی''۔ (الروض الفائق ص ۱۴۸ ملخصا)

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دیدیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

(۱۱۴)

شیطان کی دشمنی

حضرت صفیہ بنت جحش سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: شیطان اولاد آدم علیہ السلام کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سورۂ ناس کی تفسیر یوں فرماتے ہیں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ لوگوں کے آقا و مولیٰ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ تمام جنوں اور انسانوں کے بادشاہ لوگوں کے خالق مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ یہاں وسواس اور خناس سے مراد شیطان ہے اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ شیطان جنّات کے سینوں میں بھی ایسے ہی داخل ہوتا ہے جیسے وہ انسانوں کے سینوں میں داخل ہو کر وسوسے ڈالتا ہے مگر جب وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں تو شیطان ان کے سینوں سے نکل جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں داعی اور مبلغ بنا کر بھیجا گیا ہوں مگر ہدایت پر چلانا میرے ذمہ نہیں اسی طرح ابلیس برائی کو مزین کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے مگر گمراہی پر چلانا اس کے ذمہ نہیں ہے یعنی وہ تو صرف وسوسے ڈالتا ہے اور گناہ کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے اس سے زیادہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے پس بندے کو چاہئے کہ وہ اپنے دل سے وسوسے کو نکالنے کی کوشش کرے اور اپنے دشمن کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے اور تم بھی اسے دشمن سمجھو'' اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۔ چنانچہ عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دشمن کے حوالے سے اپنے دوست کو پہچانے اور دوست کی معاونت کرے جب کہ

Scanned with CamScanner

دشمن کی مخالفت کرے۔

جاہل کی پہچان

بزرگانِ دین ومقبولان بارگاہ خدا رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ چار باتیں جاہل کی پہچان ہیں۔

(۱) بلاوجہ غصہ، (۲) جھوٹی باتوں میں نفس کی اتباع کرنا۔

(۳) غیر ضروری جگہ پر مال خرچ کرنا، (۴) دشمن کے مقابلے میں دوستوں کو نہ پہچاننا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر شیطان کی اطاعت کو پسند کرنا اور یہ بہت ہی برا تبادلہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تو کیا مجھے چھوڑ کر شیطان اور اس کی ذریت کو اپنا دوست بناتے ہو جبکہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور یہ ظالموں کے لئے بہت برا بدلہ ہے"۔ (اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا)۔

حضرت وہب ابن منبہ فرماتے ہیں: ابلیس لعین، حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملا تو آپ نے ابلیس سے پوچھا کہ تو نے ابن آدم کی طبائع کو کیسے پایا؟ ابلیس نے جواب دیا: اولاد آدم کی ایک قسم تو آپ کی طرح معصوم لوگوں کی ہے جن کا ہم کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے البتہ دوسری قسم ہمارے ہاتھوں میں یوں ہے جیسے بچوں کے ہاتھ میں گیند! ہمیں تو ان کے نفوس ہی کافی ہیں جبکہ تیسری قسم ہمارے لئے وبال جان بنی ہوئی ہے ہم محنت کر کے ان میں سے کسی ایک سے اپنا کام نکلواتے ہیں مگر وہ استغفار پڑھ کر ہمارے کئے کرائے کو غارت کر دیتا ہے ایسے لوگوں سے نہ تو ہم مایوس ہیں اور نہ ہی ان سے اپنی مرضی کا کام لے سکتے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

(۱۱۰)

خلیفۂ اوّل بلافصل بالتحقیق

خلیفۂ اوّل، خلیفۃ المسلمین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد اور کنیت ابوبکر ہے۔ صدیق وعتیق آپ رضی اللہ عنہ کے القابات ہیں اور عام الفیل کے تقریباً اڑھائی برس بعد مکۃ المکرّمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں پیدا ہوئے۔

(اسد الغابۃ الرقم: ۳۰۶۴، عبد اللہ بن عثمان ابوبکر، ج۳ص۳۱۵، عاشق اکبر، ص۳،۴)

آپ رضی اللہ عنہ اُمت میں سب سے افضل، سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے خلیفہ، سب سے بڑے عالم، علم انساب کے ماہر علم تعبیر کے عالم، صائب الرائے، اُمت میں سب سے زیادہ رحم دل تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذّاب سے جنگ ہوئی۔ یہ حضرت سیّدنا وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس وقت اس کی عمر 150 سال تھی۔ (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق، ص۵۸)

اس جنگ میں سپہ سالار حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے اور اس دن مسلمانوں کی پہچان "یا محمداہ" تھی۔

(تاریخ الامم والملوک للطبری، ذکر بقیۃ خبر مسیلمۃ، ج۲، ص۲۸۱، ملخصاً)

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں سب سے پہلے قرآن شریف کو جمع

کروایا۔ (تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق، ص۵۹)

آپ رضی اللہ عنہ ہی وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے اپنے دورِ خلافت میں بیت المال قائم کیا۔ (ایضاً: ص۶۰)

آپ رضی اللہ عنہ نے 2 سال 7 ماہ مسندِ خلافت پر رونق افروز رہ کر 22 جمادی الاخریٰ 13ھ کو پیر شریف کا دن گزار کر وفات پائی۔ (عاشق اکبر، ص۴)

آپ رضی اللہ عنہ کے ارشادات مبارکہ

ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانو: اللہ تعالیٰ سے حیا کرو، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب میں کھلی فضا میں قضائے حاجت کے لئے جاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے اپنے اوپر کپڑا ڈال لیتا ہوں''۔

(الزہد لابن المبارک، باب الہرب من الخطایا والذنوب، الحدیث: ۳۱۶، ص۱۰۷)

☆...... امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں یہ فرمایا کرتے: ''کہاں ہیں روشن وخوبصورت چہروں والے! جنہیں اپنی جوانیوں پہ ناز تھا؟ اور کہاں ہیں وہ بادشاہ! جنہوں نے شہر بنائے اور اپنی حفاظت کے لئے فصلیں (بلند ومضبوط دیواریں) تعمیر کروائیں؟ کہاں ہیں وہ فاتحین! جنگوں میں کامیابی جن کے قدم چومتی تھی؟ زمانے نے ان کا نام ونشان تک مٹا ڈالا، اب وہ قبر کے اندھیروں میں پڑے ہیں۔ جلدی کرو جلدی! نجات حاصل کرو نجات!''۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الزہد وقصر الامل، الحدیث: ۱۰۵۹۵، ج۷، ص۳۶۴)

☆...... اگر لوگ ایک رسی یا ایک بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زکوٰۃ دیا کرتے تھے، اب اس کے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ (تاریخ اسلام للذہبی، ج۳ ص۲۷)

امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھ کر عرض کی گئی

کہ آپ اپنی زبان کے بارے میں ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اس نے مجھے تباہی کی جگہوں پر پہنچا دیا، فماذا فعل اللہ بك اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ ارشاد فرمایا: ''میں نے اس زبان کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھا پس اللہ تعالیٰ نے مجھے جنّت میں داخل فرمادیا''۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ بیان منامات تکشف...... الخ، ج۵، ص۲۶۴)

مدفن ہو عطا میٹھے مدینے کی گلی میں
للہ پڑوسی مجھے جنّت میں بنا لو

زبان کی سختی

واقعی غلط چلنے والی زبان انسان کو بہت پریشان کرتی ہے انسان اسی زبان سے گالیاں نکال کر، جھوٹ بول کر، غیبتیں کر کے، چغلیاں کھا کر اپنی آخرت داؤ پر لگا دیتا ہے۔ زبان اگر ٹیڑھی چلتی ہے تو بعض اوقات فسادات برپا ہو جاتے ہیں، اسی زبان سے اگر مرد اپنی بیوی کو طلاق کہہ دے تو (کئی صورتوں میں) طلاق مغلظہ واقع ہو جاتی ہے، اسی زبان سے اگر کسی کو بُرا بھلا کہا اور اس کو طیش (یعنی غصہ) آ گیا تو بعض اوقات قتل وغارت گری تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

حکیم الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جو شخص زبان کا بے باک ہو کر ہر بھلی بری بات بے دھڑک منہ سے نکال دے تو سمجھ لو اس کا دل سخت ہے اس میں حیا نہیں۔ سختی وہ درخت ہے جس کی جڑ انسان کے دل میں ہے اور اس کی شاخ دوزخ میں ہے ایسے بے دھڑک انسان کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی بارگاہ میں بھی بے ادب ہو کر کافر ہو جاتا ہے''۔

(مراۃ المناجیح ج۶ ص۶۴۱)

(۱۱۶)

پوشیدہ حکمت

ابن جوزی فرماتے ہیں میں ایک مصیبت میں مبتلا ہو گیا اس سے نجات اور راحت حاصل کرنے کے لئے میں نے بہت دُعا کی مگر قبولیت میں تاخیر ہوئی حتیٰ کہ نفس بے چین ہونے لگا اور دُعا میں رکاوٹ ہونے لگی تو میں نے زور سے پکار کر کہا تیرا ناس ہو ذرا اپنے معاملہ میں بھی غور کر لیا ہوتا کیا تو مملوک ہے یا آزاد؟ اپنی تدبیر تو خود کرتا ہے یا کوئی اور؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ دنیا آزمائش وامتحان کا مقام ہے تو جب تو کسی غرض کی طلب کرے اور مطلوب کے خلاف دیکھ کر صبر نہ کرے تو آزمائش کیا ہوئی امتحان تو اعراض کرنے اور مقاصد کے خلاف ہونے میں ہے لہٰذا مکلّف ہونے کا معنیٰ سمجھ مشکل آسان ہونے لگے گی اور گرانی خوشگوار ہو جائے گی میری بات سن کر نفس نے کچھ سکون محسوس کیا تو میں نے پھر کہا کہ میرے خیال میں ایک اور بات بھی ہے وہ یہ کہ تو حق تعالیٰ سے اپنے اغراض کا تقاضا کرتا ہے مگر اپنی ذات سے حق تعالیٰ کے واجب کا تقاضہ نہیں کرتا یہ تو سراسر جہالت ہے جبکہ یہاں ہر معاملہ برعکس ہونا چاہئے کیونکہ تو مملوک ہے اور صاحب عقل مملوک اپنے نفس سے حق مالک کی ادا کا تقاضہ کیا کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ مالک پر اس کی خواہش کو پورا کرنا لازم نہیں اس نے پہلے سے کچھ زیادہ سکون محسوس کیا تو میں نے پھر کہا کہ میرے نزدیک ایک تیسری بات بھی ہے وہ یہ کہ تو نے قبولیت میں تاخیر محسوس کی ہے حالانکہ تو نے خود معاصی کے ذریعہ اس کا راستہ روکا ہوا ہے تو نے اگر اس کا راستہ کھولا ہوتا تو وہ جلد آجاتی۔

راحت کا سبب تقویٰ ہے

گویا تجھے علم ہی نہیں کہ راحت کا سبب تقویٰ ہے کیا اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا ''مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا'' ''وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا'' کہ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستہ پیدا فرماتا ہے اور یہ کہ تقویٰ اختیار کرنے والے کے کام میں آسانی پیدا فرماتا ہے کیا اس سے یہ سمجھا نہیں جا سکتا کہ معاملہ الٹ ہو تو نتیجہ برعکس ہو جائے گا آہ غفلت کا بند جو سب سے زیادہ قوی ہے مراد کے پانی کے آگے بندھا ہوا ہے اور اسے خواہشات کی کھیتیوں تک پہنچنے سے روکے ہوئے ہے بس نفس کو اس بات کے صحیح ہونے کا یقین ہوا اور مطمئن ہو گیا مگر میں نے پھر کہا کہ میرے نزدیک ایک بات اور بھی ہے وہ یہ کہ تجھے مال کی طلب ہے جس کے انجام سے بھی تو واقف ہے اور بعض دفعہ اس میں مضرت بھی ہوتی ہے لہٰذا تیری مثال اس بیمار بچے کی سی ہے جو میٹھی چیز کا تقاضا کرتا ہے اور تیرا نگہبان تیری مصلحت سے خوب واقف ہے کیسے نہ ہو جس کا خود اپنا فرمان ہے: ''عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ'' کہ ہو سکتا ہے تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے مگر واقعہ میں تمہارے لئے وہی بہتر ہوتی ہے میرا ان باتوں سے نفس کا اطمینان بڑھتا رہا تو میں نے اسے ایک اور بات سنائی کہ اس مطلوب کے ذریعہ تیرے اجر میں نقصان اور مرتبہ میں کمی واقع ہو سکتی تھی تو اللہ تعالیٰ کا ایسی مضر چیز کو تجھ سے روک لینا خود ایک عطا ہے اور اگر تو اپنی آخرت بنانے والی کوئی چیز طلب کرتا تو تیرے لئے بہتر ہوتا اب بہتر یہی ہے کہ میری اس تفصیل کو خوب سمجھ لے کہنے لگا تو نے اپنی تشریح وتفصیل کے گلستان میں مجھے خوب سیر کرائی یہ سمجھ آ جانے پر اب میں بالکل مطمئن اور خوش ہوں۔ (صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(۱۱۷)

ولی را ولی می شناسد

حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ کے قاصد کی حیثیت سے ملک العادل کے پاس خلعت وغیرہ لے کر آئے تو انہوں نے اہل ارادت سے فرمایا کہ میں شیخ علی کردی کی زیارت کرنا چاہتا ہوں لوگوں نے عرض کیا' حضرت آپ ایسا نہ کریں۔ آپ امام وقت ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ نماز پڑھتے نہیں بسا اوقات ستر کھولے پھرتے ہیں۔ مگر شیخ شہاب الدین نہیں مانے اور فرمایا' میرا ان سے ملنا ضروری ہے۔

حضرت شیخ کردی ایک زمانہ تک اکثر جامع مسجد میں رہتے تھے۔ مگر جب سے یاقوت نامی مجذوب مسجد میں آئے وہ دمشق کے باہر چھوٹے دروازے کے پاس جا بیٹھے اور وفات تک دمشق میں نہیں آئے بلکہ ان کی جگہ یاقوت دمشق پر حکم چلاتے تھے۔ لوگوں نے شیخ شہاب الدین کو بتایا کہ شیخ کردی اس وقت شہر سے باہر رہتے ہیں۔ آپ نے ایک رہبر ساتھ لیا اور خچر پر سوار ہو کر وہاں گئے۔ نزدیک پہنچے تو پیدل چلنے لگے۔ شیخ کردی نے انہیں دیکھا تو ستر کھول لیا۔ شیخ شہاب الدین نے فرمایا: یہ شے مجھے روک نہیں سکتی۔ ہم آپ کے مہمان ہیں اور قریب پہنچ کر سلام کیا اور ان کے پاس بیٹھے۔ اتنے میں کچھ لوگ حاضر ہوئے جو عمدہ قسم کا کھانا اٹھائے لا رہے تھے۔ ان سے پوچھا گیا یہ کھانا کس کے لئے لائے ہو؟ کہا: شیخ علی کردی کے لئے۔ شیخ نے فرمایا: میرے مہمانوں کے سامنے رکھو اور شیخ شہاب الدین سے فرمایا: بسم اللہ فرمایئے یہ آپ کی ضیافت ہے۔ شیخ نے کھانا تناول فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ کردی کی نہایت عزت کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہ

علامہ شیخ یافعی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کردی جیسا جذب بہت سے مشہور اولیاء اللہ میں ہے اور بعض کا جذب اس قدر ترقی کر گیا کہ لوگ انہیں پاگل یا مجنون کہنے لگے اور کتابوں کے اندر ایسے حضرات کو عاقل مجنون لکھتے ہیں۔ (روض الریاحین)

(۱۱۸)

مدینے سے بُلاوا آ گیا ہے

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی رئیس المتکلمین حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ عالم اجل، مفتی بے بدل اور عاشقِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، ''اپنا جانا اور ہے ان کا بلانا اور ہے'' کے مصداق آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی حاضری کے لئے خصوصی بلاوا ملا اور وہ یوں کہ خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا: باوجود بیماری اور کمزوری کے چند احباب کے ہمراہ رختِ سفر باندھا اور سوئے حرم روانہ ہو گئے، کچھ عقیدت مندوں نے علالت (بیماری) کے پیش نظر مشورہ دیا کہ یہ سفر آئندہ سال پر ملتوی کر دیجئے۔ فرمایا: ''مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کے قصد سے قدم دروازے سے باہر رکھوں پھر چاہے روح اُسی وقت پرواز کر جائے''۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فدائی کے جذبہ محبت کی لاج رکھ لی اور خواب ہی میں ایک پیالے میں دوا عنایت فرمائی جس کے پینے سے اس قدر افاقہ ہو گیا کہ مناسک حج کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ رہی۔

(سرور القلوب)

بُلاتے ہیں اُسی کو جس کی بگڑی یہ بناتے ہیں
کمر بندھنا دیارِ طیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا

(ذوقِ نعت)

(۱۱۹)

شیطان کے حملے کے دس راستے

ایک دانا نے کہا ہے کہ میں نے بہت غور وفکر کیا ہے کہ شیطان انسان کی طرف کس راستے سے آتا ہے تو معلوم ہوا کہ دس راستوں سے آتا ہے۔

(۱) وہ حرص اور بدگمانی سے آتا ہے چنانچہ میں نے توکل اور قناعت سے اس کا مقابلہ کیا اس کی دلیل مجھے کتاب اللہ سے ملی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''روئے زمین پر تمام جانداروں کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے'' (وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا)، اس طرح میں نے اسے شکست دی۔

(۲) وہ زندگی اور لمبی امیدوں کے راستے سے آتا ہے تو میں نے اچانک موت آ جانے کے خوف کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی ''اور کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ وہ کون سی زمین پر مرے گا'' (وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ)، چنانچہ میں نے اسے یوں شکست دے دی۔

(۳) شیطان راحت طلبی اور نعمت طلبی کی راہ سے آتا ہے چنانچہ میں نے نعمتوں سے کنارہ کشی اور سخت حساب سے اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی ''انہیں چھوڑ دیجئے تاکہ وہ کھا پی لیں اور فائدہ اٹھا لیں'' (ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا)، اس طرح بھی میں نے اسے شکست دی۔

(۴) وہ خود پسندی کے راستے سے آتا ہے چنانچہ میں نے عاقبت کے خوف سے اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی ''ان میں سے کچھ تو بد

بخت ہیں اور کچھ نیک بخت ہیں'' (فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ)، چنانچہ اس طرح میں نے اسے شکست دی۔

(۵) وہ دوستوں سے بے رخی اور ان کی عزت نہ کرنے سے آتا ہے چنانچہ میں نے دوستی کی عظمت وعزت کا حق ادا کر کے اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی ''اور اللہ کے لئے ہی عزت ہے اور اس کے رسول اور مؤمنوں کے لئے'' (وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ)، یہاں بھی میں نے اسے شکست دی۔

(۶) وہ حسد کے راستے سے آتا ہے چنانچہ میں نے مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عدل اور تقسیم سے اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اس آیت سے ملی ''ہم نے دنیاوی زندگی میں ان کے درمیان رزق تقسیم فرمایا'' (نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا)، یوں میں نے اسے شکست دی۔

(۷) وہ ریاکاری اور لوگوں کی تعریف کے راستے سے آتا ہے چنانچہ میں نے اخلاص کے ذریعے اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اس آیت سے ملی ''پس جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو وہ نیک عمل کرتا ہے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرتا'' (فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا)، یہاں بھی اسے شکست ہوئی۔

(۸) وہ بخل کی راہ سے آتا ہے چنانچہ میں نے متاعِ مخلوق کے فنا اور ما عند اللہ کے بقا سے اس کا مقابلہ کیا اس کی تائید مجھے اس آیت سے ملی ''جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ فنا ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا'' (مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ)۔

(۹) وہ تکبر کی راہ سے آتا ہے میں نے تواضع سے اس کا مقابلہ کیا ارشاد باری ہے ''اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مذکر اور ایک مونث سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف خاندانوں

اور قبائل میں تقسیم کیا تا کہ تم پہچان سکو بے شک اللہ کے نزدیک متقی ہی زیادہ مکرم وعزت والا ہے'' (يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ)، یہاں بھی میں نے اسے شکست دی۔

(۱۰) وہ لالچ کے راستے سے آتا ہے میں نے لوگوں سے مایوسی اور اللہ پر بھروسہ کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نجات کا راستہ نکال دیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق عطا ہوتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکتا'' (وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ)۔ (تنبیہ الغافلین)

(۱۲۰)

خلیفۂ دوم سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

خلیفۂ دوم، جانشین پیغمبر، وزیر نبی اطہر امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابو حفص'' اور لقب ''فاروقِ اعظم'' ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ 39 مردوں کے بعد، سیّد عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے اعلان نبوت کے چھٹے سال ایمان لائے، اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کو **متمم الاربعین** یعنی ''40 کا عدد پورا کرنے والا'' کہتے ہیں۔ (کرامات فاروق اعظم، ص ۸،۷) سب سے پہلے آپ ہی کو ''امیر المومنین'' کا لقب دیا گیا۔ (الاعلام للزرکلی، عمر بن الخطاب، ج۵، ص ۴۵) آپ کے زمانہ خلافت میں ایک بار زبردست قحط پڑا۔ آپ نے بارش طلب کرنے کے لئے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز استسقاء (طلب باراں کے لئے پڑھی جانے والی نماز) ادا فرمائی۔ حضرت سیّدنا ابن عون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اس کو بلند کر کے اس طرح بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی: **اللّٰھم انا نتوسل الیک بعم نبیک ان تذھب عنا المحل وان تسقینا الغیث** ۔ اے اللہ تعالیٰ! ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ بنا کر تیری بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ قحط اور خشک سالی کو ختم فرما دے اور ہم پر رحمت والی بارش نازل فرما''۔ یہ دُعا مانگ کر ابھی واپس بھی نہیں ہوئے تھے کہ بارش شروع ہوگئی اور کئی روز تک مسلسل ہوتی رہی۔

(تاریخ الخلفاء، فصل فی خلافتہ، ص ۱۰۴)

وسیلے کا مسئلہ

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے وسیلے سے بارشیں آتیں، خشک سالی دور ہوتی، دُعائیں قبول ہوتیں اور حاجتیں برآتی ہیں۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا، اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وصال پا جانے والے بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین کو وسیلہ بنانا جائز نہیں۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو اس لئے وسیلہ بنایا تاکہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہستیوں کو بھی وسیلہ بنانا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو اس لئے خاص کیا تاکہ اہل بیت کی عزت وشرافت ظاہر ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری وفات کے بعد بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا ثابت ہے۔ حضرت سیّدنا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: لوگ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قحط میں مبتلا ہو گئے تو ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہوا اور عرض کی: ''یا رسول اللہ!! اپنی اُمت کے لئے بارش کی دُعا فرمائیں، لوگ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے ہیں''۔ پھر وہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عمر بن خطاب کے پاس جا کر انہیں سلام کہو اور بتاؤ کہ انہیں بارش سے سیراب کیا جائے گا اور ان سے کہنا کہ عقلمندی کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑنا''۔ چنانچہ وہ شخص امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو اس بات کی خبر دی تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کی: ''یا اللہ تعالیٰ! جس کام سے میں عاجز نہیں ہوتا اس میں کوتاہی نہیں کرتا''۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام، ج ۷، ص ۴۷)

Scanned with CamScanner

آپ کی شہادت

آپ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر یہ عبارت نقش تھی: **کفی بالموت واعظا یاعمر** یعنی اے عمر! نصیحت کے لئے موت کافی ہے۔ 23ھ بمطابق 644ء کو نمازِ فجر میں ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز فارسی نے دھوکے سے آپ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں خنجر گھونپ دیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی۔

(الاعلام للزرکلی، عمر بن الخطاب، ج۵، ص۴۵)

☆ حضرت سیّدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں جب روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوار گر پڑی اور لوگوں نے اس کی تعمیر 87ھ میں شروع کی تو (بنیاد کھودتے وقت) ایک قدم ظاہر ہوا تو سب لوگ گھبرا گئے اور لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید یہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے اور وہاں کوئی جاننے والا نہیں ملا تو حضرت سیّدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: "**لا واللہ ما ھی قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما ھی الاقدم عمر رضی اللہ عنہ** خدا کی قسم یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم شریف نہیں ہے بلکہ یہ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک ہے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما، الحدیث: ۱۳۹۰، ج۱، ص۴۶۹)

یعنی تقریباً 64 سال کے بعد بھی امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک بدستور سابق رہا اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

آپ کے فرموداتِ عالیہ

حضرت سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آلِ کسریٰ کے

خزانوں کو آپ کے پاس لایا گیا تو آپ رونے لگے میں نے کہا: یا امیر المومنین! کس چیز نے آپ کو رُلایا ہے؟ آج تو شکر کا دن ہے، فرحت وسرور کا دن ہے۔ ارشاد فرمایا: جس قوم کے پاس بھی اس (مال) کی کثرت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان بغض وعداوت ڈال دیتا ہے"۔ (المصنف لابن ابی شیبہ، کلام عمر بن الخطاب، ج۸، ص۱۴۷)

آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان کہ "جس قوم کے پاس بھی مال کی کثرت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان بغض وعداوت ڈال دیتا ہے"۔ ہوسکتا ہے کہ آپ نے یہ بات اس لئے کہی ہو کہ جس کا مال زیادہ ہوتا ہے اسے لوگوں کی حاجت بھی زیادہ ہوتی ہے اور جو لوگوں کا محتاج ہو اس کا لوگوں کے ساتھ منافقت کرنا ناگزیر ہے اور وہ لوگوں کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور مخلوق کی طرف حاجت سے دوستی اور دشمنی دونوں پیدا ہوتی ہیں اور اس سے حسد، کینہ، ریا، تکبر، جھوٹ، چغلی، غیبت اور ایسے تمام گناہ پیدا ہوتے ہیں جو دل اور زبان کے ساتھ خاص ہیں اور پھر یہ تمام اعضاء کی طرف متعدی ہوتے ہیں اور یہ سب مال کی نحوست کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم البخل......الخ، بیان تفصیل آفات المال......الخ، ج۳، ص۲۹۲)

☆ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: کسی کی تعریف کرنا گویا اسی ذبح کرنا ہے۔ (الزہد للامام احمد بن حنبل، زہد عمر بن الخطاب، الرقم: ۶۱۴، ص۱۴۶)

☆ آدمی کے بے عقل ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اسے جب بھی کسی چیز کے کھانے کی خواہش ہو تو اسے کھالے۔ (ایضاً ۶۵۱ ص ۱۵۱)

خواب میں زیارت

حضرت سیّدنا ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن عبید المعروف امام ابن ابی دنیا رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھنے کی شدید خواہش تھی۔ تقریباً ایک سال بعد میں نے انہیں خواب میں اس حال میں دیکھا کہ آپ رضی

Scanned with CamScanner

اللہ عنہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ''میں ابھی ابھی (حساب وکتاب) سے فارغ ہوا ہوں اگر میں اپنے ربّ تعالیٰ کو رء وف ورحیم نہ پاتا تو قریب تھا کہ میری خلافت مجھے لے ڈوبتی''۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، الرقم: ۲۲، ج ۳، ص ۳۱)

اس میں ارباب اقتدار لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے کہ کل بروز قیامت رعایا سے متعلق ان سے پوچھ گچھ ہوگی جس کی حکومت جتنی وسیع ہوگی اس کا حساب بھی اتنا زیادہ ہوگا سلطنت وحکومت کل بروز قیامت ظالم کے لئے رسوائی اور عادل کے لئے ندامت وشرمندگی ہوگی اور اس وقت وہ کہے گا کہ کاش! ایام حکومت عبادت میں گزارے ہوتے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ ''حکومت امانت ہے اور یہ قیامت کے دن رسوائی وندامت ہے سوائے اس شخص کے جو اسے حق کے ساتھ لے اور وہ ذمہ داریاں پوری کرے جو اس میں ہیں''۔ (صحیح مسلم، الحدیث: ۱۸۲۵، ص ۱۰۱۵)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''سلطنت وحکومت نفسانی خواہش، دنیاوی مال وعزت کی لالچ سے طلب کرنا حرام ہے کہ ایسے طالبِ جاہ لوگ حاکم بن کر ظلم کرتے ہیں''۔ (مراۃ المناجیح، ج۵، ص ۳۴۸)

(۱۲۱)

شیطانی حرکتیں

حدیث میں آتا ہے کہ ابلیس ملعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس اس وقت آیا جب آپ علیہ السلام اپنے ربّ کے حضور مناجات کر رہے تھے تو ایک فرشتے نے ابلیس سے کہا تیرا بیڑا غرق ہو اس حالت میں تو کیا امید لے کر آیا ہے؟ ابلیس نے کہا وہی امید جو ان کے ابا حضرت آدم علیہ السلام سے کی تھی جبکہ وہ جنت میں تھے۔

کہتے ہیں جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو ابلیس اپنے لشکر کو حکم دیتا ہے کہ پھیل جاؤ اور لوگوں کو نماز سے غافل کرو پس شیطان ایک ایسے شخص کے پاس آتا ہے جو نماز کا ارادہ کر چکا تھا پہلے تو کوشش کی کہ وہ نماز وقت پر ادا نہ کر سکے اگر کامیاب نہ ہو پھر اس کی کوشش ہوتی ہے کہ نمازی رکوع، سجود، قرات، تسبیحات اور دُعائیں وغیرہ صحیح ادا نہ کر سکے اگر اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکے تو پھر اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ نمازی کا دل امور دنیا کی طرف مشغول کر دے اور جب وہ اس میں بھی کامیاب نہیں ہوتا تو ابلیس حکم دیتا ہے کہ اس شیطان کو باندھ کر سمندر میں پھینک دو اور جو شیطان ان میں سے کسی ایک کام میں کامیاب ہو جاتا ہے تو ابلیس خوش ہو کر اس کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ ابلیس کی اس بات کو نقل فرماتا ہے: ''کہ میں ان کے لئے تیری صراط مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا'' (لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ) ۔یعنی اسلام کے راستے پر بیٹھ کر انہیں روکوں گا ''پھر میں ان کے آگے اور پیچھے سے آؤں گا'' (ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ) ۔یعنی میں آخرت کے متعلق اسے مشکوک کر دوں گا اور دنیا کو خوبصورت بنا دوں گا جس میں وہ

Scanned with CamScanner

کھو جائے گا'' اوران کے دائیں اور بائیں جانب سے آؤں گا'' (وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ) ۔یعنی دائیں جانب دین واطاعت سے روکوں گا اور بائیں جانب معصیت کی طرف مائل کروں گا'' اور تو اکثر کو شکر گزار نہیں پائیگا'' (وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ۝) ۔

ایک دوسری آیت میں ''اے اولاد آدم! شیطان کہیں تمہیں فتنے میں مبتلا نہ کر دے جیسا کہ اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکالا تھا'' (يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ) ۔

ایک اور آیت میں ہے ''شیطان تم کو تنگدستی سے ڈراتا ہے اور تمہیں برائی کا حکم دیتا ہے'' اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ

ایک اور آیت میں ہے ''بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے اور تم بھی اسے دشمن سمجھو'' (اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا) ۔غرض کہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ شیطان اولاد آدم کا دشمن ہے اور وہ انہیں گمراہ کر کے اپنے ہمراہ جہنم میں لے جانا چاہتا ہے لہٰذا عقلمند پر واجب ہے کہ وہ اس سے چھٹکارا پانے کے لئے مجاہدانہ وار کوشش کرے کیونکہ شیطان مؤمنین کا کھلا دشمن ہے تو مؤمن کو بھی اس سے کھلی دشمنی رکھنی چاہئے۔

مؤمن کے لئے مشکلات

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مؤمن پانچ مشکلات میں پھنسا ہوا ہے۔

(۱) مؤمن مؤمن سے حسد کرتا ہے۔

(۲) منافق اس سے بغض رکھتا ہے۔

(۳) دشمن اس سے جنگ کرتا ہے۔

(۴) شیطان اسے گمراہ کرتا ہے۔

(۵) اور نفس اسے بہکاتا ہے۔

پس مسلمان کو چاہئے کہ دشمن پر قابو پانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا رہے تا کہ اللہ تعالیٰ اسے اچھے عمل کی توفیق عطا فرمائے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے بہت ہی آسان ہے جسے وہ اپنی توفیق سے نوازنا چاہے۔

عبدالرحمٰن بن زیاد سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مجلس میں تشریف فرما تھے اتنے میں شیطان آ گیا اس کے سر پر مختلف رنگوں کی ٹوپی تھی جب قریب آیا تو ٹوپی اتار کر رکھ دی اور آگے بڑھ کر سلام کیا آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ جواب دیا میں ابلیس ہوں۔ آپ نے آنے کی وجہ پوچھی تو بتایا کہ سلام کرنے آیا ہوں، کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند مرتبہ ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ ٹوپی کیسی ہے؟ جواب دیا: میں اس سے اولاد آدم کے دلوں کو فریب دیتا ہوں، آپ نے پوچھا وہ کونسا گناہ ہے جس کے صدور پر تو ابن آدم پر غلبہ پالیتا ہے؟ جواب دیا جب وہ خود پسندی کا شکار ہو جاتا ہے اور اپنے عمل پر تکبر کرتا ہے اور اپنے گناہ کو بھول جاتا ہے تب میں اس پر غلبہ پالیتا ہوں۔

(تنبیہ الغافلین)

شیطان کے دشمن اور دوست

حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو حکم دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور ان کے سوالوں کا جواب دو' پس شیطان ایک بوڑھے کی شکل میں حاضر ہوا اور اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ جواب دیا میں ابلیس ہوں، آپ نے فرمایا: کیسے آنا ہوا؟ جواب دیا: مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں آپ کے پاس جاؤں اور آپ کے سوالوں کے جوابات دوں، حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے ملعون میری امت میں کتنے لوگ تیرے دشمن ہیں؟ ابلیس نے جواب دیا پندرہ ہیں ان میں سے پہلے آپ ہیں دوسرے انصاف پسند حاکم تیسرے انکسار پسند مالدار چوتھے سچا تاجر پانچویں خوف خدا رکھنے والا عالم چھٹے نصیحت کرنے والا مومن

Scanned with CamScanner

ساتویں مہربان دل رکھنے والا مومن آٹھویں وہ توبہ کرنے والا جو ثابت قدم رہتا ہے توبہ پر، نویں حرام چیزوں سے کنارہ کش دسویں ہمیشہ وضو سے رہنے والا مؤمن گیارہویں کثرت سے صدقہ دینے والا مومن بارھویں لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے والا مومن تیرھویں لوگوں کو فائدہ دینے والا مؤمن چودھویں ہمیشہ تلاوت کرنے والا حافظ قرآن پندرھویں رات کو قیام کرنے والا جبکہ لوگ سورہے ہوتے ہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے ابلیس میری امت میں سے تیرے دوست کتنے ہیں؟ جواب دیا دس ہیں ان میں سے پہلا ظالم حکمران دوسرا متکبر مالدار تیسرا خیانت کرنے والا تاجر چوتھے شراب پینے والا پانچویں چغلی کرنے والا چھٹا زنا کرنے والا ساتواں یتیم کا مال کھانے والا آٹھواں نماز میں سستی کرنے والا نواں زکوٰۃ روکنے والا دسواں لمبی امیدیں رکھنے والا۔ بس یہی میرے دوست اور بھائی ہیں۔ (ایضاً)

(۱۲۲)

ذلیل کرنے والا زہد

مالداروں کی بعض مجالس میں جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے محسوس کیا کہ ان کی نگاہ میں علماء سب سے زیادہ ذلیل ہیں اور علماء ان کے ساتھ تواضع کا معاملہ کرتے ہیں اور ان کے ہاں اپنے کسی مفاد کی خاطر ذلت قبول کرتے ہیں اور وہ ان کے ساتھ مل بیٹھنا پسند نہیں کرتے جانتے ہیں کہ انہیں ہماری طرف کوئی حاجت ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ صورت حال فریقین کے لئے عیب ناک ہے...... اہل دنیا کے لئے وجہ عیب یہ ہے کہ انہیں علم کی تعظیم کرنی چاہیے لیکن وہ اس کی قدر و منزلت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے نہیں کرتے اور کسب مال کو اس پر ترجیح دیتے ہیں لہٰذا ان سے ایسی چیز کی تعظیم کی توقع ہی نہ رکھنی چاہیے جس کے مقام سے وہ واقف نہیں بلکہ اسے جانتے تک نہیں بالآخر الزام علماء پر ہی آئے گا جن کی خدمت میں گذارش ہے کہ آپ حضرات اپنے نفوس کو جو مشرف بہ علم ہیں ان گھٹیا لوگوں کے آگے ذلت سے بچانا چاہیے تھا اگر آپ کو ان لوگوں سے غناء حاصل ہے پھر تو ان کے سامنے ذلت اٹھانا اور کچھ طلب مطالبہ کرنا بالکل حرام ہے اور اگر بسر اوقات کی صورت موجود ہے تو پھر آپ نے ذلیل ہو کر ملنے والے فانی سامان سے پرہیز کر کے ذلت سے بچنے کو اختیار کیوں نہ کیا البتہ اس موقعہ پر مجھے خیال گذرتا ہے کہ نفس میں قدر کفاف پر اور فضول مال سے پرہیز پر صبر کی کمی ہے اگر کبھی ہو جاتا ہے تو قائم نہیں رہتا لہٰذا عالم کو لائق ہے کہ غناء کے لئے کوشش کرے اور کسب مال میں محنت کرے اگرچہ اس میں علمی مشاغل کا کچھ زمانہ بھی قربان کرنا پڑے کہ اس طرح وہ اپنے مال کے

Scanned with CamScanner

ذریعہ عزت کو بچالے گا۔

اہل اللہ کو مالدار ہونا چاہیے

چنانچہ حضرت سعید بن المسیّب زیت (زیتون کے تیل) کی تجارت کرتے تھے اور کافی مال چھوڑ گئے اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بھی کافی مال چھوڑ گئے اور فرمایا کرتے تھے اگر تو نہ ہوتا تو لوگ مجھے اپنے ہاتھ کا رومال بنا لیتے (ابن جوزی فرماتے ہیں:) میری اسی کتاب کے بعض عنوانات میں مال کی شرافت کا ذکر گزر چکا ہے اور ان صحابہ کرام اور علماء حضرات کا بھی جو کسب مال کرتے تھے اور ان کے اس مشغلہ کے راز کا تذکرہ بھی اور طالب علموں کو اس معاملہ میں ترغیب کا مضمون بھی بیان کر چکا ہوں کہ نفس کو پاکبازی پر قرار اور دوام زہد پر صبر نہیں ہے کتنے لوگ ہم نے دیکھے ہیں جنہوں نے طلب آخرت کے لئے عزم پختہ کر کے جمع کردہ مال خرچ کر دیا پھر ایک وقت عزم میں ضعف پیدا ہوا اور پھر کسب مال میں یوں لگے کہ غلط طریقہ بھی اختیار ہونے لگا لہٰذا بہتر یہی ہے کہ لوگوں سے استغناء کے لئے کچھ مال پاس جمع ہونا چاہئے تاکہ دل سے طمع نکل جائے اور علم کی اشاعت ہر شائبہ سے پاک صاف ہو جائے جو شخص کبار علماء اور اخیار کے حالات میں نظر رکھتا ہے اس طریقہ کی جھلک ان میں اسے دکھائی دے گی اور کسب سے پہلو تہی کا طریق عموماً وہ لوگ اختیار کرتے ہیں جن کے نزدیک دین یا عزت کا نقصان کچھ حیثیت نہیں رکھتا لہٰذا وہ راحت طلبی میں لگ جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ درحقیقت یہ مشقت ہے جیسا کہ جاہل صوفیاء کی ایک جماعت کا طریق ہے کہ جو کچھ پاس ہوا صرف کر دیا اور توکل کے مدعی بن بیٹھے اور نہیں جانتے کہ کسب مال توکل کے خلاف نہیں ہے بس انہوں نے راحت کا طریقہ اپنا لیا ہے اور لوگوں کی نگاہوں میں رہنے کو کسب بنا لیا اور یہ طریقہ دو قباحتوں کا مجموعہ ہے ایک لوگوں کو دکھلانے میں قلت حیا۔ دوسری قلت علم۔

(صید الخاطر)

(۱۲۳)

برکت والے لوگ

عدن کے مشہور مجذوب شیخ ریحان کے بارے میں ایک بزرگ فرماتے ہیں ایک شیخ بحر عدن کے ساحل پر تھا' کہ شہر کا پھاٹک بند ہو گیا کچھ کھانا بھی ساتھ نہیں تھا۔ شیخ ریحان نظر آئے۔ ان سے جا کر عرض کیا حضرت شہر کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں' میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ہریسہ کھلائیں۔ انہوں نے سنا تو کہنے لگے: ''ذرا اسے تو دیکھو مجھ سے کھانا مانگ رہا ہے' اور وہ بھی ہریسہ کھانے کو کہتا ہے لگتا ہے میں ہریسہ بناتا ہوں'' اس شخص نے کہا: مجھے پتہ بھی نہیں چلا کہ کب ہریسہ آموجود ہوا۔ میں نے پھر فرمائش کی۔ حضرت گھی تو ہے نہیں؟ حضرت نے فرمایا۔ اب بتاؤ' صرف ہریسہ نہیں اسے گھی بھی چاہئے۔ گویا میں گھی والا ہوں۔ اس نے کہا میں تو ہریسہ کو گھی کے ساتھ ہی کھاؤں گا۔ فرمایا لوٹا اٹھا اور سمندر سے وضو کے لئے پانی بھر لا۔ وہ شخص بھر لایا۔ حضرت نے اس کے ہاتھ سے لوٹا لے لیا اور اس میں سے نکال کر ہریسہ میں ڈالا تو وہ خالص گھی تھا۔ راوی کہتے ہیں میں نے کھایا تو ایسا لذیذ تھا کہ کبھی میسر نہیں ہوا تھا۔

(رضی اللہ عنہ نفعنا وبہ اجمعین)

شیخ ریحان مجذوب علیہ الرحمۃ

بابرکت بزرگوں میں سے ایک نے بیان کیا ہے کہ ہماری شیخ نے عدن میں ہمیں کھجور خریدنے کے لئے بھیجا' عدن کے پورے بازار میں کہیں کھجور کا نام نشان نہیں ملا' ہم لوگ خالی ہاتھ لوٹ رہے تھے۔ راستے میں شیخ ریحان ملے' فرمایا۔ ''ان لوگوں کو دیکھو' ان

Scanned with CamScanner

کے شیخ نے انہیں اپنی خواہش کی شے خریدنے کے لئے بھیجا' اور یہ خالی ہاتھ واپس جا رہے ہیں۔فلاں مقام پر فلاں کے گھر جاؤ وہاں شیخ کی مطلوبہ چیز مل جائے گی'' ہم لوگ وہاں پہنچے تو کھجور ملی اور ہم خرید کر خدمت شیخ میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا ذکر کیا۔ ہمارے شیخ سن کر ہنسے اور فرمایا میں بھی ان کی ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہوں۔اچانک شیخ ریحان اسی مسجد میں جہاں ہمارے شیخ تشریف فرما تھے آ گئے۔ان سے خلوت میں ہم کلام ہوئے۔شیخ ریحان کے چلے جانے کے بعد ہمارے شیخ نے ان میں جو کمالات دیکھے تھے ان پر بہت حیرت کا اظہار کیا اور ان کی تعریف وتوصیف بیان کی حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''یہ شیخ' ہمارے شیخ المشائخ' عارف باللہ' فقیہ وامام' ذوالمناقب العدیدۃ والسیر الحمیدۃ والکرامات الکبیرہ والمحاسن الشہیرہ ابومحمد اللہ بن ابوبکر ہیں۔جو عدن میں تھے آپ کا مدفن موزع میں ہے۔رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ وجمیع المسلمین۔آپ نے شیخ جلیل امام صفیل عارف باللہ ابوذبیح اسماعیل بن محمد حضرمی یمنی رضی اللہ عنہ کی صحبت سے فیض حاصل کیا اور انہیں کے تلمیذ تھے۔اللہ تعالیٰ ان کی اور ان کے اسلاف کی برکتیں مسلمانوں کو پہنچائے اور ان کی خیر وبرکت میں اضافہ فرمائے۔آمین۔

عالم بالا کی پرواز

ایک آدمی ماہ رمضان میں مغرب وعشاء کے درمیان کچھ خریدنے بازار گیا۔وہ کہتا ہے کہ مجھے شیخ ریحان ملے۔مجھے انہوں نے اپنے ساتھ لیا اور ہوا میں پرواز کرتے ہوئے بہت دور نکل گئے۔میں رونے لگا اور عرض کیا مجھے زمین پر پہنچا دیجئے۔انہوں نے مجھے زمین پر پہنچا دیا اور فرمایا:''میں تجھے سیر کرانا چاہتا تھا اور تو نے انکار کیا''۔

☆ کسی صالح شخص نے شیخ ریحان کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھ پر توجہ فرمائیں انہوں نے اپنے سر کی جانب اشارہ کر کے فرمایا:''جب تک سر سلامت ہے کوئی خوف نہ کر''۔انہوں نے سمجھا کہ شیخ ریحان یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جب تک میں زندہ

ہوں کوئی خوف نہ کرو۔مگر شیخ کی اصل مراد کیا تھی اس کا انکشاف اس وقت ہوا جب اس مرد صالح کا ایک بلند پہاڑ سے کھائی میں گرنے سے انتقال ہوا اس کا سر پاش پاش ہو گیا تھا۔

ارادت ہو تو دیکھ ان کو

شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جزیرۂ مصر میں میں نے ایک مجذوبہ خاتون کو دیکھا جو تیس سال تک شب وروز' ایسی زمین پر متواتر کھڑی رہی جہاں پانی جمع رہتا تھا اور پانی پر گھاس اگی ہوئی تھی۔گرمی سردی' برسات کسی موسم میں ان کے سر پر کوئی چھت نہیں تھی۔سانپ اور اژدہے ان کے اردگرد پناہ لیتے تھے۔

☆ ایک بزرگ فرماتے ہیں اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ میں ایک ولی اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔وہ ویرانے میں تھے۔انہیں سلام کیا وہ ہمارے لئے کھانا لائے وہاں ہم جس مکان میں تھے اس کے دو دروازے تھے۔ایک بڑا ایک چھوٹا' کھانا جس بڑے چوبی قاب میں رکھا ہوا تھا' بزرگ اسے اٹھائے ہوئے چھوٹے دروازے سے داخل ہونے لگے تو وہ نہ نکل سکا۔اس وقت ان کے منہ سے ایک چیخ ابھری ہم نے دیکھا کہ لمبا چوڑا طشت سمٹنے لگا جیسے کپڑا تہ کر دیا جاتا ہے۔پھر جب بزرگ نے اسے ہمارے سامنے لا کر رکھا تو وہ پھیلنے لگا اور اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

میرا ہم سفر ان بزرگ کی کرامت کا منکر تھا میں نے سمجھ لیا کہ یہ بات انہوں نے جان لی اور اپنی عظمت شان کا اظہار فرمایا۔یہ واقعہ دیکھ کر میرے ساتھی نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔اسی طرح یمن میں صالحین کی جماعت میں سے ایک نے ہوا سے چلو کو بھرا اور منہ میں رکھا تو پورا منہ شہد سے بھر گیا رضی اللہ عنہ۔(روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(۱۲۴)

عاشقِ مصطفٰی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوسرے سفرِ حج میں مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد شدید علیل (سخت بیمار) ہو گئے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امتدادِ مرض (بیماری کے طویل ہو جانے) میں مجھے زیادہ فکر حاضریٔ سرکارِ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تھی۔ جب بخار کو امتداد پکڑتا دیکھا، میں نے اُسی حالت میں قصد حاضری کیا، یہ علماء (رحمۃ اللہ علیہم) مانع ہوئے (روکنے لگے)۔ اوّل تو یہ فرمایا: ''کہ حالت تو تمہاری یہ ہے اور سفر طویل!'' میں نے عرض کی: ''اگر سچ پوچھیے تو حاضری کا اصل مقصود زیارت طیبہ ہے، دونوں بار اسی نیت سے گھر سے چلا، معاذ اللہ اگر یہ نہ ہو تو حج کا کچھ لطف نہیں''۔ اُنہوں نے پھر اصرار اور میری حالت کا اشعار کیا (میری حالت یاد دلائی)۔ میں نے حدیث پڑھی: مَن حج ولم یزرنی فقد جفانی جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر جفا کی۔ (کشف الخفاء ج۲ ص۲۱۸ حدیث ۲۴۵۸) فرمایا: تم ایک بار تو زیارت کر چکے ہو۔ میں نے کہا: میرے نزدیک حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ عمر میں کتنے ہی حج کرے زیارت ایک بار کافی ہے بلکہ ہر حج کے ساتھ زیارت ضروری ہے، اب آپ دُعا فرمایئے کہ میں سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) تک پہنچ لوں۔ روضۂ اقدس پر ایک نگاہ پڑ جائے اگرچہ اُسی وقت دم نکل جائے۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ۲ ص۲۰۱)

کاش! گنبدِ خضرا پر نگاہ پڑتے ہی
کھا کے غش میں گر جاتا پھر تڑپ کے مر جاتا

(وسائلِ بخشش ص۴۱۰)

تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

امامِ اہلسنّت مجددِ دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ زبردست عاشقِ رسول تھے اور متبحر عالمِ دین تھے، بیسیوں علوم وفنون پر دسترس رکھتے تھے، علمائے حرمینِ طیبین زادھا اللہ شرفاو تعظیما نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چودھویں صدی کا مجدّد کہا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دین کو باطل کی آمیزش سے پاک کر کے احیائے سنت کے لئے زبردست کام کیا، ساتھ ہی لوگوں کے دلوں میں جو شمعِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی مدھم پڑتی جا رہی تھی اُسے ازسرِنو فروزاں کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ بے شک فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے، دوسری بار جب حج بیت اللہ کی سعادت ملی اور مدینہ پاک زادھا اللہ شرفاو تعظیما کی حاضری نصیب ہوئی تو بیداری میں زیارت کی حسرت لئے مواجہہ شریف میں پوری رات حاضر رہ کر درود پاک کا ورد کرتے رہے، پہلی رات قسمت میں یہ سعادت نہ تھی، دوسری رات آ گئی۔ مواجہہ شریف میں حاضر ہوئے اور دردِ فراق سے بے تاب ہو کر ایک نعتیہ غزل پیش کی جس کے چند اشعار یہ ہیں:

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
ہر چراغِ مزار پر قدسی
کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں
اُس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

(مقطع میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ازراہ تواضع اپنے آپ کو ''کتا'' فرمایا ہے لیکن عاشقان اعلیٰ حضرت ادباً یہاں ''منگتا'' ''شیدا'' وغیرہ لکھتے اور بولتے ہیں انہیں کی پیروی میں ادباً اس جگہ ''شیدا'' لکھ دیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے)

آپ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں درود وسلام پیش کرتے رہے، آخرکار انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور قسمت انگڑائی لے کر اُٹھ بیٹھی، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عاشقِ زار پر خاص کرم فرمایا، نقاب رُخ اُٹھ گیا، خوش نصیب عاشق نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا عین بیداری کی حالت میں چشماں سر (سر کی آنکھوں) سے دیدار کیا۔

شربت دید نے اِک اور آگ لگا دی دل میں
تپش دل کو بڑھایا ہے بجھانے نہ دیا
اب کہاں جائیگا نقشہ ترا میرے دل سے
تہ میں رکھا ہے اسے دل نے گمانے نہ دیا
سجدہ کرتا جو مجھے اس کی اجازت ہوتی
کیا کروں اِذن مجھے اِس کا خُدا نے نہ دیا

(سامانِ بخشش)

(۱۲۵)

برصیصا کی گمراہی

حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص ہمیشہ اپنے گرجا کے اندر عبادت میں مشغول رہتا اس کا نام برصیصا تھا وہ مقبول الدعاء تھا لوگ اس کے پاس اپنے بیماروں کو لاتے وہ دُعا کرتا اور بیمار تندرست ہوجاتا تھا ایک دفعہ ابلیس نے اپنے تمام لعنتی شیطانوں کو بلایا اور کہا کہ تم میں سے کون اس عابد کو فتنے میں ڈال سکتا ہے؟ اس نے تو ہماری راہیں بند کر رکھی ہیں، ایک توی ہیکل عفریت شیطان نے کہا میں اس کو فتنے میں مبتلا کروں گا اگر ناکام ہوجاؤں تو مجھے تمہارے ساتھ رہنے کا کوئی حق نہیں، ابلیس نے اس سے کہا کہ ہاں تو ہی اسے گمراہ کرسکتا ہے پس یہ شیطان سیدھا بنی اسرائیل کے بادشاہ کے گھر گیا، بادشاہ کی ایک خوبصورت ترین بیٹی اپنے باپ کے پاس بیٹھی تھی وہیں اس کی والدہ اور بہن بھی موجود تھیں شیطان نے اس لڑکی کو پاگل بنا دیا وہ چیخنے چلانے لگی گھر والے پریشان ہوگئے اس طرح کئی دن گزر گئے پھر ایک دن وہی شیطان انسانی شکل میں بادشاہ کے گھر گیا اور کہا کہ اگر تم اس لڑکی کو صحیح دیکھنا چاہتے ہو تو اسے فلاں راہب ''برصیصا'' کے پاس لے جاؤ وہ اسے تعویذ دے گا اور اس کے لئے دُعا کرے گا چنانچہ گھر والے لڑکی کو راہب کے پاس لے گئے اس نے دُعا کی اور لڑکی صحت یاب ہوگئی جب وہ واپس آنے لگے تو شیطان آدھمکا اور کہا کہ اگر مکمل صحت یابی چاہتے ہو تو پھر اسے چند روز راہب کے پاس چھوڑ دو چنانچہ انہوں نے لڑکی کو راہب کے پاس چھوڑنا چاہا مگر راہب نے انکار کر دیا لیکن وہ لوگ راہب کو راضی کر کے لڑکی کو وہیں چھوڑ گئے، راہب دن کو

روزہ رکھتا اور رات عبادت میں بسر کرتا تھا، شیطان ویسے تو لڑکی سے کوئی تعرض نہ کرتا لیکن جس وقت راہب کھانا کھانے کے لئے بیٹھتا تو شیطان لڑکی کو پاگل بنا کر اسے بے پردہ کر دیتا، راہب اس طرف سے منہ پھیر لیتا کچھ عرصہ تک تو ایسا ہوتا رہا مگر ایک دن راہب نے اس لڑکی کے چہرے اور جسم کو دیکھ لیا اور اس نے ایسا حسین چہرہ پہلے کبھی نہ دیکھا تھا بس پھر صبر نہ کر سکا اور بدکاری کر بیٹھا ادھر لڑکی پیٹ سے ہوگئی، پھر اس راہب کے پاس شیطان پہنچا اور کہا کہ بغیر نکاح کے تو نے لڑکی کو حاملہ کر دیا ہے اب بادشاہ کی سزا سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ تو اس لڑکی کو قتل کر کے اپنے گرجے کے قریب دفن کر دے جب وہ تجھ سے پوچھیں تو کہہ دینا کہ بس وقت اجل آ گیا تھا چنانچہ وہ مرگئی اور وہ لوگ تسلیم کر لیں گے، راہب نے ایسا ہی کیا لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا، لڑکی کے ورثا نے پوچھا تو راہب نے کہا: وہ مرگئی ہے انہوں نے تسلیم کر لیا اور وہ واپس چلے گئے۔

شیطان کی مثال

ایک اور روایت میں ہے راہب نے ورثاء سے کہا کہ وہ تندرست ہو کر اپنے گھر چلی گئی ہے ورثا نے سچ تسلیم کر لیا اور واپس آ کر اسے عزیزوں کی ہاں تلاش کرنا شروع کر دیا ادھر شیطان نے آ کر ان سے کہا کہ راہب نے لڑکی سے زیادتی کی تھی اور لڑکی حاملہ ہوگئی تھی تو لوگوں کے خوف سے اس نے لڑکی کو قتل کر کے اسے دفن کر دیا ہے، بادشاہ لوگوں کو ساتھ لے کر راہب کے پاس پہنچا اور قبر کھدوا کر مقتول لڑکی کو برآمد کر لیا اور راہب کو پکڑ کر پھانسی پر لٹکا دیا پھر شیطان سولی پر راہب کے پاس آیا اور کہا کہ یہ سب کچھ تیرے ساتھ میں نے ہی کیا ہے اور یہاں سے میں ہی تجھے بچا سکتا ہوں، کیوں کہ میں ان سے کہہ دوں گا کہ لڑکی کو کسی اور نے قتل کیا ہے اور یہ لوگ میری بات پر یقین کر لیں گے مگر تجھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مجھے سجدہ کرنا ہوگا، راہب نے کہا میں سولی پر تجھے سجدہ کیسے کر سکتا ہوں؟ شیطان نے کہا: بس سر سے اشارہ کر دے میں راضی ہو جاؤں گا راہب نے سر کے اشارے سے سجدہ کر لیا تو شیطان نے کہا: میں تجھ سے لاتعلق ہوں، اسی کے

متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، شیطان کی طرح کی مثال ہے کہ جب وہ انسان سے کہتا ہے کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو کہتا ہے میں تجھ سے بری ہوں میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں پس دونوں کا انجام جہنم ہے وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور یہی ظالموں کی جزا ہے"۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِى النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝

چار دشمنوں کے ساتھ جہاد ضروری ہے

حضرت فقیہ ابواللیث علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جان لے کہ تیرے دشمن چار ہیں اور لازم ہے کہ تو ان میں سے ہرلیک کے ساتھ جہاد کرے۔

(۱) تیرا پہلا دشمن دنیا ہے جو بہت ہی فریبی اور مکارہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "دنیا کی زندگی تو اسباب فریب ہے" (وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ)۔ پھر ارشاد فرمایا: "پس تمہیں یہ دنیا کی زندگی فریب میں نہ ڈالے اور نہ مکار شیطان اللہ تعالیٰ سے فریب میں نہ ڈالے" (فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ)۔

(۲) دشمن، تیرا نفس ہے اور یہ تمام دشمنوں سے زیادہ شریر ہے۔

(۳) شیطان۔

(۴) انسانوں میں جو شیطان ہیں ان سے ہمیشہ بچو یہ جن شیطانوں سے زیادہ خطرناک ہیں اس لئے کہ جن شیطان تو وسوسہ کے ذریعے ایذا پہنچاتے ہیں جبکہ انسانی شیطان یہ بہت ہی برے دوست ہیں یہ آنکھوں کے سامنے دکھا کر اذیت پہنچاتے ہیں اور تجھے تیری راہ سے ہٹانے کے لئے ہمیشہ حیلے کرتے رہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

عقل مند کون ہے؟

شداد بن اوس سے مروی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور مرنے کے بعد کے لئے عمل کرتا ہے یعنی دنیا میں اپنا محاسبہ کرتا ہے اور عبادت کے عمل کرتا ہے تاکہ موت کے بعد وہ اسے فائدہ دیں اور عاجز وہ شخص ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید رکھتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں: جو شخص ہلاک ہو گیا ہے اس پر یہ تعجب نہیں کہ وہ کیسے ہلاک ہوا؟ بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ وہ نجات کیسے پا گیا، یعنی جنت تو تکلیفوں سے گھری ہوئی ہے اور جہنم خواہشات سے گھری ہوئی ہے اور ہر ایک نفس میں شیطان ہے جو اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور فرشتہ الہام کرتا ہے اور شیطان ہمیشہ برائی کو خوبصورت دکھا کر دھوکہ دیتا ہے اور فرشتہ ہمیشہ اسے روکتا ہے پھر جس کے ساتھ نفس ہو جاتا ہے وہی غالب آ جاتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

(۱۲۶)

ایک بہادر اور جانثار صحابی رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بہادر صحابہ میں سے تھے۔ زمانہ رسالت میں کئی غزوات میں شرکت کی، فتح اصطخر اور فتح فارس میں بھی شریک ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مقام ابواء یا مقام ودان میں حضور نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جنگلی دراز گوش بطور تحفہ پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہ فرمایا اور جب آپ رضی اللہ عنہ کے رنجیدہ ہونے کو ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا:

''یہ میں نے آپ کو اس لئے واپس لوٹایا کہ میں حالت احرام میں ہوں''۔

(یعنی جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا شکار واپس کیا تو انہیں رنج ہوا، جس کا...... اثر ان کے چہرے پر محسوس ہوا تب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی تسلی اس ارشاد عالی سے فرما دی، اگر زندہ شکار کو واپس فرمایا ہے تب تو حدیث بالکل ظاہر ہے کہ محرم کو زندہ شکار نہ پکڑنا درست ہے، نہ پکڑا ہوا رکھنا یا ذبح کرنا درست ہے، اور اگر اس کا گوشت واپس فرمایا ہے تو اس کی وجہ شوافع کے ہاں تو یہ ہے کہ حضرت سیّدنا صعب رضی اللہ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شکار کیا تھا، احناف کے ہاں اس لیے ردّ فرمایا کہ اس شکار میں کسی محرم نے کوئی مدد کی تھی، اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا پتا تھا، یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب ابواء پہنچے تو حضرت سیّدنا صعب رضی اللہ عنہ نے حضور کی میزبانی اس طرح کی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔

(مراۃ المناجیح، ج ۴، ص ۱۹۱)

Scanned with CamScanner

آپ رضی اللہ عنہ کا وصال 45ھ بمطابق 646ء کو امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوا۔

(الاعلام للزرکلی، الصعب بن جثامۃ، ج ۳، ص ۲۰۴-صحیح البخاری، کتاب جزاء الصید، الحدیث: ۱۸۲۵، ج ا، ص ۶۰۳)

مرنے کے بعد خبر گیری

حضرت سیّدنا شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا صعب بن جثامہ اور حضرت سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ تھا۔ حضرت سیّدنا صعب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ''ہم میں سے جس کا انتقال پہلے ہوگا وہ دوسرے کو اپنے ساتھ پیش آنے والے حالات سے آگاہ کرے گا''۔ حضرت سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ''کیا یہ ہوسکتا ہے؟'' حضرت سیّدنا صعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جی ہاں''۔ چنانچہ، حضرت سیّدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہیں خواب میں اس طرح دیکھا گویا کہ وہ ان کے پاس آئے ہیں۔ حضرت سیّدنا عوف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: میں نے کہا: ''اے میرے بھائی! آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''چند مصائب کے بعد مجھے بخش دیا گیا''۔ میں نے ان کی گردن پر سیاہ چمک دیکھی تو پوچھا: ''اے میرے بھائی! یہ کیا ہے؟'' جواب دیا: ''یہ وہ دس دینار ہیں جو میں نے فلاں یہودی سے قرض لئے تھے۔ وہ میرے تھیلے میں موجود ہیں۔ آپ وہ اس یہودی کو دے دیجئے! اور اے میرے بھائی! یقین کرو کہ میرے انتقال کے بعد میرے گھر والوں میں جو بھی واقعہ پیش آیا مجھے اس کی خبر مل گئی، یہاں تک کہ ہماری ایک بلی جو چند دن پہلے مرگئی، اس کی خبر بھی مل گئی اور جان لو کہ چھ دن تک میری بیٹی کا انتقال ہو جائے گا، پس اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا''۔

وصال کے بعد قرض کی ادائیگی کا حکم

حضرت سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب صبح ہوئی تو میں نے سوچا کہ اس معاملے کی تحقیق کرنی چاہئے''۔ پھر میں حضرت سیّدنا صعب رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: ''خوش آمدید! کیا آپ اپنے بھائیوں کے لواحقین کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ جب سے حضرت سیّدنا صعب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ہے، آپ ہمارے ہاں تشریف نہیں لائے''۔ میں نے اپنا عذر بیان کردیا پھر میری نظر اس تھیلے پر پڑی، میں نے اسے تار کر چیک کیا تو جو اس میں تھا وہ نکال لیا۔ پھر میں نے جلدی سے وہ بٹوا لیا جس میں دینار تھے اور اس یہودی کو بلوایا اور اس سے پوچھا: ''کیا صعب رضی اللہ عنہ کے ذمے تمہارا کچھ قرض ہے؟'' اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے! وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین اصحاب میں سے تھے، وہ انہیں کا ہے (اس نے اپنا قرض معاف کردیا)''۔ میں نے کہا: ''بتاؤ گے کہ وہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''ہاں میں نے انہیں دس دینار قرض دیئے تھے'' تو میں نے وہ دینار اس یہودی کے حوالے کر دیئے، اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ تو بالکل وہی ہیں''۔

جو کہا وہ ہو کر رہا

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: ''چلو ایک بات تو پوری ہوئی''۔ پھر میں نے حضرت سیّدنا صعب رضی اللہ عنہ کے گھر والوں سے پوچھا کہ ''کیا ان کے انتقال کے بعد تمہارے یہاں کوئی نیا واقعہ ہوا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں! فلاں فلاں واقعات رُونما ہوئے ہیں''۔ میں نے کہا: ''کوئی واقعہ بیان کرو؟'' انہوں نے کہا: ''چند دن ہوئے ہیں ہماری بلی مرگئی ہے'' تو میں نے (دل میں) کہا: ''دو باتیں ہوگئیں''۔ پھر میں نے پوچھا: ''میری بھتیجی کہاں ہے؟'' گھر والوں نے بتایا کہ ''وہ کھیل رہی ہے''۔ میں اس کے پاس گیا اور اس کو چھوا تو اسے بخار تھا۔ میں نے ان سے کہا: ''اس بچی کے

Scanned with CamScanner

ساتھ اچھا برتاؤ رکھو"۔ پھر وہ بچی چھ دن بعد انتقال کر گئی۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، الحدیث: ۲۵، ج ۳، ص ۳۵)

اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

مذکورہ حکایت سے ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد روح انسانی کا عالم کیا ہوتا ہے اس سے متعلق سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: "اس (مرنے والے کی روح) کے افعال وادراکات جیسے دیکھنا، بولنا، سننا، آنا جانا، چلنا پھرنا، سب بدستور رہتے ہیں، بلکہ اس کی قوتیں بعد مرگ اور صاف وتیز ہوجاتی ہیں، حالت حیات میں جو کام ان آلاتِ خاکی یعنی آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان سے لیتے تھے اب بغیر ان کے کرتی ہے۔ (جیسا کہ) روح کا پس از مرگ آسمانوں پر جانا، اپنے ربّ کے حضور سجدے میں گرنا، نیک ہمسایوں سے نفع پانا، بد ہمسایوں سے ایذا اٹھانا، ملائکہ کا ان کے پاس تحفے لانا، ان کی مزاج پرسی کو آنا، قبر کا ان سے بزبان فصیح باتیں کرنا، زندوں کے اعمال انہیں سنائے جانا، نیکیوں پر خوش ہونا، بُرائیوں پر غم کرنا، ان کے ملنے کا مشتاق رہنا، روحوں کا باہم ملنا جلنا، اگلے اموات کا مُردہ نو کے استقبال کو آنا، اس کا گزرے قریبوں کو دیکھ کر پہچاننا، ان سے مل کر شاد ہونا، ان کا اس سے باقی عزیزوں دوستوں کے حال پوچھنا، آپس میں خوبی کفن سے مفاخرت کرنا، بُرے کفن والے کا ہم چشموں میں شرمانا، اپنے اعمال حسنہ یا سیئہ کو دیکھنا (وغیرہ)"۔

(فتاویٰ رضویہ (مخرجہ) ج ۹، ص ۷۰۳ ملخصا)

(۱۲۷)

خواہش کی موافقت

ابن جوزی کہتے ہیں میں سوچ رہا تھا کہ لوگوں سے گناہ کیونکر صادر ہوجاتے ہیں جس پر مجھے یہ محسوس ہوا کہ گناہگار گناہ کا قصد نہیں کرتا وہ صرف اپنی خواہش پوری کرنا چاہتا ہے معصیت تبعاً ہوجاتی ہے پھر میں نے سوچا کہ جب آدمی جانتا ہے کہ اس فعل میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے اور پھر بھی کر لیتا ہے اس کا سبب کیا ہے؟ تو میرا دھیان ادھر گیا کہ اس کی نظر خالق کے کرم اور بے پایاں فضل پر ہوتی ہے اور اگر وہ اس کی عظمت اور ہیبت کا تصور کر لیتا تو اس کی مخالفت میں ہاتھ کو حرکت تک نہ دے سکتا خدا کی قسم اس ذات سے ڈرنا چاہیئے جس کا ادنیٰ سا کام مثلاً یہ ہے کہ تمام مخلوق کی موت اس کے قبضہ میں ہے حتیٰ کہ اس جانور کی بھی جو ذبح کے لئے لٹایا جاتا ہے اور بچوں کو مرض کے ذریعہ تکلیف میں ڈالنا صاحب علم کو فقر میں مبتلا کرنا جاہل کو غنی کر دینا وغیرہ لہٰذا کسی بھی گناہ کرنے والے کو اپنے پیش نظر اس ذات کا خوف رکھنا چاہیئے جس کی یہ صفات بتائی گئیں ارشاد باری ہے "وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ" (اور اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے تمہیں ڈراتا ہے) اور اسباب خوف کا دھیان رکھنا امن وتحفظ کے زیادہ قریب ہے بہ نسبت اسباب امید پر نظر رکھنے کے پس ڈرنے والا شخص احتیاط پر قائم رہتا ہے اور امید لگانے والا طمع کی رسی کو پکڑے ہوئے ہے اور ہر گمان کبھی پورا نہیں بھی ہوتا۔ (صید الخاطر)

قلیل پہ قناعت

مزید لکھتے ہیں میں نے اکثر وبیشتر مالدار لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ علماء سے کوئی

Scanned with CamScanner

خدمت لیتے ہیں اور اپنی مد زکوٰۃ سے قلیل مقدار دے کر ان کو ذلیل کرتے ہیں اگر کہیں کوئی ختم کی تقریب ہوتی ہے تو کہتے ہیں فلاں حاضر نہیں ہے اور اگر کوئی بیمار پڑتا ہے تو کہتے ہیں فلاں لوٹ کر نہیں آیا اور کمال احسان اس عالم پر وہ شے قلیل ہے جس کی ادا اس جیسے کے لئے اس شخص پر ویسے ہی واجب تھی اور علماء اس قسم کی ذلت اپنی ضرورت کی وجہ سے گوارا کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ علماء کی طرف سے اس ذمہ داری سے ناواقفی کی بات ہے جو علم کے احترام وتحفظ کے بطور ان پر واجب تھی اور اس کا علاج دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ مقدار قلیل پر قناعت کی جائے جیسا کہ مشہور ہے کہ جو شخص سرکہ پیاز پر قناعت کر لے اسے کوئی غلام نہیں بنا سکتا دوسری یہ کہ علمی مشاغل سے کچھ وقت نکال کر کسب مال پر لگایا جائے کہ یہ اعزاز علم کا سبب بنے گا اور یہ صورت تمام وقت خدمت علم میں لگانے اور مذکورہ ذلت اٹھانے سے بہتر ہے اور جو شخص میرے انداز فکر سے سوچتا ہے اور کچھ خودداری بھی رکھتا ہے وہ اپنی ضرورت کا اندازہ لگاتا ہے اپنے موجود مال کی حفاظت کرتا ہے یا قدر ضرورت کمانے کی فکر کرتا ہے اور جو شخص اس قسم کی اشیاء سے کراہت نہیں پاتا وہ علم کی صورت سے واقف ہے اس کی حقیقت سے نہیں۔ (ایضا)

(۱۲۸)

یہودی گورنر کو ذبح کرنے والا مردِ درویش

عارف باللہ حضرت شیخ سفیان یمن علیہ الرحمۃ ایک بار عدن تشریف لے گئے۔ ان سے لوگوں نے کہا: یہاں سلطان نے ایک یہودی کو صوبہ کا حاکم متعین کیا ہے اسے بہت مرتبہ اور منصب حاصل ہے۔ مسلمان اس کی ہمرکابی میں چلتے ہیں اور جب وہ بیٹھتا ہے تو خادمانہ کھڑے رہتے ہیں۔ حضرت کا یہ دوران کی ریاضت، تجرد اور فقیرانہ ہیئت کا دور تھا وہ یہودی کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے دیکھا کہ وہ کرسی پر بیٹھا ہے اور مسلمان زمین پر اس کے روبرو کھڑے ہیں اور خدمت سرانجام دے رہے ہیں آپ نے فرمایا: کہہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ یہودی یہ سن کر شور مچانے لگا اور اپنی فوج کو مدد کے لئے پکارنے لگا۔ مگر کوئی نہیں آیا آپ نے اس پر دوبارہ اور پھر سہ بارہ کلمہ شہادت پیش کیا مگر وہ ہر مرتبہ فوج کو اپنی مدد کے لئے پکارتا رہا مگر فوج اس کی مدد کرنے سے معذور تھی۔ اس نے جب تیسری بار بھی شہادتین کا اقرار نہیں کیا تو آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے اس کے بال پکڑے اور اپنے ہاتھ کے چھوٹے چاقو کے ذریعہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اسے ذبح کر دیا اور پھر وہاں سے لوٹ کر جامع مسجد کے پاس جا کر بیٹھے رہے یہ خبر جب امیر کو ملی اور اسے توثیق ہوگئی کہ ایک درویش نے ایسا کیا ہے تو امیر نے غلاموں سے کہا کہ فقیر کو پکڑ لاؤ غلام جامع مسجد تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہوسکے اور خالی ہاتھ لوٹ گئے۔ امیر اس کے بعد اپنی فوج لے کر خود نکلا، اور جامع مسجد گیا مگر اسے یا اس کے کسی آدمی کو حضرت تک جانے کی ہمت

Scanned with CamScanner

نہیں ہوئی۔ اس نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کی حفاظت کی جا رہی ہے وہاں سے لوٹ آیا۔ مگر اسے سلطان کے روبرو جوابدہی کا اندیشہ ہوا چنانچہ امیر نے اہل علم وفضل سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ لوگوں نے امیر کو رائے دی کہ اولیاء اللہ باہم تعلق رکھتے ہیں انہیں ان جیسے کسی ولی کے ذریعہ بلواؤ چنانچہ لحج میں تشریف فرما ۔شیخ عایدی کو تیار کیا گیا کہ سلطان کا جواب آنے تک شیخ سفیان کو شہر کے باہر نہ جانے دیں۔

بادشاہ سے فرمایا میرے ملک سے نکل جا

شیخ عایدی اور شیخ سفیان میں باہم محبت بھی تھی وہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے مسلمانوں کے راستہ کا یہ بھاری پتھر اکھاڑ پھینکا اور انہیں لے کر ٹہلتے ہوئے قید خانے کے دروازے تک لائے اور پھر داروغہ زنداں سے کہا کہ انہیں قید کر دو حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے لئے اپنے ہاتھ پاؤں پیش کر دیئے اور کہا ہم اطاعت شعار ہیں اور قید قبول کر لی۔ مگر قید میں رہنے کی یہ شان تھی کہ جب چاہتے بیڑیوں کے اندر رہتے اور جب چاہتے ازخود آزاد ہو جاتے۔ جمعہ کا دن آیا تو سب کچھ اتار پھینک کر جامع مسجد کو پہنچے اور فرمایا: ''میں ان مردوں پر جنازہ کی چار تکبیریں کہتا ہوں'' اللہ اکبر' اس کے بعد مسجد سے واپس آ کر قید خانے میں بند ہو گئے اور ایک مدت تک وہاں رہے۔ تاوقتیکہ سلطان کا حکم نہ آ گیا سلطان نے لکھا تھا کہ انہیں رہا کر دو' ہم خود ان سے سلامتی کے خواستگار ہیں۔ اس سے پہلے انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ سارا ملک ان کا ہے' تمہارا نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ قید سے باہر نکلے اور کسی سلطان یا شیطان کا قابو اس پر نہیں چلا۔ عدن سے دو منزل قبل مقام ابین میں آپ ایک مرتبہ سلطان کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا: تم میرے ملک سے نکل جاؤ۔ سلطان خوف زدہ ہو گیا اور وہاں سے کوچ کر گیا۔ دراصل حقیقی بادشاہت تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہی بخشی ہے۔

ہر زمانے کے وہی ہیں کج کلاہ
الحذر! بننا نہ ان کا سنگ راہ
بخش دیتے ہیں گدا کو تخت وتاج
عارفان حق ہیں سچے بادشاہ

(بزم اولیاء ترجمہ روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(۱۲۹)

ادب کا ایک انداز اور امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ اعلیٰ حضرت، فقیہِ اعظم، حضرت علامہ ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ جب میں حج کرنے گیا تو مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی حاضری میں سبز سبز گنبد کے دیدار سے مشرف ہوتے وقت میں نے ''باب السلام'' کے قریب اور گنبدِ خضراء کے سامنے ایک سفید ریش اور انتہائی نورانی چہرے والے بزرگ کو دیکھا جو قبرِ انور کی جانب منہ کر کے دوزانو بیٹھے کچھ پڑھ رہے تھے۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ یہ مشہور ومعروف عالمِ دین اور زبردست عاشقِ رسول حضرت سیّدنا شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ میں ان کی وجاہت اور چہرے کی نورانیت دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور اُن کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور ان سے گفتگو کی کوشش کی، وہ میری جانب متوجہ نہ ہوئے تو میں نے اُن سے کہا: میں ہندوستان سے آیا ہوں اور آپ کی کتابیں حجۃ اللہ علی العالمین اور جواھر البحار وغیرہ میں نے پڑھی ہیں جن سے میرے دل میں آپ کی بڑی عقیدت ہے۔ اُنہوں نے یہ بات سن کر میری طرف محبت سے ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ فرمایا۔

ان کے دیار میں تو کیسے چلے پھرے گا

میں نے ان سے عرض کی: حضور! آپ قبرِ انور سے اتنی دور کیوں بیٹھے ہیں؟ تو رو پڑے اور فرمانے لگے: ''میں اِس لائق نہیں ہوں کہ قریب جا سکوں''۔ اِس کے بعد میں اکثر ان کی جائے قیام پر حاضر ہوتا رہا اور ان سے ''سند حدیث'' بھی حاصل کی۔ سیّدی

قطب مدینہ حضرت علامہ شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت علامہ یوسف نبہانی قدس سرہ الربانی کی اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کو 84 مرتبہ نبیِ آخر الزمان، شہنشاہِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

(انوارِ قطب مدینہ ص ۱۹۵ ملخصاً)

اُن کے دِیار میں تُو کیسے چلے پھرے گا؟
عطّار تیری جُرات! تُو جائے گا مدینہ!!

(وسائلِ بخشش ص ۳۲۰)

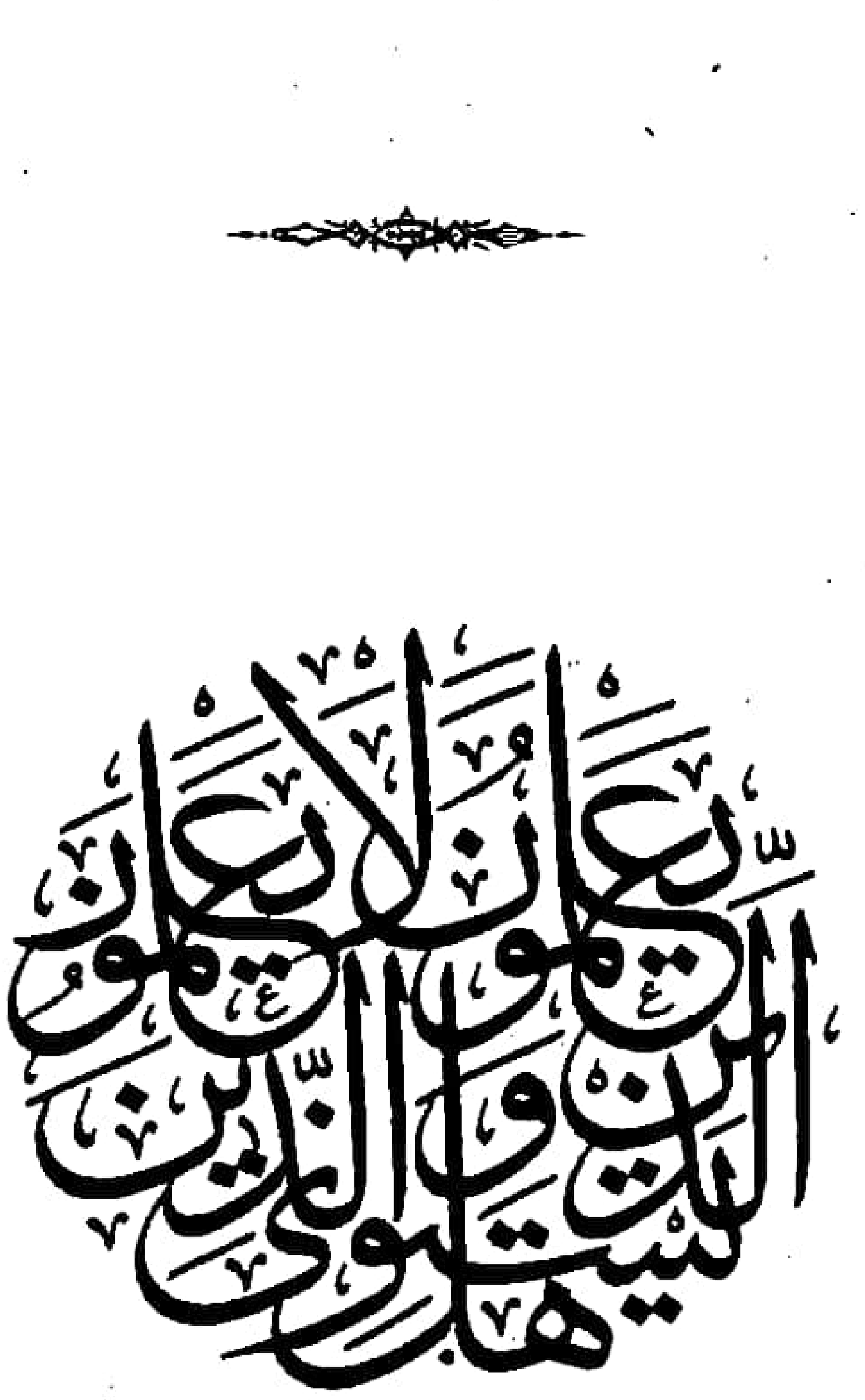

(۱۳۰)

امیر المؤمنین قمیص کوٹانکے لگا رہا ہے

میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے مجھے مہینے میں دو بار حاضری کا حکم دیا تھا سو میں ایک دن گیا تو آپ نے قلعہ کے اوپر سے مجھے دیکھا اور مجھے دروازے پر پہنچنے سے پہلے ہی اجازت مل گئی اور میں اندر داخل ہو گیا آپ چٹائی پر جائے نماز بچھا کر بیٹھے تھے اور قمیص کو ٹانکے لگا رہے تھے، میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے جواب دیا اور اپنے ساتھ مصلے پر بٹھا دیا پھر مجھ سے امراء و حکام، پولیس، جیلرز اور شعائر اسلام کے بارے میں سوالات کئے پھر میرے حالات بھی پوچھے، بعد ازاں وہاں سے چلتے وقت میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین کیا آپ کے گھر میں اس کام کو کرنے والا کوئی ہے؟ جواب دیا اے میمون دنیا کا وہ حصہ کافی سمجھ جو بروقت تجھے مل جائے، آج ہم یہاں ہیں کل دوسری جگہ ہوں گے یہ سن کر میں وہاں سے چلا گیا۔

ابو منصور فرائضی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ نے جب یہ آیت ”اور جب ان میں سے کسی ایک کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ترین ہو جاتا ہے اور دل گھٹنے لگتا ہے“ (وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ) . پڑھی تو فرمایا: یہ عرب کے مشرکین کا عمل ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے اس خبیث عمل کی خبر دی ہے البتہ مؤمن کا عمل ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جو فیصلہ کر دیا ہے وہ اس پر دل و جان سے سر جھکا دیتا ہے اس لئے کہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا فیصلہ

اس کے اپنے فیصلے سے بہر حال اچھا ہوتا ہے۔

رضا بالقضا

اور اے ابن آدم تو نے اپنے لئے جو فیصلہ کیا ہے اس سے کہیں اچھا وہ فیصلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے کیا ہے چاہے وہ تجھے پسند ہی نہ ہو پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے فیصلے پر راضی رہو، حضرت فقیہ ابو اللیث علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضرت قتادہ کی یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو مگر وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور قریب ہے کہ جس چیز کو تم پسند کرتے ہو وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے“ (عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ) . کے عین مطابق ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ تمہاری بھلائی اور تمہارے دین و دنیا کی بھلائی کس چیز میں ہے جبکہ تم اس چیز کو نہیں جانتے یعنی تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ فرما دیا ہے تم اس پر راضی رہو اس لئے کہ تم نہیں جانتے کہ اس میں تمہاری کتنی بھلائی ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

Scanned with CamScanner

(۱۳۱)

اگر تو چاند سے زیادہ حسین نہیں تو طلاق

قاضی ابوبکر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس زمانے میں منصور بغداد کا خلیفہ تھا، موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی نام کے ایک شخص نے اپنی بیوی کو فرطِ محبت میں یہ کہہ دیا: ''اگر تم چاند سے زیادہ حسین نہ ہو تو تمہیں تین طلاق''۔ بیوی سخت پریشان ہوئی، اور سمجھی کہ طلاق واقع ہوگئی ہے، اس لئے شوہر کے سامنے آنا بھی بند کر دیا۔ شوہر نے یہ الفاظ فرطِ محبت سے کہہ دیئے تھے، مگر جب ہوش آیا تو اسے بھی فکر ہوئی، اور اس کی ساری رات بڑے اضطراب میں گزری، بڑی مشکل سے صبح ہوئی تو وہ خلیفہ منصور کے پاس پہنچا اور واقعہ بتلایا۔ منصور نے فوراً شہر کے بڑے بڑے علماء وفقہاء کو جمع کر کے مسئلہ ان کے سامنے رکھا، اکثر فقہاء کی رائے یہ ہو رہی تھی کہ طلاق واقع ہوگئی ہے، اس لئے کہ اس کی بیوی فی الواقعہ چاند سے زیادہ اچھی نہیں ہے۔

لیکن ایک فقیہ تھے جنہوں نے یہ رائے پیش کی کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، ان سے وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا: وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے: ''لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ'' (بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین قوام کے ساتھ پیدا کیا ہے)۔ منصور نے اس جواب کو بے حد پسند کیا، اور موسیٰ بن عیسیٰ کو یہی کہلا کر بھیج دیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔

(حیاة الحیوان للدمیری رحمة اللہ علیہ ج:۱ ص:۳۲ لفظ: انسان)

(۱۳۲)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام اسلام قبول کرنے سے پہلے مابہ بن بودخشان بن مورسلان بن بھبوذان تھا اور اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہوئے سلمان بن اسلام کہا جاتا تھا۔ کنیت ابوعبداللہ ہے۔

(معرفۃ الصحابۃ، الرقم: ۱۲۰۷ سلمان الفارسی، ج ۲، ص ۴۵۵)

آپ رضی اللہ عنہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، فارسی النسل رامھرمز کی اولاد سے ہیں اور فارس کے شہر اصفہان کے علاقہ کے رہنے والے تھے۔ تلاش دین میں دیس چھوڑ کر پردیسی بنے، پہلے عیسائی بنے ان کی کتابیں پڑھیں۔ بہت مصیبتیں جھیلیں حتیٰ کہ بعض عربیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو غلام بنا لیا اور یہود کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ آقا نے آپ کو مکاتب کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کتابت ادا کر کے آپ کو آزاد کر دیا۔

(مراۃ المناجیح، حالات صحابہ ترجمہ اکمال، ج ۸، ص ۳۳)

سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے

غزوۂ احزاب کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان لگا کر خندق کی نشاندہی کی (کہ اس جگہ خندق کھودنی ہے) تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اختلاف ہوگیا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ قوی وطاقتور شخص تھے، مہاجرین صحابہ کرام علیہم الرضوان کہنے لگے: حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہم

میں سے ہیں۔ انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان کہنے لگے: ہم میں سے ہیں۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں''۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، الحدیث: ۲۵۹۹، ج۲۱ص۴۰۸)

آپ رضی اللہ عنہ کی عمر ساڑھے تین سو سال ہوئی اور یہ بھی کہا گیا کہ ڈھائی سو سال ہوئی۔ ہمیشہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے اور بیت المال سے ملنے والے وظیفے کو صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ (معرفۃ الصحابۃ، الرقم: ۲۰۷، سلمان الفارسی، ج۲ص۴۵۵)

آپ رضی اللہ عنہ کا وصال مدائن میں امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور میں 35ھ میں ہوا اور یہ بھی کہا گیا کہ 36ھ کے شروع میں ہوا۔ (الاستیعاب، الرقم: ۱۰۱۹، سلمان الفارسی، ج۲ص۱۹۷)

مدائن کا نام اب سلمان پاک ہے یہ جگہ بغداد شریف سے 30 میل دور ہے ان کے ساتھ حضرت سیّدنا حذیفہ بن یمان اور حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہما کے مزارات ہیں۔ مدینہ منورہ کے عوالی میں حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا باغ ہے اس میں دو کھجور کے درخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لگائے ہوئے ہیں۔ (مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) ''فقیر نے زیارت کی ہے''۔ (مراۃ المناجیح، ج۸، ص۳۳)

جب اللہ بندے کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے

حضرت سیّدنا اذان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی کو ذلیل ورسوا یا ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے حیا چھین لیتا ہے، پھر تم اس سے اس حال میں ملو گے کہ وہ لوگوں سے نفرت کرتا اور لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور جب وہ لوگوں سے نفرت کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اسے مہربانی وشفقت سے محروم کر دیتا ہے۔ پھر تم اس سے اس حال میں ملو گے کہ وہ سخت دل اور بدمزاج ہو جاتا ہے، جب وہ اس حالت کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے امانت

داری سلب فرمالیتا ہے۔ اب جب تم اسے ملو گے تو اس حالت میں دیکھو گے کہ وہ لوگوں سے خیانت کرتا اور لوگ اس سے خیانت کرتے ہیں۔ جب وہ اس حالت کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ایمان بھی سلب فرمالیتا ہے جس کی وجہ سے وہ ملعون ہو جاتا ہے''۔

(حلیۃ الاولیاء، الرقم ۳۴، سلمان الفارسی، الحدیث: ۶۴۸، ج۱ص۲۶۲)

حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بے شک علم بہت زیادہ اور عمر بہت تھوڑی ہے لہٰذا دین کا ضروری علم حاصل کرو اور اس کے ماسوا کو چھوڑ دو کیونکہ اس پر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی''۔ (ایضا: ۶۰۶، ج۱ص۲۴۶)

حضرت سیّدنا مغیرہ بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا: ''اگر تم مجھ سے پہلے انتقال کر جاؤ تو پیش آنے والے حالات سے مجھے آگاہ کرنا اور اگر میں تم سے پہلے فوت ہو گیا تو میں تمہیں آگاہ کروں گا''۔ چنانچہ، حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا انتقال پہلے ہو گیا تو حضرت سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''اے ابو عبد اللہ! کیسے ہیں؟'' جواب دیا: ''خیریت سے ہوں''۔ پھر پوچھا: ''آپ نے کون سا عمل افضل پایا؟'' حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے توکل کو بہت عمدہ پایا''۔

(حلیۃ الاولیاء، الرقم: ۲۴، سلمان الفارسی، الحدیث: ۶۵۵، ج۱ص۲۶۴)

توکل کی تعلیم

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں، اس کی رضا پر راضی رہیں اور ہر معاملہ میں اسی پر توکل وبھروسا کیا کریں توکل کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ ''صرف اللہ تعالیٰ کی عنایت پر بھروسا کرے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مایوس ہو جائے''۔ (الرسالۃ القشیریۃ، باب التوکل، ص۲۰۶)

حضرت سیّدنا سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: متوکل کی تین علامات ہیں، (۱

Scanned with CamScanner

یسئل) سوال نہیں کرتا، (لا یرد) کسی چیز کو رد بھی نہیں کرتا اور (لا یحبس) اپنے پاس روکتا بھی نہیں۔ (الرسالۃ القشیریۃ، باب التوکل، ص۲۰۰)

اس کو آسان لفظوں میں حضرت شیخ الفضیلت، خلیفہ اعلیٰ حضرت، قطبِ مدینہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں: ''طمع نہیں، منع نہیں اور جمع نہیں''۔

(سیدی قطب مدینہ، ص۱۲)

(۱۳۳)

تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے

ابن جوزی فرماتے ہیں: تمام امور کا مدار عقل پر ہے عقل کامل ہو تو عمل کرنے والے کو قوی تر دلیل حاصل ہوتی ہے اور عقل کا ثمرہ خطاب کو سمجھنا اور امر سے مقصود کو ممتاز کرنا ہے اور جو شخص مقصود کو سمجھتا اور دلیل پر عمل کرتا ہے وہ ٹھوس بنیاد پر تعمیر کرنے والے کی طرح ہے میں نے بہت سے دیکھے ہیں جو دلیل پر عمل نہیں کرتے بلکہ جیسے اتفاق پڑا کر لیا اور کبھی ان کی دلیل مروجہ عادت ہوتی ہے اور یہ ایک بدترین صورت حال ہے پھر میں نے بہت سے وہ بھی دیکھے جو دلیل کو بطور اثبات نہیں مانتے جیسے یہود و نصاریٰ کے گروہ کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کرتے ہیں اور آنے والی شریعت کے لحاظ سے نہیں دیکھتے کہ صحیح ہے یا نہیں، اور ایسے ہی وہ ذات خدا کے قائل ہیں مگر نہیں جانتے کہ اس کے بارے میں کیا عقیدہ صحیح ہے اور کونسا غلط ہے چنانچہ اس کے لئے اولاد کے بھی قائل ہیں اور امر مشروع میں تبدیلی کو ناجائز سمجھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اثبات صانع میں حق نظر ادا کر سکے نہ ان باتوں میں جو اس کے حق میں جائز یا ناجائز ہیں اور نہ ہی صحت نبوت پر دلائل میں غور کر سکے جس سے ان کے سب اعمال کارت گئے جیسے کوئی ریت پر عمارت بناتا ہے اور دیکھا جائے تو وہ لوگ بھی اسی قسم سے ہیں جو زہد و عبادت میں خوب زور لگاتے ہیں اور باطل احادیث کے علم میں مشقت اٹھاتے رہتے ہیں مگر کسی صاحب علم سے اس بارے میں سوال نہیں کرتے اور کچھ لوگ دلیل کو ثابت مانتے ہیں مگر اس کے مدلول مقصود کو نہیں سمجھتے اسی جنس کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی مذمت سنی اور زاہد

بن کے بیٹھ گئے مگر مقصود کو نہیں سمجھ سکے اور یہ گمان کرنے لگے کہ دنیا بذات خود قابل مذمت ہے اور نفس واجب العداوت چیز ہے چنانچہ انہوں نے طاقت سے زائد اپنے نفوس پر بوجھ ڈالا ہر طرح کی تکلیف میں مبتلا کیا اور ان کے حقوق سے محروم رکھا یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے جاہل ہیں کہ ”بے شک تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے“۔

بزرگوں کا معاملہ

اوران لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو غلبہ حال میں فرائض کو ترک کر چکے ہیں ان کے جسم لاغر اور قویٰ ضعیف ہو چکے ہیں اور یہ سب باتیں مقصود کو سمجھنے میں کمی اور مراد پر نظر نہ رکھنے کی وجہ سے ہیں جیسا کہ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ کے بارے میں ہے کہ وہ پانی کا مٹکا زمین میں دبا کر رکھتے اور تیز گرم ہونے پر پیتے تھے اور سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگے کہ جب تو عمدہ اور لذیز کھانے کھائے گا اور ٹھنڈا پانی پئے گا تو موت کو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کو کب پسند کرے گا اور یہ سراسر مقصود سے لاعلمی کی بات ہے۔ کیونکہ گرم پانی پینے سے جسم میں کئی ایک امراض پیدا ہوتے ہیں اور پیاس بھی نہیں بجھتی اور ہمیں اپنے نفوس کو اس قسم کے عذاب دینے کا حکم نہیں ملا ہے بلکہ اس کی وہ بات ترک کرنے کا حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے منع فرمادی ہے حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سفر ہجرت میں جب ایک چرواہے نے دودھ نکال کر دیا تو پیالہ پر پانی ڈال کر اسے نیچے تک ٹھنڈا کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا تھا نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چٹان کے سائے میں کپڑا بھی بچھایا کہ آرام فرمالیں نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میٹھا پانی پینے کو لایا جاتا تھا اور آپ کا ارشاد مبارک بھی منقول ہے اور اگر تمہارے پاس مشکیزے میں رات کا پانی ہے تو لاؤ ورنہ ہم اسی کو منہ لگا کر پی لیتے ہیں“۔

حضرت داؤد طائی کے عمل کی توجیہہ

اور اگر داؤد رحمۃ اللہ علیہ سمجھ لیتے کہ سفر کرنے کے لئے اونٹ کے چارہ کا انتظام

ضروری ہے تو وہ ایسا عمل نہ کرتے کیا تجھے معلوم نہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جو معرفت اور خوف کے اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہوئے لذیذ کھانا استعمال فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جانور کے ساتھ اگر حسن سلوک نہ کیا جائے گا وہ کام نہیں دے گا ممکن ہے میری یہ بات نہ سننے والوں میں سے کوئی یوں کہے کہ یہ تو اہل زہد کی مخالفت ہے تو میں کہوں گا کہ علماء کی صحبت میں رہو اور حسن، سفیان، مالک، ابوحنیفہ، احمد، شافعی رحمہم اللہ کے طریقہ پر نظر رکھو یہ لوگ اسلام کے ستون ہیں اور اپنے دین میں ان کے پیچھے مت لگو جن کا علم قلیل ہے گو زہد کیسا ہی ہو اور ان کے مجاہدات دیکھ کر یوں کہہ لیا کرو کہ یہ ان کی ہمت تھی اور جو تیری طاقت میں نہیں اس میں ان کی اتباع مت کرو کیونکہ یہ معاملہ ہمارے سپرد نہیں اور نفس خود ہمارے پاس امانت ہے اور اگر تجھے میری اس تفصیل سے انکار ہے تو پھر تو بھی انہی لوگوں میں سے ہے جن پر میں نے نکیر کی ہے یہ جو کچھ کہا گیا ہے مقصود کی طرف اشارہ ہے ورنہ شرح طویل ہے۔ (صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(۱۳۴)

درویش پر زیادتی کی بادشاہ کو سزا

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ کے خادم کا سلطان وقت کے غلام سے جھگڑا ہو گیا۔ خادم نے غلام کو مارا سلطان کو اطلاع ہوئی تو اس نے خادم کو پکڑوا کر قتل کرا دیا۔ حضرت تک خبر پہنچی' تو آپ تھوڑی دیر سر جھکائے رہے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا: مجھے حفاظت کی کیا ضرورت؟ میں نگرانی چھوڑتا ہوں نگہبانی ترک کرتا ہوں۔ اسی وقت سلطان کے مارے جانے کا واقعہ ہوا اور اس کا شہزادہ ملک ظفر حضرت کی جوتیاں اپنے سر پر اٹھائے معافی طلب کرنے حاضر ہوا حضرت نے اس سے دریافت کیا' کیا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا: بادشاہی۔ فرمایا: جا میں نے تجھے والی بنا دیا۔

گاہے گاہے بازخواں

سادات یمن میں سے ایک امام چند پہاڑوں پر قابض تھے انہوں نے وہاں سے ترک وطن کر کے تہامہ کی جانب کا ارادہ کیا اس سلسلہ میں شیخ ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محمد بن اسماعیل حضرمی کو خط روانہ کیا کہ میں فتنہ کے باعث ملک یمن چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں کیا اس معاملہ میں آپ بھی میرا ساتھ دیں گے؟ انہوں نے جواب دیا: یہاں میرے عزیز و اقارب بہت ہیں انہیں ساتھ لے کر ترک مکانی مشکل ہے اور میں انہیں چھوڑ کر بھی نہیں جا سکتا۔ اس لئے آپ اپنی جانب سنبھالیں' میں اس طرف سنبھالوں۔ جواب پا کر شیخ ابوالغیث نے فرمایا: اچھی بات ہے: اسی روز امام مذکور مقتول ہو گئے یا

انتقال کر گئے۔ رضی اللہ عنہما

مقام تولیت وعزل والے لوگ

ایک شیخ اور ایک فقیہ حضرت شیخ علی اہدال کے پاس آئے اور ان سے کسی خاص جگہ جانے کی درخواست کی' وہ تشریف لے گئے (شیخ علی اہدال شیخ ابوالغیث کے مرشد تھے) شیخ ابوالغیث بھی ہمراہ گئے فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ دونوں حضرات (حضرت شیخ اور فقیہ) ننگی تلواریں لئے ہوا میں کھڑے ہیں اور میں اپنے شیخ کے ساتھ زمین پر چل رہا تھا۔ میں نے اپنے شیخ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: "یہ لوگ تولیت اور عزل کے مقام پر فائز ہیں۔ اللہ کے حکم سے جسے چاہتے ہیں سلطان و بادشاہ بناتے ہیں' جسے چاہتے ہیں معزول فرماتے ہیں۔ عنقریب میں ان کا وارث بننے والا ہوں اور تم میرے وارث بنو گے" (رضی اللہ عنهم ونفعنا بهم آمین)

(۱۳۵)

لونڈی کی ذہانت جان بچا گئی

مامون رشید ایک مرتبہ اپنے ایک مصاحب عبداللہ بن طاہر سے ناراض ہوگیا، اور ایک خفیہ مجلس میں کچھ لوگوں سے اسے قتل کرانے کا منصوبہ بنایا۔ اتفاق سے اس مجلس میں عبداللہ بن طاہر کا ایک خیر خواہ دوست موجود تھا، اس نے فوراً عبداللہ کے نام ایک رُقعہ لکھا جس پر صرف یہ عبارت تھی: ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، یَا مُوۡسٰی''

یہ رُقعہ جب عبداللہ بن طاہر کے پاس پہنچا تو وہ سخت حیران ہوا، دیر تک اس خط کو اُلٹ پلٹ کر دیکھتا رہا، مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ کنیز برابر میں کھڑی تھی، جب کافی دیر گزر گئی تو وہ بولی: ''اس کا مطلب میری سمجھ میں آ گیا!''

عبداللہ نے پوچھا: ''وہ کیا؟'' کنیز نے کہا: لکھنے والے نے قرآنِ کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے: ''یٰمُوۡسٰۤی اِنَّ الۡمَلَاَ یَاۡتَمِرُوۡنَ بِکَ لِیَقۡتُلُوۡکَ فَاخۡرُجۡ اِنِّیۡ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیۡنَ''۔

اے موسیٰ! سردار تمہیں قتل کرنے کا مشورہ کر رہے ہیں، اس لئے یہاں سے نکل جاؤ، میں تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

عبداللہ اس وقت مامون کے دربار میں جانے کا ارادہ کر رہا تھا، مگر اب اس نے ارادہ منسوخ کر دیا، اور اس طرح اس کی جان بچ گئی۔ (حیاة الحیوان ج:۱ ص:۱۲٦)

فیصلہ دوٹوک ہے یا تم نہیں یا ہم نہیں

☆ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدثین اور فقہاء میں سے ہیں۔ مُلا

علی قاری حنفی نے شمائل ترمذی کی شرح میں نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ وقت ابوجعفر منصور نے مکہ مکرمہ آنے کا ارادہ کیا، وہ کسی وجہ سے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض تھا، اس لئے اس نے حکم بھیج دیا کہ مکہ مکرمہ میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو پھانسی دینے کے لئے سولی نصب کرادی جائے۔ جب اس بات کی اطلاع حضرت ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو وہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں سر اور حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ کی آغوش میں پاؤں رکھے لیٹے ہوئے تھے، ان کے شاگردوں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ منصور کی آمد سے پہلے کہیں رُوپوش ہو جائیں، لیکن حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اطمینان سے اُٹھے، مسجدِ حرام میں پہنچے اور غلاف کعبہ سے چمٹ کر کہنے لگے: ''خدایا! اگر ابوجعفر مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو میں بَری ہوں گا''۔

ان کا یہ کہنا تھا کہ ابوجعفر منصور کی موت کی اطلاع پہنچ گئی، وہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے قبل ہی فوت ہو چکا تھا۔ (جمع الوسائل ص:۱۹، ۲۰، مصطفیٰ البابی ۱۳۱۸ھ)

(۱۳۶)

تاجدارِ گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مدینہ عالیہ کے سفر میں بمقام وادیٔ حمرا ڈاکوؤں کے حملے کی پریشانی کی وجہ سے مجبوراً عشاء کی سنتیں مجھ سے رہ گئیں، مولوی محمد غازی، مدرسہ صولتیہ میں شغل تعلیم وتدریس چھوڑ کر حسنِ ظن کی بناء پر بغرضِ خدمت اس مقدس سفر میں میرے شریک ہوئے تھے۔ ان رفقاء کی معیت میں میں قافلے کے ایک طرف سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ عربی جبہ زیب تن فرمائے تشریف لاکر اپنے جمالِ باکمال سے مجھے نئی زندگی عطا فرماتے ہیں، ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک مسجد میں بحالت مراقبہ دوزانو بیٹھا ہوں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب تشریف لاکر ارشاد فرمایا کہ آلِ رسول کو سنت ترک نہیں کرنا چاہئے۔ میں نے اِس حالت میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی دو پنڈلیوں کو جو ریشم سے بھی زیادہ لطیف تھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر نالہ وفغاں کرتے (روتے بلکتے) ہوئے، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہنا شروع کیا اور عالم مدہوشی میں روتے ہوئے عرض کی کہ آپ کون ہیں؟ جواب میں وہی ارشاد ہوا کہ آلِ رسول کو سنت ترک نہیں کرنی چاہئے۔ تین بار یہی سوال وجواب ہوتے رہے۔ تیسری بار میرے دل میں ڈالا گیا کہ جب آپ ندائے یارسول اللہ سے منع نہیں فرمارہے تو ظاہر ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اگر کوئی اور بزرگ ہوتے تو اس کلمے سے منع فرماتے، اُس حسن وجمالِ باکمال کے متعلق کیا کہوں! اُس ذوق ومستی وفیضانِ کرم کے بیان سے زبان عاجز ہے اور تحریر لنگ (لاچار) البتہ بادہ خوارانِ عشق ومحبت (شرابِ محبت پینے والوں) کے حلق

میں ان ابیات (اشعار) سے ایک جرعہ (گھونٹ) اور اُس نامہ مُشک (مُشک کی تھیلی) سے ایک نفحہ (خوشگوار مہک) ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (مہر منیر ص ۱۳۱ تا ۱۳۲)

اس نعت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ واقعے کا اپنے مشہور کلام میں بھی اشارہ فرمایا ہے۔ اُس کے چند اشعار مُلاحظہ ہوں:۔

اَج سِک متراں دی ودھیری اے، کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے!
لُوں لُوں وچ شوق چنگیری اے، اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
الطیف سریٰ من طلعتہ، والشذو بدیٰ من وفرتہ
فسکرت ھنا من نظرتہ، نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں
مُکھ چند بدر شعشانی اے، متھے چمکے لاٹ نورانی اے
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے، مخمور اکھیں ہن مد بھریاں
دو ابرو قوس مثال دسن، جیں توں نوک مژہ دے تیر چھٹن
لباں سُرخ آکھاں کہ لعل یمن، چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں، جانان کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے ربّ دی شان آکھاں، جس شان توں شاناں سب بنیاں
لاہو مُکھ توں مخطط برد یمن، من بھانوری جھلک دکھاؤ سجن
اوہا مٹھیاں گالیں الاؤ مٹھن، جو حمرا وادی سن کریاں
سبحٰن اللّٰہ! ما اجملک، ما احسنک ما اکملک،
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا، مشتاق اکھیں کتھے جا لڑیاں

(یاد رہے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بطور عاجزی یہاں لفظ ''گستاخ'' اور آخر میں ''لڑیاں'' لکھا ہے مگر حضرت کا ادب کرتے ہوئے اکثر ثناخوان جس طرح پڑھتے ہیں اُسی طرح میں نے لکھ دیا ہے۔ (مہر منیر ص ۵۰۰)

Scanned with CamScanner

(۱۳۷)

چار منزلیں

ایک دانا نے کہا ہے کہ منزلیں چار ہیں۔

(۱) ہماری دنیاوی زندگی۔ (۲) ہمارا قبر میں ٹھہرنا۔

(۳) حشر میں ہمارا قیام۔

(۴) اور آخری ٹھکانے کی طرف لوٹنا جس کے لئے اس نے ہمیں پیدا کیا ہے

ہماری دنیاوی زندگی کی مثال حاجیوں کے اس چلنے والے قافلے کی طرح ہے جو نہ اطمینان سے پڑاؤ کرتے ہیں اور نہ سواریوں سے سامان اتارتے ہیں اس لئے کہ انہیں دوبارہ سفر کی جلدی ہوتی ہے اور قبر میں ہمارے ٹھہرنے کی مثال اس قافلے کی طرح ہے جو کہیں رکتے ہیں اور ایک دن یا رات قیام کے لئے سواریوں سے بوجھ اتار لیتے ہیں اور پھر دوسرے دن چل پڑتے ہیں، اور حشر میں ہمارے قیام کی مثال حاجیوں کے اس قافلے کی طرح ہے جو مکہ مکرمہ میں رکتے ہیں اور مکہ شریف ان کی منزل مقصود ہے تمام قافلے والے مشکلات اٹھا کر یہاں پہنچتے ہیں اور ارکان حج ادا کر کے اِدھر اُدھر روانہ ہو جاتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن حساب و کتاب سے فارغ ہو کر لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہو جائیں گے ایک گروہ جنت میں اور دوسرا گروہ جہنم میں چلا جائے گا۔

سات سو علماء کا ایک ہی جواب تھا

حضرت شفیق بن ادھم فرماتے ہیں، سات سو علماء سے میں نے پانچ باتوں کے متعلق پوچھا تو سب نے ایک ہی جواب دیا۔

(۱) میں نے پوچھا کہ عقلمند کون ہے؟ کہا گیا وہ جو دنیا سے محبت نہ کرتا ہو۔

(۲) میں نے پوچھا دانشمند کون ہے؟ کہا گیا دنیا جس کو دھوکہ نہ دے سکے۔

(۳) میں نے پوچھا غنی کون ہے؟ کہا گیا جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہے۔

(۴) میں نے پوچھا فقیہہ کون ہے؟ کہا گیا جو زیادہ کی طلب نہ رکھتا ہو۔

(۵) میں نے پوچھا بخیل کون ہے؟ کہا گیا جو اللہ کا حق اپنے مال سے ادا نہ کرے۔

تین باتوں سے خدا ناراض ہو جاتا ہے

منقول ہے کہ تین باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر ناراض ہوتے ہیں۔

(۱) احکامات الٰہی کی ادائیگی میں کوتاہی کرے۔

(۲) جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ ہو۔

(۳) مطلوبہ شے نہ ملنے پر اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو۔

ایک دانا نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے، اور فقہاء فرماتے ہیں جس نے دس درہم چوری کئے ہیں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو یہ دس درہم کی عظمت نہیں ہے کہ اس کے عوض مؤمن کا ہاتھ کاٹ دیا جائے بلکہ اس کا ہاتھ کاٹنے کی دو وجوہات ہیں ان میں سے ایک یہ کہ چور نے حرمت مسلمین کی ہتک کی ہے دوسرا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں رہا اور دوسرے کے مال کو ہتھیا لیا تب اللہ تعالیٰ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا جو اس کے جرم کی سزا ہے اور دوسروں کے لئے عبرت ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جائے۔ (تنبیہ الغافلین)

Scanned with CamScanner

(۱۳۸)

اپنے باپ کا استاذ

حضرت عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدثین میں سے ہیں۔ صحاحِ ستہ میں ان کی روایات موجود ہیں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات ان کے اُستاذ ہیں، اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات ان کے شاگرد۔ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کے والد یونس رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے شاگرد تھے۔ ان کا واقعہ مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: جب ہارون رشید حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آئے تو قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ وہ شہر کے مشہور محدثین کو ملاقات کے لئے اس کے پاس لے کر آئیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے تمام محدثین کے پاس پیغام بھیجا تو مکہ مکرمہ کے تمام محدثین جمع ہو گئے، مگر حضرت عبد اللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ تشریف نہ لائے۔ ہارون رشید کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے اپنے دونوں صاحب زادوں امین اور مامون کو حضرت عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کہ ان سے احادیث پڑھ کر آئیں، جب یہ دونوں ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے خوشی سے حدیث پڑھا کر انہیں واپس بھیج دیا۔ ہارون رشید نے اس کے صلے میں عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دس ہزار درہم روانہ کئے، مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ہارون رشید سمجھے کہ انہوں نے دس ہزار درہم کو کم سمجھ کر رَد کیا ہے، اس لئے اس نے دوبارہ دوگنی رقم بھیج دی۔

۴۵ حج اور ۴۵ جہاد

جب یہ رقم حضرت عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے کہا: ''اگر کوئی مجھے حدیث کے معاوضے میں اس مسجد کو چھت تک سونے سے بھر کر پیش کرے تب بھی میں اسے قبول نہ کروں گا''۔ چنانچہ ہارون رشید نے پھر رقم قبول کرنے پر اصرار نہ کیا۔

انہی حضرت عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ وہ ایک سال حج کرتے تھے، اور ایک سال جہاد، لہٰذا انہوں نے اپنی عمر میں ۴۵ حج کئے اور ۴۵ جہاد۔

(جمع الوسائل ص: ۲۴، ۲۵)

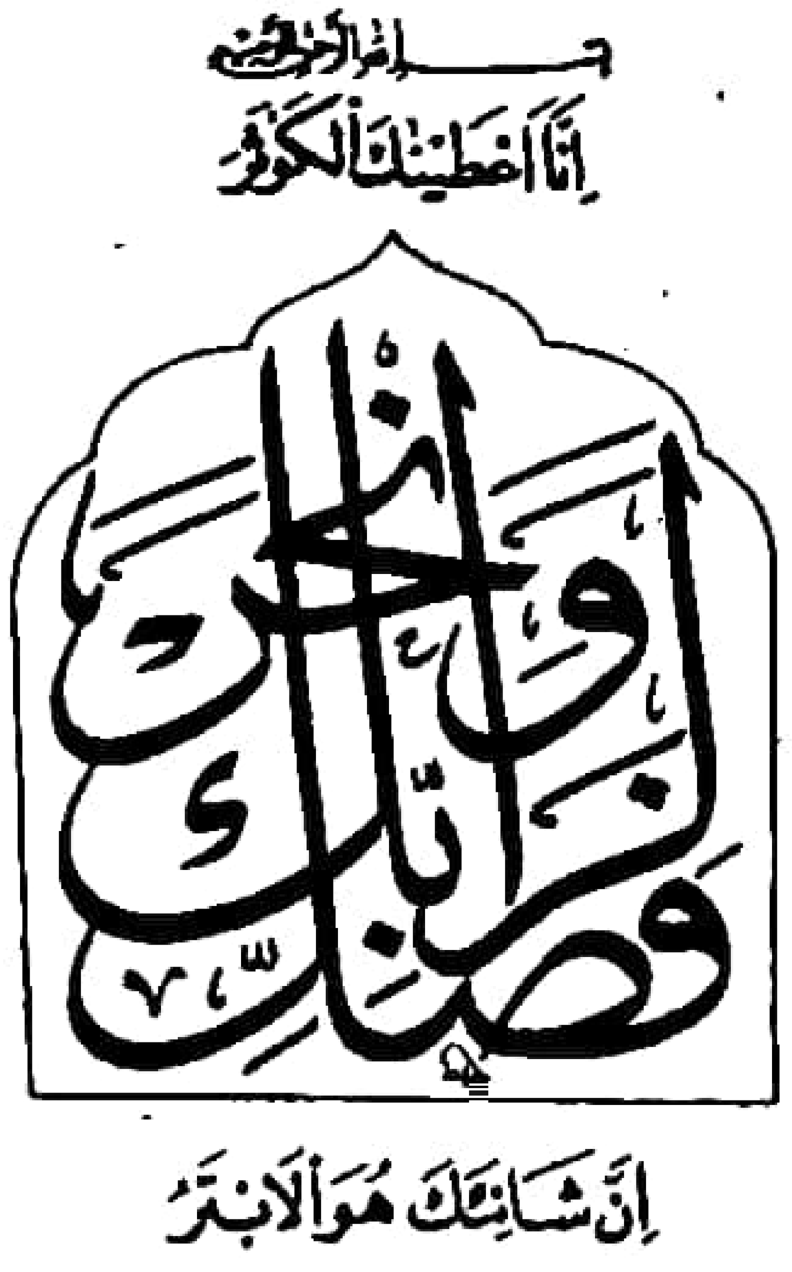

Scanned with CamScanner

(۱۳۹)

نور کی سرکار سے پایا دوشالا نور کا

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ، کنیت ابوعمرو اور لقب ذوالنورین (دونور والے) ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوشہزادیاں یکے بعد دیگرے امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دی تھیں۔ بہت خوبصورت، عبادت گزار، باحیا اور سخی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آغازِ اسلام ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین یعنی خلفاء اربعہ (حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا عمر فاروق، حضرت سیّدنا عثمان غنی، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم) میں تیسرے خلیفہ ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کو "صاحب الهجرتين" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی طرف ہجرت فرمائی۔ حضرت سیّدنا عبید اللہ بن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی: "اے امیر المومنین! بے شک آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کی، آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد بننے کا شرف پایا ہے"۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "بے شک میں ایسا ہی ہوں جس طرح تم نے کہا ہے"۔

مظلومانہ شہادت اور ارشاداتِ عالیہ

18 ذوالحجۃ الحرام 35ھ جمعہ کے دن آپ رضی اللہ عنہ نہایت مظلومیت کے ساتھ شہید کردیئے گئے اور ہفتہ کی رات مغرب وعشاء کے درمیان مقام "حش کوکب" میں سُپردِ خاک کئے گئے۔

(معرفۃ الصحابۃ، الرقم: ۳ معرفۃ نسبۃ عثمان بن عفان، ج ۱، ص ۷۹ تا ۸۵، الاصابۃ لابن حجر، الرقم: ۵۴۶۴ عثمان بن عفان، ج ۴، ص ۳۷۷ تا ۳۷۹)

☆ اگر تمہارے دل پاک ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے کلام سے تمہارا جی کبھی نہ بھرتا۔

☆ اگر مجھے جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کیا جائے اور مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ مجھے کس کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا تو میں یہ جاننے سے پہلے ہی راکھ ہونا پسند کروں گا۔ (کتاب الزہد لاحمد بن حنبل زہد حضرت عثمان بن عفان ص ۱۵۴ تا ۱۵۵)

☆ مطرف کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ سبز لباس میں ملبوس ہیں۔ میں نے پوچھا: "یا امیر المومنین! کیف فعل اللہ بک یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا؟" ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھلائی کا معاملہ فرمایا"۔ میں نے پوچھا: "کون سا دین بہتر ہے؟ فرمایا: "دین قیم جو خون نہیں بہاتا"۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر، عثمان بن عفان......الخ، ج ۳۹، ص ۵۳۳)

(۱۴۰)

ہم اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں

عاقل پر دلیل کو ماننا واجب ہے پھر ان مکروہات پر نظر نہ لگائے جن سے وہ بچا ہوا ہے مثلاً قطعی دلیل سے ثابت ہے کہ حق جل مجدہ حکیم ہے' مالک ہے' مدبر ہے اب اگر کوئی شخص کسی عالم کو محروم دیکھ رہا ہے اور جاہل کو مرزوق (رزق والا) تو حکمت خالق کی دلیل اس پر واجب کرتی ہے کہ اس معاملہ کو اسی کے حوالہ کرے اور اپنے لئے حکمت کو جاننے سے عاجزی کا اعتراف کرلے کتنے لوگ ہیں جو اپنے جہل کی وجہ سے یہ بھی نہیں کرتے کچھ معلوم ہے کہ وہ کیا حکم لگاتے ہیں۔ اس تدبیر کے فساد کا حکم؟ ان کی عقول کا تقاضا یہی تو ہے اور کیا ان کی عقول خود اس خالق کی عطا نہیں ہے؟ تو اس کی حکمت اور تدبیر پر اس کی بنائی ہوئی عقل کو حاکم بنانا کیسے صحیح ہے جبکہ خالق کے مقابلہ میں یہ مخلوق کچھ بھی نہیں ہے۔

مجھے ابن الراوندی ملعون کی خبر پہنچی ہے کہ وہ ایک پل پر ہاتھ میں روٹی لئے بیٹھا تھا اور کھارہا تھا کچھ گھوڑے اور مال وغیرہ وہاں سے گذرے پوچھنے لگا یہ کس کے ہیں جواب ملا: فلاں خادم کے پھر کچھ مال اور گھوڑے گذرے تو پوچھا: ''کس کے ہیں جواب ملا۔ فلاں خادم کے اتنے میں وہ خادم وہاں سے گذرا دیکھا تو ایک حقیر شخص محسوس ہوا بس پکڑی ہوئی روٹی ایک طرف کو پھینکتے ہوئے کہہ رہا ہے ''یہ فلاں کے ہیں'' یہ کیا تقسیم ہے؟ اور اگر یہ معترض ذرا سوچ لیتا تو کئی باتیں اس کے سامنے آجاتیں کم از کم یہ کہ معترض اس ذات سے جاہل ہے جس کی معرفت کا اسے دعویٰ ہے نیز یہ کہ اس کی نگاہ میں اس کی

عظمت نہیں ہے یہی بات اس کی موجودہ تنگی سے بھی کہیں زیادہ تنگدستی کا موجب بن سکتی تھی'' مگر یہ ابلیس کی میراث ہے کہ اس نے بھی آدم علیہ السلام کو فضیلت دینے میں سوء تدبیر کا عقیدہ قائم کیا تو تعجب ہے اس شاگرد پر جو اپنے استاد سے بڑا عالم بنتا ہے اور اس مملوک پر جو اپنے آقا پر تکبر دکھاتا ہے اور حال سے ہٹ کر دلیل سے ماننے کی چیز یہ ہے کہ علم کا کسب عزت وشرف کا کسب ہے بلکہ اشرف ہے......

اہل علم تنگدست کیوں ہوتے ہیں؟

اور کچھ جاہل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں علماء کا حصہ کم ہے اور اسے وہ علم کا عیب بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں کیا فائدہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ علم کی عظمت سے واقف نہیں کیونکہ دلیل پر چلنے والا ماحصل کی پرواہ نہیں کرتا اور فقدان سے امتحان کا نتیجہ واضح ہو جاتا ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر اگر اور کوئی دلیل نہ ہوتی بجز اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے اعراض رکھا زندگی تنگی ترشی میں بسر فرمائی اور پیچھے کچھ چھوڑ کر نہیں گئے اہل خانہ میراث سے محروم رہے یہی ایک بہت بڑی اور کافی دلیل ہے کہ آخرت کے مطلوب کے لئے ان کی طلب صادق تھی اور کبھی ایک جاہل بعض علماء کو کسی غلطی میں مبتلا دیکھتا ہے اور عیب علم کو لگاتا ہے اور اس کے ناقص ہونے کی باتیں کرتا ہے جو کہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بس عاقل کو چاہئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور علم پر عمل کا وجوب بھی حکم عقل دیتی ہے اس کے تقاضے پر عمل کرے اور جان لے کر مطلوبات سے محرومی پر صبر کرنے میں ابتلا اور آزمائش ہے دلیل کے اتباع کو لازم پکڑے خواہ نتیجہ حسب منشاء نہ بھی ہو۔ (اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطاء کرنے والا ہے)۔ (صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(۱۴۱)

اُونٹوں کی حُدی اور اس کی تاثیر

حُدی اس نغمے کو کہا جاتا ہے جو اُونٹوں کے ساربان اُونٹوں کو بھگانے کے لئے گاتے جاتے ہیں۔ مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ ایک اعرابی نے ایک مرتبہ اپنے غلام کو کسی بات پر مارا اور دانت سے اس کی اُنگلیاں چبا ڈالیں۔ اس کے بعد یہ دونوں کسی سفر پر روانہ ہوئے، غلام ہاتھوں کے درد کی شدّت سے دَی دَی دَی دَی پکارتا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ اُونٹوں نے اس آواز پر دوڑنا شروع کر دیا، اس طرح پتہ چلا کہ اُونٹ ترنم سے مست ہو کر دوڑنے لگتے ہیں، اور پھر رفتہ رفتہ یہ ایک صنفِ سخن بن گئی۔

حُدی میں کتنی زبردست تاثیر ہوتی ہے؟ اس کے بھی کئی واقعات مشہور ہیں، کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص ایک دیہاتی کے پاس مہمان ہوا، وہاں اس نے ایک سیاہ فام غلام کو دیکھا کہ وہ ایک اُونٹ کے سامنے زنجیروں میں جکڑا بیٹھا ہے، اس نے مہمان کو دیکھا تو کہا: ''میرے آقا سے میری سفارش کر دیجئے کہ وہ مجھے آزاد کر دے، وہ سوائے مہمانوں کے کسی کی سفارش نہیں سنتا''۔

مہمان نے میزبان سے جا کر غلام کی سفارش کر دی، میزبان نے کہا: ''آپ کی سفارش سے میں اسے چھوڑ دیتا ہوں ورنہ اس کا گناہ بڑا سنگین ہے۔ ہوا یہ تھا کہ میرے دس اُونٹ تھے، یہ غلام انہیں کہیں سے لے کر آ رہا تھا، راستے میں اس نے حُدی پڑھنی شروع کر دی، اُونٹ مست ہو کر بھاگتے رہے اور کئی دن کی مسافت ایک رات میں طے

کی، جب یہ گھر پہنچے ہیں تو اس ایک اُونٹ کے سوا کوئی زندہ نہیں بچا تھا''۔

مہمان کہتا ہے کہ میں یہ سن کر بڑا حیران ہوا اور اپنے میزبان سے درخواست کی:

''مجھے بھی اس غلام کی حُدی سنوایئے وہ کیسی حُدی پڑھتا ہے؟''

میزبان نے غلام کو بلایا اس نے ابھی حُدی پڑھنی شروع کی ہی تھی کہ وہ اکلوتا اُونٹ ایک دم کھڑا ہو گیا اور تھوڑی دیر میں اس نے صحرا کی طرف دوڑنا شروع کر دیا، بیچارہ میزبان بھی دیوانگی کی حالت میں اِدھر اُدھر دوڑنے لگا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج:۹ص:۱۳۲،۱۳۳، ملتان ۱۳۸۹ھ)

(۱۴۲)

میں تمہاری غداری کے باوجود زندہ ہوں

جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے قیساریہ کو فتح کر کے غزّہ کا محاصرہ کیا تو وہاں کے گورنر نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ گفتگو کے لئے کوئی آدمی میرے پاس بھیجئے، حضرت عمرو رضی اللہ عنہ ایک عام آدمی کی حیثیت سے خود تشریف لے گئے، اور گفتگو شروع کی۔ غزہ کا گورنر ان کے حکیمانہ اندازِ گفتگو اور جرات و بے باکی سے متاثر ہوا، اس نے پوچھا: ''کیا تمہارے ساتھیوں میں تم جیسے کچھ اور لوگ بھی ہیں؟'' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ بات نہ پوچھئے، میں تو ان میں سب سے کمتر آدمی ہوں، جبھی تو انہوں نے مجھے یہاں بھیجنے کا خطرہ مول لیا ہے''۔

غزّہ کے گورنر نے یہ سن کر انہیں کچھ تحفے دینے کا حکم دیا اور ساتھ ہی دربان کے پاس حکم لکھ کر بھیج دیا: ''جب یہ شخص تمہارے پاس سے گزرے تو اسے قتل کر کے اس کا مال چھین لو''۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ جب واپس جانے کے لئے مڑے تو راستے میں غسان کا ایک عیسائی ملا، اس نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور چپکے سے بولا:

''عمرو تم اس محل میں اچھی طرح داخل ہوئے تھے، اچھی طرح ہی نکلنا''۔

یہ سن کر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ ٹھٹک گئے، وہ فوراً مڑے اور واپس گورنر کے پاس پہنچ گئے، سردار نے پوچھا: ''کیا بات ہے، واپس کیوں آ گئے؟''

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عقلمندی

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''آپ نے مجھے جو تحفے دیئے ہیں،

میں نے انہیں دیکھا تو اندازہ ہوا کہ یہ میرے چچازاد بھائیوں کے لئے کافی نہیں ہیں، لہٰذا میرے دِل میں یہ آ رہا ہے کہ میں اپنے دس بھائیوں کو آپ کے پاس لے آؤں، آپ یہ تحفے ان سب میں تقسیم کر دیں، اس طرح آپ کا تحفہ ایک کے بجائے دس آدمیوں کے پاس پہنچ جائے گا''۔

گورنر دل ہی دل میں خوش ہوا کہ اس طرح ایک کے بجائے دس آدمیوں کو قتل کرنے کا موقع ملے گا، چنانچہ اس نے کہا: ''تم ٹھیک کہتے ہو، انہیں جلدی سے لے آؤ!'' اور یہ کہہ کر دربان سے کہلا دیا: ''اب اس شخص کو جانے دو'' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ محل سے نکل کر دُور تک مُڑ مُڑ کر دیکھتے رہے اور جب خطرے کی حدود سے باہر نکل گئے تو فرمایا:

''آئندہ ان جیسے غداروں کے پاس نہیں آؤں گا'' چند روز کے بعد غزّہ کے گورنر کو صلح کی درخواست کرنی پڑی، اس مقصد کے لئے وہ خود مسلمانوں کے پاس آیا اور جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے خیمے میں داخل ہو کر انہیں امیرِ لشکر کی حیثیت سے بیٹھا دیکھا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی، اس نے بوکھلا کر پوچھا: ''کیا آپ وہی ہیں؟''

''جی ہاں!'' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، ''میں تمہاری غداری کے باوجود زندہ ہوں''۔ (الوصایا الخالدۃ، مطابع العربیہ بتصرف ص: ۲۵۷)

(۱۴۳)

ایک خوفناک حکایت

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک صالح بزرگ نے فرمایا: دنیا میرے رو برو بدصورت بڑھیا کی شکل میں بیس برس سے' میرا کھانا پینا اٹھا کر لاتی رہی۔ اس قسم کا لذیذ کھانا مجھے کبھی نہیں ملا' میں اس کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں' رنگ' مزا' خوشبو کے لحاظ سے بھی اور برتنوں کی خوبصورتی کے لحاظ سے بھی۔ اس کھانے پینے میں مجھے شہد' حلوا' گوشت' دودھ وغیرہ ہر چیز کا مزا مل جاتا اگرچہ حقیقتاً وہ یہ نہ ہوتا کچھ اور ہی ہوتا۔

جنگل میں شیر' چیتے اور درندے میرے پہلو میں بیٹھے اور جو وہاں آتا وہ میری موافقت کرتا' یعنی میں بیٹھتا تو وہ بیٹھتے' اور جب میں لیٹتا تو وہ لیٹتے۔ ہرن کا شکار کر کے لاتے اور میرے سامنے بیٹھ کر کھاتے۔ رات کے وقت کوئی میرے پاس آتا تو زمین پر دستک دے کر مجھے بیدار کرتے۔ بسا اوقات جن وانس میں سے اولیاء اللہ کی بڑی تعداد میرے پاس جمع ہوتی تھی' اس وقت ہر شب عشاء کی نماز کے بعد ہمارے لئے ایک بڑا دستر خوان نازل ہوتا اس میں ایسا کھانا ہوتا جس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ کبھی کبھی جمع ہونے والوں کی تعداد چار سو تک پہنچ جاتی اور سب لوگ اس دستر خوان سے کھاتے تھے اور ہمارے کھانے سے دستر خوان میں کوئی کمی نہیں آتی تھی اور فاقہ کے دور میں بھی میرے لئے ہوا سے خوان اترتا۔ اگر میں التفات کرتا کہ واپس چلا جائے تو واپس ہو جاتا اور اگر میں عبادت وغیرہ میں مشغول ہوتا تو اتر کر سامنے آ جاتا اور میں اس سے ضرورت کے مطابق کھا لیتا۔

جب دنیا سے انقطاع کیا

اللہ کے لئے دنیا سے انقطاع کی ابتداء میں' ساتویں دن مجھے شدت کی بھوک لگی اور بھوک کی سب سے زیادہ سختی پانچویں دن جمعرات میں ہوئی۔ اس کے بعد آسانی ہوتی گئی۔ اس وقت ایک عظیم نور اترا جس نے میرے پیکر کو اپنے احاطے میں لے لیا (اس دور میں) شیاطین ہیبت ناک شکلوں میں آ آ کر مجھے ڈراتے تھے۔ شیطانوں کا بادشاہ بڑی فوج کے ساتھ ہتھیاروں سے لیس' اچھی اچھی وردیوں میں نقارے بجاتا میرے سامنے سے گزرتا یونہی کبھی میرے سامنے سے ایک خوفناک چیز گزر کر جاتی جس کے ستر سر ہوتے تھے۔ (روض الریاحین)

(۱۴۴)

علماء ومشائخ کا عشقِ مدینہ

امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک بار مدینہ شریف گئے تو اُن کے کسی مُرید نے مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کے ایک کتے کو اتفاقاً ڈھیلا مار دیا جس کی چوٹ سے کتا چیخا، حضرت شاہ صاحب سے کسی نے کہہ دیا کہ آپ کے فلاں مرید نے مدینے کے ایک کُتے کو مارا ہے۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے چین ہو گئے اور اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ فوراً اُس کتے کو تلاش کر کے یہاں لاؤ۔ چنانچہ کتا لایا گیا، شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُٹھے اور روتے ہوئے اُس کتے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: اے دیارِ حبیب کے رہنے والے! اللہ میرے مرید کی اس لغزش کو معاف کر دے۔ پھر بھنا ہوا گوشت اور دودھ منگوایا اور اُسے کھلایا پلایا، پھر اُس سے کہا: جماعت علی تجھ سے معافی چاہتا ہے، خدارا اسے معاف کر دینا۔ (سنی علماء کی حکایات ص ۲۱۱ ملخصا)

دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں
اے سگانِ کوچہ دلدار ہم

(حدائقِ بخشش شریف)

یار بلائے تو اُڑ کر پہنچنا چاہیے

خلیفہ اعلیٰ حضرت، فقیہِ اعظم حضرتِ علامہ مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جگر گوشے حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری (رحمۃ اللہ علیہ) نے کئی حج کیے، تقریباً ہر

سال مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کا عشق انہیں اس شرف سے مشرف فرماتا۔ ایک سال آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بذریعہ ہوائی جہاز سفرِ حج کی ترکیب بنائی۔ والد معظم (فقیہ اعظم حضرت علامہ مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ) کو پتا چلا تو مجھے ساتھ لے کر علی پور شریف پہنچے، حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً ہی کا ذکرِ خیر کر رہے تھے، والد گرامی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا: میں سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پھر حاضری دینے جا رہا ہوں، والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا: حضور! اس بار سنا ہے آپ ہوائی جہاز سے جا رہے ہیں؟ حضرت نے جواب دیا: مولوی صاحب! یار بلائے تو اُڑ کر پہنچنا چاہئے۔ یہ جملہ کچھ ایسے انداز میں فرمایا کہ خود بھی آبدیدہ ہو گئے اور حاضرین پر بھی ایک کیف طاری ہو گیا۔ (سنی علماء کی حکایات ص ۴۵)

کھجورِ مدینہ سے کیوں نہ ہو الفت

محبوب کے شہر سے محبت سچے عاشق کی علامت ہے لہٰذا عظیم عاشقِ رسول حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں اکثر دیارِ محبوب کا تذکرہ ہوتا رہتا تھا۔ اگر کوئی زائر مدینہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اُس سے مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کے رہائشی اہل سنت و جماعت کی خیریت دریافت فرماتے اور اگر کوئی تبرک پیش کرتا تو بڑی خوشی سے قبول فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک حاجی صاحب نے مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی کھجوریں پیش کیں، اُس وقت دورۂ حدیث جاری تھا، خرمائے مدینہ (مدینے کی کھجوریں) حاضرین طلبہ میں تقسیم فرمائیں اور ایک کھجور اپنی داڑھوں میں دبا کر فرمانے لگے: ''خرمائے مدینہ (کھجورِ مدینہ) اپنے منہ میں رکھ لی ہے، جب تک گھل کر اندر جاتی رہے گی، ایمان تازہ ہوتا رہے گا۔

(ماخوذ از حیاتِ محدث اعظم پاکستان ص ۱۵۵)

Scanned with CamScanner

کھجور مدینہ سے کیوں ہو نہ اُلفت
کہ اس کو آقا کے کُوچے سے ہے نسبت

☆ حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
فقیر نے مدینۃ الرسول علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے واپسی کے وقت اپنے کچھ بال اور ناخن مدینہ شریف زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں دفن کر دیئے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض کی: ''یا رسول اللہ! مدینہ پاک میں مرنا تو میرے اختیار میں نہیں البتہ اپنے جسم کے چند اجزاء دفن کر کے جا رہا ہوں کہ ہم غریبوں کے لئے یہی غنیمت ہے''۔ (ایضاً)

آ گیا ہوں مدینے سے یہ کہہ کر اعظم
آ رہا ہوں مرا سامان مدینے میں رہے

اب کچھ بھی نہیں ہم کو مدینے کے سوا یاد

مولانا قاضی مظہر الحق جہلمی براستہ کوئٹہ، زاہدان، بغداد شریف، مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً اور دوسرے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہو کر حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب قاضی صاحب کا تعارف کرایا گیا (اور عرض کی گئی کہ یہ مدینے کی حاضری سے مشرف ہو کر آئے ہیں) تو قاضی صاحب کا ہاتھ تھام لیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اگرچہ طبیعت کافی نادرست تھی، بیماری میں اضافہ ہو چکا تھا، لیکن اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور قاضی صاحب سے مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی باتیں پوچھنے لگے، مدینہ پاک زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں رہنے والے احباب اہل سنّت و جماعت کی خیریت دریافت فرمائی، مدینہ شریف کی گلیوں کی یاد آئی، گنبد خضریٰ کا نورانی منظر نگاہوں میں پھرنے لگا، مقدّس جالیوں کے جلوے دل میں اُترنے لگے، روضہ اقدس کا وقار دلوں میں چھانے لگا، تصورات دیارِ حبیب خدا کی نورانی وادیوں میں گم ہونے لگے اور تمام محفل کی کیفیت یہ ہوگئی کہ

غیروں کی جفا یاد نہ اپنوں کی وفا یاد
اب کچھ بھی نہیں ہم کو مدینے کے سوا یاد

(ایضاً ۱۵۵تا۱۵۶)

مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینہ میں

امیر دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس قادری لکھتے ہیں: صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ زبردست عاشقِ رسول تھے۔ آپ کے بارے میں یہ ایمان افروز واقعہ سگِ مدینہ عفی عنہ کو آپ کے داماد حکیم سیّد یعقوب علی صاحب (مرحوم) نے سنایا تھا: مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ پر تشریف لے گئے۔ جب وہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہر بار میں حاضر ہوئے تو سنہری جالیوں کے قریب دیکھا کہ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ بھی مجمع میں موجود ہیں۔ ملاقات کی ہمت نہ ہوئی کیونکہ باادب لوگ وہاں بات چیت نہیں کرتے۔ صلوٰۃ وسلام سے فارغ ہونے کے بعد باہر تلاش کیا مگر زیارت نہ ہوئی۔ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ فیض آثار پر حاضر ہوئے کہ عرب و عجم کے علمائے حق اور مشائخ کرام حرمین طیبین کی حاضری کے دوران حضرت شیخ الفضیلت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے ضرور حاضر ہوتے تھے۔ وہاں بھی حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہ ہوئیں۔ حیران تھے کہ صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ اگر تشریف لائے ہیں تو کہاں گئے! دریں اثنا مراد آباد (ہند) سے تار حضرت شیخ الفضیلت رحمۃ اللہ علیہ کے آستانِ عرش نشان پر آیا کہ فلاں دن فلاں وقت حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مراد آباد میں وصال ہو گیا ہے۔ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے جب وقت ملایا تو وہی وقت تھا جس وقت سنہری جالیوں کے قریب صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نظر آئے تھے، فوراً سمجھ گئے کہ جیسے ہی انتقال فرمایا،

Scanned with CamScanner

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں صلوٰۃ سلام کے لئے حاضر ہوگئے۔

مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں
قدم رکھنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی سفینے میں

ہم بھی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو لیے پھرتے ہیں

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۹۰ھ میں حج وزیارت کی سعادت حاصل کی، اس ضمن میں سفرِ مدینہ کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں مدینۃ المنورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں پھسل کر گر گیا داہنے ہاتھ کی کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی، درد زیادہ ہوا تو میں نے اُسے بوسہ دے کر کہا: اے مدینے کے درد تیری جگہ میرے دل میں ہے تُو تو مجھے یار کے دروازے سے ملا ہے۔

ترا درد مرا درماں ترا غم مری خوشی ہے
مجھے درد دینے والے تری بندہ پروری ہے

درد تو اُسی وقت سے غائب ہوگیا مگر ہاتھ کام نہیں کرتا تھا، 17 دن کے بعد مستشفی ملک یعنی شاہی اسپتال میں ایکسرے لیا تو ہڈی کے دو ٹکڑے آئے جن میں قدرے فاصلہ ہے مگر ہم نے علاج نہیں کرایا، پھر آہستہ آہستہ ہاتھ کام بھی کرنے لگا، مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کے اس اسپتال کے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل نے کہا: یہ خاص کرشمہ ہوا ہے کہ یہ ہاتھ طبی لحاظ سے حرکت بھی نہیں کرسکتا، وہ ایکسرے میرے پاس ہے، ہڈی اب تک ٹوٹی ہوئی ہے، اس ٹوٹے ہاتھ سے تفسیر لکھ رہا ہوں، میں نے اپنے اس ٹوٹے ہوئے ہاتھ کا علاج صرف یہ کیا کہ آستانہ عالیہ پر کھڑے ہو کر عرض کیا: حضور! میرا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے، اے عبداللہ بن عتیک کی ٹوٹی پنڈلی جوڑنے والے! اے معاذ بن عفراء کا ٹوٹا بازو جوڑ دینے والے میرا ٹوٹا ہاتھ جوڑ دو۔(تفسیر نعیمی ج۹ ص۳۸۸)

چاند کو توڑنے والے آجا
ہم بھی ٹوتی ہوئی تقدیر لئے پھرتے ہیں

عاشق جہاں بھی مرے قبر مدینے میں بنے

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حج میں میرے ساتھ ایک پنجابی بزرگ تھے جن کا نام تھا صوفی محمد حسین، وہ مجھ سے فرمانے لگے کہ ایک بار میں شاہ عبدالحق مہاجر الہ آبادی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: حدیث شریف میں تو آتا ہے کہ ”ہمارا مدینہ بھٹی ہے جیسے کہ بھٹی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے ایسے ہی زمین مدینہ نااہل کو اپنے سے نکال دیتی ہے“۔ حالانکہ مرتد اور منافق بھی مدینہ پاک میں مر کر یہاں ہی دفن ہوجاتے ہیں پھر اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ شاہ صاحب نے مجھے کان پکڑ کر نکلوا دیا! میں حیران تھا کہ مجھے کس قُصور میں نکالا گیا! رات کو خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ کے قبرستان یعنی جنت البقیع میں کُھدائی ہو رہی ہے اور اُونٹوں پر باہر سے لاشیں آرہی ہیں اور یہاں سے باہر جارہی ہیں میں ان لوگوں کے پاس گیا اور پوچھا: کیا کر رہے ہو؟ وہ بولے کہ ”جو نااہل یہاں دفن ہوگئے ہیں اُن کو باہر پہنچا رہے ہیں اور عشاقِ مدینہ کی ان لاشوں کو جو اور جگہ دفن ہوگئی ہیں یہاں لا رہے ہیں“۔ اور دوسرے دن پھر شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: اب سمجھے! حدیث کا مطلب یہ ہے اور کل تم نے اغیار (غیروں) میں اسرار (بھید) پوچھے تھے جس کی تمہیں سزا دی گئی تھی۔ (تفسیر نعیمی ج۱ ص۷۶۶)

میلاد شریف کا تبرک اور زیارتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک مرتبہ حضرت شیخ علاؤالدین البکری المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت شیخ علی حسین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں محفل میلاد منعقد ہوئی جو کہ پُر ذوق محفل تھی اور انوارِ نبوی خوب چمکے۔ محفل کے اختتام پر میر محفل نے تبرکاً جلیبی تقسیم کی اور فرمایا: آج رات میلاد کی جلیبی کھانے والے کو تاجدارِ رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان شآء اللہ تعالیٰ زیارت ہوگی، کل علی الصبح بعد نماز فجر

Scanned with CamScanner

مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبها الصلوٰۃ والسلام میں ہر ایک اپنی کیفیتِ دیدار سنائے۔ حاجی غلام حسین مدنی مرحوم کا بیان ہے: الحمدللہ! میں نے بھی وہ جلیبی کھائی تھی، مجھے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا، میں نے اس حال میں حضورِ پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی کہ داہنی جانب بغل میں (غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں) حضرت قبلہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں اور دوسرے ہاتھ میں (حکیم الامت حضرت) مفتی احمد یار خان (رحمۃ اللہ علیہ) کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے۔ (انوارِ قطب مدینہ ص ۵۳)

☆ غزالیٔ زماں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی پہلی حاضری کے موقع پر پاؤں میں ایک خار (کانٹا) چُبھ گیا، جس سے سخت تکلیف ہو رہی تھی، نکالنے لگا تو اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی خارِ مدینہ سے محبت یاد آ گئی تو میں وہیں رُک گیا اور پاؤں سے کانٹا نہ نکالا کئی دن کے بعد خود بخود درد رُک گیا"۔ (ایضاً)

اُن کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں
خارِ صحرائے نبی! پاؤں سے کیا کام تجھے
آ مری جان مرے دل میں ہے رستہ تیرا

(ذوقِ نعت)

زیارتِ اعلیٰ حضرت بعد الوصال

قطبِ مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ (سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مواجہہ شریف میں حاضری دینے کے لئے مسجد النبوی الشریف علیٰ صاحبها الصلوٰۃ والسلام کے "باب السلام" سے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت، عظیم

البرکت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ مواجہہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے ہیں اور سلام پڑھ رہے ہیں۔ میں قریب گیا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں مواجہہ شریف کی طرف چلا گیا اور صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کر کے عرض کی: "یا رسول اللہ! مجھے میرے شیخ (امام احمد رضا خان) کی زیارت سے محروم نہ رکھا جائے"۔ سیّدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے مواجہہ شریف کی پائنتی (قدمین شریفین) کی طرف دیکھا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے دکھائی دیئے، میں نے دوڑ کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی اور زیارت سے فیض یاب ہوا۔

(ایضاً ص ۲۳۸ ملخصاً)

وہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا کوئے جاناں میں

حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جن دنوں میں مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں حاضر تھا، حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضری ہوتی۔ کھانے کے وقت ایک مفلوک الحال شخص آتا اور کھانا کھا کر چلا جاتا۔ میں نے ایک دن دل میں سوچا کہ یہ شخص خوامخواہ کھانے کے وقت آ جاتا ہے اور حضرت کو تکلیف دیتا ہے! اسی دن جب محفل برخاست ہوئی حضرت نے فرمایا: حکیم محمد موسیٰ مجھ سے مل کر جانا۔ میں خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا: حکیم صاحب! یہ جو غریب الحال شخص ہر روز کھانا کھانے کے لئے آتا ہے، یہ پاکستان کے شہر لائل پور (فیصل آباد) میں ایک مل میں معمولی ملازم ہے، اسے ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت نصیب ہوتی ہے، بڑا خوش بخت ہے اور مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کا زائر ہے میں اِس لئے اس کو کھانا کھلاتا ہوں۔ (انوارِ قطب مدینہ ص ۲۷۷ ملخصاً)

تھکا ماندہ ہے وہ جو پاؤں اپنے توڑ کر بیٹھا
وہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا کوئے جاناں میں

(ذوقِ نعت)

Scanned with CamScanner

(۱۴۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلافت سنبھالنے کے بعد یہ اطلاع ملی کہ لوگ ان کی سختی سے خوف زدہ ہیں، تو انہوں نے لوگوں کو جمع کر کے ایک تقریر کی جس میں حمد وثنا کے بعد فرمایا: ''مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ لوگ میری سختی سے خوفزدہ ہیں، اور میری دُرشتی طبع سے ڈرتے ہیں، ان کا کہنا یہ ہے کہ عمر اس وقت بھی ہم پر سختی کرتا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے، اور اس وقت بھی سختی کرتا تھا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے خلیفہ تھے، اب تو تمام اختیارات اس کے پاس چلے گئے ہیں، اب نہ جانے اس کی سختی کا کیا حال ہوگا؟

تو سن لیجئے کہ جس شخص نے بھی بات کہی ہے اس نے سچ کہا ہے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپ کا غلام اور خادم رہا یہاں تک کہ آپ بحمد اللہ مجھ سے راضی ہو کر دُنیا سے تشریف لے گئے، اور اس معاملے میں تمام لوگوں سے زیادہ خوش قسمت ہوں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو میں ان کا خادم اور مددگار رہا، میں اپنی سختی کو ان کی نرمی کے ساتھ ملائے رکھتا تھا، اور اس وقت تک ننگی تلوار بنا رہتا تھا جب تک وہ مجھے نیام میں نہ کردیں، یہاں تک کہ اللہ نے انہیں بھی اس حال میں اُٹھایا کہ بحمد اللہ وہ مجھ سے راضی تھے، اور میں اس معاملے میں تمام لوگوں سے زیادہ خوش قسمت ہوں۔

میری سختی کس کے لیے ہے؟

اب مجھے تمہارے معاملات سونپے گئے ہیں، یاد رکھو! کہ اب اس سختی میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے، لیکن یہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو مسلمان پر ظلم اور زیادتی روا رکھیں، رہے وہ لوگ جو دین دار، راست رو اور سلیم الفکر ہیں، میں ان پر خود ان سے زیادہ نرم ہوں، ہاں البتہ جو شخص کسی پر ظلم کرنا چاہے میں اسے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک اس کا ایک رُخسار زمین سے ملا کر اس کے دوسرے رُخسار پر پاؤں نہ رکھ دوں اور وہ حق کا اعلان نہ کردے۔

لوگو! تمہارا مجھ پر حق ہے کہ میں تمہاری اجتماعی آمدنی میں سے ایک حبہ تم سے نہ چھپاؤں، اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تمہیں ہلاکت میں نہ ڈالوں، اور جب تم مسلمانوں کے کام کی وجہ سے گھر سے باہر ہو تو جب تک تم لوٹ نہ آؤ، میں تمہارے بچوں کا باپ بنا رہوں گا۔

یہ کلمات کہہ کر میں اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں''۔

(حیاۃ الحیوان ج:۱ص:۴۶)

Scanned with CamScanner

(۱۴۷)

انبیائے کرام علیہم السلام کی عادات

مومن کے لئے یہ بات لازمی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کے لئے جو کچھ مقرر کیا ہے اس پر راضی ہونا انبیائے کرام علیہم السلام اور صالحین کی عادت واخلاق کی پیروی ہے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بارہ باتیں انبیائے کرام علیہم السلام کے اخلاق شمار ہوتی ہیں۔

(۱) وہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔

(۲) وہ مخلوق سے کوئی امید نہیں رکھتے ہیں۔

(۳) وہ شیطان سے ہمیشہ دشمنی رکھتے ہیں۔

(۴) وہ اپنے ذاتی افعال کی گرفت کرتے ہیں۔

(۵) وہ مخلوق سے شفقت سے پیش آتے ہیں۔

(۶) وہ تمام مخلوق کی اذیتیں برداشت کرتے ہیں۔

(۷) وہ جنت پر یقین رکھتے ہیں یعنی وہ اس یقین کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ثواب کو ضائع نہیں فرمائے گا۔

(۸) حق کی جگہوں پر تواضع اختیار کرتے ہیں۔

(۹) دشمنوں کو بھی نصیحت کرتے ہیں۔

(۱۰) ان کا خزانہ فقر ہوتا ہے یعنی وہ فالتو مال روک کر نہیں رکھتے بلکہ محتاجوں میں تقسیم کردیتے ہیں۔

(۱۱) ہمیشہ باوضو رہتے ہیں۔

(۱۲) دنیا کے ملنے پر خوشی نہیں مناتے اور دنیا کے چلے جانے پر غم نہیں کرتے۔

زاہدوں کی عظمت دس باتوں میں ہے

بعض علماء فرماتے ہیں کہ زاہدوں کی عظمت دس باتوں میں ہے۔

(۱) وہ شیطان کی دشمنی کو اپنے اوپر واجب سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ”بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم بھی اسے دشمن سمجھو“۔

(۲) وہ بغیر دلیل کوئی عمل نہیں کرتے یعنی وہ وہی عمل کرتے ہیں جو قیامت کے دن ان کے لئے حجت ثابت ہوسکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ”فرمادیجئے تم اپنی دلیل لاؤ اگر سچے ہو“

(۳) وہ موت کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ”ہر ذی روح کو موت چکھنی ہے“۔

(۴) وہ صرف رضائے الٰہی کے لئے دوستی اور دشمنی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ ۔ ”اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی قوم ان سے کبھی محبت نہیں کرتی جو اللہ اور اس کے رسول کے باغی ہیں چاہے وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور رشتہ دار ہی ہوں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان لکھ دیا گیا ہے“

(۵) وہ لوگ نیکی پھیلاتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔ ”اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور تجھے جو

Scanned with CamScanner

مصیبت پہنچے اس پر صبر و کرے بے شک یہ پختہ ارادے کے کام ہیں"۔

(۶) وہ کائنات میں سوچ بچار کرتے ہیں اور پھر عبرت حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ "اور وہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور وفکر کرتے ہیں" ایک اور آیت میں فرمایا: فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ ۔ "اے عقل والو عبرت حاصل کرو"

(۷) وہ اپنے دل پر قابو رکھتے ہیں تا کہ اس میں ایسی سوچ نہ آئے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا نہ ہو ارشاد ربانی ہے: اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۔ "بیشک کان، آنکھ اور دل ہر ایک سے پوچھا جائے گا"

(۸) وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں رہتے قرآن میں ہے: فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۔ "اللہ کی تدبیر سے نقصان اٹھانے والے لوگ ہی بے خوف رہتے ہیں"

(۹) وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔ "تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دے گا بلاشبہ وہ بخشنے والا مہربان ہے"

(۱۰) اللہ تعالیٰ انہیں دنیا سے جو کچھ دے دے وہ اس پر فخر نہیں کرتے اور چلے جانے پر غم نہیں کرتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ "تم سے جو کچھ چھن جائے اس پر ملال نہ کرو اور جو کچھ تمہیں مل جائے اس پر خوشیاں نہ مناؤ"

مومن ومنافق کی مثال

یعنی جب بندہ یہ جانتا ہی نہیں کہ اس کی بھلائی چھن جانے والی چیز میں ہے یا ملنے

والی چیز میں ہے؟ تو پھر چاہئے کہ وہ دونوں صورتوں میں برابر رہے، کیونکہ مومن کی مثال آس نامی درخت جیسی ہے جو کہ سردی اور گرمی کے موسم میں ایک جیسا رہتا ہے جب کہ منافق کی مثال گلاب کے پھول جیسی ہے کہ معمولی سی آفت سے ہی اس کی حالت بدل جاتی ہے پس مومن کو تنگدستی اور خوشحالی میں ایک جیسا رہنا چاہئے اور تقسیم الٰہی پر راضی رہے جبکہ منافق اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں رہتا وہ نعمت ملنے پر اتراتا ہے اور تنگ دستی پر واویلا کرتا ہے، پس مومن کو چاہیے کہ وہ انبیائے کرام اور صالحین کے اعمال کی اقتداء کرے اسے کافروں اور منافقوں کے افعال کی پیروی زیب نہیں دیتی۔ (تنبیہ الغافلین)

(۱۴۸)

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

علامہ ابنِ اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایرانی آتش پرستوں سے جہاد کرنے کے لئے قادسیہ پہنچے تو انہوں نے اپنے لشکر کے ایک افسر عاصم رحمۃ اللہ علیہ بن عمرو کو کسی کام سے میان کے مقام پر بھیجا، یہ دشمن کے ملک میں ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ یہاں پہنچے تو رسد کا سارا ذخیرہ ختم ہو گیا، اور ساتھیوں کے پاس کھانے کو کچھ نہ رہا۔ انہوں نے آس پاس تلاش شروع کی کہ شاید کوئی گائے بکری مل جائے، مگر کافی جستجو کے باوجود کوئی جانور ہاتھ نہ آیا۔ اچانک انہیں بانس کے ایک چھپر کے پاس ایک شخص کھڑا نظر آیا، انہوں نے اس سے جا کر پوچھا: ''کیا یہاں آس پاس کوئی گائے بکری مل جائے گی؟''

اس شخص نے کہا: ''مجھے معلوم نہیں!'' حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ ابھی واپس نہیں لوٹے تھے کہ چھپر کے اندر سے ایک آواز سنائی دی:

''یہ خدا کا دشمن جھوٹ بولتا ہے، ہم یہاں موجود ہیں''۔

حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ چھپر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں کئی گائے بیل کھڑے ہیں، مگر وہاں کوئی آدمی نہیں تھا اور یہ آواز ایک بیل کی تھی۔ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گائے بیل لے کر آئے اور انہیں لشکر میں تقسیم کیا۔

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

یہ واقعہ کسی نے حجاج بن یوسف کو سنایا تو اسے یقین نہ آیا۔ اس نے جنگِ قادسیہ

کے شرکاء کے پاس پیغام بھیج کر اس کی تصدیق کرنی چاہی تو بہت سے حضرات نے گواہی دی کہ اس واقعے کے وقت ہم موجود تھے، حجاج نے ان سے پوچھا:

''اس زمانے میں اس واقعے کے بارے میں لوگوں کا تاثر کیا تھا؟''

انہوں نے کہا: ''اس واقعے کو اس بات کی دلیل سمجھا جاتا تھا کہ اللہ ہم سے راضی ہے اور وہ ہمیں دشمن پر فتح عطا فرمائے گا''۔

''یہ بات اسی وقت ہو سکتی ہے جب لوگوں کی اکثریت متقی و پرہیزگار ہو''۔

حجاج نے کہا: ''دلوں کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے'' انہوں نے کہا: ''لیکن اتنا ہم بھی جانتے ہیں کہ دنیا سے اس قدر بے نیاز قوم ہم نے ان کے بعد نہیں دیکھی''۔

(کامل ابن اثیر ج:۲ص:۵۰۷ طبع قدیم)

Scanned with CamScanner

(۱۴۹)

سجدے کی جگہ نور بن گئی

حافظ ابن کثیر دمشقی نے بیان کیا کہ ''حضرت سیدنا ابو اسماعیل مرہ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ ایک ہزار نوافل ادا فرمایا کرتے تھے اور جب عمر رسیدہ ہو گئے تو 400 نوافل پڑھتے تھے''۔ حارث غنوی کہتے ہیں کہ ''ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا طویل سجدہ کیا حتی کہ مٹی نے پیشانی کو نقصان پہنچایا''۔ 76ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو اہل خانہ میں سے کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب کے اندر اس حال میں دیکھا گویا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سجدہ کی جگہ چمکدار ستارے کی مانند روشن ہے، تو عرض کی: ''یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر کیا ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''میری پیشانی کو مٹی کے نقصان پہنچانے کی وجہ سے نورانی کر دیا گیا ہے''۔ عرض کی: ''آخرت میں آپ کو کیا مقام حاصل ہوا؟'' فرمایا: ''بہترین گھر ہے، جس کے اہل یہاں سے منتقل ہوتے ہیں نہ ہی انہیں موت آتی ہے''۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، الرقم: ۶۵، ج ۳، ص ۵۸، ۵۹)

یہ بھی منقول ہے کہ انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ سجدے کی جگہ نور بن گئی ہے تو پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں؟'' جواب دیا: ''میں ایسے گھر میں ہوں جس کے اہل یہاں سے کوچ کریں گے نہ انہیں موت آئے گی''۔

(البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، مرۃ بن شراحیل الھمدانی، ج ۵، ص ۵۶۵)

(۱۵۰)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عام خوشحالی

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس شخص کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے معاملات سونپے اور وہ ان کی ضروریات اور فقر واحتیاج کی خبر گیری کے بجائے ان سے چھپ کر بیٹھ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں اور فقر واحتیاج کی خبر گیری کے بجائے اس سے چھپ جاتا ہے''۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضروریات کی خبر گیری کے لئے ایک آدمی مقرر کر دیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص: ۳۲۴، باب ما علی الولاۃ من التیسیر، بحوالہ ابوداؤد و ترمذی)

غالباً اسی واقعے کی تفصیل امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوقیس رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہر قبیلے میں ایک آدمی مقرر کر دیا تھا، چنانچہ ہمارے قبیلے میں ابو یحییٰ نامی ایک شخص ہر روز صبح کے وقت تمام مقامات پر گھومتا اور منادی کرتا کہ ''کیا آج رات تمہارے یہاں کوئی پیدا ہوا ہے؟، کیا آج رات کوئی حادثہ پیش آیا ہے؟ کیا کوئی نیا شخص قبیلے میں داخل ہوا ہے؟'' اس کے جواب میں لوگ آ آ کر بتاتے کہ فلاں شخص یمن سے بیوی بچوں سمیت آ گیا ہے، جب یہ شخص پورے قبیلے سے فارغ ہو جاتا تو دیوان بیت المال میں جاتا، اور ان تمام نئے لوگوں کے نام دیوان میں درج کرا دیتا۔

(ابن تیمیہ: منہاج السنۃ ج: ۳ ص: ۱۸۵، بولاق مصر ۱۳۲۲ھ)

Scanned with CamScanner

حضور کا فرمان سر آنکھوں پر

یاد رہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کا بڑا حصہ رُومی عیسائیوں کے ساتھ جہاد میں گزرا ہے، ایک مرتبہ رُومیوں کے ساتھ ایک مخصوص مدّت تک جنگ بندی کا معاہدہ ہوگیا، جب جنگ بندی کی مدت ختم ہونے کے قریب آئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لشکر لے کر نکلے۔ خیال تھا کہ دشمن کی سرحد تک پہنچتے پہنچتے مدت ختم ہوجائے گی، اور جونہی معاہدے کا زمانہ ختم ہوگا، فوراً دشمن پر حملہ کردیا جائے گا، اور اس طرح کامیابی کی توقع زیادہ ہوگی۔ چنانچہ مدت ختم ہونے سے پہلے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سرحد پر پہنچ گئے، اور جب وہ تاریخ آئی جس میں معاہدہ ختم ہوتا تھا تو انہوں نے فوراً رومیوں پر حملہ کردیا، رومی لوگ اس جنگی چال سے بے خبر ہوں گے، اس لئے ظاہر ہے کہ یہ حملہ کتنا کامیاب رہا ہوگا، لیکن جس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یلغار کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے، اور فتح ونصرت ان کے قدم چوم رہی تھی، اچانک پیچھے سے تکبیر کی آواز آئی، کوئی ''اللہ اکبر'' کہہ کہہ کر پکار رہا تھا:

''و فاء لا غدر'' (مومن کا شیوہ وفاداری ہے، غدر وخیانت نہیں)

دیکھا تو ایک شہسوار چلا آرہا ہے، قریب آیا تو پتہ چلا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معروف صحابی عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' فرمانے لگے: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کا کسی دوسری قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو اسے چاہئے کہ جب تک معاہدے کی مدت گزر نہ جائے تو فسخ معاہدہ کا اعلان کئے بغیر نہ عہد کو توڑے اور نہ اس کے خلاف کوچ کرے''۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا تو لشکر کو فوراً واپسی کا حکم دے دیا، اور فوجیں مفتوحہ علاقے کو چھوڑ کر واپس چلی گئیں۔

(دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح ص: ۳۴۷، کتاب الجہاد، باب الامان، اصح المطابع کراچی، بحوالہ ابوداؤد وترمذی)

مقام غور ہے

کیا دنیا کی کوئی قوم وفاء عہد کی ایسی مثال پیش کرسکتی ہے کہ دشمن کے مطالبے پر نہیں، خود اپنے ضمیر کی آواز پر مفتوحہ علاقہ چھوڑ کر چلی آئی ہو؟...... اس واقعے کے آئینے میں وہ لوگ بھی اپنی شکلیں دیکھیں: جو کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا، اور وہ بھی جو امانت ودیانت کے اعتبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقام بلند سے نا واقف ہیں اور ان کے بارے میں جھوٹے پروپیگنڈے سے مرعوب ومتاثر۔ یہ وہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے سیاسی اغراض کے لئے شریعت کے مسلّم قاعدوں کی خلاف ورزی سے دریغ نہیں کیا...... اور روایت بھی کسی تاریخی کتاب کی نہیں، ابوداؤد وترمذی کی ہے۔

(۱۵۱)

خواہش کی مخالفت

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے سورۂ یوسف کی تلاوت کی حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر پر مدح وثنا پڑھ کر تعجب ہونے لگا کہ کیسے ان کے قصہ کی تفصیل لوگوں کو بتائی جارہی ہے ایک گناہ کے ترک پر انکے مقام کی رفعت بتائی جارہی ہے میں نے حقیقت امر میں غور کیا تو دیکھا کہ یہ سب خواہش کی مخالفت کا کرشمہ ہے میں نے دل ہی دل میں کہا کیا عجیب ہے اگر وہ خدانخواستہ خواہش کی موافقت کر لیتے تو پھر کیا ہوتے؟ اور اب جبکہ مخالفت کی ہے تو ایک عظیم کارنامہ بن گیا ہے ان کے صبر کی مثال دی جاتی ہے مخلوق کے سامنے اس مجاہدہ کو بطور فخر نقل کیا جاتا ہے اور یہ سب کچھ ایک گھڑی کے صبر کا صلہ اور نتیجہ ہے واہ کیا عزت ہے اور کیسا افتخار اس بات پر کہ محبوب سے صبر کیا ہے جو قریب موجود ہے اور اپنے نفس پر قابو پایا ہے اور اس کے برعکس آدم علیہ السلام کا حال ہے جو خواہش کی موافقت میں ظاہر ہوا اگر توبہ کا تدارک اور قبولیت کی نوازش نہ ہوتی تو ہمیشہ کے لئے دھبہ لگ جاتا۔ خدا رحم فرمائے ذرا غور کرو صبر کا انجام اور خواہش کا نتیجہ کیا ہے بس عاقل وہ ہے جو دونوں حالتوں میں تمیز قائم کرتا ہے، تلخ اور شیریں میں جو شخص عدل کا ترازو سیدھا رکھتا ہے اور خواہش کے پلڑے کو جھکنے نہیں دیتا وہ دیکھ لے گا کہ نفع تمام کا تمام صبر میں ہے اور نقصان کل کا کل موافقت نفس میں ہے۔ بس عاقل کے لئے مخالفت خواہش کے متعلق یہی وعظ کافی ہے ''خدا توفیق بخشے'' (صید الخاطر)

صالحین کی صحبت

مزید فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ فقہ کا اشتغال اور حدیث کا سماع اصلاح قلب کے لئے کافی نہیں جب تک رقت انگیز باتوں اور سلف صالحین کی سیرت کی آمیزش نہ ہو کیونکہ ان لوگوں نے نقل کے مقصود کو حاصل کر لیا ہے اور انہوں نے افعال کی ظاہری صورت سے ہٹ کر ان کی حقیقت اور مراد کو پایا ہے اور میں یہ باتیں اپنے ذوق اور تجربہ کی بنا پر کہہ رہا ہوں کیونکہ میں نے اکثر محدثین حضرات کو دیکھا ہے کہ پوری کوشش حدیث عالی کے حصول میں اور بکثرت اجزاء لکھنے یا جمع کرنے کی ہوتی ہے اور اکثر فقہاء حضرات دلیل میں مقابل پر غالب آنے کی فکر میں ہوتے ہیں ایسے حالات میں رقت قلب آئے تو کیسے اور کہاں سے آئے؟ اسلاف میں بہت سے لوگ کسی نیک آدمی کی خدمت میں اس کی سیرت واخلاق دیکھنے کے لئے جاتے تھے علمی استفادے کے لئے نہیں کیونکہ اس کے علم کا ثمر اور نتیجہ اس کی سیرت اور اخلاق ہی تو ہیں اس کو سمجھو اور فقہ اور حدیث کی طلب کے ساتھ ساتھ اسلاف کی سیرت اور حالات زہد کا امتزاج بھی کرو تاکہ قلب میں رقت پیدا ہونے کا سبب مہیا ہو میں نے مشاہیر بزرگوں میں سے بعض کے الگ الگ احوال وآداب لکھے ہیں چنانچہ ایک کتاب میں امام حسن کے حالات اور ایک میں سفیان ثوری کے اور اس طرح ابراہیم بن ادھم، بشر حافی، احمد بن حنبل اور معروف کرخی رحمہم اللہ تعالیٰ ودیگر علماء وزہاد کے حالات جمع کئے ہیں پس دونوں قسم کے یہ علوم بمنزلہ سائق اور قائد کے ہیں اور نفس ان کے درمیان کھڑا ہے سائق کے ہانکنے اور قائد کے آگے سے کھینچنے کی محنت سے منزل طے ہو جائے گی اور سستی اور بے ہمتی سے خدا کی پناہ۔ (ایضا)

Scanned with CamScanner

(۱۵۲)

رضاعت اور سرطان

ماسکو (رُوس) سے نکلنے والے ماہوار ڈائجسٹ اسپٹنک (انگریزی ایڈیشن) نے اپنی اگست ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں ڈاکٹر الیگزینڈر چاکلن (سکریٹری جنرل سوویٹ کینسر سوسائٹی) کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا ہے کہ یورپ اور امریکہ کی عورتوں میں سینے کے سرطان کا مرض بہت تیزی سے پھیل رہا ہے، اور اس سے بے شمار اموات واقع ہو رہی ہیں۔ اس بڑھتی ہوئی بیماری کا اہم سبب انہوں نے یہ بتایا ہے کہ آج کل عورتوں میں بچے کو اپنے سینے سے دودھ پلانے کا رواج ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اس مضمون میں وہ لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کے قرآن نے ماؤں کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ دو سال کی عمر تک بچوں کو دودھ پلائیں، دودھ پلانے کا یہ رواج ابھی تک ان مسلمانوں میں بھی پایا جاتا ہے جو (اپنی عام زندگی میں) عملاً مذہب کی تعلیمات کو چھوڑ چکے ہیں، اس کے علاوہ بہت سے غیر مسلموں میں بھی یہ رواج پایا جاتا ہے''۔

ماں کا دودھ خواہ کتنی تھوڑی مقدار میں ہو، کبھی بچے کے لئے بہت مفید سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آج کل کی عورتوں نے، خاص طور پر امریکہ میں، اس طریقے کو بالکل چھوڑ دیا ہے، اور اب یہ فیشن عالمگیر ہوتا جا رہا ہے' اور غالباً یہی سبب ہے کہ امریکی عورتوں میں سینے کے سرطان کا مرض تیز رفتاری سے بڑھ رہا ہے۔ ۱۹۵۶ء میں امریکہ میں سرطان کی تحقیق کے لئے جو تیسری قومی کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس میں سینے کے سرطان کا یہی سبب بیان کیا گیا تھا۔ اس کے بعد بے شمار تحقیقات سے اس بیان کی تصدیق ہو گئی''۔ (ص: ۸۳ شمارہ اگست ۱۹۶۸ء)

(۱۵۳)

چکی خود چلتی رہی

ایک شیخ نے ایک عورت کو نکاح کے لئے پیغام بھیجا۔ لڑکی والوں نے نکاح کی یہ شرط رکھی کہ خدمت کے لئے ایک باندی رکھو۔ شیخ کے پاس اتنی وسعت نہیں تھی۔ شیخ کے ایک مرید نے عرض کیا۔ ''حضور! باندی کی ساری خدمت میں سرانجام دیا کروں گا'' آپ نکاح کر لیں اور ان سے کہیں کہ باندی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں اپنی جگہ خدمت کروں گی نہ میں تمہیں دیکھوں اور نہ تم مجھے دیکھو'۔ لڑکی والے راضی ہو گئے اور انہوں نے کہا: ہماری لڑکی کو دیکھنے دکھانے سے کیا غرض پس وہ خدمت کرتی رہے۔ اس طرح نکاح ہو گیا شیخ کے وہ مرید حبشی بے ریش تھے وہ شیخ کے لئے چکی پیستے تھے' چہرہ پر نقاب ہوتا شیخ نے انہیں ایک الگ کمرہ دے رکھا تھا بیوی سمجھتی کہ یہ لونڈی ہے۔

شیخ کا معمول تھا کہ رات کے وقت عبادت کے لئے گھر سے باہر جاتے۔ بیوی نے یہ بات ملنے والی عورتوں سے کہی' ان عورتوں نے کہا کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ رات میں تیرے پاس سے نکل کر باندی کے پاس جاتے ہوں۔ بیوی نے اس کے بعد کی شب شیخ کی نگرانی کی اور جب وہ گھر سے نکلے تو بیوی بھی نکلی۔ مگر اس نے شیخ کو لونڈی کے کمرے میں نہیں پایا۔ بلکہ دیکھا کہ لونڈی نماز پڑھنے میں مشغول ہے اور چکی خود بخود چل رہی ہے۔ شیخ جب واپس آئے تو ان کی بیوی نے سارا ماجرا سنایا کہ وہ لونڈی نماز میں تھی اور چکی خود بخود چل رہی تھی۔ شیخ نے فرمایا: وہ لونڈی نہیں بلکہ میرا فلاں بھائی ہے بیوی صاحبہ نے حقیقت حال جانی تو استغفار کیا اور کہا: ''اب میں آپ دونوں کی باندی ہوں''۔ (روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(۱۵۴)

جنوں کی باتیں

مشہور صحابی حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک رات چند عورتوں کو طواف کعبہ کرتا دیکھ کر میں ورطہ حیرت میں ڈوب گیا! (کیونکہ وہ عام عورتوں کی طرح نہیں تھیں) جب وہ فارغ ہوئیں تو باہر نکل گئیں۔ میں ان کے تعاقب میں روانہ ہوا، وہ چلتی رہیں یہاں تک کہ وہ ایک ویران جنگل میں داخل ہوگئیں، وہاں کچھ معمر (بڑی عمر کے) افراد بیٹھے تھے، اُنہوں نے مجھ سے پوچھا: ''اے ابن زبیر! آپ یہاں کیسے آگئے؟'' میں نے جواب دینے کے بجائے اُن سے سوال کر دیا: ''آپ لوگ کون ہیں؟'' اُنہوں نے کہا: ''ہم جنات ہیں'' میں نے اپنے تعاقب اور اس کا سبب بیان کیا، اُنہوں نے کہا: ''یہ ہماری عورتیں (یعنی جنّیاں) ہیں۔ اے ابن زبیر! آپ کھانے میں کیا پسند فرمائیں گے؟'' میں نے کہا: ''تازہ پکی کھجوریں''۔ حالانکہ اُس وقت مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں تازہ کھجور کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ لیکن وہ میرے پاس پکی تازہ کھجوریں لے آئے۔ جب میں کھا چکا تو کہا: ''جو بچ گئی ہیں اُنہیں ساتھ لے جائیے''۔ حضرت سیّدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے وہ بچی ہوئی کھجوریں اُٹھائیں اور گھر واپس آگیا۔ (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۲۴۷)

☆ حضرت سیّدنا عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما مسجد حرام میں موجود تھے کہ ایک سفید اور سیاہ رنگ کا چمکیلا سانپ آیا، اس نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر وہ ''مقام ابراہیم'' کے پاس آیا اور

گویا نماز ادا کر رہا تھا تو حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اُس کے پاس آکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا: ''اے سانپ! شاید تم نے عمرے کے ارکان پورے کر لئے ہیں اور اب میں تمہارے بارے میں یہاں کے ناسمجھ لوگوں سے ڈرتا ہوں (کہیں وہ تمہیں اصلی سانپ سمجھ کر مار نہ ڈالیں لہٰذا تم یہاں سے جلدی چلے جاؤ)''۔ چنانچہ وہ گھوما اور آسمان کی طرف اُڑ گیا۔ (ایضاً)

☆ حضرت سیّدنا ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا عبداللہ بن صفوان رحمۃ اللہ علیہ بیت اللہ شریف کے قریب بیٹھے تھے کہ ''عراقی دروازے'' سے اچانک ایک سانپ داخل ہوا اور خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر حجر اسود کے پاس آیا اور اُسے چوما۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن صفوان رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے فرمایا: ''اے جن! اب آپ نے اپنا عمرہ ادا کر لیا ہے، ہمارے بچے خوفزدہ ہیں لہٰذا آپ واپس چلے جائیے''۔ چنانچہ وہ جس طرف سے آیا تھا اُسی طرف واپس چلا گیا۔ (ایضاً ص ۱۰۰)

یہ شیطان ہے یا جن؟

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قافلہ حج کے ارادے سے نکلا، اُنہیں راستے میں پیاس لگی، ایک کنواں نظر آیا مگر اس کا پانی کھارا تھا۔ لہٰذا وہ آگے بڑھ گئے، حتّٰی کہ شام ہوگئی لیکن پانی نہ ملا۔ قافلہ رات بھر چلتا رہا یہاں تک کہ ایک کھجور کے درخت کے پاس پہنچا، یکایک ایک سیاہ فام موٹا آدمی نمودار ہوا، اُس نے کہا: اے قافلہ والو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ مسلمان بھائیوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور مسلمان بھائیوں کے لئے وہ چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے''۔ تم لوگ یہاں سے آگے بڑھو، ایک ٹیلا آئے گا پھر اپنی دائیں جانب مُڑ جانا وہاں تمہیں پانی مل جائے گا۔ ان میں سے کسی نے کہا: اللہ کی قسم! میرے خیال میں یہ شیطان ہے، دوسرے شخص نے

Scanned with CamScanner

تردید کرتے ہوئے کہا: ''شیطان اِس قسم کی باتیں نہیں کرتا، یہ کوئی مسلمان جن ہے''۔ بہر حال وہ لوگ چل پڑے اور اُس جن کی نشاندہی کے مطابق پانی تک پہنچ گئے۔

(ایضاً ص ۱۰۹ ملخصاً)

سرکارِ غوثِ پاک اور جن

شہنشاہِ بغداد، حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ ایک بار اپنے مریدین کا قافلہ لئے حج کے لئے روانہ ہوئے، جب یہ قافلہ کسی منزل پر اُترتا تو سفید کپڑے میں ملبوس ایک پُر اسرار جوان کہیں سے آجاتا، وہ اُن کے ساتھ کھاتا پیتا نہیں تھا۔ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو وصیت (تاکید) فرمائی تھی کہ وہ اِس ''جوان'' سے بات چیت نہ کریں۔ قافلہ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں داخل ہوا اور ایک گھر میں قیام پذیر ہو گیا۔ جب یہ حجاج کرام گھر سے نکلتے تو وہ پُر اسرار جوان گھر کے اندر داخل ہو جاتا اور جب یہ داخل ہوتے تو وہ باہر نکل جاتا۔ ایک مرتبہ سب لوگ نکل گئے لیکن قافلے کے ایک حاجی صاحب بیت الخلاء (wash room) میں رہ گئے، اسی دوران وہ پُر اسرار جوان گھر میں داخل ہوا تو اُسے کوئی نظر نہیں آیا۔ اُس نے تھیلی کھولی اور ایک گدر (ادھ پکی کھجور) نکال کر کھانے لگا۔ جب وہ حاجی صاحب بیت الخلاء سے نکلے اور اُن کی نظر اُس پر اسرار جوان پر پڑی تو وہ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد پھر کبھی قافلے والوں کے پاس نہیں آیا۔ جب اُن حاجی صاحب نے سرکارِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کو اس حیرت انگیز بات کی خبر دی تو فرمایا: یہ پُر اسرار جوان اُن جنوں میں سے ہے، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید سنا ہے۔ (لقط المرجان ص ۲۳۹)

جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا
سرورا مرجع کل ہے درِ والا تیرا

(ذوقِ نعت)

شیخ ابو اسحاق ابراہیم اور جنات

حضرت سیّدنا ابواسحٰق ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارا قافلہ سوئے حرم رواں دواں تھا، کسی سبب سے میں قافلے سے الگ ہوگیا اور مسلسل تین شبانہ روز چلتا رہا، اس دوران مجھے نہ بھوک لگی نہ پیاس، نہ ہی کوئی حاجت پیش آئی۔ آخر کار میں ایک ہرے بھرے لہلہاتے گلشن میں جانکلا، وہاں خوب پھلدار درخت تھے، ہر طرف خوشبودار پھول کھلے تھے اور بیچ میں ایک چھوٹا سا تالاب تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: یہ تو گویا جنت ہے۔ اچانک خوش پوش با عمامہ افراد کا ایک گروہ آ گیا، اُنہوں نے مجھے سلام کیا، میں نے جواب دیا، میرے دل میں خیال گزرا ہو نہ ہو یہ جنات ہیں کہ یہ سرزمین ہی عجیب وغریب ہے۔ اتنے میں ان میں سے ایک شخص بولا: ''ہم قوم جنات میں سے ہیں، ہمارا ایک مسئلے میں باہم اختلاف ہوگیا ہے۔ ہم نے لیلۃ الجن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدس کلام بزبان شاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم سننے کا شرف حاصل کیا ہے اور اُسی پاک کلام کی وجہ سے تمام دنیوی کام ہم سے لے لئے گئے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت (مرضی) سے اِس جنگل میں یہ تالاب ہمارا مقام بنا دیا گیا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ میں نے اپنا حج کا قافلہ جہاں چھوڑا ہے، وہ جگہ یہاں سے کتنی دور ہے؟ یہ سن کر ان میں سے ایک مسکرایا اور کہنے لگا: ''اے ابواسحٰق! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اسرار وعجائبات ہیں، جہاں اس وقت آپ ہیں، ایک جوان کے سوا آج تک کوئی نہیں آیا اور وہ بھی یہیں وفات پا گیا''۔ یہ کہہ کر اُس نے ایک طرف اشارہ کر کے بتایا: ''وہ رہا اس کا مزار''۔ وہ مزار تالاب کے کنارے تھا اور اُس کے اردگرد ایسے خوش نما وخوشبودار پھول کھلے ہوئے تھے جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ بات جاری رکھتے ہوئے اُس جن نے کہا: ''آپ کے اور قافلے کے درمیان اتنے اتنے مہینے کی مسافت (فاصلہ) ہے''۔ حضرت سیّدنا ابواسحٰق ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے ان جنات سے کہا: ''مجھے اُس مرحوم جوان کے بارے میں کچھ بتائیے'' تو ایک نے کہا: ''ہم یہاں

Scanned with CamScanner

تالاب کے کنارے بیٹھے ہوئے ''محبت'' کا تذکرہ کر رہے تھے، ہماری گفتگو جاری تھی کہ اچانک ایک جوان ہمارے پاس آیا اور اُس نے سلام کیا۔ ہم نے سلام کا جواب دیا اور اس سے دریافت کیا: ''اے جوان! تم کہاں سے آئے ہو؟'' بولا: نیشاپور کے ایک شہر سے۔'' ہم نے پوچھا: ''تم وہاں سے کب نکلے تھے؟'' اُس نے جواب دیا: ''سات دن قبل۔ ہم نے پوچھا: ''اپنے وطن سے نکلنے کی وجہ؟'' کہا: ''اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

وَاَنِیْبُوْۤا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ (پ۲۴، الزمر:۵۴)

''اور اپنے ربّ کی طرف رجوع لاؤ اور اُس کے حضور گردن رکھو قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہو''۔

اور جنوں کا مسئلہ حل ہو گیا

ہم نے اُس سے کچھ اور بھی سوالات کئے جن کے جوابات دیتے دیتے اُس نے یکا یک ایک زوردار چیخ ماری اور اُس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ہم نے اُسے یہاں دفن کر دیا اور یہ اس کا مزار ہے (اللہ اُس سے راضی ہو)۔ حضرت سیّدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں مرحوم جوان کے اوصاف سن کر بہت متاثر ہوا اور عقیدت سے میں مزار شریف کے قریب گیا تو اُس کے سرہانے نرگس کے پھولوں کا ایک بہت بڑا گلدستہ رکھا تھا اور یہ عبارت لکھی ہوئی تھی هٰذا قبر حبيب الله قتيل الغيرة یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے دوست کی قبر ہے اسے ''غیرت'' نے قتل کیا ہے اور ایک ورق پر ''الا نسابة'' کا معنیٰ لکھا تھا۔ پھر جنات نے مجھ سے اُس آیت کی تفسیر پوچھی تو میں نے بیان کر دی۔ وہ بہت خوش ہوئے اور ان کا آپسی اختلاف واضطراب جاتا رہا اور کہنے لگے: ہمیں ہمارے مسئلے کا کافی وشافی جواب مل گیا۔ حضرت سیّدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر مجھے نیند آ گئی، جب بیدار ہوتو (مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً) میں تنعیم کے مقام پر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مسجد کے پاس اپنے آپ کو پایا اور

میرے پاس ایک ''پھولوں کا گلدستہ'' موجود تھا جو سال بھر تر و تازہ رہا پر کچھ عرصے بعد وہ خود بخود غائب ہو گیا۔ (لقط المرجان ص ۲۴۰ ملخصاً)

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روح مقید کا

علم دین کا حصول اور مسلمان جن

☆ حضرت سیّدنا وہب اور حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما کی ہر سال حج کے موسم بہار میں مسجد خیف شریف کے اندر ملاقات ہوا کرتی تھی۔ ایک شب جب کہ بھیڑ چھٹ چکی تھی اور اکثر حجاج کرام سو چکے تھے، البتہ بعض حجاجِ کرام ان دونوں حضرات کے ساتھ دینی گفتگو کر رہے تھے، یکا یک ایک عجیب وغریب چھوٹا سا پرندہ آیا اور حضرت سیّدنا وہب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جانب حلقے میں بیٹھ گیا اور سلام کیا، حضرت سیّدنا وہب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: تم کون ہو؟ اُس نے جواب دیا: میں ایک مسلمان جن ہوں۔ پوچھا: کہئے کیسے آنا ہوا؟ بولا: ''کیا آپ یہ پسند نہیں فرماتے کہ ہم آپ کی مجلس میں بیٹھیں اور علم حاصل کریں!'' ہمارے اندر آپ سے روایات بیان کرنے والے بہت سے جنات ہیں، ہم آپ حضرات کے ساتھ بہت سے کاموں میں شریک ہوتے ہیں مثلاً نماز، جہاد، بیماروں کی عیادت، نماز جنازہ اور حج وعمرہ وغیرہا نیز آپ سے علم حاصل کرتے اور قرآن کریم کی تلاوت سنتے ہیں۔

(کتاب الھواتف لا بن ابی الدنیا ج۲ ص۵۲۶ رقم ۱۷۷)

عالم وجد میں رقصاں مرا پر پر ہوتا
کاش! میں گنبد خضرا کا کبوتر ہوتا

Scanned with CamScanner

(۱۵۵)

موحد چہ بر پائے ریزی زرش

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں مصر کے مشہور شہر اسکندریہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، اسی دوران حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کسی ضرورت کی بنا پر پڑاؤ سے کچھ فاصلے پر چلے گئے اور ایک جگہ گھوڑے سے اُتر کر نماز کی نیت باندھ لی، اتنے میں کچھ رومی کافر گھومتے ہوئے ادھر آ نکلے، انہوں نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کو تنہا نماز پڑھتے دیکھا تو سوچا کہ یہ انہیں قتل کرنے کا اچھا موقع ہے، چنانچہ وہ یہ بُری نیت لے کر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نماز میں مشغول رہے لیکن جب رُومی ان کے بالکل ہی قریب پہنچ گئے تو انہوں نے جلدی سے سلام پھیرا، انتہائی پھرتی کے ساتھ چھلانگ لگا کر گھوڑے پر سوار ہو گئے اور رُومیوں پر حملہ کر دیا، رُومیوں کو ایک عابد درویش سے ایسی شجاعت کی توقع نہ تھی، جب اللہ کا یہ شیر ان کی طرف بڑھا تو وہ باگیں موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے، لیکن حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے ان کا تعاقب نہ چھوڑا، وہ سب آگے آگے اور یہ تنہا پیچھے پیچھے۔

جب جان بچتی نظر نہ آئی تو انہوں نے اپنا کچھ قیمتی سامان کمر کی پیٹیاں کھول کھول کر زمین پر پھینکنا شروع کر دیا۔

تختِ سکندری پہ وہ تھوکتے نہیں ہیں

خیال تھا کہ عرب کا یہ صحرا نشین یہ قیمتی سامان دیکھے گا تو اس کے لالچ میں ہمارا پیچھا چھوڑ کر سامان بٹورنے لگ جائے گا، لیکن عبادہ رضی اللہ عنہ سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کے شیدائی تھے، انہوں نے سامان کی طرف نظر بھر کر بھی نہ دیکھا اور تعاقب جاری رکھا، یہاں تک کہ رُومی بمشکل تمام قلعے کے قریب پہنچے اور اندر گھس کر دروازہ بند کر لیا، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر قلعے کے اُوپر سے پتھر برساتے رہے اور اس کے بعد لوٹ آئے۔

واپسی میں ان رُومیوں کا سامان زمین پر بکھرا پڑا تھا، مگر یہ درویش خدا مست اسے اُٹھانے میں اپنا وقت کہاں برباد کرتے؟ واپس اسی جگہ پہنچے اور پھر نماز شروع کر دی۔

رُومیوں نے سامان جوں کا توں پڑا دیکھا تو باہر آ کر اسے اُٹھا لے گئے۔

(النجوم الزاہرہ ج:۱ ص:۹)

تختِ سکندری پہ وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

(۱۵۶)

حضور علیہ السلام کا ایک خطبہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر سے لے کر غروب آفتاب تک خطبہ ارشاد فرمایا جسے ہم میں سے جس نے یاد کرنا تھا کر لیا اور جس نے بھلانا تھا بھلا دیا آپ نے ارشاد فرمایا: دنیا خوبصورت میٹھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس میں ٹھہرایا کہ وہ دیکھے کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو خبردار دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو اور یاد رکھو کہ اولاد آدم علیہ السلام کو کئی طبقات میں پیدا کیا گیا ہے ان میں سے کچھ مومن پیدا ہوتے ہیں، مؤمن زندہ رہتے ہیں اور مؤمن ہی مرتے ہیں اور کچھ مؤمن پیدا ہوتے ہیں، مؤمن زندہ رہتے اور کافر ہو کر مرتے ہیں اور کچھ کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر ہی زندہ رہتے ہیں اور مؤمن ہو کر مرتے ہیں۔

یاد رکھو غصہ اولاد آدم کے دل میں انگارے کی طرح دھک رہا ہے کیا اس کی آنکھوں کی سُرخی اور پھولی ہوئی رگوں کو دیکھ نہیں رہے ہو؟ پس جو شخص ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال لے وہ زمین پر گر پڑتا ہے یاد رکھو بہترین آدمی وہ ہے جسے غصہ دیر سے آئے مگر ختم جلدی ہو جائے اور جس کو جلدی غصہ آتا ہے اور جلدی ہی ختم ہو جاتا ہے پس وہ ویسے کا ویسا ہے یاد رکھو بدترین آدمی وہ ہے جس کو جلدی غصہ آئے اور پھر دیر سے جائے اگر دیر سے غصہ آتا اور دیر سے جاتا تو پھر کام برابر تھا۔

بہترین تاجر اور بہترین مجاہد

یاد رکھو بہترین تاجر وہ ہے جو بہترین طریقے سے دام مانگے اور اچھے طریقے سے

مال پورا کرے اگر طلب کرنے کا انداز اچھا ہو مگر پورا کر کے دینے کا انداز برا ہو تو بس ویسے کا ویسا ہی ہے مگر یاد رکھو برا تاجر وہ ہے جو مانگنے میں بھی برا ہو اور مانگنے کا انداز بھی برا ہے مگر دینے کا انداز اچھا ہے تو یہ بھی حساب برابر ہے یاد رکھو ہر عہد شکن کے پاس ایک جھنڈا ہو گا جس سے وہ قیامت کے دن پہچانا جائے گا اور امیر کی بدعہدی سے بڑھ کر کوئی غدار نہیں یاد رکھو جابر حکمران کے سامنے انصاف کی بات کہنے سے افضل کوئی جہاد نہیں ہے یاد رکھو لوگوں کے ڈر سے دیکھی ہوئی بات حق کہنے سے نہ رکنا۔ جب سورج غروب ہونے لگا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاد رکھو دنیا گزر چکی ہے اب تو صرف اتنا وقت باقی رہ گیا ہے جتنا کہ سورج کے غروب ہونے میں رہ گیا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ حنین میں ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو کہ خود کو مسلمان کہتا تھا فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے پس اس شخص نے جنگ میں شریک ہو کر شدید جنگ لڑی، ایک صحابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! اس شخص کو دیکھا ہے جسے آپ نے دوزخی فرمایا تھا اللہ کی قسم اس نے تو جنگ میں خوب جوہر دکھائے ہیں آپ نے فرمایا: مگر یہ ہے دوزخی! قریب تھا کہ یہ سن کر کچھ لوگ شک کرتے لیکن اسی وقت اس شخص کو زخموں میں درد محسوس ہوا اور اس نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر انتہائی بیہودہ الفاظ کہتے ہوئے خودکشی کر لی پھر بہت سے مسلمان بھاگتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا فرمان سچ ثابت ہوا فلاں شخص نے بیہودہ کلمات کہہ کر خودکشی کر لی ہے، آپ نے فرمایا: اے فلاں کھڑے ہو کر منادی کر دو کہ جنت میں مؤمن ہی داخل ہو گا اور فرمایا اعمال کا دارومدار خاتمے پر موقوف ہے، نماز وروزہ کی کثرت کا نہیں بلکہ خاتمے پر اعتبار کیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

انسانی تخلیق کے مراحل

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو کہ صادق ومصدوق ہیں سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کی تخلیق کا عمل یوں ہے کہ پہلے اسے چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں بطور نطفہ رکھا جاتا ہے پھر چالیس دن اسے علقہ ''جما ہوا'' رکھا جاتا ہے، پھر چالیس دن اسے مضغہ ''لوتھڑا'' رکھا جاتا ہے، پھر چار باتیں عطاء کر کے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیک کر فرماتا ہے' اس کی زندگی کے متعین دن اس کی امیدیں، عمل اور رزق لکھ دو اور یہ لکھو کہ یہ بدبخت ہے یا نیک بخت؟ جب آدمی جنتیوں جیسے عمل کرتا ہے تو اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر لکھا ہوا صادق آجاتا ہے کہ اس کا خاتمہ تو دوزخیوں جیسا ہونا ہے اور وہ دوزخ میں چلا جاتا ہے...... اور تم میں سے جو دوزخیوں جیسے عمل کرتا ہے یہاں تک اس کے اور دوزخ کے مابین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر یہ لکھا ہوا صادق آجاتا ہے کہ اس کا خاتمہ جنتیوں جیسا ہونا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے

اس حدیث کا مفہوم پہلی حدیث کے مطابق ہے بے شک اعمال کا مدار نیتوں پر ہے یوں ہی ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے خیر کے خاتمہ کی دُعا مانگتا رہے اس لئے کہ اکثر حالت نزع میں ایمان کے برباد ہونیکا خوف رہتا ہے، یحییٰ بن معاذ رازی عرض کرتے تھے اے اللہ مجھے اس بات کی بہت ہی خوشی ہے کہ تو نے مجھے ایمان سے نوازا ہے اور مجھے ہمیشہ یہی دھڑکا رہتا ہے کہ کہیں میرا ایمان چھن نہ جائے اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تو میرا ایمان مجھ سے نہیں چھینے گا۔

حضرت ابوالقاسم حکیم سے کسی نے سمرقند میں سوال کیا: وہ کون سا گناہ ہے جس پر بندے سے ایمان چھین لیا جاتا ہے؟ فرمایا تین گناہوں سے بندے کا ایمان چھین لیا جاتا

ہے۔

(۱) ایمان جیسی نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کرنا۔

(۲) ایمان کے ضائع ہونے سے نہ ڈرنا۔

(۳) مسلمانوں پر ظلم کرنا۔ (ایضاً)

(١٥٧)

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عمر بن عبد العزیز بن مروان بن حکم جن کی کنیت ابوحفص ہے۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ 61ھ کو پیدا ہوئے۔ قرآن پاک بچپن ہی میں حفظ کرلیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد نے ابتدائی تعلیم کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار خلفائے راشدین میں ہوتا ہے۔ نیک سیرت، پرہیزگار، عبادت گزار، خوفِ خدا رکھنے والے اور عادل خلیفہ تھے۔ کثیر احادیث مبارکہ آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بشارت دی تھی کہ ''میری اولاد میں سے ایک شخص کے چہرے پر زخم کا نشان ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا''۔ لوگ حضرت سیّدنا بلال بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو وہ شخص سمجھ رہے تھے کیونکہ ان کے چہرے پر مستا (بڑا تل) تھا پھر لوگوں نے دیکھا کہ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی صورت میں یہ بشارت پوری ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ رجب المرجب 101ھ کو زہر کھلائے جانے کی وجہ سے وصال فرما گئے۔

(تاریخ الخلفاء، عمر بن عبد العزیز، ص ١٩٧-١٨٣، تهذيب التهذيب، الرقم: ٥٠٩٨، عمر بن عبد العزيز، ج٦، ص٨٣-٨١)

آپ کے ارشادات

آپ نے فرمایا: جو شخص جھگڑے، غصے اور لالچ سے بچایا گیا وہ فلاح پا گیا۔

☆...... ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اعتدال کے ساتھ رزق طلب کرو، اگر تم میں سے کسی کا رزق پہاڑ کی چوٹی پر یا زمین کے اندر ہوگا تو وہ اس کو ضرور ملے گا''۔

☆...... حضرت سیّدنا جریر بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے والد صاحب سے میرے بارے میں پوچھا، پھر خود ہی ارشاد فرمانے لگے ''اس کو فقہ اکبر کی تعلیم دو''۔ انہوں نے پوچھا: ''فقہ اکبر کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''قناعت اختیار کرنا اور کسی کو تکلیف نہ دینا''۔ (تاریخ الخلفاء، عمر بن عبد العزیز، ص١٨٣، ١٨٥)

☆...... مسلمہ بن عبد الملک نے امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا: یا امیر المومنین! کاش مجھے معلوم ہوتا کہ موت کے بعد دو حالتوں میں سے کون سی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ ہیں؟ فرمایا: ''اے مسلمہ! میں ابھی ابھی حساب وکتاب سے فارغ ہوا ہوں، خدا عزوجل کی قسم! مجھے ابھی تک سکون نہیں ملا ہے''۔ میں نے پوچھا: آپ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ فرمایا: ''جنت عدن میں ائمہ ہدیٰ کے ساتھ ہوں''۔ (شرح الصدور، باب نبذ من اخبار من رای الموت، ص٢٧٦)

استغفار کی اہمیت

حضرت سیّدنا ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن عبید المعروف امام ابن ابی دنیا رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد گرامی کو بعد وفات خواب میں اس حال میں دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک باغ میں موجود ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے چند سیب عطا فرمائے میں نے ان کی تعبیر اولاد سے کی۔ پھر میں نے عرض کی: ''آپ رضی اللہ عنہ نے کس عمل کو سب سے افضل پایا؟'' جواب دیا: ''اے بیٹے! استغفار کو''۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، الرقم: ٢٦، ج٣، ص٣٦)

Scanned with CamScanner

ہمارے آقا علیہ السلام نے ہمیں کثرت سے استغفار کا اسی لئے حکم دیا اور فرمایا:
بے شک میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر، الخ، باب استحباب الاستغفار و الاستکثار منہ، الحدیث: ۲۷۰۲، ص ۱٤٤۹، سنن ابی داوٗد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار، الحدیث: ۱۵۱۸، ج۲ ص۱۲۲)

(۱۵۸)

مسئلۂ خلقِ قرآن

عباسی عہد میں ایک طویل زمانہ ''فتنہ خلقِ قرآن'' کے ہنگاموں میں گزرا ہے، اس زمانے کا عقلیت پسند گروہ جو ''معتزلہ'' کے نام سے مشہور تھا، سرکاری سرپرستی میں فروغ پا رہا تھا۔ اسی فرقے نے عالم اسلام میں یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ ''قرآن مخلوق ہے'' اور چونکہ اس نظریے کو سرکاری سرپرستی حاصل ہوگئی تھی، اس لئے اہلِ حق میں جو علماء اس کے مخالف تھے، انہیں شدید اذیتوں کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ معتصم باللہ اور واثق باللہ خاص طور سے اس معاملے میں دلچسپی لیتے تھے، معتزلہ کی حمایت میں اہلِ حق کو ظلم وستم کا نشانہ بناتے تھے۔ ان کے دربار میں احمد بن ابی داؤد معتزلہ کا سرگروہ تھا، اور ہر ممکن طریقے سے اپنے مخالفین کو خلیفہ کے ذریعے سزائیں دِلواتا تھا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں کو اسی بناء پر کوڑے لگائے گئے کہ وہ اس سرکاری نظریے کے حامی نہیں تھے۔

اس ملک گیر فتنے کی آگ اللہ نے ایک بوڑھے عالم کے ذریعے بجھائی جنہوں نے اپنی فراستِ ایمانی، عزیمت واستقامت، قوتِ ایمان ویقین اور دل کے سوز وساز سے واثق کے دربار کی کایا پلٹ ڈالی۔ یہ واقعہ تو واثق باللہ کے دور میں پیش آیا تھا، لیکن اس کی تفصیل واثق کے بیٹے خلیفہ مہتدی باللہ نے اپنے زمانے کے ایک عالم شیخ صالح بن ہاشمی کو سنائی۔

پابہ زنجیر عالم نے تاریخ کا رُخ موڑ دیا

شیخ صالح بن ہاشمی کہتے ہیں کہ میں ایک دن مہتدی باللہ کے دربار میں پہنچا تو وہ ستم

رسیدہ انسانوں کی دادرسی کے لئے بیٹھے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ ہر کس وناکس آسانی کے ساتھ بغیر کسی روک ٹوک کے مہتدی کے پاس خود پہنچ جاتا ہے، جو مصیبت زدہ خود وہاں نہیں آسکتے، ان کے خطوط خلیفہ کے پاس پہنچ رہے ہیں، اور خلیفہ ان تمام لوگوں کی شکایتیں بڑے حسن وخوبی کے ساتھ دُور کررہے ہیں۔ مجھے یہ منظر بے حد پسند آیا۔ جب خلیفہ کسی آدمی سے بات کرتے یا کوئی خط پڑھنے لگتے تو میں انہیں ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگتا، اور جب وہ میری طرف دیکھتے تو میں نظریں جھکالیتا۔

میری یہ کیفیت خلیفہ مہتدی نے دیکھ لی، اور کہنے لگے: ''صالح! میرا خیال ہے کہ آپ کے دل میں کوئی بات ہے، جو آپ مجھ سے کہنا چاہتے ہیں''۔ میں نے اثبات میں جواب دیا، اور جب وہ دربار سے فارغ ہوکر نماز کی چٹائی پر پہنچے تو مجھ سے کہا: ''اپنے دل کی بات آپ خود بتائیں گے یا میں ہی بتادوں؟''

میں نے کہا: ''آپ ہی بتادیں!'' مہتدی نے کہا: ''میرا خیال ہے کہ آپ کو میری یہ مجلس پسند آئی ہے''۔

میں نے کہا: ''ہمارا خلیفہ بھی کیسا اچھا خلیفہ ہے! بشرطیکہ وہ اپنے باپ (واثق باللہ) کی طرح نظریہ خلقِ قرآن کا قائل نہ ہو''۔

یہ سن کر مہتدی باللہ نے کہا: ''میں ایک مدت تک اس نظریے کا قائل رہا ہوں، لیکن پھر ایک دن میرا نظریہ بدل گیا!'' یہ کہہ کر انہوں نے واثق باللہ کے زمانے کا مندرجہ ذیل واقعہ سنایا۔

شامی بزرگ کا قصہ

احمد بن ابی داؤد معتزلہ کا بہت بڑا عالم تھا، اور خلیفہ واثق کا منہ چڑھا تھا، اس نے شامی سرحد کے قریب ایک شہر ''اذنہ'' سے ایک اہل سنت بزرگ عالم کو اس جرم میں گرفتار کرلیا کہ وہ نظریہ خلقِ قرآن کے قائل نہیں ہیں۔

یہ شامی بزرگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے واثق کے دربار میں پہنچے، نکلتا ہوا قد،

بال خوبصورت اور سفید، چہرے پر وقار وتمکنت اور رُعب وجلال، انہوں نے بے پروائی کے ساتھ سلام کیا، کوئی مختصر سی دُعا دی، میں نے دیکھا کہ واثق کی آنکھوں کی پتلیاں انہیں دیکھ کر شرم وحیا سے جھکی جارہی ہیں۔ واثق نے کہا:

''شیخ! ابوعبداللہ احمد بن ابی داؤد کے سوالات کا جواب دو''۔

''امیر المومنین!'' شامی بزرگ نے کہا: ''مناظرے کے وقت احمد بن ابی داؤد بہت کمزور، ضعیف اور حقیر ثابت ہوتے ہیں''۔ میں نے دیکھا کہ واثق کا چہرہ ایک دم غضب ناک ہوگیا اور وہ بولا: ''کیا کہا؟ ابوعبداللہ تم سے مناظرہ کرتے وقت کمزور اور ضعیف اور حقیر ثابت ہوں گے؟''

''امیر المومنین!'' شامی بزرگ بولے: ''ذرا ٹھنڈے دل سے کام لیجئے، اجازت ہو تو میں آپ کے سامنے احمد بن ابی داؤد سے گفتگو کروں؟''

''میری طرف سے اجازت ہے'' واثق نے کہا۔

مناظرہ شروع

''احمد! یہ بتاؤ کہ تم لوگوں کو کس عقیدے کی طرف دعوت دیتے ہو؟'' شیخ نے احمد کی طرف متوجہ ہوکر کہا: ''اس عقیدے کی طرف کہ قرآن مخلوق ہے'' احمد نے کہا۔

''کیا یہ عقیدہ دین کا ایسا جز ہے کہ اس کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا؟'' شیخ نے پوچھا: ''ہاں!'' احمد نے جواب دیا۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدے کی دعوت دی تھی یا نہیں؟''

''نہیں!'' احمد نے کہا۔

''اچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلے کو جانتے تھے یا نہیں؟'' شیخ نے پوچھا۔

''جانتے تھے'' احمد نے جواب دیا۔

''پھر تم آخر ایسے عقیدے کی دعوت کیوں دیتے ہو جو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دی''۔ شیخ نے کہا۔ یہ سن کر احمد لاجواب ہوگیا۔ شیخ نے واثق سے مخاطب ہوکر کہا:

Scanned with CamScanner

"امیر المومنین! یہ ایک بات ہوئی"۔ اس کے بعد وہ پھر احمد کی طرف متوجہ ہو کر بولے:

"احمد! مجھے ایک بات اور بتاؤ، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" (آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا) لیکن تم کہتے ہو کہ دین اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک انسان خلقِ قرآن کا قائل نہ ہو۔ اب تمہیں سچا مانیں یا اللہ کو؟"

احمد کے پاس اس کا بھی کوئی جواب نہیں تھا۔ شیخ نے پھر واثق سے کہا: "امیر المومنین! یہ دوسری بات ہے"۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ پھر احمد سے مخاطب ہوئے اور بولے:

"احمد! مجھے ایک بات بتاؤ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ" (اے رسول! جو احکام آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کئے گئے ہیں، ان کی تبلیغ کیجئے، اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو (اس کا مطلب یہ ہے کہ) آپ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا۔ اب سوال یہ ہے کہ تمہارا یہ عقیدہ جس کی طرف تم لوگوں کو دعوت دے رہے ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت تک پہنچایا یا نہیں؟"

اور معتزلی لاجواب ہو گیا

احمد پھر لاجواب ہو گیا۔ شیخ پھر واثق کی طرف متوجہ ہو کر بولے: "امیر المومنین! یہ تیسرا موقع ہے"۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ نے احمد سے کہا:

"احمد! ایک بات اور بتاؤ، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے مخلوق ہونے کا علم تھا، مگر آپ نے یہ بات لوگوں کو نہیں بتائی، تو کیا آپ کے لئے اس مسئلے کو نظر انداز کر دینا جائز تھا یا نہیں؟" "ہاں جائز تھا" احمد نے کہا۔

"اسی طرح ابوبکر کے لئے بھی جائز تھا؟ اور عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے لئے بھی؟" شیخ نے پوچھا۔

"ہاں!" احمد نے کہا۔ اب شیخ واثق کی طرف رُخ کر کے بولے:

"امیر المومنین! جو وسعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھی، اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی، اگر وہ ہم لوگوں کو حاصل نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں کوئی وسعت عطا نہیں فرمائی"۔

اس پر واثق نے کہا: "واقعی ٹھیک کہتے ہو، اگر کوئی وسعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حاصل ہو اور ہمیں حاصل نہ ہو تو اللہ ہم پر کوئی وسعت نہ کرے"۔ یہ کہہ کر واثق نے حکم دیا: "ان کی زنجیریں کاٹ دو!"

جو ہو ذوقِ یقیں کامل تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

جب خادموں نے شیخ کی زنجیریں کھول دیں اور انہیں اُٹھا کر لے جانا چاہا تو شیخ نے زنجیریں پکڑ کر انہیں اپنی طرف کھینچنا شروع کیا اور انہیں خادموں کے ہاتھ سے چھڑانے لگے، واثق نے پوچھا:

"شیخ! یہ کیا بات ہوئی؟ زنجیریں کیوں نہیں چھوڑتے؟"

شیخ نے جواب دیا: "میں نے یہ نیت کی ہے کہ ان زنجیروں کو حفاظت سے رکھوں گا اور یہ وصیت کر کے مروں گا کہ یہ زنجیریں میری قبر میں میرے کفن کے ساتھ رکھ دی جائیں، اس کے بعد اللہ سے کہوں گا کہ پروردگار! اپنے بندے سے پوچھئے کہ اس نے مجھے ناحق ان زنجیروں میں جکڑ کر میرے گھر والوں کو کیوں پریشان کیا تھا؟"

واثق یہ سن کر رو پڑا، شیخ بھی آبدیدہ ہو گئے، اور مجلس کے سارے حاضرین کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔

"شیخ! مجھے معاف کر دو" واثق نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

شیخ نے کہا: "میں نے آپ کو اسی وقت معاف کر دیا تھا جب میں اپنے گھر سے نکلا تھا، اس لئے کہ میرے دل میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے، اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت کا رشتہ رکھتے ہیں"۔

Scanned with CamScanner

یہ سن کر واثق کا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا، اس نے کہا:

بادشاہ نے اپنے نظریے سے رجوع کرلیا

''آپ میرے پاس رہیے تاکہ میں آپ سے اُنس حاصل کرسکوں''۔

شیخ نے جواب دیا: ''میرا وہیں سرحد کے قریب رہنا زیادہ مفید ہے، میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میرے بہت سے مسائل ہیں''۔

واثق نے کہا: ''جس چیز کی آپ کو ضرورت ہو طلب کرلیجئے!''

شیخ نے کہا: ''امیر المومنین! مجھے اس بات کی اجازت دے دیں کہ میں وہیں چلا جاؤں جہاں سے یہ ظالم (احمد بن ابی داؤد) مجھے نکال لایا تھا''۔

واثق نے شیخ کو جانے کی اجازت دے دی، انہیں کچھ انعام بھی پیش کیا، لیکن شیخ نے اسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

مہتدی باللہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا: ''اس وقت میں نظریہ خلقِ قرآن سے رُجوع کر چکا ہوں، اور میرا خیال ہے کہ واثق باللہ نے بھی رُجوع کرلیا تھا''۔

(الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ: الاعتصام ج: ۱ص: ۳۲۴ تا ۳۲۷، مطبعۃ المنار، مصر ۱۳۳۲ھ بحوالہ مروج الذہب للمسعودی)

(۱۵۹)

احتیاط بہر حال اولیٰ ہے

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے ایک چیز کا استعمال کرلیا جو بعض مذاہب میں جائز ہے جس سے میں نے دل میں سختی محسوس کی مجھے یوں خیال آنے لگا جیسے مجھے دروازے سے ہٹا دیا گیا ہے بس بعد ہے اور شدید تاریکی میرا نفس کہنے لگا یہ کیا ہے؟ کیا ایسا نہیں کہ تو فقہاء کے اجماع سے خارج نہیں ہوا میں نے کہا ارے نفس بد تیرا جواب دو طرح سے ہے ایک یہ کہ تو نے وہ تاویل اختیار کی ہے جو تیرے عقیدہ میں نہیں ہے اگر تجھ سے فتویٰ لیا جاتا تو کبھی تو اس کا فتویٰ نہ دیتا جو خود کرلیا ہے نفس نے کہا: ''اگر میں جواز کا قائل نہ ہوتا تو کبھی یہ عمل نہ کرتا میں نے کہا: تیرا اعتقاد تو وہ ہے جسے تو دوسروں کے لئے فتویٰ میں اختیار کرتا ہے۔

دوسرا یہ کہ اس عمل کے بعد جو ظلمت تو نے محسوس کی ہے اس پر تجھے خوش ہونا چاہئے کیونکہ اگر دل میں پہلے نور نہ ہوتا تو اس عمل کا کوئی اثر محسوس نہ ہوتا نفس نے کہا مگر تجھے تو دل میں پیدا ہونے والی اس ظلمت (تاریکی) پر وحشت ہوئی ہے میں نے کہا بس تو عزم کرلے کہ اسے ترک ہی کرنا ہے اور یہ بھی سمجھتے رہو کہ جو چھوڑا ہے وہ بالا جماع جائز ہے مگر اس کا چھوڑنا تقویٰ اور ورع کے لحاظ سے ہے، بس اس میں سلامتی ہے۔ (صید الخاطر)

عداوت میں انتہا

پھر فرمایا: زمانے کے تجربات سے یہ بات حاصل ہوئی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو کسی کے ساتھ بھی عداوت (دشمنی) کا اظہار نہ کرنا چاہئے کیونکہ کبھی بھی اس کی طرف تجھے

Scanned with CamScanner

حاجت پڑسکتی ہے خواہ وہ کسی بھی درجہ کا آدمی ہو ایک انسان کبھی گمان بھی نہیں کرتا کہ کسی دن فلاں شخص کیطرف اسے حاجت پڑسکتی ہے جیسا کہ گرے پڑے تنکے کی ضرورت کا کبھی خیال نہیں آتا مگر کئی حقیر ایسے ہیں جن کی طرف حاجت پڑجاتی ہے حصول نفع میں نہیں تو دفع مضرت ہی میں سہی مجھے اپنی عمر میں ایسے لوگوں کی نازبرداری کرنی پڑی جن کے بارے میں کبھی خیال بھی نہ گذرا تھا کہ مجھے ان کے ساتھ اس معاملہ کی حاجت پیش آئے گی اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ عداوت کا اظہار کبھی ایسی مضرت (تکلیف) پہنچاتا ہے جس کا خیال تک نہیں ہوتا اس لئے کہ عداوت ظاہر کرنے والا تلوار لہرانے والے کی طرح ہے جو مارنے کے انتظار میں ہوتا ہے اور کبھی اچانک مار بھی دیتا ہے اور اگر ذرہ پوش اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے تو یہ دشمن اس وقت کو غنیمت جانتا ہے لہٰذا دنیا میں جینے والے کو چاہئے کہ کسی کے ساتھ بھی عداوت کا اظہار نہ کرے کیونکہ جیسا میں نے بیان کیا ہے مخلوق کو ایک دوسرے کی حاجت پڑتی ہے اور بعض بعض کو مضرت رسانی کی طاقت پاتے رہتے ہیں اس فصل کا فائدہ زمانے کے انقلابات میں پڑنے پر ظاہر ہوتا ہے۔ (ایضاً)

(۱۶۰)

مصر کی مصیبت ٹلی

قدوۃ شیوخ العارفین ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ’’مصر میں شدید گرانی ہوئی تو میں دُعا کے لئے متوجہ ہوا مجھ سے اس وقت کہا گیا کہ دُعا نہ کرو تم لوگوں میں سے کسی کی دُعا مستجاب نہیں ہوگی۔ میں وہاں سے شام مزار ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر حاضر ہوا۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے میرا استقبال کیا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے خلیل! آپ کی بارگاہ سے میری ضیافت یہ ہے کہ مصر والوں کے لئے دُعا فرمائیں آپ نے دُعا فرمائی اور اہل مصر کی مصیبت دور ہوئی۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت کا تلقانی الخلیل (سیّدنا ابراہیم خلیل نے میرا استقبال کیا) فرمانا سچی بات ہے، اس کا انکار وہی کرسکتا جو ان کے احوال وواردات سے جاہل ہے کہ وہ کس حال میں ملکوت السمٰوٰت والارض کی سیر فرماتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کو زندہ دیکھتے ہیں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو زمین پر (بلکہ قبر میں) نماز پڑھتے دیکھا اور ایک جماعت انبیاء علیہم السلام کو آسمانوں پر دیکھا اور ان سے گفتگو فرمائی اور یہ بات گزر چکی ہے کہ جو امور انبیاء علیہم السلام سے بطور معجزہ ہوسکتے ہیں وہ اولیاء سے بطور کرامت ہوسکتے ہیں فرق یہ ہے کہ خوارق اولیاء کے ساتھ دعویٰ نبوت نہیں ہوتا۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے۔

قلت وقوله: تلقاني الخليل عليه الصلوٰة والسلام قول حق لا ينكره الا جاهل بمعرفته ما يرد عليهم من الا حوال التي يشاهدون فيها ملكوت

السموٰت والارض، وینظرون الانبیاء احیاء غیر اموات، کما نظر النبی صلی الله علیه وسلم موسٰی علیه السلام یصلی فی الارض، نظر ایضا جماعة من الانبیاء علیهم الصلٰوة والسلام فی السموٰت وسمع منهم مخاطبات . وقد تقدم انه یجوز للاولیاء رضی الله عنهم من الکرامات ما یجوز للانبیاء علیهم الصلٰوة والسلام من المعجزات بشرط عدم التحدی . (روض الریاحین)

(۱۶۱)

سامنے جب نبی کا غلام آ گیا

حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیّدنا شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ دونوں حج کے ارادے سے نکلے تو ان کے سامنے ایک درندہ آ گیا۔ حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّدنا شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ''کیا آپ اس درندے کو نہیں دیکھ رہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''ڈریئے مت''۔ پھر حضرت سیّدنا شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کا کان پکڑ کر دبایا تو وہ دم ہلانے لگا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی دُم پکڑ لی، اس پر حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا یہ ''شہرت'' نہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ''اگر مجھے شہرت کا خوف نہ ہوتا تو میں اپنا زادِ راہ اس کی پیٹھ پر لاد کر مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً لے جاتا''۔ (الروض الفائق ص ۱۰۳)

شیر کا خطرہ کیا شیر خود کانپ اُٹھا!
سامنے جب نبی کا غلام آ گیا

اس حکایت میں مشہور تابعی بزرگ زبردست عالم ومحدث سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا سوال کرنا لوگوں کو حضرت سیّدنا شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حب جاہ کے تعلق سے بدگمانی سے بچانے کے لئے تھا اور اس سوال کا انہوں نے بھی کیا خوب جواب ارشاد فرمایا۔ بہر حال یہ بڑوں کی باتیں ہیں یہ حضرات اخلاص کے پیکر ہوا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی باطنی اصلاح کا خیال رکھا کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

حضرت سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ روم کی سرزمین میں جہاد کے دوران اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے اور لشکر کی تلاش میں دوڑتے ہوئے چلے جا رہے تھے کہ اچانک جنگل سے ایک شیر نکل کر ان کے سامنے آ گیا، آپ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا: یا ابا الحارث! انا مولیٰ رسول اللہ اے ابوالحارث! (یہ شیر کی کنیت ہے) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور میرا معاملہ یہ ہے کہ میں لشکرِ اسلام سے الگ پڑ گیا ہوں اور لشکر کی تلاش میں ہوں۔ یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا ان کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا اور برابر ان کو اپنے ساتھ میں لئے ہوئے چلتا رہا یہاں تک کہ یہ لشکرِ اسلام میں پہنچ گئے تو شیر واپس چلا گیا۔ (مشکوۃ ج ۲ ص ۴۰۰ حدیث ۵۹۴۹)

☆ ''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت'' 477 تا 478 پر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: ایک مرتبہ ننھے میاں (یعنی سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے بھائی علامہ محمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ) اپنی چھت پر قرآن عظیم پڑھ رہے تھے، سامنے دیوار پر ایک بندر بیٹھا تھا، یہ کسی کام کو اٹھ کر گئے، بندر دوڑتا ہوا سامنے دیوار پر گزرا اور اُس پار جانا چاہتا تھا جیسے ہی قرآنِ عظیم کے محاذات پر (یعنی سامنے) آیا، قرآنِ عظیم کو سجدہ کیا اور اپنی راہ چلا گیا۔

چاند شق ہو پیڑ بولیں، جانور سجدہ کریں
بـــــارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

(حدائق بخشش شریف)

(۱۶۲)

این خانہ ہمہ آفتاب است

مالک الدار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چار سو دینار لے کر انہیں ایک تھیلی میں بھرا اور غلام سے کہا: یہ تھیلی ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ اور انہیں سپرد کر کے کچھ دیر انتظار کرو اور دیکھو کہ وہ ان دیناروں کا کیا کرتے ہیں؟ پھر مجھے آ کر بتاؤ۔ غلام وہ تھیلی لے کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور کہا: ''امیر المومنین نے کہا ہے کہ یہ دینار آپ اپنی ضروریات میں صرف کر لیں''۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے تھیلی لیتے ہوئے جواب دیا: ''اللہ انہیں بہتر صلہ دے اور ان پر رحمتیں نازل کرے''۔ اس کے بعد اپنی ایک باندی کو بلایا اور اس سے کہا: ''لو یہ سات دینار فلاں کو دے آؤ، پانچ فلاں کو اور یہ پانچ فلاں کو'' یہاں تک کہ سارے کے سارے دینار انہوں نے مختلف آدمیوں کے پاس بھیج کر ختم کر دیئے۔

غلام نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سارا واقعہ بتایا تو دیکھا کہ انہوں نے اسی جیسی ایک اور تھیلی تیار کی ہوئی ہے۔

ہاں پاس کچھ رکھتے نہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تھیلی بھی غلام کے حوالے کی اور کہا: ''جاؤ یہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دے آؤ اور جو کچھ وہ کریں وہ بھی مجھے بتاؤ''۔

Scanned with CamScanner

غلام حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، اور کہا: ''امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ یہ دینار آپ اپنے کام میں لے آئیں''۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے تھیلی وصول کر لی اور دُعا دی: ''اللہ تعالیٰ انہیں نیک صلہ دے اور ان پر رحمت بھیجے''۔ یہ کہہ کر انہوں نے بھی باندی کو آواز دی اور اس سے کہا: ''لو اتنی رقم فلاں کے گھر میں پہنچا دو، اتنی فلاں کے گھر میں اور اتنی فلاں کے پاس''۔ اتنے میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے پردے پیچھے سے جھانک کر کہا: ''خدا کی قسم! ہم بھی ضرورت مند ہیں، کچھ ہمیں بھی دے دیجیے''۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے تھیلی کو ٹٹولا تو اس میں صرف دو دینار تھے، یہ دو دینار انہوں نے بیوی کی طرف پھینک دیئے۔

غلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آیا، اور انہیں سارا قصہ سنایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت مسرور ہوئے اور کہا: ''یہ سب لوگ بھائی بھائی ہیں ایک کے ایک برابر''۔

(المنذری: الترغیب والترہیب ج:۳ ص:۴۱، ۴۲، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، بحوالہ طبرانی فی الکبیر)

(۱۶۳)

سیاہ فام صحابی رسول (ﷺ) کی عظمت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میری یہ سیاہ رنگت اور بدصورتی مجھے جنت میں نہیں جانے دے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسی بات نہیں، قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک اپنے ربّ پر تیرا یقین ہے اور اس کے رسول اور قرآن پر تیرا ایمان ہے جنت سے تجھے کوئی چیز نہیں روک سکتی، اس شخص نے عرض کیا مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا میں اس درگاہ میں حاضری سے آٹھ مہینے قبل اسلام قبول کر چکا ہوں اور میں نے آپ کی خدمت میں موجود حضرات کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اپنے لئے نکاح کا پیغام بھیجا ہے لیکن انہوں نے میری کالی رنگت اور بدصورتی کی بنا پر نامنظور کیا حالانکہ میں بنی سلیم کے معزز گھرانے سے ہوں لیکن اس سیاہ رنگت کا اثر مجھ پر میرے ماموؤں کی طرف سے ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا عمرو بن وہب آج یہاں موجود ہے؟ عمرو بن وہب قبیلہ ثقیف سے تھا اور نیا نیا اسلام قبول کیا تھا، عرض کیا گیا وہ تو نہیں ہے، آپ نے اس شخص سے فرمایا کیا تو عمرو کا گھر جانتا ہے؟ عرض کیا جی ہاں! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ آہستہ سے اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤ پھر سلام کہو! جب تم اندر جاؤ تو اتنا کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا نکاح تیری بیٹی سے کر دیا ہے: عمرو بن وہب کی بیٹی عقل اور خوبصورتی میں بے مثال تھی! جب اس نے جا کر

Scanned with CamScanner

دروازہ کھٹکھٹا کر سلام کہا تو گھر والوں نے عربی زبان سن کر دروازہ کھول دیا مگر جب انہوں نے اس کی سیاہ رنگت اور بدصورتی کو دیکھا تو اس سے منہ پھیرنے لگے، اس شخص نے کہا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تیری بیٹی کا نکاح کر دیا ہے تو عمرو نے برے طریقے سے رد کر دیا تو وہ شخص وہاں سے نکل کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضور کا حکم ہوا تو رشتہ ہو گیا

اِدھر لڑکی نے اپنے باپ سے کہا: اے ابّا جان اس سے پہلے کہ وحی الٰہی کے ذریعے تیری مذمت ہو اپنی نجات کی فکر کرو، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے میرا نکاح کر دیا ہے تو میں اس بات پر راضی ہوں جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے پسند فرمایا ہے، پھر عمرو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر محفل میں قریب ہو کر بیٹھ گیا حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا تو وہی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو مسترد کر دیا عرض کیا حضور میں نے ہی یہ خطا کی ہے میں اللہ سے مغفرت کا خواستگار ہوں میں نے یہ گمان کیا تھا کہ شاید یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے اور اگر یہ سچا ہے تو ہم نے اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دے دی اور ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ناراضی سے پناہ کے خواستگار ہیں پھر چار سو درہم حق مہر کے عوض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کا نکاح اس سے کر دیا۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے جس کا نام سعد سلمی تھا فرمایا جاؤ اپنی بیوی کو لے آؤ۔ اس نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میرے پاس تو کچھ نہیں ہے اجازت دیں کہ میں اپنے بھائیوں سے کچھ مانگ لوں! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری بیوی کا مہر تین مؤمن اشخاص ادا کریں گے لہٰذا عثمان بن عفان کے پاس جاؤ اور ان سے دو سو درہم لے لو چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دو سو سے زیادہ دیئے، پھر فرمایا عبدالرحمٰن بن

عوف سے جا کر دو سو درہم لے لو چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن نے بھی کچھ زیادہ ہی دئے پھر فرمایا علی کے پاس جاؤ اور ان سے بھی دو سو درہم لے لو چنانچہ حضرت علی نے بھی کچھ زیادہ ہی دیئے۔

حق مہر کا انتظام ہو جانے کے بعد

پھر وہ سیاہ رنگت والا سعد سلمی خوشیوں سے معمور اپنی بیوی کے لئے بازار سے خریداری کر رہا تھا کہ منادی کرنے والے کی آواز اس نے سنی، اے اللہ کے مجاہدو جہاد کی تیاری کرو، سعد نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا: اے زمین و آسمانوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معبود! میں ان دراہم کو آج وہاں خرچ کروں گا جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو خرچ کرنا پسند ہے پس اس نے ایک گھوڑا، ایک تلوار، ایک نیزہ اور ایک ڈھال خریدی، کمر پر پٹکا باندھا، منہ پر نقاب ڈالی کہ صرف آنکھوں کو کھلا رکھا اور پھر مہاجرین کی صف میں آ کھڑا ہوا، صحابہ نے ایک دوسرے سے پوچھا یہ گھوڑے پر سوار کون ہے؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: اس شخص کی کھوج میں نہ پڑو، ہو سکتا ہے یہ بحرین یا شام سے دین کی باتیں سیکھنے آیا ہو اور آج تمہاری امداد کو پسند کیا ہو، پھر جب لڑائی ہوئی تو اس نے تلوار زنی کے خوب جوہر دکھائے یہاں تک کہ جب اس کا گھوڑا میدان میں مر گیا تو وہ پیدل ہی بازو چڑھا کر میدان میں لڑنے لگا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کے سیاہ بازو دیکھے تو پہچان لیا اور فرمایا: اے سعد یہ تم ہو؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! حضور علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا مقدر بھی سعید ہو گیا، وہ شخص اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے سر کاٹتا رہا یہاں تک کہ کسی نے پکار کر کہا سعد شہید ہو گیا تو حضور علیہ السلام اس کے پاس تشریف لے آئے اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور اس کے چہرہ سے غبار کو جھاڑا اور فرمایا تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے اور اللہ اور اس کا رسول تجھ سے کتنا پیار رکھتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

اِدھر زمین پہ شادی اُدھر جنت میں

راوی کہتے ہیں حضور علیہ السلام پہلے روئے پھر تبسم فرمایا اور پھر منہ ایک طرف پھیر لیا پھر فرمایا ربّ کعبہ کی قسم یہ شخص حوض پر پہنچ گیا ہے، حضرت ابولبابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ حوض کیا ہے؟ فرمایا یہ حوض مجھے میرے ربّ نے عطا کیا ہے جس کی چوڑائی صنعاء سے یمن تک ہے جس کے دونوں کنارے موتیوں اور یاقوت سے بنائے گئے ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہید سے زیادہ میٹھا ہے جو بھی ایک مرتبہ اس سے پی لے گا پھر اسے کبھی پیاس نہ لگے گی، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو پہلے روتے دیکھا پھر تبسم فرماتے دیکھا پھر منہ پھیرتے دیکھا، اس کی وجہ؟'' آپ نے فرمایا: سعد کی جدائی پر مجھے رونا آیا، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بلند مقام دیکھ کر خوشی ہوئی اور منہ اس لئے پھیر لیا تھا کہ اس کی بیویاں یعنی جنتی حوریں دوڑ کر اس کی طرف آرہی تھیں جس کی وجہ سے ان کی پنڈلیاں اور پازیب ظاہر ہوگئے تھے تو میں نے ان سے حیا کرتے ہوئے منہ پھیر لیا تھا۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے ہتھیار اور دوسرا سامان اس کی بیوی کے گھر پہنچا دو اور اس کی بیوی سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوبصورت حوروں سے اس کی شادی کر دی ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

(۱۶۴)

صدقہ کی برکت سے

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بڑے درجے کے علماء میں سے ہیں، ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میرے گھٹنے میں سات سال سے ایک پھوڑا نکلا ہوا ہے، ہر طرح کا علاج کرا چکا ہوں، بہت سے اطباء سے بھی رجوع کیا، لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جاؤ! کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں پانی کی قلت ہو اور لوگ پانی کے ضرورت مند ہوں، وہاں جا کر ایک کنواں کھودو، مجھے اُمید ہے کہ وہاں کوئی پانی کا چشمہ جاری ہوگا تو تمہارا خون رُک جائے گا۔ اس شخص نے ان کے کہنے پر عمل کیا تو تندرست ہوگیا۔

یہ واقعہ علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، اسے نقل کرنے کے بعد علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسی جیسا ایک واقعہ ہمارے شیخ ابوعبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے، ان کے چہرے پر پھنسیاں نکل آئی تھیں، بہت سے علاج کئے، مگر پھنسیاں ختم نہیں ہوئیں۔ تقریباً سال بھر اس تکلیف میں مبتلا رہنے کے بعد وہ جمعہ کے دن امام ابوعثمان صابونی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پہنچے اور ان سے دُعا کی درخواست کی، امام صابونی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لئے دُعا کی، حاضرین نے آمین کہی۔

پھوڑے پھنسیوں کا علاج ہوگیا

اگلے جمعہ کو ایک عورت نے امام صابونی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک پرچہ بھجوایا،

Scanned with CamScanner

اس میں لکھا تھا کہ پچھلے جمعہ کو شیخ ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی دُعائے صحت کے بعد گھر گئی، وہاں جا کر بھی میں نے ان کی صحت کے لئے بہت دُعا کی، اسی رات مجھے خواب میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھ سے فرمایا: ابو عبداللہ سے کہو کہ وہ مسلمانوں کے لئے وسعت کے ساتھ پانی پہنچانے کا انتظام کریں۔

شیخ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے گھر کے دروازے پر ایک سبیل لگا دی جس سے لوگ خوب پانی پیتے تھے، اس واقعے کو ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ شیخ پر شفاء کے آثار ظاہر ہونے لگے، پھنسیاں ختم ہوگئیں، اور چہرہ پہلے کی طرح صاف اور خوبصورت ہوگیا، اس کے بعد وہ کئی سال زندہ رہے۔

(الترغیب والترہیب للمنذری ج:۲ص:۵۳، ۵۴، فصل فی الصدقۃ والحث علیہا)

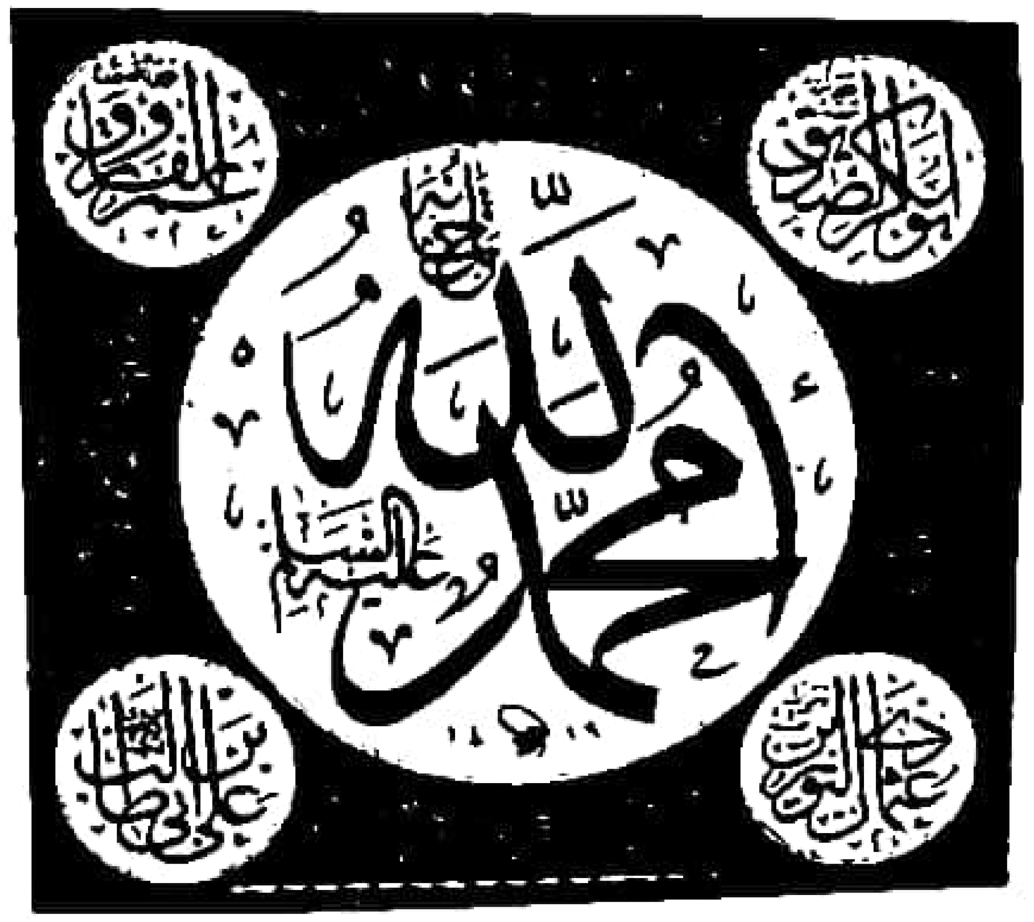

(۱۶۵)

اِس کی بخشش اُس کی ہلاکت

حضرت سیّدنا جریر بن عطیہ بن حذیفہ خطفی بن بدر رحمۃ اللہ علیہ قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتے ہیں، اپنے زمانے کے بہت بڑے شاعر تھے۔ 28ھ بمطابق 650ء کو یمامہ کے مقام پر پیدا ہوئے۔ نہایت پاک باز بزرگ تھے۔ متعدد مرتبہ دمشق گئے 110ھ بمطابق 728ء میں سفرِ آخرت پر روانہ ہوگئے۔

(الاعلام للزرکلی، جریر، ج۲،ص۱۱۹، البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، ج۶،ص۴۰۳)

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے: حضرت سیّدنا جریر بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ایک شخص نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: مافعل بک ربک یعنی آپ کے ربّ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا''۔ پوچھا: کس سبب سے؟ ارشاد فرمایا: ''اس تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کے سبب جو میں نے جنگل میں کہی تھی''۔ اس نے پھر پوچھا: فرزدق (شاعر) کا کیا ہوا؟ فرمایا: ''افسوس! وہ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کی وجہ سے ہلاک ہوگیا''۔

(البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، ج۶،ص۴۰۹)

کسی شخص کی موجودگی یا غیر موجودگی میں اس پر جھوٹ باندھنا بہتان کہلاتا ہے۔ اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ برائی نہ ہونے کے باوجود اگر پیٹھ پیچھے یا رو برو وہ برائی اس کی طرف منسوب کردی تو یہ بہتان ہوا۔

ہر جرم پہ جی چاہتا ہے پھوٹ کے روؤں

مثلاً کسی کو پیٹھ پیچھے یا سامنے ریا کار کہہ دیا اور وہ ریا کار نہ ہو یا اگر ہو بھی تو آپ کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو کیوں کہ ریا کاری کا تعلق باطنی امراض سے ہے لہٰذا اس طرح کسی کو ریا کار کہنا بہتان ہوا، اس بارے میں لوگوں پر گناہوں کی تہمت لگانے والون کے عذاب کی دل ہلا دینے والی روایت ملاحظہ کیجئے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھے ہوئے کئی مناظر کا بیان فرما کر یہ بھی فرمایا کہ کچھ لوگوں کو زبانوں سے لٹکایا گیا تھا۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ''یہ لوگوں پر بلا وجہ الزام لگانے والے تھے''۔ (شرح الصدور ص ۱۸۳-۱۸۴)

افسوس ہم نے نہ جانے زندگی میں کتنوں پر بہتان باندھے ہوں گے!

ہر جرم پہ جی چاہتا ہے پھوٹ کر روؤں
افسوس مگر دل کی قساوت نہیں جاتی

(۱۶۶)

ایک حدیث کے لئے ایک سال انتظار!

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کی ساتھ حضرت غالب قطان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے تھوڑا سا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علم حدیث حاصل کرنے کے لئے متقدمین نے کیسی کیسی صعوبتیں اُٹھائی ہیں، اور ایک ایک حدیث کتنی قدر و منزلت کے ساتھ حاصل کی ہے؟

حضرت غالب قطان رحمۃ اللہ علیہ روئی کے تاجر تھے، تجارت ہی کے سلسلے میں ایک مرتبہ کوفہ گئے، سفر خالص تجارتی تھا، لیکن جب کوفہ پہنچے تو سوچا کہ یہاں کے علمائے حدیث سے استفادہ بھی کرنا چاہئے، اس زمانے میں وہاں مشہور محدث حضرت سلیمان اعمش رحمۃ اللہ علیہ درسِ حدیث دیا کرتے تھے، یہ ان کے حلقے میں جانے لگے، اور بہت سی حدیثیں ان سے حاصل کیں۔

بالآخر جب تجارت کا کام ختم ہو گیا اور انہوں نے واپس بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو آخری رات حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ ہی کی خدمت میں گزاری، آخر شب میں حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ تہجد کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اس میں یہ آیت تلاوت کی:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ

اس تلاوت کے ساتھ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اور کلمات بھی کہے جس سے حضرت غالب قطان رحمۃ اللہ علیہ یہ سمجھے کہ ان کو اس آیت سے متعلق کوئی حدیث

Scanned with CamScanner

معلوم ہے۔ چنانچہ صبح کے وقت جب وہ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہونے لگے تو ان سے کہا: ''رات میں نے دیکھا کہ آپ فلاں آیت بار بار پڑھ رہے تھے، تو کیا اس آیت کے بارے میں آپ کو کوئی حدیث پہنچی ہے؟ میں سال بھر سے آپ کے پاس ہوں، آپ نے مجھے یہ حدیث نہیں سنائی''۔ اس کے جواب میں امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے نکل گیا:

وَ اللہِ لَا اُحَدِّثَنَّكَ بِهٖ سَنَةً ۔

ترجمہ: خدا کی قسم! میں سال بھر اور تمہیں یہ حدیث نہیں سناؤں گا۔

حدیث کیا تھی؟

غالب قطان رحمۃ اللہ علیہ تاجر آدمی تھے، کاروباری سلسلے میں آئے تھے، جتنا کچھ انہوں نے حاصل کرلیا تھا وہ کچھ کم نہ تھا، اور صرف ایک حدیث کی بات تھی، اور حدیث بھی کوئی احکام سے متعلق نہیں فضائلِ آیات سے متعلق ہے، لیکن شوق وذوق دیکھئے کہ یہ سن کر انہوں نے فوراً اپنا سفر منسوخ کر کے مزید سال بھر امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہنے کا فیصلہ کرلیا۔ خود فرماتے ہیں:

''میں وہیں ٹھہر گیا، اور امام اعمش کے دروازے پر اس دن کی تاریخ درج کردی، جب پورا ایک سال گزر گیا تو میں نے ان سے کہا: ابو محمد! سال گزر چکا ہے، اب وہی حدیث سنادیجئے''۔ اس پر امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث سنائی، حدیث یہ تھی:

حدثنی ابو وائل عن عبد اللہ بن مسعود قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یجاء بصاحبها یوم القیامة فیقول اللہ تعالیٰ: عبدی عهد الی وانا احق من وفی بالعهد ادخلوا عبدی الجنة ۔

ترجمہ: مجھے ابووائل نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سورۂ آل

عمران کی مذکورہ آیات ''شهد الله'' الخ پڑھا کرتا ہوا سے قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے نے مجھ سے عہد کیا تھا، اور میں ایفائے عہد کا سب سے زیادہ حق دار ہوں، میرے بندے کو جنت میں داخل کردو۔

(ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ: جامع بیان العلم وفضلہ ج:۱ص:۹۹، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، مصر)

الكلمة الطيبة صدقة

Scanned with CamScanner

(۱۶۷)

وصل کی اجازت ہوئی مگر فائدہ نہ ہوا

ابن جوزی لکھتے ہیں: میں نے نفس کو دیکھا کہ وہ اہل دنیا کی وقتی لذتوں کو تو دیکھتا ہے مگر بھول جاتا ہے کہ کیسے حاصل ہوئیں اور کیا کچھ آفات اپنے ساتھ لائیں ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ تو جب کسی حکمران یا سلطان کو دیکھے اور اس کی نعمتوں اور آسائشوں میں غور کرے تو وہ تجھے مخلوط ملیں گی جن میں ان کے اہل کاروں کے شر کی آمیزش ہوگی گو غیر شعوری طور پر ہی سہی پھر وہ خود بھی ہمہ وقت خوف میں رہتا ہے اپنے تمام امور میں متردد رہتا ہے ہر وقت دشمن کی ایذاء رسانی کا ڈر لگا رہتا ہے بڑے سے ڈرتا ہے اور پریشان ہے کہ کہیں معزول نہ کر دے ہمسر سے ڈرتا ہے کہ کوئی مکر اور شرارت نہ کر دے اس کا اکثر وقت ان سلاطین کی چاپلوسی میں گذرتا ہے جن کا اسے خطرہ ہے ان کے اموال کے حساب میں ان کے احکام کی تعمیل وتکمیل میں جن میں اکثر ناجائز ہوتے ہیں پھر اگر معزول ہوگیا تو حاصل کردہ تمام لذتوں پر پانی پھر گیا اور یہ لذتیں بھی کیا ہی خوف وخطر میں ڈوبی ہوئی اندر سے خطرہ سے بھری ہوئی باہر سے خطرہ میں لپٹی ہوئی اور خود خوف وخطر کا باعث بنی ہوئی ہیں' کسی تاجر کو دیکھو تو شہر شہر گھومنے پھرنے کے بعد جو کچھ پایا بڑی عمر میں جا کر پایا لذت کا زمانہ گذار کر پایا۔

ایک رئیس کی حکایت

جیسا کہ ایک رئیس کی حکایت ہے کہ شباب تو فقر کی حالت میں گذرا بڑھاپا آنے لگا تو دولت ملی بہت سے اموال کا مالک ہوگیا بہت سے ترکی غلام' اور رومی باندیاں

خریدیں اپنی شرح احوال خود ہی ان ابیات میں بیان کی ہے (ترجمہ) میں بیس برس کا تھا تو اس مال کی توقع تک نہ تھی جس کا میں ستر برس کا ہو کر مالک ہوا ہوں۔ میرے آس پاس ترکی حسینائیں چکر کاٹتی پھرتی ہیں جو ٹیلوں پر لہلہاتی شاخوں جیسی ہیں اور رومی دلفریب چھوکریاں جو حسن میں جنت کی حورعین جیسی ہیں وہ مجھے نرم ونازک انگلیوں سے دباتی ہیں ایسی نرم انگلیاں کہ ان کو گرہ دی جاسکتی ہے ان کا ارادہ ایسے مردہ کو زندہ کرنے کا ہے جس میں حرکت تک نہیں ہے بھلا ایک مدفون میت کو وہ کیسے زندہ کرلیں گی لوگ کہتے ہیں تو رات بھر روتا ہے جس سے ہمیں بھی نیند نہیں آتی آخر تیری تکلیف کیا ہے میں نے کہا: یہی اسی برس کی عمر کا بڑھاپا اور اکثر وبیشتر یہی حالت پائی جاتی ہے کہ ایک انسان کی مرغوب اور محبوب چیزیں اس کے دنیا سے کوچ کے وقت ہی جمع ہوتی ہیں اور اگر کسی کو جلدی یعنی شروع جوانی میں مل جاتی ہیں تو اس کی نوعمری میں تدابیر کو سمجھنے اور پوری طرح سے لذت اٹھانے میں مانع ہوتی ہے اور انسان اپنی نوعمری میں یہی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے جب تک ایک خاص عمر کو نہیں پہنچ جاتا اور اس وقت اسے بیوی کی فکر ہوتی ہے جیسی بھی مل جائے اور نکاح کے بعد اولاد ہو جائی تو لذتیں ختم اور اپنے اندر بھی وہ تیزی اور شوخی نہیں رہتی اور اولاد کے لئے کمائی کی فکر دامنگیر ہو جاتی ہے اور ابھی وہ تیس برس کے قریب قریب ہی ہوتا ہے کہ بڑھاپے کے آثار آنے لگتے ہیں اور اسے خود اپنا ڈر پیدا ہونے لگتا ہے جانتا ہے کہ اب عورتیں اس سے علیحدگی کو پسند کریں گی۔

معتز باللہ کے بیٹے کا شعر

جیسا کہ معتز باللہ کے بیٹے کا شعر ہے (ترجمہ) میں نے بڑھاپے میں اپنے آپ کو تھکا لیا ہے بھلا نرم ونازک دوشیزائیں اب مجھ سے کیسے محبت کریں گی۔ حسیناؤں میں دلچسپی رکھنے والے کا تو یہی حال دیکھے گا کہ اگر وہ ملتی ہے تو ہاتھ پلے کچھ نہیں کہ مراد حاصل کر سکے اور اگر مال جمع کرنے میں لگ گیا تو لذت اٹھانے کا وقت جاتا رہا اور مطلوب ومقصود حاصل ہوا بھی تو بڑھاپا بدمزگی کا بدترین تنکا اور بڑی مبغوض شے ہے پھر

صاحب مال کو اپنے مال کا خوف لگا رہتا ہے اپنے معاملہ والوں سے حسابات میں مشغول ہے اسراف یا بخل ہر حال میں مذمت ہوتی ہے اولاد اس کی موت کی منتظر اس کی باندی اسی پسند نہیں کرتی اور یہ اپنے غلاموں کی نگرانی میں لگا ہوا ہے عمر تو گذر گئی مشقتوں میں جھمیلوں میں اور لذتیں اس دوران میں ایک جھونکے کی طرح سے آتی ہیں جن میں کچھ لذت نہیں ہوتی اور قیامت میں امراء وتجار ذلت رسوائی کے عالم میں اٹھائے جائیں گے بجز ان کے جنہیں اللہ بچالے لہٰذا خبردار ان کی نعمتوں کی صورتوں اور ظاہر پر نگاہ مت لگانا کیونکہ یہ دور ہی سے اچھی لگتی ہے اور اگر کبھی پالے تو کراہت آنے لگے گی اور پھر ان کے ضمن میں دنیا وآخرت کی اور آفات ہیں جو بیان نہیں ہوسکتیں بس جہاں تک ہوسکے قناعت اختیار کرو کہ دنیا ودین کی سلامتی اسی میں ہے ایک زاہد کے پاس خشک روٹی تھی کسی نے پوچھا اس کی خواہش اور طلب تجھے کیسے پیدا ہوتی ہے کہنے لگے میں اسے چھوڑے رکھتا ہوں حتیٰ کہ خواہش ہونے لگتی ہے۔ (صید الخاطر)

(۱۶۸)

تصرفِ شیخ

برکت اہل زمیں حضرت شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس تشریف لے گئے تو ان کی ہمرکاب فقیہ ابوطاہر محلی بھی تھے۔ فقیہ ابوطاہر نے وہاں کے مدارس اور فقہاء کو ملاحظہ کیا' ان کے حالات ولباس اچھے تھے' ان میں اکثر اہل عجم تھے انہوں نے فقہاء سے ملاقات کرنے میں حیا محسوس کی' اور خود کو حقیر سمجھا' کیونکہ وہ سیاہ فام' فقیرانہ وضع میں پراگندہ حال تھے۔ فرماتے ہیں میں یہ سب دیکھ کر لوٹا اور شیخ کے پاس صبح تک رہا۔ حضرت شیخ نے فرمایا: ''تم جس مدرسہ کو دیکھ کر آئے ہوں وہاں جاؤ اور اس کا کام سرانجام دو''۔ فرماتے ہیں: مجھے یہ سن کر حیرت ہوئی اور یہ کام مجھے بھاری لگا مجھے محسوس ہوا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے مگر تعمیل حکم سے مفر نہ تھا۔ چنانچہ میں مدرسہ کی طرف ڈرتے ڈرتے گیا کہ مدرسہ کا پاسبان کہیں' مجھے روک نہ دے۔ مگر خیر اس نے نہیں روکا مدرسہ میں داخل ہوکر درسگاہ میں پہنچا جہاں مدرس اور طلبہ کا ایک بہت بڑا حلقہ بیٹھا ہوا تھا میں نے بھی حلقہ میں بیٹھنا چاہا مگر کسی نے مجھے جگہ نہیں دی اپنی حقارت کا احساس کرتے ہوئے میں سب سے پیچھے ہی بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک شخص درسگاہ کے دروازہ پر آیا۔ مدرس نے جوں ہی اسے دیکھا پیشانی پر شکن پڑگئی' چہرہ بدل گیا۔ مگر وہ اس کے استقبال کے لئے کھڑے بھی ہوگئے اور ساری جماعت بدمزہ ہوگئی۔ میں نے اپنے پاس والے طالب علم سے پوچھا آخر یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا یہ شخص جو ابھی آیا ہے جدلی ہے بحث ومباحثہ میں اس سے کوئی جیت نہیں سکتا۔ یہ آجائے تو شیخ اس کی دلجوئی کے سوا کچھ نہیں کرسکتے اور اس کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا شیخ نے اسے اپنی جگہ بٹھایا۔ اس نے بیٹھتے ہی بسم اللہ کہہ کر ایک اختلافی مسئلہ

Scanned with CamScanner

اٹھایا۔ جب وہ اپنا اعتراض کر چکا تو مجھ پر اس کے سوال وجواب کی پوری تفصیل منکشف ہو گئی۔ میں نے کوشش کر کے دو متعلمین کے درمیان اپنی جگہ بنائی۔

جدلی سے مناظرہ

میری زبان تیزی سے چلنے لگی۔ میں نے اہل مناظرہ کی طرح پہلے پورے سوال کی بلا تغیر تقریر کی۔ پھر اس کا جواب دیا' جس کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھ پر انکشاف ہوا تھا حالانکہ میں نے نہ کبھی علم مناظرہ سیکھا اور نہ مناظرہ کیا۔ میری تقریر سن کر مدرس اور ساری جماعت حیرت میں پڑ گئی اور ان لوگوں نے اسے بہت بڑا کمال سمجھا مدرس صاحب سے مناظر نے کہا یہ فقیہ آپ کے ہاں کہاں سے آیا؟ مدرس: میں نے انہیں ابھی دیکھا ہے۔ مناظر: ایسے ہی لوگوں کے لئے مدارس بنائے جاتے ہیں۔

مدرس بھی مجھ سے بہت خوش ہوئے کہ ان کے حلقہ مدرس میں ایسا شخص بھی تھا جس نے مناظر کو خاموش کر دیا اس کے بعد مدرس صاحب نے میرا نام دریافت کیا۔ میں نے بتایا تو انہوں نے فرمایا: ''میں آپ کو یہاں اعادہ درس کرانے کی حیثیت سے مقرر کرتا ہوں''۔ اس کے بعد وہ کھڑے ہوئے' ان کے ساتھ ہی میں اور پوری جماعت اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا: ''اے فقیر! ہم لوگوں کا طریقہ ہے کہ جب یہاں کوئی اعادہ کرانے والا مقرر کیا جاتا ہے تو ہم لوگ ان کی مشایعت کرتے ہیں اور تقرری کے روز ان کے ہمراہ ان کے گھر تک پہنچاتے ہیں''۔

ہم لوگ جب وہاں سے نکلے تو سب لوگ میرے ہمراہ چلنے لگے۔ میں نے ان لوگوں سے معذرت کی تو لوگ لوٹ گئے۔ میں خدمت شیخ میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا: ''اے فضولی! تم نے ان کو اپنے طریقہ اور عادت پر عمل کرنے سے کیوں منع کیا' وہ مشایعت کرتے''۔ میں نے عرض کیا: ''حضور میں نے یہ اس لئے کیا کہ کہیں آپ کو ناگوار نہ ہو''۔ اس کے بعد شیخ کے وصال فرمانے تک میں بیت المقدس ہی میں رہا اور حضرت شیخ بیت اللہ المقدس کے آگے مدفون ہوئے (رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ آمین) (روض الریاحین)

(۱۶۹)

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

ایک پاکستانی حاجی صاحب مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں حاضر ہوئے جس مکان میں مقیم ہوئے وہاں ایک بلّی رہتی تھی جو روزانہ اُن کے قریب آتی اور وہ اُس سے پیار کرتی، حاجی صاحب کے من میں مدینے کی بلّی خوب سما گئی تھی اور انہوں نے اُسے پاکستان لے جانے کی نیت کر لی تھی۔ بتمام حفاظت لے جانے کے لئے انہوں نے ایک پنجرے کی بھی ترکیب بنالی تھی، جب ہجرِ مدینہ کی جاں سوز گھڑیاں قریب آئیں، اور مدینے کی آخری رات آگئی تو حاجی صاحب نے بارگاہِ رسالت میں الوداعی سلام پیش کیا اور گھر آکر لیٹ گئے۔ خواب میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا، لبہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے:

''آپ خیریت سے رخصت ہوں گے مگر میری بلّی کو ساتھ نہ لے جانا یہ کئی دن سے روزانہ میرے دربار میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہے: مجھے بچا لیجئے! مدینہ چھوٹ رہا ہے''۔ (مدینۃ الرسول ص ۴۱۹، ملخصاً)

سبب وفورِ رحمت مری بے زبانیاں ہیں
نہ فغاں کے ڈھنگ جانوں نہ مجھے پکار آئے

(ذوقِ نعت)

ہرنی کی مشکل کشائی

ام المومنین حضرت سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی

Scanned with CamScanner

اللہ علیہ وسلم صحراء میں تھے۔ اچانک کسی نے پکارا: یارسول اللہ!! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متوجہ ہو کر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ پھر دوسری طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو بندھی ہوئی ایک ہرنی نظر آئی اُس نے عرض کی: ادن منی یا رسول اللہ! یارسول اللہ!! میرے قریب تشریف لائیے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب تشریف لا کر فرمایا: ما حاجتك؟ تیری کیا حاجت ہے؟ ہرنی بولی: اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں، آپ مجھے کھول دیجئے، میں ان دونوں کو دودھ پلا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گی۔ فرمایا: کیا تُو ایسا کرے گی؟ ہرنی نے عرض کی: اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب دے۔ (عشار ایسی حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا دس ماہ گزر جانے کے بعد بھی بچہ باہر نہ آئے، اور اس بے چاری پر بوجھ لادا جائے جس کے سبب وہ تکلیف سے خوب بلبلائے، چیخے چلائے) تو خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھول دیا اور اس نے جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور اس کے بعد وہ آ گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی بیدار ہو گیا اور اس نے دیکھ کر عرض کی: یارسول اللہ!! آپ کو کوئی کام ہے؟ فرمایا: ہاں اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اُس نے اُسے چھوڑ دیا۔ چوکڑیاں بھرتی ہوئی جا رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانك رسول اللہ (میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں)۔

(المعجم الکبیر ج ۲۳ ص ۳۳۱، حدیث ۷۶۳، الخصائص الکبری ج ۲ ص ۱۰۱)

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پر شترانِ ناشاد گلہ رنج و عنا کرتے ہیں

(حدائقِ بخشش شریف)

(۱۷۰)

عیادتِ مریض کے آداب و لطائف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیمار کی عیادت کو اسلامی حقوق میں سے قرار دیا ہے، لیکن بہت سے حضرات کو عیادت کے آداب کا علم نہیں ہوتا، نتیجہ یہ ہے کہ وہ بیمار کی تسلی دینے اور آرام پہنچانے کے بجائے اس کی تکلیف کا سبب بن جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول اور عمل سے عیادت کے آداب سکھائے ہیں، ہر مسلمان کو ان کی رعایت کرنی چاہئے:

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ سے اسے چھوتے اور یہ دُعا پڑھتے: "اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآئُكَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سُقْمًا"۔ (مشکوۃ المصابیح بحوالہ بخاری و مسلم)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عیادت کی سنت یہ ہے کہ مریض کے پاس تھوڑی دیر بیٹھا جائے اور شور کم کیا جائے۔ (مشکوۃ المصابیح)

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "العیادۃ فواق ناقۃ" یعنی بیماری کی عیادت بس اتنی دیر ہونی چاہئے جتنی دیر اُونٹنی کو دو مرتبہ دوہنے کے درمیان وقفے میں لگتی ہے (یعنی تھوڑی سی دیر)۔

(۴) حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "افضل ترین عیادت وہ ہے جس میں بیمار پُرسی کرنے والا جلدی اُٹھ کر چلا جائے"۔ (مشکوۃ بحوالہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ)

Scanned with CamScanner

دروازہ بند کردو مگر باہر سے

ان روایات کی روشنی میں علماء نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے کہ عیادت کرنے والا بیمار کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھے جس سے بیمار کو زحمت ہو۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بعض حضرات سے نقل کیا ہے کہ ہم ایک مرتبہ مشہور صوفی بزرگ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کو گئے، اور دیر تک بیٹھے رہے، وہ پیٹ کے درد سے بے چین ہو رہے تھے اور ہم اُٹھتے نہ تھے، بالآخر ہم نے ان سے کہا: ''ہمارے لئے دُعا فرمایئے تو ہم چلیں''۔ اس پر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا فرمائی: ''اَللّٰھُمَّ عَلِّمْھُمْ کَیْفَ یَعُوْدُوْنَ الْمَرْضٰی'' یااللہ! انہیں بیماروں کی عیادت کا طریقہ سکھا دے۔

ایسا ہی ایک لطیفہ منقول ہے کہ ایک شخص کسی بیمار کی عیادت کو گیا اور وہاں جم کر بیٹھ گیا، بیمار بیچارہ پریشان تھا، جب اس نے دیکھا کہ یہ شخص کسی طرح اُٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا تو اس نے کہا: ''آنے جانے والوں کی کثرت نے ہمیں پریشان کر دیا ہے''۔ لیکن وہ بندۂ خدا اب بھی نہ سمجھا، بولا: ''آپ فرمایئے تو اُٹھ کر دروازہ بند کر دوں؟''

بیمار نے عاجز آکر کہا: ''ہاں، لیکن باہر سے!''

مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''البتہ اگر آدمی کو یقین ہو کہ میرے زیادہ بیٹھنے سے بیمار خوش ہوگا تو مضائقہ نہیں''۔

(مرقاۃ المفاتیح ج:۲، ص:۳۱۸، ۳۱۹، کتاب الجنائز)

(۱۷۱)

بنی اسرائیل کا ایک عابد

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں حسن و جمال کا پیکر ایک عابد تھا جو اپنے ہاتھ سے زنبیل بنا کر فروخت کرتا اور اسی سے گزر بسر کرتا، ایک دن وہ بادشاہ کے دروازے کے قریب سے گزرا تو ملکہ کی ایک کنیز نے اسے دیکھ لیا اور ملکہ کو جا کر بتایا کہ یہاں ایک شخص ہے اس سے بڑھ کر خوبصورت میں نے نہیں دیکھا وہ شخص زنبیلیں بیچتا ہے ملکہ نے کہا: اسے میرے پاس بلا لاؤ جب وہ آیا تو ملکہ دیکھتے ہی فریفتہ ہوگئی اور اس عابد سے کہا کہ زنبیل پھینک دو اور یہ چادر لے لو اور کنیز سے کہا کہ تیل اور خوشبو لاؤ میں اس عابد سے اپنی خواہش پوری کروں گی۔ پھر عابد سے کہا کہ ہم تجھے زنبیل بیچنے سے غنی ''فارغ'' کر دیں گے، عابد نے کہا میں تو ایسا نہیں کر سکتا، ملکہ نے کہا میری خواہش پوری کئے بغیر تم یہاں سے نکل ہی نہیں سکتے اور پھر کنیز کو حکم دیا کہ دروازے بند کر دو۔ عابد نے جب یہ صورتحال دیکھی تو کہا کہ کیا تمہارے محل کی چھت پر رفع حاجت کی جگہ ہے؟ ملکہ نے کہا ہاں پھر کنیز سے کہا، کہ اس کے لئے وضو کا پانی اوپر پہنچا دو، عابد چھت پر گیا اور ایک کونے سے دیکھا کہ محل بہت اونچا ہے اور کوئی ایسی چیز بھی نہیں جس سے لٹک کر نیچے اترا جا سکے پھر اس نے اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے کہا کہ تو ستر سال سے اپنے ربّ کریم کی رضا کا طالب ہے شب و روز یہی حرص ہے لیکن آج کی شام ایک ایسی شام ہے جو تیری تمام محنت کو ضائع کر دے گی، اللہ کی قسم تو خائن ثابت ہوا اور یہ شام تیرے اعمال کو برباد کر گئی اب تو کس عمل سے خدا کو منہ دکھائیگا اسی

طرح وہ اپنے نفس کو ملامت کرتا رہا۔

جبریل پَر بچھائیں تو پَر کو خبر نہ ہو

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: جب اس نے اپنے آپ کو نیچے گرانے کا تہیہ کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! حضرت جبریل نے عرض کیا لبیک! حکم دیا کہ میرے بندے نے میری گرفت اور میری معصیت سے بچنے کے لئے جان دینے کا ارادہ کرلیا ہے تم اسے اپنے پروں میں بچالو اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے، چنانچہ جبریل نے اسے پروں میں لے کر زمین پر یوں رکھ دیا جیسے مہربان والد اپنے بیٹے کو رکھتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ عابد زنبیلیں وہیں چھوڑ کر مغرب کے وقت گھر پہنچا تو بیوی نے پوچھا زنبیلیوں کی قیمت کہاں ہے؟ عابد نے جواب دیا آج تو مجھے اس کی کوئی قیمت وصول نہیں ہوئی، بیوی نے کہا پھر آج رات کیا کھائیں گے؟ جواب دیا آج کی رات ہم صبر کرلیں گے پھر کہا کہ اٹھ اور تنور میں آگ جلا ورنہ ہمسائے تنور میں آگ نہ دیکھ کر پتہ نہیں کیا سوچیں گے اس طرح ان کے دل تو مطمئن ہوں گے چنانچہ بیوی نے تنور میں آگ جلائی اور واپس آ کر بیٹھ گئی اتنے میں پڑوس سے ایک خاتون آگ لینے آئی اور پوچھا: آگ ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے جاؤ اور تنور سے لے لو اور خاتون آگ لے کر آئی اور کہا: اے فلانی تو بیٹھی ہوئی میاں سے باتیں کر رہی ہے جبکہ تنور میں تیری روٹیاں پک چکی ہیں اور قریب ہے کہ وہ جل جائیں! پس وہ اٹھی اور دیکھا کہ تنور روٹیوں سے بھرا ہوا ہے، اس نے روٹیاں نکالیں اور برتن میں رکھ کر میاں کے پاس لے آئی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ یہ معاملہ اپنے خاص کرم سے کیا ہے لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ ہماری بقیہ زندگی خوشحالی میں گزرے، عابد نے کہا اللہ کی بندی اسی پر صبر کر، جب بیوی نے مسلسل اصرار کیا تو اس نے کہا اچھا دُعا کرتا ہوں پھر آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہوئے عرض کیا اے اللہ میری بیوی نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ ہماری بقیہ عمر خوشحالی میں بسر ہو اتنے میں گھر کی چھت

پھٹ گئی۔

اور دُعا قبول ہوگئی

اور ایک طشتری نیچے آئی جو یاقوت جو موتیوں سے بھری ہوئی تھی جس سے سارا گھر منور ہوگیا جس طرح سورج کی روشنی سے ہوتا ہے پھر عابد نے قریب ہی لیٹی ہوئی بیوی کا پاؤں دبایا اور کہا اٹھ کر بیٹھ اور جو مانگا تھا وہ لے لے بیوی نے کہا جلدی نہ کر اور نہ ہی مجھے اس کے لئے جگا میں نے تو نیند میں سونے کی کرسیاں بچھی ہوئی دیکھی ہیں جو یاقوت اور زبرجد سے جڑی ہوئی ہیں مگر ان میں سوراخ ہیں میں نے پوچھا یہ کس کے لئے ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ تیرے شوہر کے بیٹھنے کے لئے ہیں تو میں نے پوچھا کہ یہ سوراخ کیسے ہیں؟ بتایا گیا کہ تیرے شوہر کی جلد بازی کی وجہ سے میں نے کہا مجھے ایسی کوئی چیز نہیں چاہئے جس سے تیری نشست گاہ میں سوراخ ہو پس آپ اپنے ربّ سے دُعا کریں کہ وہ اسے واپس لے لے، عابد نے دُعا کی اور وہ طشتری لوٹ گئی۔ (تنبیہ الغافلین)

Scanned with CamScanner

(۱۷۲)

امام محمد بن سیرین اور ان کے فرامین

حضرت سیّدنا امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ 33ھ بمطابق 653ء میں پیدا ہوئے۔ تابعی بزرگ اور بصرہ میں علوم دینیہ میں اپنے وقت کے امام تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے اور اونچا سنتے تھے، علم فقہ حاصل کیا اور حدیث کی روایت بھی کی، تقویٰ و پرہیز گاری اور خوابوں کی تعبیر بتانے میں مشہور تھے۔ حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فارس میں انہیں اپنا کاتب مقرر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

(الاعلام للزرکلی، ابن سیرین (محمد بن سیرین) ج۶، ص۱۵۴)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 110ھ بمطابق 729ء کو ہوئی۔ آپ کے ارشادات یہ ہیں:

☆ فرمایا میں نے دنیا کی چیز پر کسی سے حسد نہیں کیا کیونکہ اگر وہ جنتی ہے تو میں دنیا کی چیز پر اس سے کیسے حسد کرسکتا ہوں حالانکہ وہ جنت کی طرف جارہا ہے اور اگر وہ جہنمی ہے تو میں دنیا کی چیز پر اس سے کیسے حسد کرسکتا ہوں حالانکہ وہ جہنم کی طرف جارہا ہے۔

(تاریخ دمشق، الرقم: ٦٤٤٤، محمد بن سیرین ج٥٣، ص٢١٦)

☆...... جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے جو اس کے دل میں ایک واعظ پیدا فرمادیتا ہے (جو اسے نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے منع کرتا ہے)۔

(تاریخ مدینة دمشق، الرقم ٦٤٤٤، محمد بن سیرین، ص ٢٢١)

☆...... شعر اس قوم کا علم ہے جن کے پاس اس کے علاوہ دوسرا علم نہیں ہے اور شعر تو محض کلام ہے تو جو شعر اچھا ہے وہ اچھا کلام ہے اور جو برا ہے وہ برا کلام ہے۔ (ایضاً)

دنیا کے غم کا صلہ

حکم بن حجل حضرت سیّدنا امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے گہرے دوست تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے تو انہیں سخت صدمہ پہنچا، یہاں تک کہ ان کی اس طرح عیادت کی جانے لگی جس طرح مریض کی عیادت کی جاتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے اپنے بھائی کو خواب میں ایسی ایسی حالت میں دیکھا اور ان سے پوچھا: ''اے میرے بھائی! میں نے آپ کو تو خوش کن حالت میں دیکھ لیا ہے، یہ بتائیے کہ حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟'' ارشاد فرمایا: ''وہ مجھ سے 70 درجے بلند مقام و مرتبے پر فائز ہیں''۔ میں نے عرض کی: ''ایسا کیوں حالانکہ ہم تو آپ کو ان سے افضل گمان کرتے تھے؟'' ارشاد فرمایا: ''اس لئے کہ وہ دنیا میں بہت زیادہ رنجیدہ اور غمگین رہا کرتے تھے''۔ (ایضاً: ص ٢٤٢)

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ ہمارے بزرگانِ دین فکر آخرت میں بہت زیادہ غمگین رہا کرتے تھے گویا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور ارشادات ان حضرت کے پیش نظر ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر غمگین دل سے محبت فرماتا ہے''۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الرقاق، ج۵، ص۴۴۹)

خود ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ ''آپ مسلسل رنجیدہ اور دائمی فکر میں ڈوبے رہتے تھے، آپ کو کسی پل راحت و آرام نہ تھا، اکثر اوقات خاموش رہا کرتے اور حاجت کے بغیر کلام نہ فرماتے تھے''۔

(الشمائل المحمدیہ للترمذی، باب کیف کان کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص۱۳۵)

(۱۷۳)

عبداللہ بن مبارک کا انقلابِ زندگی

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا نام آج پوری دنیائے اسلام میں انتہائی عقیدت واحترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ حدیث وفقہ اور تصوف تینوں میں آپ کو امامت کا منصب حاصل ہے۔ لیکن یہ بات کم لوگوں کو معلوم ہے کہ حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ سے ایسے نہ تھے، جوانی کی ابتدا میں آپ نہایت آزاد منش نوجوان تھے۔ شراب نوشی کے عادی، گانے بجانے کے شوقین، لہو ولعب کے خوگر، اللہ نے دنیاوی مال واسباب بھی بہت کچھ دیا تھا۔ ایک مرتبہ سیب پکنے کا موسم آیا تو اپنے سیبوں کے باغ میں دوستوں کی ایک محفل منعقد کی، بہترین کھانا پکایا گیا، کھانے کے بعد شراب کا دور چلا اور سرود وطرب کی مجلس جمی، جام پر جام لنڈھائے گئے، عبداللہ بن مبارک نے شراب اتنی زیادہ پی لی کہ نشے کی شدت سے بے ہوش ہوگئے۔ رات بھر بے ہوش پڑے رہے، صبح کے وقت ہوش آیا تو قریب چنگ پڑا ہوا تھا اسے ہاتھ میں لے کر بجانا چاہا تو اس سے آواز نہ نکلی، مگر اس فن میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے، اس کے تاروں کو ٹھیک کیا اور پھر بجانا چاہا لیکن اس مرتبہ بھی کوئی آواز نہ آئی، اسی حیرانی میں تھے کہ چنگ سے آواز آئی: ''اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ'' ''کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دِل اللہ کی یاد کے لئے نرم ہوں؟''

جب کرم ہوتا ہے

یہ قرآنی آیت سننا تھا کہ دِل میں چوٹ لگ گئی، فوراً چنگ توڑ دیا، شراب بہادی،

جسم پر جو ریشمی کپڑے تھے انہیں پھاڑ ڈالا اور اسی وقت توبہ کر کے طلب علم دِین اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ یہ واقعہ ابوعبداللہ بن حماد نے تاریخ مختصر المدارک میں اسی طرح بیان کیا ہے، مگر طبقاتِ کفوی میں دوسری طرح مذکور ہے۔ وہ باغ اور شراب نوشی کا قصہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خواب دیکھا کہ ایک جانور کسی قریبی درخت پر اس آیت کی تلاوت کر رہا ہے، اسے سن کر یہ انقلاب آیا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں روایتوں کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''ممکن ہے حق تعالیٰ نے اوّل خواب میں کسی پرندے کی آواز سے ان کو باخبر کیا ہو، اور پھر بیداری میں چنگ کے ذریعے سے اس کی تاکید کی گئی ہو''۔

(بستان المحدثین ص:۹۷، اصح المطابع کراچی)

(۱۷۴)

اللہ کی پناہ ڈھونڈنا

ابن جوزی فرماتے ہیں: بعض حکمرانوں کے ساتھ میری مذہبی لگاوٹ ہوگئی کیونکہ میں اپنی تقریروں میں قرآن کے کلام اللہ ہونے کا اس کے قدیم ہونے کا ذکر کرتا تھا نیز یہ کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا اظہار کرتا تھا میں نے ایک رات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کرتے ہوئے کہا: میرے آقا تمام لوگوں کی پیشانیاں تیرے قبضہ میں ہیں ان میں سے کوئی بھی مجھے تکلیف پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا جب تک تیرا فیصلہ نہ ہو اور خود تیرا فرمان مبارک ہے (وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ) (اور وہ اس سے اللہ کے حکم کے بغیر کسی کا نقصان نہیں کر سکتے) اور ایک پریشان حال کا دل تو نے اس فرمان کے ساتھ خوش کر دیا ہے "قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا" (تو کہہ دے ہمیں ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا) اور اگر مخالفوں میں سے کسی کے ذریعہ تو نے ایسا فیصلہ فرما دیا جس میں میری رسوائی ہے تو مجھے اپنی جان سے بڑھ کر اس کی مخالف کی نصرت کے خطرہ کا اندیشہ ہے کہ چرچا ہو جائے گا اگر یہ حق پر ہوتا تو یوں اس کی رسوائی نہ ہوتی اور اگر میں اپنے گناہوں اور خطاؤں کو دیکھوں تو میں رسوائی ہی کے قابل ہوں تاہم میں اس سنت پر زندگی گذارتا ہوں جس کی تو نصرت فرماتا ہے پس مجھے تو اس کی پناہ میں داخل کر لے اور مجھے تیرے نیک بندوں کی ایک جماعت نے تیری امانت میں دیا ہے میری وجہ سے نہ سہی ان کی وجہ سے میری حفاظت فرما۔ میرے آقا میرے دشمن کے مقابلہ میں میری مدد فرما کہ وہ کما حقہ تیری

معرفت نہیں رکھتے اور ہر حال میں تجھ سے اعراض کئے ہوئے ہیں اور میں ہر چند گنہگار ہوں مگر منسوب تو تیری ہی طرف ہوں۔

سعادت مند کون؟

مزید فرمایا: سعادت مند ہے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی دکھاتا ہے اور عافیت کا سوال کرتا ہے کیونکہ عافیت یوں ہی نہیں مل جاتی بلکہ مصیبت یا آزمائش کچھ ضرور آتی ہے اور عاقل انسان عافیت مانگتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کے اکثر احوال پر غالب آجاتی ہے اور تھوڑی مصیبت پر یہ صبر کر لیتا ہے حاصل یہ کہ انسان کو معلوم ہونا چاہئے کہ محبوب و مرغوب خالص ملنے کی کوئی صورت نہیں ہر گھونٹ میں گلا پکڑنے والی چیز اور لقمہ میں ہڈی موجود ہوتی ہے شعر (ترجمہ) کتنے لوگ قدیم زمانے سے دنیا کے عاشق ہیں مگر وصال کی راہ میسر نہیں اور در حقیقت صبر تقدیر کے فیصلہ پر ہوتا ہے اور یہ فیصلہ عموماً مراد نفس کے خلاف ہی ہوتا ہے پس عاقل وہ ہے جو نفس کو اجر کے وعدے اور آسانی کی امید پر صبر کے لئے تیار کرتا رہتا ہے تاکہ مصیبت کا زمانہ کسی شکوہ شکایت کے بغیر گذر جائے اور پھر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا رہے اور عافیت کا سوال کرتا ہے۔

(صید الخاطر)

(۱۷۵)

شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ کبیر ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں مجلس کرتے تھے جس میں خود تشریف فرما ہوتے اور شیخ ابوالعباس قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہوا تذکرہ سناتے۔ ایک روز شیخ کی مجلس میں ابوالعباس طنجی آئے۔ اب قاری مذکور (قسطلانی) نے کتاب کھولی اور کچھ نہ پڑھ سکے، خاموش رہے۔ شیخ قرشی نے فرمایا: خاموش کیوں ہو؟ پڑھتے کیوں نہیں؟ جواب دیا کتاب بالکل سادی ہے شیخ قرشی نے فرمایا: ''یہاں سے مگر قاری کو ورق سادہ نظر آیا'' لوگوں نے کہا یہ ابوالعباس کی حرکت ہے شیخ نے فرمایا: اے ابوالعباس میرے ساتھ یہ کرتے ہو؟ اس کے بعد پھر آپ نے قاری سے پڑھنے کے لئے فرمایا اب انہوں نے دیکھا تو کتاب لکھی ہوئی تھی۔ شیخ ابوالعباس قسطلانی نے دنیا چھوڑ کر شیخ قرشی کی صحبت اختیار کر لی تھی اور اپنے زمانے میں مصر کے مشہور زاہد ہوئے۔ ریاضت ومجاہدہ بہت کرتے تھے۔ اخیر عمر میں مکہ مکرمہ ہجرت کر لی تھی وہیں انتقال ہوا وہاں ان کی قبر مشہور ہے۔

قیام مدینہ منورہ کے زمانے میں ایک بار وہاں قحط پڑا۔ لوگوں نے استسقاء کے سلسلے میں یہ رائے کی کہ ایک روز اہل مدینہ نماز استسقاء پڑھیں۔ ایک دن مجاورین' اور ایک دن مسافرین چنانچہ اہل مدینہ نے طلب بارش کی نماز پڑھی مگر بارش نہیں ہوئی۔ دوسرے روز شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے ڈھیر سارا کھانا تیار کرایا اور فقراء واہل حاجت کو کھلا کر طلب بارش کی تو بارش ہوئی۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ آمین ۔

(روض الریاحین)

(۱۷۶)

خیر خواہی کا واقعہ

حافظ ابوالقاسم طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے حضرت جریر بن عبداللہ صحابی رضی اللہ عنہ کا ایک بصیرت افروز قصہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو ایک گھوڑا خرید لانے کا حکم دیا۔ وہ تین سو درہم میں گھوڑا خرید لایا اور گھوڑے کے مالک کی رقم دلوانے کے لئے ساتھ لے آیا، حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو طے شدہ دام بھی بتلائے گئے اور گھوڑا بھی پیش کر دیا گیا۔ آپ نے اندازہ کیا کہ گھوڑے کی قیمت تین سو درہم سے کہیں زائد ہے، چنانچہ آپ نے گھوڑے کے مالک سے کہا: ''آپ کا یہ گھوڑا تین سو درہم سے زائد قیمت کا ہے، کیا آپ چار سو درہم میں فروخت کریں گے؟'' اس نے جواب دیا: ''جیسے آپ کی مرضی!'' پھر فرمایا: ''آپ کے گھوڑے کی قیمت چار سو درہم سے بھی زائد ہے، کیا آپ پانچ سو میں بیچیں گے؟'' اس نے کہا: ''میں راضی ہوں!'' اسی طرح حضرت جریر رضی اللہ عنہ گھورے کی قیمت میں سو درہم کی زیادتی کرتے چلے گئے، بالآخر آٹھ سو درہم میں گھوڑا خرید لیا اور رقم مالک کے حوالے کر دی۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ جب مالک تین سو درہم پر راضی تھا، آپ نے اسے آٹھ سو درہم دے کر اپنا نقصان کیوں مول لیا؟ آپ نے جواب دیا: گھوڑے کے مالک کو قیمت کا صحیح اندازہ نہیں تھا، میں نے خیر خواہی کرتے ہوئے اس کو پوری قیمت ادا کی ہے، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہمیشہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا، میں نے اس وعدے کا ایفاء کیا ہے۔ (نووی شرح مسلم ج:۱، ص:۵۵)

Scanned with CamScanner

(۱۷۷)

پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا

815ھ کا واقعہ ہے، ایک اونٹ اپنے مالک سے خود کو چُھڑا کر بھاگ کھڑا ہوا، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً پہنچا اور سیدھا مسجد الحرام میں داخل ہو گیا، لوگ پکڑنے دوڑے مگر کسی کے ہاتھ میں نہ آیا، اُس نے کعبہ مشرفہ کے گرد سات چکر لگائے پھر حجرِ اسود پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے، اس کے بعد میزابِ رحمت کے سامنے کھڑا ہو گیا، اُس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے، اسی طرح روتے روتے وہ زمین پر آ رہا اور اُس کا دم نکل گیا۔ لوگوں نے اُسے بصد احترام اُٹھایا اور صفا ومروہ کے درمیان دفنا دیا۔ (کتاب الحج ص ۱۱۴ ملخصاً) (اُس دور میں آج کل کی طرح کا معاملہ نہ تھا وہاں تدفین ممکن تھی چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے **بستان المحدثین** صفحہ 298 پر لکھا ہے: مشہور محدثِ حضرت سیّدنا امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ صفا ومروہ کے درمیان مدفون ہیں)

تصدق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر
طوافِ خانہ کعبہ عجب دلچسپ منظر ہے

سرکش اونٹوں نے حضور کو سجدہ کیا

غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم ایک سفر میں محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ہم نے ایک عجیب بات دیکھی (اور وہ یہ کہ) ہم ایک منزل میں اُترے، وہاں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: یا نبی اللہ! میرا ایک باغ ہے

کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہ معاش (گزر بسر کا ذریعہ) ہے اس میں میرے دو شتر (دو اُونٹ) آبکش (کنویں سے پانی کھینچنے والے) تھے، دونوں مست ہو گئے نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں، کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام (علیہم الرضوان) اُٹھ کر اُس کے باغ کو گئے۔ فرمایا: کھول دے، عرض کی: یا نبی اللہ! ان کا معاملہ اس سے سخت تر ہے، فرمایا: کھول، دروازے کو جنبش (حرکت) ہوئی تھی کہ دونوں (اُونٹ) شور کرتے ہوا کی طرح جھپٹے دروازہ کھلا اور اُنہوں نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا فوراً سجدے میں گر پڑے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سر پکڑ کر مالک کے سپرد کر دیئے اور فرمایا: ''ان سے کام لے اور چارا بخوبی دے''۔ حاضرین نے عرض کی: یا نبی اللہ! چوپائے حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو حضور کے سبب ہم پر اللہ کی نعمت تو بہتر ہے، اللہ نے گمراہی سے ہم کو راہ دکھائی اور حضور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا وآخرت کے مہلکوں (ہلاک کرنے والی چیزوں) سے نجات دی کیا حضور ہم کو اجازت نہ دیں گے کہ ہم حضور کو ''سجدہ'' کریں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سجدہ میرے لئے نہیں، وہ تو اُسی زندہ کے لئے ہے جو کبھی نہ مرے گا، امت میں کسی کو سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا۔ (دلائل النبوۃ ص ۲۲۸)

ملک وجن وبشر پڑھتے ہیں کلمہ اُن کا
جانور سنگ وشجر کرتے ہیں چرچا اُن کا

(قبالۂ بخشش)

ہجر وفراق محبوب میں جان دے دی

سلطان دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصالِ ظاہری کے سبب انس وجان کے ساتھ ساتھ بے زبان حیوان بھی صدمے سے دوچار ہوئے (۱) ایک دراز گوش (گدھا) جس پر جنابِ محبوبِ باری صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سواری فرمایا کرتے تھے، فرطِ غم سے بے تاب ہو کر اُس نے ایک کنویں میں چھلانگ لگا کر جان دے دی (۲) سرورِ انبیاء صلی اللہ

علیہ وسلم کی خاص اُونٹنی بھی دیدارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر بے قرار رہنے لگی، کھانا پینا چھوڑ دیا اور اس طرح اُس نے بھی بھوک پیاس سے جان دے دی۔

(مدارج النبوت حصہ ۲ ص ۴۴۴)

اُن کے در پر موت آ جائے تو جی جاؤں حسنؔ
ان کے در سے دور رہ کر زندگی اچھی نہیں

(ذوقِ نعت)

مدینے کے کبوتر

قطبِ مدینہ حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ انتظامیہ نے مسجد نبوی شریف کے حرم انور کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے فیصلہ کیا کہ حرم شریف میں کبوتروں کے لئے دانہ نہ ڈالا جائے، اس طرح کبوتر دانے کی تلاش کے لئے دوسری جگہوں میں منتقل ہو جائیں گے۔ اس حکم پر عمل کیا گیا اور کئی دن تک دانہ نہ ڈالا گیا مگر کبوتروں کی گنبدِ خضراء سے محبت کا یہ عالم تھا کہ بھوک سے مر رہے تھے مگر آستانہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ اہل مدینہ نے اپنی آنکھوں سے یہ عشق ومحبت بھرا منظر دیکھا، پھر دنیا میں یہ بات شہرت پکڑ گئی تو لوگوں نے حکومت کو تار دیئے اور اصرار کیا، تب حکومت نے پھر حسبِ سابق کبوتروں کو دانہ ڈالنا شروع کیا۔

(انوارِ قطب مدینہ ص ۵۴ ملخصاً)

وہ مدینے کے پیارے کبوتر، جب نظر آئیں تجھ کو برادر
ان کو تھوڑے سے دانے کھلا کر، تو سلام میرا رو رو کے کہنا

(وسائلِ بخشش ص ۵۹۲)

(۱۷۸)

ایک پاکباز صحابیہ

حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب صحابیات میں سے ہیں جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی، ان کا اسم گرامی رُمیصاء تھا، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے اپنے آپ کو جنت میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا کہ اچانک میری نگاہ ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء پر پڑی''۔ عہدِ رسالت میں ان کے کئی واقعات ایسے ہیں جنہوں نے ان کو صحابی خواتین میں ایک منفرد مقام عطا کیا ہے۔ حافظ ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب واقعات ''حلیۃ الاولیاء'' میں یکجا لکھ دیئے ہیں، وہیں سے ترجمہ وتشریح کے ساتھ پیشِ خدمت ہیں۔

نکاح کا عجیب واقعہ

ان کے نکاح کا واقعہ عجیب ہے، یہ اپنے نکاح سے پہلے اسلام لا چکی تھیں، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جو بعد میں ان کے شوہر بنے، اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کفر ہی کی حالت میں انہیں شادی کا پیغام دیا، اس کے جواب میں اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا: ''ابوطلحہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم نے ایک ایسی لکڑی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے جو زمین سے اُگی ہے، اور اسے فلاں قبیلے کے ایک حبشی شخص نے گھڑا ہے؟'' ''ہاں جانتا ہوں!'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

Scanned with CamScanner

"کیا تمہیں ایسی لکڑی کو معبود قرار دیتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ تم جیسے آدمی کا پیغام ردّ نہیں کیا جا سکتا، لیکن میں مسلمان ہو چکی ہوں اور تم ابھی کافر ہو، اگر تم اسلام لے آؤ تو مجھے اس کے سوا کوئی مہر نہیں چاہئے"۔ حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔

"لیکن تم تو اس مرتبے کی عورت ہو کہ یہ تمہارا مہر نہیں بن سکتا" ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "پھر میرا مہر کیا ہو سکتا ہے؟" حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا۔

"سونا چاندی!" ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ "لیکن مجھے نہ سونا چاہئے، نہ چاندی، میں تو تم سے بس اسلام چاہتی ہوں" حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے دِل میں اسلام گھر کر گیا، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "ابوطلحہ تمہارے پاس اس حال میں آئے ہیں کہ ان کی آنکھوں کے درمیان اسلام کا نور چمک رہا ہے"۔ اس کے بعد ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئیں۔

مجاہدانہ کردار

یہی اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا ہیں جن کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "غزوۂ اُحد کے موقع پر میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا، انہوں نے پائینچے چڑھائے ہوئے تھے، وہ اپنی پشت پر پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتیں، اور مجاہدوں کو پانی پلاتیں، جب مشکیزے خالی ہو جاتے تو پھر لوٹتیں اور تازہ پانی بھر لاتیں" (اس وقت تک پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے)۔

اور غزوۂ حنین کے موقع پر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اسی پاکباز بیوی کو دیکھا کہ ایک خنجر لئے کھڑی ہیں، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا! یہ کیا ہے؟" انہوں نے جواب دیا: "یہ خنجر ہے اور میں نے اس لئے تھام رکھا ہے کہ کسی

مشرک نے میرے قریب آنے کی کوشش کی تو یہ اس کے پیٹ میں اُتار دوں گی"۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے مجاہدانہ عزم کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا! (اب تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہوگی) اللہ کافی ہو گیا ہے"۔

ہمت وصبر کی انتہا

یہی اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے صاحب زادے بیمار ہو گئے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انہیں بیمار چھوڑ کر کام پر چلے گئے، اس دوران میں صاحب زادے کا انتقال ہو گیا۔ حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے ان پر کپڑا ڈالا، جس کوٹھری میں انتقال ہوا تھا، نعش اسی میں رہنے دی، اور آکر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کرنے لگیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ روزے سے تھے اور اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ پسند نہ کیا کہ افطار وغیرہ سے پہلے انہیں اس جانکاہ غم میں مبتلا کریں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ شام کے وقت گھر آئے، بچے کا حال پوچھا اور اسے دیکھنے کے لئے کوٹھری میں جانے لگے، لیکن اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: "وہ بہت اچھی حالت میں ہے اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں"۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ لوٹ آئے اور مطمئن ہو کر افطار کرنے لگے۔ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے استقبال کے لئے حسبِ معمول سنگھار بھی کیا اور گھر کی فضا پر حادثے کا معمولی اثر بھی نہ ہونے دیا، رات حسبِ معمول ہنستے کھیلتے گزری، تہجد کے وقت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

"ابوطلحہ! فلاں قبیلے کے لوگ عجیب ہیں انہوں نے اپنے پڑوسیوں سے کوئی چیز عاریۃً مانگی، پڑوسیوں نے دے دی، مگر یہ اسے اپنی سمجھ کر بیٹھ گئے، اب وہ اپنی چیز مانگتے ہیں تو یہ ان پر خفا ہوتے ہیں"۔

'انہوں نے بڑا برا کیا، یہ تو انصاف کے صریح خلاف ہے' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے

Scanned with CamScanner

کہا۔

اس پر اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا بولیں: ''آپ کا بیٹا بھی اللہ نے عاریۃً آپ کو دیا تھا، اور اب اس نے اس کو واپس بلا لیا ہے، وہی اس کا مالک تھا، ہمیں صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں''۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر حیران رہ گئے اور جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: "يا ابا طلحة ! بارك الله لكما في ليلتكما" (ابوطلحہ! اللہ نے تمہاری گزشتہ رات میں تم پر بڑی برکتیں نازل کی ہیں)۔

خصوصی تعلق ومحبت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے سوا مدینہ طیبہ کے کسی گھر میں تشریف نہیں لے جاتے تھے، صرف ایک اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کے یہاں جایا کرتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے ان پر رحم آتا ہے، ان کے بھائی میرے ساتھ قتل ہوئے تھے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور دوپہر کے وقت وہیں محوِ خواب ہو گئے، سوتے ہوئے آپ کے جسم اطہر سے پسینہ بہت نکلا، اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو ایک شیشی لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اس میں جمع کرنا شروع کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے پوچھا: اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا! یہ کیا کر رہی ہو؟'' حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''یہ آپ کا پسینہ ہے، ہم اسے اپنی خوشبوؤں میں ملائیں گے، یہ ہر عطر سے زیادہ خوشبودار ہے''۔

(حلیۃ الاولیاء، لابی نعیم الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ ج:۲ ص:۵۷ تا ۶۱، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۳۸۷ھ)

(۱۷۹)

حضرت ثعلبہ کا گناہ اور توبہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی تو حضرت سعید بن عبدالرحمٰن اور حضرت ثعلبہ کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا پھر آپ غزوۂ تبوک میں تشریف لے گئے تو سعید بن عبدالرحمٰن بھی ساتھ چلے گئے جب کہ گھر والوں کی حفاظت کے لئے اپنے بھائی ثعلبہ کو چھوڑ گئے چنانچہ وہ اہل خانہ کے لئے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور کمر پر پانی بھر کر لاتے ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ سے حصول ثواب کی خاطر تھا پس ایک دن ثعلبہ جونہی گھر میں داخل ہوئے تو ابلیس لعین پہنچ گیا اور ثعلبہ سے کہا کہ پردے کے پیچھے تو دیکھو! ثعلبہ نے پردہ اٹھایا اور اپنے بھائی سعید کی خوبصورت بیوی کو دیکھا تو صبر نہ کر سکے یہاں تک کہ گناہ میں ملوث ہو گئے، بھاوج نے کہا: اے ثعلبہ تو نے مجاہد فی سبیل اللہ بھائی کی عزت وآبرو کی کیا حفاظت کی؟ یہ سنتے ہی ثعلبہ واویلا کرنے لگا اور اپنی بربادی وہلاکت کو پکارتا پہاڑ کی طرف بھاگ نکلا اور بلند آواز سے کہنے لگا یا اللہ تو تو ہی ہے اور میں میں ہوں، تو ہمیشہ بخشنے والا ہے اور میں ہمیشہ گناہ کرنے والا ہوں۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوہ سے لوٹے تو تمام بھائیوں نے اپنے بھائیوں کا استقبال کیا مگر ثعلبہ اپنے بھائی سعید کے استقبال کو نہیں آئے تھے چنانچہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر جا کر بیوی سے پوچھا کہ میرے دینی بھائی ثعلبہ نے کیا کیا ہے کہ وہ استقبال کو نہیں آیا؟ بیوی نے کہا: اس نے خود کو گناہ کے سمندر میں پھینک دیا ہے اور وہ

چیختا چلاتا پہاڑ کی طرف بھاگ گیا ہے، سعید اس کی تلاش میں نکلے تو دیکھا کہ وہ منہ کے بل ہاتھوں پر سر رکھے پڑا ہوا ہے اور زور زور سے کہہ رہا ہے! ہائے میری ذلت و رسوائی کہ میں نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی ہے۔ سعید نے اس سے کہا: اے میرے بھائی اٹھو اور بتاؤ کہ کس بات پر یہ حالت ہوگئی ہے؟ ثعلبہ نے جواب دیا میں تیرے سامنے کھڑا نہیں ہوسکتا جب تک کہ تو میرے ہاتھوں کو میری گردن کے پیچھے غلاموں کی طرح نہ باندھ دے، چنانچہ سعید نے ایسا ہی کیا، ثعلبہ کی بیٹی خمصانہ بھی موجود تھی پھر وہ ثعلبہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر لے آئے جب حاضر خدمت ہوئے تو ثعلبہ نے کہا: میں اپنے غازی بھائی کی بیوی کے ساتھ گناہ کرچکا ہوں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نکل جاؤ میرے پاس سے میرا دل چاہتا ہے کہ میں اٹھ کر تیرے بال کھینچ لوں! بھاگ جاؤ یہاں سے تیری توبہ قبول نہیں۔

ثعلبہ کی چیخ و پکار

چنانچہ ثعلبہ یہاں سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور حاضر خدمت ہوکر اپنا جرم دہرایا اور پوچھا: کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نکل جاؤ یہاں سے کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری آگ مجھے بھی جلا دے میرے نزدیک توبہ کبھی قبول نہیں ہوسکتی، وہاں سے نکل کر یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے اور خدمت میں حاضر ہوکر اپنا جرم بیان کیا اور پوچھا: کیا میری توبہ کی راہ ہوسکتی ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اسے یہ کہہ کر بھگا دیا کہ تیری توبہ کبھی بھی قبول نہیں ہوسکتی، یہاں سے نکل کر ثعلبہ نے اپنی بیٹی اور بھائی سے کہا کہ ان لوگوں سے تو میں مایوس ہوگیا ہوں لیکن امید ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مایوس نہیں فرمائینگے پھر وہ اپنی بیٹی کے ہمراہ حضور نبی کریم علیہ السلام کے در اقدس پر حاضر ہوا، آپ نے اسے بندھا ہوا دیکھا تو فرمایا تم نے مجھے جہنم کے زنجیر اور طوق یاد دلا دیئے ہیں، ثعلبہ نے عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے نبی! میں

اپنے بھائی کی بیوی کے ساتھ گناہ کر بیٹھا ہوں جبکہ وہ جہاد پر گیا ہوا تھا کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکل جا میرے یہاں سے تیری توبہ کبھی قبول نہیں ہوگی یہ سن کر ثعلبہ کی بیٹی نے کہا: اے ابا جان اب نہ آپ میرے والد ہیں اور نہ میں آپ کی بیٹی ہوں! جب تک کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم تم سے راضی نہ ہو جائیں۔

اور توبہ قبول ہوگئی

پھر ثعلبہ چیختا پکارتا پہاڑ کی طرف بھاگ گیا اور پکار پکار کر کہنے لگا: اے ربّ! میں عمر فاروق کی خدمت میں گیا تو وہ مجھے مارنے کے لئے تیار ہوگئے، میں ابوبکر صدیق کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے جھڑک دیا، میں علی کے پاس گیا تو انہوں نے بھی چلتا کردیا، میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بھی مجھے مایوس فرما دیا اب اے میرے آقا و مولیٰ تو میرے ساتھ کیا کرے گا؟ میری دُعا کے جواب میں ہاں فرمائے گا یا نہیں اگر تو نے نہیں فرما دیا تو ہائے میری تباہی، میری بدبختی اور شقاوت' اور اگر تو نے ہاں فرما دیا تو میرے لئے یہ خوشی و سعادت ہوگی راوی کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آسمان سے فرشتہ پیغام لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مخلوق کو میں نے بنایا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ جواب دیا اللہ تعالیٰ نے ہی بنایا ہے، فرشتے نے عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کو خوشخبری سنا دو کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔

یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثعلبہ کو کون لے کر آئے گا حضرت ابوبکر و حضرت عمر کھڑے ہوگئے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم لے آئیں گے، حضرت علی اور حضرت سلمان فارسی کہنے لگے یا رسول اللہ ہم لے آئیں گے آپ نے چاروں کو اجازت مرحمت فرما دی اور وہ اس سمت روانہ ہوگئے جدھر ثعلبہ گیا تھا، اثنائے راہ میں انہیں مدینے کا چرواہا ملا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے ایک

Scanned with CamScanner

صحابی رسول کو یہاں دیکھا ہے؟ چرواہے نے کہا تم شاید اس کو تلاش کر رہے ہو جو جہنم کے خوف سے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے، جواب دیا ہاں ہاں! تم ہمیں اس کا پتہ بتادو، چرواہے نے کہا: جب رات چھا جاتی ہے تو وہ اس وادی سے نکل کر اس درخت کے نیچے آ جاتا ہے اور پھر بلند آواز سے چلاتا ہے ہائے میری ذلت ورسوائی میں نے اپنے رب کی معصیت کی ہے چنانچہ وہ دونوں ٹھہر گئے یہاں تک رات چھا گئی تو ثعلبہ اس درخت کے نیچے آ کر سجدہ میں گر گئے اور رونے لگے جب اس کے رونے کی آواز سنی تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور فرمایا: اے ثعلبہ اٹھو بے شک اللہ رب العالمین نے تجھے بخش دیا ہے، یہ سن کر ثعلبہ نے کہا: میرے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟ حضرت سلمان نے جواب دیا جیسا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور تجھے پسند ہے۔

اور ثعلبہ خدا کے پاس پہنچ گئے

غرض کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لئے تکبیر کہی اسی وقت ہم مسجد میں داخل ہوئے اور آخری صف میں کھڑے ہو گئے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا الھکم التکاثر تو اُس نے ایک چیخ ماری اور جب آپ نے پڑھا: حتّٰی زرتم المقابر تو اس نے دوسری چیخ ماری اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی، حضور علیہ السلام نماز سے فارغ ہو کر ثعلبہ کے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا: اے سلمان اس پر پانی کے چھینٹے مارو! حضرت سلمان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں اتنے میں اس کی بیٹی آ گئی اور عرض کیا: یا نبی اللہ میرے والد کا کیا حال ہے؟ مجھے ان سے ملاقات کا شوق ہے، آپ نے فرمایا: مسجد میں چلی جاؤ وہ گئی تو باپ کی لاش کو کپڑے میں ڈھکے ہوئے دیکھا اور سر پر ہاتھ رکھ کر افسوس وغم کا اظہار کیا اور کہا کہ ابا جان اب آپ کے بعد میرا کون ہوگا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خمصانہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ

میں تیرا والد بن جاؤں اور فاطمہ تیری بہن ہو، خمصانہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ، جب ثعلبہ کا جنازہ اٹھایا گیا۔

ثعلبہ کے جنازہ پہ فرشتوں کا ہجوم

تو حضور علیہ السلام پیچھے پیچھے چلتے رہے یہاں تک کہ قبر کے نزدیک پہنچے تو آپ نے پنجوں کے بل چلنا شروع کر دیا جب واپس لوٹے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں نے آپ کو پنجوں کے بل چلتے ہوئے دیکھا ہے؟ فرمایا: اے عمر میں سیدھا پاؤں نہیں رکھ سکتا تھا کیونکہ فرشتوں کی تعداد بہت شریکِ جنازہ تھی۔

حضرت فقیہہ علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں: یہ حدیث باختلاف الفاظ روایت کی گئی ہے چنانچہ یہی واقعہ باختلاف الفاظ پہلے کسی مجموعہ میں گذر چکا ہے اور اسی واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے اور وہ لوگ جو گناہ کر کے اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھیں تو وہ اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں اور اللہ کے سوا کون ہے بخشنے والا، اور وہ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں کہ ان کی جزا ان کے رب کی طرف سے بخشش ہے اور وہ جنت ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے اس میں وہ، اور بہت ہی صلہ ہے عمل کرنے والوں کے لئے۔ آیۂ کریمہ کے الفاظ یہ ہیں:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ قف وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ قلے وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○ (آل عمران)

(۱۸۰)

ابن جوزی کے ہاں بعض صوفیاء کا حال

کہتے ہیں کہ طلاج سخت دھوپ میں بیٹھتا تھا اور اس کا پسینہ بہتا تھا ایک عقل مند وہاں سے گذرا دیکھ کر کہنے لگا کیسا احمق ہے حال یہ ہے اور دعویٰ خدائی کا اس کی یہ بات بھی کیسی عمدہ تھی اس لئے کہ شرعی احکام اغراض کے خلاف ہوتے ہیں اور صاحب غرض کبھی تنگی محسوس کرتا ہے حتیٰ کہ صبر سے بھی عاجز آ جاتا ہے پس جاہل اور احمق ہے وہ شخص جو مقابلہ کرتا ہے یا پھر مصیبت و آزمائش مانگتا ہے جیسا کہ ایک احمق کہہ رہا تھا کہ جیسے چاہے میرا امتحان کر لے۔

فرماتے ہیں صحیح سالم اور سیدھا راستہ صاحب شرع کی پیروی میں ہے اور اس کی سنت کو اپنانے کی جلدی کرنے میں کیونکہ وہی کامل ہے جس میں کوئی نقص نہیں بہت سے لوگ زہد کے راستہ کی طرف الٹ گئے اور اپنے نفوس کو ہمت سے زائد کاموں پر لگا دیا اور آخر عمر میں جا کر ہوش آئی جبکہ جسم کمزور ہو گیا تھا اور علم وغیرہ جیسے اہم امور کا وقت جا چکا تھا اور کچھ لوگ علم کی صورت کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی طلب میں بہت کوشش صرف کی اور آخری قدم پر جا کر رکے جبکہ عمل کی فرصت نہ رہی تھی اور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک راستہ علم اور عمل کا ہے اور بدن کی رعایت رکھنے کا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو وصیت فرمائی تھی: بے شک تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے بس یہی معتدل راستہ ہے اور صحیح بات، باقی رہی خالص خشکی تو اس میں کتنا علم فوت ہو جاتا ہے کہ اگر وہ حاصل ہو جاتا تو اس کا فائدہ

اس جاہلانہ خشک تصوف سے کہیں زیادہ ہوتا۔

عالم و عابد کی مثال

کیونکہ عالم کی مثال راستہ جاننے والے والے کی سی ہے اور عابد اس سے جاہل ہے تو یہ فجر سے عصر تک چلتا ہے اور عالم عصر سے ذرا پہلے اٹھ کر چلتا ہے اور دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں تو عالم سبقت لے گیا اور اس کے چکر کسی کام نہ آئے اگر کوئی اس کی وضاحت چاہتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ تعبد کی صورت اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کے آگے ذلت اپنانے کی ہے اور عابد کبھی عبادت کی حقیقت کو نہیں پاتا اس لئے کہ وہ کبھی اپنے کو اس لائق سمجھنے لگتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کسی کرامت کا ظہور ہو لوگ اس کے ہاتھ چومنے لگیں یا یہ کہ وہ بہت سے لوگوں سے بہتر ہے اور یہ باتیں اس کے قلت علم کی وجہ سے ہیں اور علم سے میری مراد اصول علم کو سمجھنا ہے کثرت روایت یا اختلافی مسائل کا مطالعہ مراد نہیں پس اصولی عالم جو مطالعہ رکھتا ہے حسن خلق میں لوگوں کے ساتھ حسن معاملہ میں ذاتی تواضع میں مخلوق کی اللہ تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرنے میں اس عابد پر بڑھ جاتا ہے اور عابد کے لئے یہ چیزیں مشکل ہیں اور وہ اپنے جہل کی رات میں سویا ہوا ہے اور یہی عابد کبھی نکاح کر بیٹھتا ہے پھر اپنے نفس کو خشکی کے لئے آمادہ کرتا ہے چنانچہ اپنی بیوی کو اس کے مطلوبہ حقوق سے محروم کر دیتا ہے اور طلاق بھی نہیں دیتا اور اس کی مثال اس عورت کی سی ہوتی ہے جس نے بلی کو قید کر لیا تھا نہ کھانے کو دیتی تھی نہ ہی قید سے چھوڑتی تھی کہ وہ خود کہیں سے کھا لے اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں نظر کرے گا وہ آپ کو اخلاق میں کامل پائے گا کہ ہر صاحب حق کو اس کا حق دیتے ہیں کبھی مزاح کر رہے ہیں کبھی ہنس رہے ہیں بچوں کو بہلا رہے ہیں شعر سن رہے ہیں تعریض و توریہ کا حسین کلام استعمال فرما رہے ہیں حسب قدرت یا مقدر کھانا تناول فرما رہے ہیں خواہ شہد جیسا لذیذ ہو، میٹھا پانی آپ کے لئے لایا جا رہا ہے، سائے میں فرش بچھایا جا رہا ہے اور آپ کے ہاں سے کوئی ایسی بات سننے میں نہیں آئی جو آپ کے بعد نام نہاد جاہل

Scanned with CamScanner

صوفیاء اور زاہدوں کے ہاں پیدا ہوئیں۔

جاہل صوفیاء کے تکلفات

مثلاً نفس کو کلیتہً اس کی مرغوبات سے روک دینا وغیرہ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تربوز اور رطب کھجور کا استعمال فرماتے تھے ازواج سے بے تکلفی اور محبت کا معاملہ فرماتے عمدہ چیزوں کی تلاش وطلب بھی فرماتے' اور جو کی روٹی کھانا اور طعام کا وزن کرنا۔ بدن کو لاغر کرنا ہر مرغوب چیز کو چھوڑنا وغیرہ یہ سب نفس کو عذاب دینے کی باتیں ہیں اور جسم کو ختم کرنے والی' عقل اس کی اجازت نہیں دیتی اور نہ ہی شرع میں پسند ہیں البتہ بعض لوگوں نے قلیل مقدار پر قناعت کسی وجہ سے اختیار کی مثلاً کسب میں شبہ ہوا تو تقلیل کر لی یا مشتبہ چیز کا خلط ہو گیا تو اس سے پرہیز کر لی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیام لیل کے ذریعہ عبادت کا حق ادا فرماتے اور ذکر میں خوب محنت فرماتے تھے لہٰذا تجھے آپ کا وہ طریق لازم پکڑنا چاہئے جو سب سے اکمل ہے اور آپ کی شریعت کو لینا چاہئے جس میں کوئی ملاوٹ نہیں ہے اور فلاں اور فلاں صوفی اور زاہد کی بات کو چھوڑ دینا چاہئے البتہ ان کی بات کو کسی اچھے محمل پر محمول کرنا اور حتی المقدور ان کا کوئی عذر تلاش کرنا چاہئے اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ان کے خلاف حجت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلق کے مقتدا اور سید العقلاء ہیں۔

شریعت سے انحراف کی نحوست

اور لوگوں میں فساد آپ کی شریعت سے انحراف کی وجہ ہی سے آیا ہے اور بہت سی آفات نام نہاد صوفیاء اور زاہدوں کی طرف سے نمودار ہوئیں کہ جن کی وجہ سے وہ شریعت کے جال کو پھاڑ کر باہر نکل آئے بعض ان میں محبت وشوق کا دعویٰ کرتے ہیں مگر محبوب کو نہیں جانتے تو دیکھے گا کہ وہ چیختا ہے واویلا کرتا ہے کپڑے پھاڑ رہا ہے اور اپنے دعویٰ میں حد شرع سے باہر جا رہا ہے اور کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے اوپر بھوک اور دائمی

روزہ لازم کر لیا ہے جبکہ صحیح حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ ایک دن کا روزہ رکھا کر اور ایک دن ناغہ' انہوں نے عرض کیا میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں ارشاد فرمایا کوئی افضل نہیں ہے اور بعض سفر وسیاحت میں نکلتے ہیں اور جماعت کی نماز سے اپنے کو محروم کر لیتے ہیں اور بعض نے کتب علم دفن کر دیں اور صوم وصلوٰۃ پر قناعت کر کے بیٹھ گئے اور یہ بھی نہ جانا کہ کتب کا دفن کرنا قبیح غلطی ہے اس لئے کہ نفس کو غفلت ہو جاتی ہے اور یاددہانی کی حاجت پڑتی ہے اور کتب علم اس کا بہترین ذریعہ ہیں اور ابلیس ہر طبقہ کے پاس جس راستے سے پہنچ سکا ہے پہنچا ہے کتب کے دفن سے اس کا مقصود چراغ گل کرنا ہے تاکہ عابد اندھیرے میں رہے جلتا رہے ایک عالم کا یہ قول کیسا بہترین ہے جو ایک سائل کے جواب میں کہا تھا اس نے پوچھا تھا کہ میرا ارادہ جبل لکام میں نکل جانے کا ہے کہا یہ ہو کلہ ہے یعنی ایک فضول خواہش ہے' حقیقت یہ ہے کہ زاہدوں نے لوگوں کے نفع سے علیحدہ ہو کر اپنے نفس کو دفن کر لیا ہے اور یہ اچھی حالت ہے اگر دیگر اعمال مثلاً جماعت کی نماز' جنازہ' بیمار پرسی وغیرہ نہ چھوڑ بیٹھے' تاہم بہادر لوگ علم سیکھتے سکھاتے ہیں اور یہ مقامات انبیاء علیہم السلام میں سے ہے کبھی دیکھا ہے کہ کسی حادثہ کے پیش آنے پر ایک عابد اور فقیہ میں کیا فرق ہوتا ہے بخدا اگر سارے صوفی بننے لگ جائیں تو شریعت ضائع ہو کے رہ جائے (کہ پڑھنے پڑھانے والا کوئی نہ رہے)

ایک شبہ کا ازالہ

علاوہ ازیں یہ بھی ہے کہ اگر تعبد کا معنی سمجھ لیا جائے تو صوم وصلوٰۃ ہی بند نہ کر لیا جائے کتنے لوگ ہیں جو کسی مسلمان بھائی کے کام میں سفر کرتے ہیں ان کے اس عمل کی فضیلت سال بھر کے روزہ سے بڑھ کر ہے' بدنی اعمال ظاہری آلات واعضاء کے اعمال ہیں اور علم میں باطنی آلات عقل' فکر اور فہم وغیرہ کام آتے ہیں وہ قابل ندامت نہ ہونے چاہئیں؟ جواب یہ ہے کہ ان کی مذمت اس وقت ہے جبکہ وہ جاہلانہ کارنامے دعوے اور

Scanned with CamScanner

دیگر آفات کا مظاہرہ کرتے ہیں جن کا سبب قلت علم ہے اور انہوں نے اپنے نفوس پر وہ بوجھ بھی ڈالا جس کی انہیں اجازت نہ تھی حتیٰ کہ ان میں سے بعض یہ سمجھتے ہیں کہ نفس کو مشقت والے اعمال میں ڈالنا فضیلت کا سبب ہے مثلاً ایک احمق کہتا ہے کہ میں حمام میں گیا میں نے غفلت محسوس کی تو قسم کھالی کہ جب تک اتنی اتنی تسبیحات پوری نہ کرلوں باہر نہیں آؤں گا اس میں بڑا وقت لگا اور میں بیمار پڑ گیا اس شخص نے اپنے جی میں ایسا عمل طے کرلیا جس کا اسے حق نہ تھا اور دعویدار صوفیاء اور زاہدوں نے ظاہری لباس پر قناعت کر لی اور باطن کے معاملہ میں ایسی جہالت پکڑی جس کا بیان مشکل ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے زمین کو پاک کرے اور ان کے مقابلہ میں علماء کی نصرت فرمائیں کہ اکثر احمق انہی کے ساتھ ہیں اور کوئی عالم اگر ان پر نکیر کرتا ہے تو عوام جہالت کی قوت سے اس پر غالب آجاتے ہیں اور میں نے بہت سے عبادت کرنے والے دیکھے ہیں جو بوڑھی عورتوں کے بمنزلہ ہیں اور ایسی تسبیحات کہتے ہیں جن کا تلفظ بھی جائز نہیں اور اپنی نماز میں ایسے ایسے اعمال کرتے ہیں جو سنت سے ثابت نہیں ہیں۔

ایک جاہل صوفی کا واقعہ

ایک دفعہ اسی قسم کے صوفی کے پاس میں جا پہنچا جس نے ایک شخص کو امام مقرر کر رکھا تھا خود اس کے پیچھے جماعت میں کھڑا تھا اور وہ ان کو چاشت کی نماز جہری قرات سے پڑھا رہا تھا میں نے کہا: حدیث پاک میں ہے کہ دن کی نماز بغیر آواز ہوتی ہے۔ بس اتنے پر صوفی صاحب غضبناک ہو کر بولے کب تک یہ اعتراض ہم پر ہوتا رہے گا۔ فلاں آیا اس نے اعتراض کیا فلاں آیا اس نے اعتراض کیا ہم آواز اس لئے بلند کرتے ہیں تاکہ نیند غالب نہ ہو جائے۔

میں نے کہا عجیب بات ہے تمہیں سونے سے کس نے منع کیا ہے؟ کیا بخاری و مسلم کی حدیث میں یہ نہیں؟ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیند کرتے تھے اور آپ پر کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں آپ سوئے نہ ہوں۔ میں نے ایک آدمی جامع منصور

میں دیکھا جسے حسین القزوینی کہتے تھے وہ جامع میں کثرت سے چلتا پھرتا رہتا تھا میں نے سبب پوچھا تو بتایا گیا کہ اس لئے چلتا ہے کہ تاکہ نیند نہ آئے اور یہ سب حماقتیں قلت علم سے پیدا ہوتی ہیں کیونکہ جب نفس کو اس کی نیند کا حصہ نہ ملے گا تو عقل متاثر ہوگی اور بعد فہم کی وجہ سے عبادت کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ مجھے بعض صلحاء نے بتایا جو کہ جامع منصور میں مجاور ہیں کہ ایک آدمی کثیر نامی ان کے پاس جامع مسجد میں آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کر کے توڑ لیا ہے اور اس کی سزا اپنے لئے یہ مقرر کی ہے کہ چالیس روز تک کچھ نہیں کھاؤں گا چنانچہ وہ دس دن تک تو ٹھیک رہا نماز با جماعت ادا کرتا تھا اور دوسرے عشرے میں اسکا ضعف نمایاں ہونے لگا مگر وہ نبھاتا رہا اور تیسرے عشرے میں بیٹھ کر نماز پڑھنے لگا اور چوتھے عشرے میں وہ بالکل ہی گر گیا چالیس دن پورے ہوئے تو اس کے پاس ٹھنڈا پانی لایا گیا ہم اس کے حلق کی آواز سن رہے تھے جیسے پکتی ہوئی ہنڈیا میں پانی ڈالا جاتا ہے اور کچھ دنوں کے بعد وہ فوت ہو گیا۔

ہائے افسوس صد افسوس

میں نے کہا ہائے تعجب ذرا غور کرو جہالت نے اپنے اہل کے ساتھ کیا کچھ کر دکھایا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ وہ دوزخ میں جائے گا اگر کچھ علم کو وہ سمجھتا یا علماء سے پوچھ لیتا تو وہ اسے بتا دیتے کہ کھانا اس کے لئے واجب ہے اور خود جو کچھ اس نے کیا ہے حرام ہے لیکن سب سے بڑی جہالت یہ ہے کہ انسان اپنے علم کو کافی سمجھے ایسے حالات آہستہ آہستہ پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ایک وقت پر پختہ ہو جاتے ہیں البتہ دور اول میں ایسا نہ تھا نہ ہی صحابہ اس قسم کی کوئی بات کرتے تھے وہ ایثار بھی کرتے اور خود بھی سیر شکم ہونے سے کم تک کھاتے تھے اور نہ ملتا تو صبر کرتے تھے بس جو اقتدا اور پیروی چاہتا ہے وہ ان حضرات کی کرے اسی میں شفاء ہے اور مطلوب بھی۔ (صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(۱۸۱)

تبلیغ میں حکمت اور شفقت کی رعایت

دین کی تبلیغ یوں تو ہر جگہ حکمت اور دانش مندی چاہتی ہے، لیکن جو شخص شبہات کا مریض ہو، اس کا علاج بڑا نازک کام ہے، اس میں داعی حق کے لئے انتہا درجے کا صبر وتحمل، مخاطب پر شفقت، حکمت ودانائی اور بات کو دل میں اُتار دینے کی لگن کی ضرورت ہے۔ آج ایک حدیث نظر سے گزری جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شبہات کے مریض کا علاج کس طرح فرماتے تھے؟

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک قریشی نوجوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے ایک عجیب وغریب فرمائش کی، کہنے لگا: ''یارسول اللہ! مجھے زِنا کرنے کی اجازت دے دیجئے''۔

تصوّر تو فرمایئے کہ یہ گھناؤنی فرمائش کس سے کی جارہی ہے؟ اُس ذاتِ اقدس سے کہ جس کے تقدس کے آگے فرشتے بھی ہیچ ہیں، اور فرمائش بھی کسی چھوٹے موٹے گناہ کی نہیں، زِنا کی! وہ گناہ جس کا نام ایک شریف انسان زبان پر لاتے ہوئے بھی شرماتا ہے۔ کوئی اور ہوتا تو شاید اس گستاخی کی سزا میں نوجوان کو دھکے دے کر باہر نکلوا دیتا۔ چنانچہ حاضرینِ مجلس اس نوجوان پر برس پڑے اور اسے ڈانٹنا ڈپٹنا شروع کردیا۔ لیکن قربان جایئے اس رحمتِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھانپ لیا کہ یہ شخص ضد اور عناد کا نہیں، شبہات کا مریض ہے اور یہ غصہ اور نفرت کے بجائے شفقت کا اور ترس کھانے کا مستحق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ڈانٹنے سے روکا اور اس سے فرمایا:

گناہ سے روکنے کا انداز

''میرے قریب آجاؤ!'' جب وہ قریب آگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''کیا تم اس عمل کو اپنی ماں کے لئے پسند کرتے ہو؟''

نوجوان بولا: ''نہیں! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، خدا کی قسم نہیں!''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اور لوگ بھی اپنی ماؤں کے لئے اس کو پسند نہیں کرتے''۔ پھر فرمایا: ''اچھا تو کیا تم اپنی بیٹی کے لئے اس عمل کو پسند کرتے ہو؟''

''نہیں یارسول اللہ! مجھے اللہ آپ پر فدا کرے، خدا کی قسم! نہیں'' اس نے کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اور لوگ بھی اسے اپنی بیٹیوں کے لئے پسند نہیں کرتے''۔ ''اور کیا تم اپنی بہن کے لئے اس عمل کو پسند کرتے ہو؟''

''نہیں یارسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر نثار کرے، خدا کی قسم نہیں!'' نوجوان نے کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اور لوگ بھی اپنی بہنوں کے لئے اس کو پسند نہیں کرتے''۔ ''اور کیا تم اپنی پھوپھی کے لئے اسے پسند کرتے ہو؟''

''نہیں یارسول اللہ! خدا مجھے آپ پر قربان کرے، خدا کی قسم نہیں!'' نوجوان بولا۔

''تو اور لوگ بھی اسے اپنی پھوپھیوں کے لئے پسند نہیں کرتے، اور کیا تم اسے اپنی خالہ کے لئے پسند کرتے ہو؟'' ''نہیں یارسول اللہ! خدا مجھے آپ پر قربان کرے، واللہ نہیں!'' نوجوان بولا: ''تو اور لوگ بھی اسے اپنی خالاؤں کے لئے پسند نہیں کرتے''۔

یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دستِ شفقت نوجوان پر رکھا اور فرمایا:

''یا اللہ! اس کے گناہ کو معاف فرما، اس کے قلب کو پاکیزگی عطا فرما اور عفت عطا فرما''۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اس واقعے کے بعد نوجوان اتنا پاک دامن ہوگیا کہ کسی طرف التفات ہی نہیں کرتا تھا''۔ امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔

(رواہ احمد رحمۃ اللہ علیہ والطبرانی رحمۃ اللہ علیہ، مجمع الزوائد، باب فی ادب العالم، ج:۱ص:۱۲۹، دارالکتاب، بیروت ۱۹۶۷ء)

Scanned with CamScanner

(۱۸۲)

خزینہ سلیمان علیہ السلام کی سیر

حضرت شیخ صفی الدین لکھتے ہیں: شیخ ابوعبداللہ محمد ازہری عجمی رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب سیاحت تھے ان کی کرامتوں اور واقعات سے عقل حیران رہ جاتی ہیں۔ ان کے شاگرد شیخ ابوالحسن ابن الدقاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مجھے میرے شیخ نے تین سو ساٹھ ایسے جہانوں میں پہنچایا جو عالم ارض وسماوات کے علاوہ تھے ایک بار مجھے کوہ قاف پر پہنچایا اور ایک سبز سانپ دکھایا جو پہاڑ کے گرداگرد کو گھیرے ہوئے تھا' اس کا سر اس کی دم پر رکھا ہوا تھا۔ شیخ جب مجھے کسی خرق عادت کام کی جانب لے جاتے۔ یا زمین سمیٹی جاتی تو میں ان کے ساتھ اس موجودہ احساس سے غائب رہتا تھا ایک روز دمشق سے نکلے اور میں ساتھ تھا' طبریہ پہنچے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر پر رکے۔ میں نے پوچھا حضرت کیا یہ قبر حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہے؟ فرمایا یونہی بتایا جاتا ہے اس کے بعد آگے بڑھے اور میں پیچھے پیچھے ہوا پر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ ہمیں ایک ڈراونا مکان دکھائی پڑا وہاں سے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے شیخ کو سلام کیا اور آپ کے قدوم کی برکت لی۔

مجھے ان لوگوں سے وحشت ہوئی۔ حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے علی! خود کو بچاؤ اور میرے ساتھ مشغول رہو اور جنہیں تم دیکھ رہے ہو ان کے ساتھ نہ الجھو۔ یہ جن ہیں اور ہم لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر شریف پر جا رہے ہیں۔ آپ جب شہر میں پہنچے تو وہاں دوسری قوم سے ملاقات ہوئی وہ ایک مکان کے اندر لے گئے جو نہایت عالی شان محل تھا' شیخ آگے آگے تھے اور میں پیچھے پیچھے تھا میں نے دیکھا کہ مکان کے اندر ایک صاحب کھڑے ہیں ان کے چہرے پر بہت عظمت اور نورانیت

ہے اور ہاتھ میں عصا ہے۔ شیخ نے فرمایا: یہ سیدنا سلیمان علیہ السلام ہیں اور آگے بڑھ کر ان کے دست مبارک کو بوسہ دیا ان کے ایک دست مبارک میں انگشتری تھی پیچھے ہوئے تو جن خادموں نے شیخ کو عزت سے ایک مکان میں داخل کیا جہاں ضیافت، کا ساز وسامان تھا' کھانا لایا گیا ہم دونوں نے کھانا کھایا اس کے بعد شیخ کو سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ذخائر اور خزانوں کی زیارت کرانے کے لئے لے گئے اس کے لئے آپ کو ایک فرش پر کھڑا کرایا' ہوا آئی اور اس نے فرش کو بچھا دیا یہ دیکھنے کے بعد تخت بلقیس کے پاس لے گئے شیخ نے وہ بھی ملاحظہ کیا سارا ذخیرہ دیکھنے کے بعد ایک غار میں گئے جہاں سے کچھ غیر واضح آوازیں آرہی تھیں اور بدبو بھی بتایا گیا کہ یہ ابلیس کا قید خانہ ہے۔

ہوا کے دوش پر

شیخ نے جب وہاں سے لوٹنا چاہا آپ کے لئے تخت حاضر کیا گیا آپ نے میری طرف اشارہ فرمایا' تو میرے لئے بھی تخت لایا گیا ہم سوار ہوئے تو وہ انہیں لے کر اڑے۔ ہم یہ نہیں دیکھ سکتے تھے کہ کون لوگ ہمیں لے کر پرواز کر رہے ہیں؟ اور دوش ہوا پر سمندر پار پہنچ کر تخت ایک جگہ زمین پر لائے گئے جہاں ہم لوگ اتر گئے اور تخت اسی طرح ہوا پر اونچا ہو کر چلا گیا وہاں سے شیخ آگے بڑھے اور میں بھی ہمراہ تھا اچانک سامنے شہر دمشق نظر آیا۔ وہی راوی بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دن ہم لوگ دمشق میں تھے۔ شیخ کے مریدوں اور ساتھیوں میں عراق وحجاز کے بھی کچھ حضرات تھے۔ رطب (پکی تازہ کھجور) کا ذکر نکلا۔ اہل حجاز نے کہا ہمارے یہاں کی کھجور عمدہ ہوتی ہے۔ اہل عراق نے اپنے ملک کے رطب کی تعریف کی۔ شیخ کی خدمت میں یوسف نامی ایک خادم رہتا تھا' آپ نے اس کی طرف دیکھا وہ اس وقت دروازہ سے باہر آگیا اور تھوڑی دیر غائب رہ کر آیا تو اس کی ہاتھ میں رطب سے بھرا ہوا ایک طبق تھا' لگتا تھا ابھی ابھی درخت سے توڑے گئے ہیں لا کر حضرت کے سامنے رکھا۔ حضرت نے فرمایا: اے اہل حجاز! یہ ہمارے ملک کا رطب ہے تم اپنے ملک کا رطب لاؤ''۔ (رضی اللہ عنہ) (روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(۱۸۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب فیصلہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا تھا، وہاں کے لوگ شیر کا شکار کرنے کے لئے گڑھا کھودا کرتے تھے اور مختلف تدبیروں سے شیر کو اس گڑھے میں گرا کر اس کا شکار کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ایسا ہی ایک گڑھا کھودا اور شیر کو اس میں گرالیا۔ آس پاس کے لوگ تماشا دیکھنے کے لئے گڑھے کے اِردگرد جمع ہو گئے اور اتنی دھکم پیل ہوئی کہ ایک آدمی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور گڑھے میں گرنے لگا، گرتے گرتے اس نے سنبھلنے کے لئے ایک پاس کھڑے ہوئے آدمی کا ہاتھ پکڑا، اس سے دوسرے آدمی کے بھی پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ بھی گرنے لگا، اس نے سنبھلنے کے لیے ایک تیسرے آدمی کا ہاتھ پکڑا اور تیسرے نے چوتھے کا، یہاں تک کہ چاروں گڑھے میں آ رہے، شیر ابھی زندہ تھا، اس نے چاروں کو اتنا زخمی کیا کہ وہیں ان کی موت واقع ہوگئی۔ اب مرنے والوں کے رشتہ داروں میں جھگڑا شروع ہوا کہ انکا خوں بہا کون دے؟ گفتگو میں تیزی آ گئی یہاں تک کہ تلواریں تک نکل ائیں اور خونریزی ہوتے ہوتے بچی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ان چاروں کی دِیت (خوں بہا) گڑھا کھودنے والے پر ہے، لیکن اس ترتیب سے کہ پہلے کو چوتھائی دِیت، دوسرے کو تہائی دِیت، تیسرے کو آدھی دِیت اور چوتھے کو پوری دِیت ملے گی۔ بعد میں یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب فرمائی۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اس فیصلے کی وجہ یہ ہے کہ چاروں خطاءً قتل ہوئے تھے، اور گڑھا کھودنے والا ان کی دِیت کا ذمہ دار تھا، لیکن پہلا شخص مقتول ہونے کے ساتھ ساتھ تین آدمیوں کو کھینچنے کی وجہ سے ان کا قاتل بھی تھا، لہٰذا جو دِیت اس کو ملتی اس کے تین حصے ہر مقتول پر تقسیم ہو کر اس کے لئے صرف چوتھائی حصہ بچا، اسی طرح دوسرا شخص دو آدمیوں کا قاتل ہے، اس لئے اس کی دِیت کے دو تہائی حصے اس کو دو مقتولوں کو اور ایک حصہ خود اس کو ملے گا، تیسرا شخص ایک آدمی کا قاتل تھا، اس لئے آدھی دِیت اس کے مقتول کی اور آدھی دِیت خود اس کی ہوگی، اور چوتھے نے کسی کو نہیں کھینچا اس لئے اسے پوری دِیت ملے گی۔

(تفسیر القرطبی رحمۃ اللہ علیہ ج:۱۵ص:۱۶۳ تفسیر ''و اتینه الحکمة وفصل الخطاب'')

(۱۸۴)

ابلیس کی عبرتناک موت

حضرت احنف بن قیس فرماتے ہیں: میں مدینے گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا حلقہ ہے اور حضرت کعب احبار لوگوں کو حدیث سنا رہے ہیں انہوں نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: میرا دشمن مجھے مردہ سمجھے گا تو خوش ہوگا جب کہ اسے طویل زندگی ملی ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم تم تو جنت میں چلے جاؤ گے اور وہ ملعون اپنی طلب کی ہوئی مہلت تک زندہ رہے گا اور وہ اولین و آخرین کی موت کی مجموعی شدت چکھے گا پھر آدم علیہ السلام نے ملک الموت سے شیطان کی موت کی کیفیت پوچھی جب وہ بتانے لگا تو آدم علیہ السلام کہنے لگے اے اللہ تعالیٰ: بس اتنا ہی مجھے کافی ہے۔

اتنا سن کر لوگوں نے مطالبہ کیا کہ اے ابو اسحاق اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ہمیں بتایئے کہ ابلیس کو موت کیسے آئی؟ انہوں نے انکار کیا مگر لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا: جب دنیا کا آخری وقت ہوگا اور صور پھونکنے کا وقت قریب ہوگا، جب لوگ اپنے بازاروں میں کھڑے آپس میں لین دین پر جھگڑ رہے ہوں گے اور گفتگو کر رہے ہوں گے تو ایک بہت ہی زوردار دھماکہ ہوگا تو آدھی مخلوق بے ہوش ہو جائے گی اور تین دن تک انہیں ہوش نہیں آئے گا اور باقی آدھی مخلوق عقل باختہ ہو جائے گی اور دہشت کے عالم میں اپنے پاؤں پر کھڑے رہ جائیں گے جیسا کہ بکری بھیڑیے کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو جاتی ہے ابھی لوگ اسی حالت دہشت میں ہوں گے کہ ایک اور شدید ترین دھماکہ ہوگا

جس کی آواز بجلی کی کڑک جیسی ہوگی یہ سنتے ہی زمین و آسمان کی تمام مخلوق مر جائے گی اور دنیا فنا ہو جائے گی کوئی آدمی، جن، شیطان، درندے، پرندے اور جانور زندہ نہیں بچیں گے پس یہ ہے وہ مہلت معلومہ جو اللہ تعالیٰ اور ابلیس کے درمیان تھی۔

ملک الموت علیہ السلام شیطان لعین کے پاس

پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت ''عزرائیل'' سے فرمائے گا کہ میں نے اولین و آخرین کی تعداد جتنے تیرے مددگار پیدا فرمائے اور زمین و آسمان والوں کے برابر تیرے اندر قوت پیدا کی ہے اور آج میں تجھے اپنے عتاب، غضب اور سختی کا لباس پہنا کر اپنے ملعون و مردود ابلیس کے پاس بھیج رہا ہوں اسے موت کا مزہ چکھاؤ، ابتداء سے آخر تک تمام انسانوں اور جنوں کی موتوں کی تمام سختیاں بلکہ اس سے بھی کئی گنا شدتیں اس پر ڈال دو اور اپنے ساتھ ستر ہزار زبانیہ فرشتوں کو بھی لے جاؤ جو کہ غیظ و غضب والے ہوں مگر ہر ایک زبانیہ کے پاس انگارے کی طرح گرم زنجیر ہو اور ایسی ہی شعلہ بار ستر ہزار کنڈیوں سے اس کی بدبودار روح کو باہر کھینچ لو اور جہنم کے داروغہ کو کہو کہ وہ دوزخ کے دروازے کھول دے۔

پھر ملک الموت ''عزرائیل'' ایسی بھیانک شکل میں آئے گا کہ اگر ساتوں آسمان اور زمین والے اس کو دیکھ لیں تو بہت سے پگھل جائیں جب ملک الموت ابلیس کے نزدیک پہنچے گا تو اسے ایسا ڈانٹے گا کہ وہ بے ہوش ہو جائے گا اور اس طرح خراٹے نکال رہا ہوگا کہ اگر مشرق و مغرب والے سن لیں تو اس کی بھیانک آواز سے بے ہوش ہو جائیں، ملک الموت کہے گا اے خبیث ٹھہر، جتنے لوگوں کو تو نے گمراہ کیا ہے ان سب کی موت کا مزہ آج تجھے میں چکھاؤں گا کتنی عمر تو نے پائی ہے اور کتنے زمانوں کے لوگوں کو تو نے گمراہ کیا ہے اور کتنے زمانوں کے تیرے دوست جہنم میں پڑے ہوئے تیرا انتظار کر رہے ہیں اور اب یہ وہ وقت ہے جو تیرے اور تیرے رب کے درمیان طے تھا اور اب تو کہاں بھاگے گا تو شیطان مشرق کی طرف بھاگے گا مگر وہاں بھی ملک الموت کو اپنی

Scanned with CamScanner

آنکھوں کے سامنے پائے گا وہ سمندروں میں غوطہ لگائے گا مگر سمندر اسے باہر پھینک دے گا پھر وہ زمین میں بھاگتا پھرے گا اسے کہیں پناہ اور ٹھکانہ نہیں ملے گا آخر کار وہ دنیا کے درمیان میں حضرت آدم علیہ السلام کی قبر پر کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا اے آدم میں تیری وجہ سے ملعون بنا کیا ہی اچھا ہوتا کہ تو پیدا ہی نہ ہوتا پھر ابلیس ملک الموت سے کہے گا کہ تو کس طرح کے عذاب میں مبتلا کر کے میری روح نکالنا چاہتا ہے؟ ملک الموت کہے گا جہنمیوں کے عذاب کی طرح اور اہل سقر کے پیالہ سے تیری روح قبض کروں گا۔

اور ملعون واصل جہنم ہو گیا

اس وقت ابلیس مٹی میں لوٹ پوٹ ہو رہا ہو گا اور مشرق سے مغرب کی طرف اور مغرب سے مشرق کی طرف بھاگے گا یہاں تک کہ جب اس جگہ پہنچے گا جہاں ملعون ہو کر اترا تھا وہاں زبانیہ فرشتوں نے کنڈیاں نصب کر رکھی ہوں گی، زمین انگارے کی طرح دہک رہی ہو گی اور یہ فرشتے اسے گھیر لیں گے اور کنڈیوں سے اسے نوکیں چبھائیں گے، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ اسی عذاب و عتاب میں رہے گا پھر حضرت آدم علیہ السلام سے کہا جائے گا ذرا اپنے دشمن کی حالت دیکھو اور دیکھو کہ کس شدت عذاب کے ساتھ موت کا مزہ چکھ رہا ہے جب یہ ابلیس کو دیئے گئے عذاب اور موت کو دیکھیں گے تو دونوں ''حضرت آدم علیہ السلام و عزرائیل علیہ السلام'' عرض کریں گے اے ہمارے رب بے شک تو نے اپنی نعمت ہم پر پوری کر دی۔ (تنبیہ الغافلین)

(۱۸۵)

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّدنا ابوسعید حسن بن یسار المعروف حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے تابعی بزرگ ہیں۔ اہل بصرہ کے امام اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔ فقیہ، فصیح، بہادر اور عبادت گزار تھے۔ 21ھ بمطابق 642ء کو مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی اور امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حکمرانوں کے پاس جا کر ان کو بھی نیکی کی دعوت دیتے اور برائی سے منع کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی سے خوف زدہ نہیں ہوتے تھے۔

حجۃ الاسلام حضرت سیّدنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام تمام لوگوں سے زیادہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کلام کے مشابہ تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی سیرت سے بہت ملتی جلتی تھی، بہت فصیح اللسان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منہ سے ہر وقت علم و حکمت کے انمول موتی جھڑتے تھے۔ حجاج بن یوسف کے دور میں آپ کے اس کے ساتھ کئی واقعات پیش آئے لیکن اس کے فتنے سے محفوظ رہے۔

جب حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے تو انہوں نے حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ ''مجھے خلافت کی ذمہ داری

Scanned with CamScanner

سونپ دی گئی ہے آپ مجھے چند ایسے لوگوں کی نشان دہی فرمائیں جو اس معاملہ میں میری معاونت کریں۔'' حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''دنیا داروں کو آپ پسند نہیں کریں گے اور دیندار آپ کو پسند نہیں کریں گے۔ اس لئے آپ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کریں''۔

حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کثیر احادیث طیبہ مروی ہیں اور اس کے علاوہ کثیر تعداد میں آپ کے ملفوظات شریفہ بھی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل مکہ پر ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی ہے۔ آپ کی وفات 110ھ بمطابق 728ء کو بصرہ میں ہوئی۔

(الاعلام للزرکلی، الحسن البصری، ج۲،ص۲۲۶، احیاء علوم الدین، کتاب العلم، الباب السادس فی آفات العلم، ج۱،ص۱۱۰)

آپ کے ملفوظاتِ طیبہ

اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ چوپایوں کی طرح ہوتے یعنی علماء ان کو تعلیم کے ذریعے چوپائے کی حالت سے نکال کر انسانیت کی حالت میں لاتے ہیں۔

(احیاء علوم الدین، باب فضیلۃ التعلیم، ج۱،ص۲۸)

☆ علماء کی سزا دل کی موت ہے اور دل کی موت اُخروی عمل کے ذریعے دنیا طلب کرنا ہے۔ (احیاء علوم الدین، الباب السادس فی آفات العلم.....الخ ج۱، ص۸۷)

☆ ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھو جو علماء کے پاس نہیں جاتا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلوٰۃ، الباب الاول، ج۱، ص۲۰۳)

☆ جس نماز میں دل حاضر نہ ہو اس کی سزا جلدی ملتی ہے۔ (ایضاً ص۲۱۲)

☆ اللہ تعالیٰ کی قسم! کوئی بندہ تلاوت کلام پاک کے ساتھ صبح نہیں کرتا مگر اس کا غم زیادہ اور خوشی کم ہو جاتی ہے اس کا رونا زیادہ اور ہنسنا کم ہوتا ہے اس کی تھکاوٹ اور مشغولیت زیادہ جبکہ راحت اور فراغت کم ہوتی ہے۔ (ایضاً ص ۳۷۹)

☆ اللہ تعالیٰ کی قسم! جو شخص عورت کی (ناجائز) خواہشات پر اس کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں اوندھا ڈالے گا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب النکاح، الباب الثالث، ج۲، ص۵۸)

حسن بصری علیہ الرحمۃ کو خوشخبری سنا دو

حضرت سیّدنا ابوحمزہ اسحاق بن ربیع عطار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے ابوسعید! میں نے گزشتہ شب خواب میں حضور نبی کریم رء وف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنوسلیم کے قبیلہ مرجیہ کے لوگوں میں تشریف فرما ہیں اور ایک بہترین جبہ زیب تن فرمایا ہوا ہے''۔ عرض کی گئی: ''یا رسول اللہ! حسن بصری آرہے ہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''انہیں خوشخبری دے دو، پھر خوشخبری دے دو، پھر خوشخبری دو''۔

حضرت سیّدنا ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اتنا سننا تھا کہ حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس شخص سے فرمانے لگے: ''اللہ تعالیٰ تیری آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے!'' سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حقیقت بنیاد ہے کہ ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا کیوں کہ شیطان میری صورت بھی اختیار نہیں کر سکتا''۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، الرقم:۱۳۱، ج۳، ص۸۴)

☆ حضرت سیّدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خوب میں دیکھا کہ ان کا رنگ چمک رہا تھا، چہرہ مبارک نور بار تھا اور چہرے کی مکمل سفیدی کی وجہ سے آنسوؤں کی لڑی بھی چمک رہی تھی۔ میں نے پوچھا: ''اے ابوسعید! کیا آپ کا انتقال نہیں ہو گیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''ہاں!'' میں نے پھر پوچھا: ''انتقال کے بعد آپ کو کیا مقام و مرتبہ ملا؟ خدا عزوجل کی قسم! آپ نے تو

Scanned with CamScanner

اپنی ساری زندگی فکرِ آخرت کے سبب غموں اور خوفِ خدا میں روتے ہوئے گزار دی''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''فکرِ آخرت اور خوفِ خدا کے سبب گریہ وزاری ہی کو تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے نیک لوگوں کے درجات پانے کا ذریعہ بنا دیا اور ہمیں متقین کے درجات پر فائز فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ ہم پر ہمارے ربّ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے''۔ میں نے کہا: ''اے ابوسعید! مجھے کوئی نصیحت فرمائیے!'' فرمایا: ''دنیا کے اندر جو لوگ سب سے زیادہ غمگین رہتے ہیں وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ خوش ہوں گے''۔ (موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، الرقم: ۳۹، ج۳، ص۴۵)

ہر کام چاہے اچھا ہو یا بُرا اس کا اثر ہمارے باطن پر ضرور پڑھتا ہے برے عمل کا اثر تو یہ ہے کہ گناہ کرتے ہی ہمارے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے جبکہ نیکیوں کا اثر بحکم قرآنی یہ ہے کہ ان الحسنٰت یذھبن السیات (پ۱۲، ھود: ۱۱٤) ''بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں''۔ چنانچہ نیکیوں کی برکت سے دل صاف وشفاف ہو جاتے ہیں اور دل کہ انسان کے جسم کا بادشاہ ہے اور بحکم حدیث ''اگر یہ درست ہو جائے تو سارا جسم ہی درست رہتا ہے'' اور انسان صاحب روحانیت ہو جاتا ہے پھر وہ بڑی بڑی عبادات ومجاہدات پابندی واستقامت کے ساتھ بجا لاتا ہے جیسا کہ اس حکایت میں ہے کہ حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی فکرِ آخرت کے سبب غموں اور خوفِ خدا میں روتے ہوئے گذار دی۔

مرنے کے بعد مرتبہ ومقام

جس رات حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا، اس رات کسی نے خواب میں دیکھا کہ گویا آسمانوں کے دروازے کھلے ہیں اور ایک منادی اعلان کر رہا ہے کہ ''سنو! حسن بصری اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو گئے ہیں اور وہ ان سے راضی ہے''۔ (الرسالۃ القشیریۃ، باب رؤیا القوم، ص۴۱۸)

☆ حضرت سیّدنا امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ بیان

کرتے ہیں کہ ابوصالح کو یحییٰ بن ایوب نے بیان کیا کہ دو آدمیوں کا آپس میں بھائی چارہ تھا انہوں نے ایک دوسرے سے عہد کیا کہ ''ان میں سے جو پہلے فوت ہوگا وہ مرنے کے بعد دوسرے کو وہاں کے احوال بتائے گا''۔ پھر جب ان میں سے ایک فوت ہو گیا تو دوسرے نے اسے خواب میں دیکھ کر حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا: ''وہ جنت میں بادشاہوں کی طرح ہیں (ان کے خدام) ان کی نافرمانی نہیں کرتے''۔ پھر حضرت سیّدنا امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: ''وہ جنت میں جہاں چاہیں رہتے ہیں اور اس کی نعمتوں سے جو چاہیں کھاتے ہیں۔ لیکن دونوں کے مراتب میں بڑا فرق ہے''۔ اس کے بعد خواب دیکھنے والے نے پھر پوچھا کہ ''حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟'' جواب دیا: ''فکرِ آخرت میں شدید خوف زدہ اور غمگین رہنے کی وجہ ہے''۔

(سیر اعلام النبلاء للذھبی، الرقم: ۲۱۳۰، محمد بن سیرین، ج۵، ص۴۹۷)

(۱۸۶)

عطائے تو بہ لقائے تو

قاضی بکار بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ مصر کے مشہور محدث اور فقیہ گزرے ہیں، امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاذ ہیں، اور انہوں نے شرح معانی الآ ثار میں متعدد حدیثیں آپ کی سند سے روایت کی ہیں ان کے زمانے میں احمد بن طولون مصر کے حکمران تھے، اور وہ قاضی بکار رحمۃ اللہ علیہ سے درس حدیث لینے کے لئے خود ان کی مجلس میں پہنچ جاتے تھے۔ ان کا دربان پہلے مجلس کے قریب پہنچ کر لوگوں سے کہہ دیتا: ''کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ اُٹھے'' اس کے بعد ابن طولون چپکے سے آکر بیٹھ جاتے اور عام طلباء کی صف میں بیٹھ کر حدیث کا درس لیتے تھے۔ ایک زمانے تک ابن طولون اور قاضی بکار رحمۃ اللہ علیہ کے تعلقات بہت خوشگوار رہے، اور اس عرصے میں احمد بن طولون قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تنخواہ کے علاوہ ان کی خدمت میں سالانہ ایک ہزار دینار بطور ہدیہ پیش کیا کرتے تھے۔

اتفاق سے ایک سیاسی مسئلے میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن طولون کا اختلاف ہوگیا، ابن طولون چاہتے تھے کہ وہ اپنے ولی عہد کو معزول کر کے کسی اور کو ولی عہد بنائیں اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تصدیق کرائیں، قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسے دُرست نہ سمجھتے تھے، اس لئے انہوں نے انکار کردیا، اس کی وجہ سے تعلقات کشیدہ ہوگئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابن طولون نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قید کردیا اور یہ پیغام ان کے پاس بھیجا کہ جتنے دینار آپ کو بطور ہدیہ دیئے گئے ہیں،

وہ سب واپس کیجئے۔

جب قاضی اور محدث کے تعلقات کشیدہ ہوگئے

سالانہ ایک ہزار دینار دینے کا سلسلہ اٹھارہ سال سے جاری تھا، اس لئے مطالبہ یہ تھا کہ ۱۸ ہزار دینار فوراً واپس کئے جائیں۔ ابن طولون سمجھتے تھے کہ یہ مطالبہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زچ کردے گا۔ لیکن جب پیغام ان کے پاس پہنچا تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی تردد کے بغیر اندر تشریف لے گئے اور گھر سے اٹھارہ تھیلیاں نکال لائے جن میں سے ہر ایک میں ایک ایک ہزار دینار تھے، یہ تھیلیاں ابن طولون کے پاس پہنچیں تو اس نے دیکھا کہ یہ بعینہ وہی تھیلیاں تھیں جو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجی گئی تھیں اور ان کی مہریں تک نہیں ٹوٹی تھیں۔ ابن طولون یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ قاضی بکار رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے ایک تھیلی بھی کھولی نہیں تھی، بلکہ اسے جوں کا توں محفوظ رکھ لیا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ قاضی بکار رحمۃ اللہ علیہ نے اسی خیال سے انہیں استعمال نہیں کیا تھا کہ امیر سے بلاشبہ اس وقت تعلقات اچھے ہیں، لیکن کبھی اختلاف پیدا ہوا تو انہیں جوں کا توں لوٹایا جاسکے گا...... ابن طولون قاضی بکار رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بلندی کردار، ذہانت وحکمت اور استغناء کی نرالی شان دیکھ کر شرم سے عرق عرق ہوگیا۔

(یوسف بن تغری بردی رحمۃ اللہ علیہ، النجوم الزاہرہ فی اخبار ملوک مصر والقاہرہ، ج:۳، ص:۱۹)

Scanned with CamScanner

(۱۸۷)

بدعات فاسدہ اور متاع کاسدہ

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ میں نے ان خارجی امور میں غور کیا جو ہمارے دین میں علم وعمل کی راہ میں در آئے ہیں میں نے ان کو دو طریق سے دیکھا جو اس دین سے پہلے کے ہیں اور لوگ ان کے ساتھ مانوس ہیں علم واعتقاد میں گھسنے والے امور فلسفہ کی راہ سے آئے ہیں وہ اس طرح کہ بہت سے علماء نے دین میں ان باتوں پر قناعت نہیں کی جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدار رکھا تھا یعنی کتاب وسنت پر انحصار بلکہ وہ اہل فلسفہ کے مذاہب میں گہری نظر سے دیکھنے لگے اور وہ اس کلام میں گھس گئی جس نے انہیں ردی مذاہب پر متوجہ کیا اور وہ اپنے عقائد فاسد کر بیٹھے اور وہ باتیں جو عمل کی راہ سے گھس آئی ہیں وہ رہبانیہ سے آئی ہیں کیونکہ بہت سے بننے والے زاہدوں نے راہبوں سے ریاضت ومشقت کے طریق لئے ہیں اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے طریق پر نظر نہیں کی انہوں نے دنیا کی مذمت تو سنی مگر مقصود نہ سمجھا اور اس بدفہمی کے ساتھ ساتھ وہ علم شریعت سے بھی اعراض کرنے لگے جس سے بدعات قبیحہ پیدا ہوئیں اور پہلا منبع جہاد سے اس قباحت کا آغاز ہوا ابلیس ہے جس نے ان لوگوں کو علم سے اعراض کا سبق دیا اور انہوں نے اپنی کتابوں کو دفن کر دیا اور دھوڑالا اور اپنے گمان میں ان کے لئے گوشہ عبادت لازم کر دیا اور انکے ذریعہ ایسے شعبدے دکھائے کہ عوام ان کے گرد جمع ہونے لگے اور انہوں نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا اور اگر انہیں معلوم ہوتا کہ انہوں نے علم سے اعراض اور کتابوں کو دفن کرنے کے ساتھ ہی اپنا چراغ گل کر لیا ہے تو

وہ کبھی ایسا نہ کرتے لیکن ابلیس کا مکر بہت ہی مخفی تھا جبکہ اس نے ان کے علم کو زیر زمین دفن کروا دیا اور علم ہی کے ذریعہ ان طریقوں کا فساد معلوم ہو سکتا تھا اور اسی سے سیدھی راہ معلوم ہوتی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس سے محروم نہ کرے کہ وہی تاریکیوں میں نور ہے اور تنہائیوں کا دوست ہے اور وقت پڑنے پر غم خوار بھی ہے۔

(صید الخاطر)

(۱۸۸)

امیر یعقوب اور شیخ مرینی رحمۃ اللہ علیہما

ملک مغرب کے امیر یعقوب کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے حکومت وسلطنت کے لئے اپنے بھائی کے قتل کا جرم عظیم کیا مگر اس کے بعد انہیں اپنے اس فعل پر اس قدر ندامت اور شرمندگی ہوئی کہ انہوں نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی اور اپنے باطن کو سنوارنے سدھارنے میں لگ گئے سلوک اختیار کرلیا اور پھر کوئی گناہ اپنے قریب نہیں آنے دیتے تھے ان پر کچھ حالات ومقامات کا انکشاف ہوا' انہوں نے ایک خدا شناس خاتون سے جن سے انکا گھریلو تعلق تھا اپنا حال ذکر کیا۔ خاتون نے کہا یہ اہل ارادت کے حالات ہیں امیر نے کہا میں کیا کروں؟ مجھے سلوک کی تعلیم کون دے اور میرا علاج کس معالج کے ذریعہ ہو؟ خاتون نے اس زمانے کے امام السالکین شیخ ابومدین کی طرف اشارہ کیا۔ امیر نے شیخ کے پاس قاصد بھیجے مگر انہوں نے جواب دیا کہ:

''اللہ کی اطاعت کرو میں تمہارے پاس نہیں پہنچ سکتا میرا آخری وقت تلمسان ہی میں آجائے گا''۔ اس وقت شیخ بجایہ کے مقام پر تھے۔ قاصدوں کے ساتھ تلمسان آئے اور آخری وقت قاصدوں سے کہا: ''اپنے آقا کو میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ تمہاری شفاء اور تمہارا نفع شیخ ابوالعباس مرینی کے پاس ہے''۔

قاصد مغرب پہنچے اور امیر کو شیخ کی وصیت سنائی۔ امیر نے شیخ مرینیؒ کو بڑے اہتمام سے بلوایا۔ شیخ کو اللہ کی جانب سے امیر سے ملنے کا اذن ملا تو تشریف لائے۔ امیر یعقوب نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ ایک مرغی ذبح کر کے اور دوسری کا گلا گھونٹ کر

دونوں کا الگ الگ گوشت پکائیں۔

جن کا باطن صاف ہوتا ہے

شیخ دسترخوان پر بیٹھے تو انہوں نے ایک سالن کے بارے میں فرمایا یہ مردار ہے اسے میرے سامنے سے لے جاؤ اور ذبح کر کے پکائی ہوئی مرغی کا گوشت تناول فرمایا۔ امیر یعقوب اس کے بعد حضرت شیخ کے خادم بن گئے اور خود کو ان کے سپرد کردیا اس کے بعد شیخ سے بہت سی باطنی نعمتیں حاصل کیں۔ ملک وسلطنت اپنے فرزند کو سونپ کر شیخ کی ملازمت میں رہے حضرت شیخ ابوالعباس مرینی کی برکت وفیض سے ولایت میں امیر کا درجہ بلند ہوا۔ (رضی اللہ عنھم نفعنا بھم آمین)

امیر یعقوب کا ایک واقعہ یہ ہے کہ لوگ بارش کے لئے پریشان تھے' اس وقت شیخ ابوالعباس مرینی امیر یعقوب کو لے کر شہر سے باہر آئے اور ان سے کہا کہ بارش کی دُعا کرو انہوں نے حضرت شیخ سے عرض کیا حضور کا دُعا فرمانا اور مناسب ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا: یہی حکم ہوا ہے لہٰذا شیخ کا حکم پا کر امیر یعقوب نے صلوٰۃ استسقاء پڑھ کر دُعا مانگی اور فوراً بارش ہوئی۔ (رضی اللہ عنہما آمین) (روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(۱۸۹)

آتشِ نمرود میں عشق (حضرت ابومسلم خولانی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ معجزہ تو مشہور ہے کہ نمرود نے آپ کو آگ میں ڈال کر جلانا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ایسا ہی نمونہ اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام کے ایک بزرگ حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ظاہر فرمایا، جس وقت یمن کے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی نے انہیں بلا کر اپنی نبوت کا اقرار لینا چاہا، لیکن انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر اسود عنسی نے آگ کی ایک زبردست چتا دہکائی اور حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس میں ڈال دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ کو ان کے حق میں بے ضرر بنا دیا اور یہ اس سے صحیح سالم نکل آئے۔ لوگوں نے اسود عنسی کو مشورہ دیا کہ اب آپ ان کو مزید نہ چھیڑیں، البتہ اگر یہ آپ کے ملک میں رہے تو لوگوں میں آپ کے خلاف فساد مچائیں گے، اس لئے یہاں سے جلا وطن کر دیں، چنانچہ اسود عنسی نے حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو جلا وطن کر دیا۔

یمن سے جلا وطن ہو کر انہوں نے مدینہ طیبہ کا رُخ کیا، جب یہ مدینہ پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تھے۔ مسجد نبوی کے قریب پہنچ کر انہوں نے اپنی اُونٹنی کو باندھا اور ایک ستون کی آڑ میں نماز پڑھنے لگے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو پوچھا: ''کہاں سے آئے

ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: ''یمن سے!''

اس واقعے کی شہرت مدینہ تک پہنچ چکی تھی کہ اسود عنسی نے ایک مسلمان کو آگ میں ڈالا تھا، مگر وہ اللہ کی رحمت سے محفوظ رہا۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ''ہمارے اس دوست کا کیا قصہ تھا جسے اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے آگ میں ڈالا تھا مگر اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا؟''

''وہ واقعہ عبداللہ بن ثوب کے ساتھ پیش آیا تھا'' ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ عبداللہ بن ثوب ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا نام تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''قسم کھا کر بتاؤ وہ شخص تمہی تو نہیں ہو؟''

''ہاں وہ میں ہی ہوں!'' ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور انہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اُمت محمدیہ کے ایسے شخص کو دیکھنے سے پہلے موت نہ دی جس کے ساتھ بالکل ابراہیم علیہ السلام جیسا معاملہ ہوا''۔

یہ ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کا بڑا احترام فرماتے تھے، یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو نرم و گرم نصیحتیں کرتے رہتے تھے اور وہ ان کی باتیں بڑی قدر کے ساتھ سنتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سرکاری ملازمین کو دو یا تین مہینے تک تنخوائیں نہیں ملیں، اسی دوران حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک دن خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت ابومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ ہی میں کہا:

حضرت معاویہ کو نصیحت

''اے معاویہ! یہ مال نہ تمہارا ہے، نہ تمہارے باپ کا، نہ تمہاری ماں کا''۔

Scanned with CamScanner

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ٹھہرنے کا اشارہ کیا، اندر تشریف لے جا کر غسل فرمایا اور تھوڑی دیر بعد آ کر کہا: ''لوگو! ابو مسلم نے کہا ہے کہ یہ مال نہ میرا ہے نہ میرے باپ کا اور نہ میری ماں کا، ابو مسلم نے سچ کہا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ غصہ شیطانی اثر سے ہوتا ہے، اور شیطان آگ سے پیدا ہوا اور پانی آگ کو بجھاتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہئے کہ غسل کر لے۔ اب تم سب لوگ اپنی اپنی تنخواہیں وصول کر لو، اللہ تعالیٰ برکت دے''۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ ج:۲ ص:۱۲۸ تا ۱۳۰)

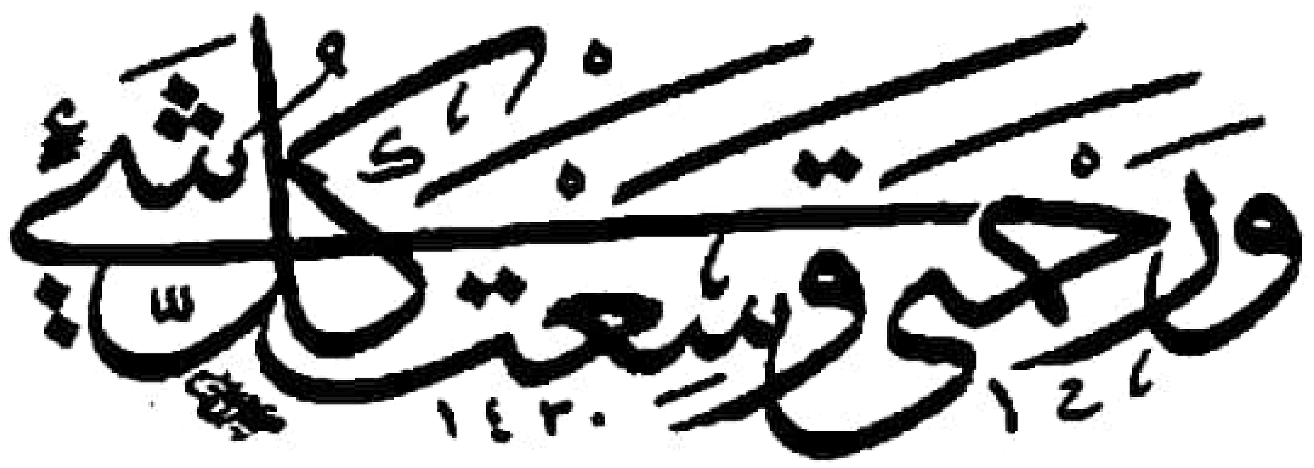

(۱۹۰)

اللہ سے جنت کا سودا

حضرت عبد الواحد بن زید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ایک دن میں اپنی اسی مجلس میں بیٹھا تھا جس میں ہم جہاد کی تیاری کے لئے منصوبہ بنا رہے تھے، میں نے اپنے دوستوں کو حکم دیا کہ پیر کے دن صبح وہ تیار رہیں اسی دوران ہماری مجلس میں بیٹھے ایک شخص نے قرآن کی یہ آیت تلاوت کی ''بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے'' (اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ) یہ سن کر پندرہ سال کا ایک لڑکا کھڑا ہو گیا اس کا والد فوت ہو گیا تھا اور کثیر مال ورثہ میں چھوڑ گیا تھا اس نے کہا: اے عبد الواحد! کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے؟ میں نے کہا ہاں اے میرے دوست! لڑکے نے کہا میں تجھے گواہ بناتا ہوں اے عبد الواحد کہ میں نے اپنی جان اپنا مال جنت کے بدلے میں بیچ دیا ہے، میں نے اس سے کہا کہ تلوار کی کاٹ اس سے کہیں سخت ہے اور تو ابھی بچہ ہے اور مجھے ڈر ہے کہ تو صبر نہ کر سکے گا اور اس سودے سے عاجز آ جائے گا مگر اس نے مجھے کہا: اے عبد الواحد میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنت کا سودا کیا ہے پھر کیسے عاجز آ جاؤں گا میں تجھے پھر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے خود کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔

بچے کا جذبۂ جہاد

عبد الواحد کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے آپ پر شرم آنے لگی اور ہم نے کہا: اس بچے نے

جو کچھ کیا ہے وہ ہم نہ کرسکے چنانچہ اس لڑکے نے ایک گھوڑا ہتھیار اور کچھ خرچہ رکھ کر باقی سب صدقہ کردیا جب روانگی کا دن آیا تو سب سے پہلے وہی لڑکا ہمارے پاس آیا اور کہا السلام علیکم اے عبدالواحد میں نے سلام کا جواب دیا اور کہا تمہیں یہ سودا نفع دے گا پھر ہم روانہ ہوئے تو وہ بھی ہمارے ساتھ چلا، دن کو روزے رکھتا تھا اور رات کو کھڑے ہو کر ہماری خدمت کرتا، ہمارے جانوروں کو چراتا اور ہماری حفاظت کرتا تھا جب کہ ہم سورہے ہوتے، جب ہم روم کی سرزمین پر پہنچے تو ایک دن بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان کو آتے دیکھا جو کہہ رہا تھا ہائے میری مرضیہ آنکھوں کے شوق! میرے دوستوں نے کہا: اس لڑکے کو وسوسہ ہوگیا ہے یا پھر اس کی عقل ختم ہوگئی ہے جب وہ قریب آیا تو کہا: اے عبدالواحد اب مجھ سے صبر نہیں ہوسکتا مجھے عینائے مرضیہ کا شوق ہوگیا ہے، میں نے پوچھا دوست یہ عینائے مرضیہ کیا ہے؟

عینائے مرضیہ کا شوہر

جواب دیا میں سو رہا تھا کہ خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ میرے ساتھ عینائے مرضیہ کی طرف چلو، لمحوں میں وہ مجھے ایک باغ میں لے گیا جس میں صاف شفاف تازے پانی کی ایک نہر تھی جس کے کنارے خوبصورت زیورات پہنے کچھ لڑکیاں کھڑی تھیں جب انہوں نے مجھے دیکھا تو بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ یہ عینائے مرضیہ کا شوہر ہے میں نے سلام کے بعد ان سے پوچھا کہ تم میں سے عینائے مرضیہ کون ہے؟ انہوں نے کہا وہ یہاں نہیں ہم تو اس کی کنیزیں ہیں تم سیدھے چلے جاؤ میں آگے بڑھ گیا تو دیکھا کہ دودھ کی نہر جاری ہے اس کے ذائقے میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ نہر ایک ایسے باغ میں بہہ رہی تھی جس میں ہر قسم کی خوبصورتی موجود تھی وہاں میں نے ایسی حسین وخوبصورت لڑکیاں دیکھیں کہ بندہ فتنے میں پڑ جائے! جب انہوں نے مجھے دیکھا تو خوش ہو کر کہنے لگیں اللہ کی قسم یہ ہے عینائے مرضیہ کا شوہر! میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور پوچھا: کیا عینائے مرضیہ تم میں ہے؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے دوست ہم تو اس کی

کنیزیں ہیں آپ سیدھا آگے چلے جائیں میں آگے بڑھا اور شراب طہور سے جاری نہر دیکھی اور اس کے کنارے پر ایسی حسین وجمیل لڑکیاں دیکھیں کہ پہلے والی بھول گئیں میں نے سلام کے بعد ان سے پوچھا کہ عینائے مرضیہ تم میں ہے؟ کہنے لگیں نہیں! ہم تو اس کی کنیزیں ہیں آپ سیدھا چلے جائیں میں ایک اور نہر پر پہنچا جس میں شہد جاری تھا اور باغ میں ایسی خوبصورت لڑکیاں تھیں کہ میں پہلے والی سب لڑکیوں کو بھول گیا میں نے سلام کے بعد ان سے عینائے مرضیہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا ہم تو اس کی کنیزیں ہیں آپ سیدھا چلے جائیں پھر میں ایک خیمے کے پاس پہنچا جو موتیوں سے مرصع تھا اس کے دروازے پر ایک لڑکی تھی جس کی تعریف ناممکن ہے، پس اس نے مجھے دیکھا اور خوشی کا اظہار کیا اور کہا: اے عینائے مرضیہ یہ رہا تیرا شوہر پھر میں آگے بڑھا اور خیمے میں داخل ہو گیا اور وہ ایک ایسے تخت پر بیٹھی تھی جو سنہری تھا اور اس پر یاقوت اور موتیوں کے جڑاؤ کا کام کیا ہوا تھا جب میں نے اسے دیکھا تو بس اسی میں ڈوب گیا اس نے کہا خوش آمدید اے اللہ کے دوست اب تیری تشریف آوری کا وقت قریب آگیا ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

میں اس سے معانقہ کے لئے آگے بڑھا تو اس نے کہا رک جاؤ ابھی معانقہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ابھی حیات دنیاوی کی روح تجھ میں باقی ہے پس آج انشاء اللہ تو کھانا ہمارے ساتھ کھائے گا اے عبدالواحد اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

عبدالواحد کہتے ہیں: ابھی ہماری بات چیت ختم نہ ہوئی تھی کہ دشمن نے ہمیں جنگ کے لئے للکارا اور ہم نے اس پر حملہ کردیا اور اس لڑکے نے بھی حملہ میں حصہ لیا میں نے گنا کہ اس لڑکے نے دشمن کے نو آدمی قتل کئے اور پھر وہ خود بھی شہید ہوگیا میں اس کے قریب سے گزرا تو دیکھا کہ وہ اپنے خون میں لت پت ہے پھر وہ زور سے ہنسا اور دنیا کو خیر باد کہہ گیا۔ (تنبیہ الغافلین)

Scanned with CamScanner

(۱۹۱)

ممدوح العلماء والاولیاء

حضرت سیّدنا رجاء بن حیوۃ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں اہل شام کے بہت بڑے بزرگ، فصیح و بلیغ واعظ اور عالم تھے۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ گورنری اور دورِ خلافت دونوں میں ان کے مصاحب رہے۔ خلیفہ سلیمان بن عبد الملک نے آپ کو اپنا کاتب مقرر کیا اور آپ ہی نے اسے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا تھا۔

(الاعلام للزر کلی، رجاء بن حیوۃ، ج۳، ص ۱۷)

مسلمہ بن عبد الملک نے کہا: قبیلہ کندہ میں 3 اشخاص ایسے ہیں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ بارش برساتا اور دشمنوں پر غلبہ عطا فرماتا ہے۔

(۱) رجاء بن حیوۃ، (۲) عبادہ بن نسی (۳) عدی بن عدی رحمۃ اللہ علیہم۔

(تاریخ مدینہ دمشق، الرقم: ۲۱۶۲، رجاء بن حیوۃ بن جندل، ج۱۸، ص ۱۰۳)

نعیم بن سلامہ کہتے ہیں: ''ملک شام میں ایسا کوئی شخص نہیں جس کی اتباع مجھے حضرت سیّدنا رجاء بن حیوۃ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ پسند ہو''۔ (ایضاً ص ۱۰۵)

ابو اُسامہ کہتے ہیں: ''ابن عون رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے پسندیدہ لوگوں کا ذکر کرتے تو حضرت سیّدنا رجاء بن حیوۃ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بھی کرتے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء، رجاء بن حیوۃ، الرقم: ۶۷۹۴، ج۵، ص ۱۹۳)

☆ سہیل قطعی بیان کرتے ہیں کہ ابن عون فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت

سیّدنا قاسم بن محمد، حضرت سیّدنا محمد بن سیرین اور حضرت سیّدنا رجاء بن حیوۃ رحمۃ اللہ علیہم سے بڑھ کر مسلمانوں میں عظمت والا کوئی انسان نہیں پایا''۔

(حلیۃ الاولیاء، رجاء بن حیوۃ، الرقم: ۶۸۰۳، ج۵، ص ۱۹۵)

اصمعی کہتے ہیں کہ ابن عون نے فرمایا: ''میں نے تین اشخاص ایسے دیکھے ہیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ عراق میں حضرت سیّدنا محمد بن سیرین، حجاز میں حضرت سیّدنا قاسم بن محمد اور شام میں حضرت سیّدنا رجاء بن حیوۃ رحمۃ اللہ علیہم۔

(تاریخ مدینہ دمشق، الرقم: ۲۱۶۲، رجاء بن حیوۃ، ج۱۸، ص ۱۰۷)

حضرت سیّدنا رجاء بن حیوۃ رحمۃ اللہ علیہ 112ھ بمطابق 730ء میں اس دارِ فانی سے پردہ فرماگئے۔ آپ کے ارشادات یہ ہیں:

آپ کے زرّیں اقوال

حضرت سیّدنا رجاء بن حیوۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں منقول ہے کہ ''اسلام کتنا حسین ہے اور ایمان اسے مزین کرتا ہے، ایمان کتنا حسین ہے اور تقویٰ اسے مزین کرتا ہے، تقویٰ کتنا حسین ہے اور علم اسے زینت دیتا ہے، علم کتنا حسین ہے اور بردباری اسے آراستہ کرتی ہے اور بردباری میں کتنا حسن ہے اور نرمی اسے زینت بخشتی ہے''۔ (ایضاً: ص ۱۱۱)

☆ بندہ جب موت کا ذکر بکثرت کرتا ہے تو اس سے حسد اور طعن و تشنیع کی عادت نکل جاتی ہے۔ (ایضاً: ص ۱۱۳)

حضرت سیّدنا ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن عبید المعروف امام ابن ابی دنیا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بیت المقدس کی ایک عورت کہہ رہی تھی کہ حضرت سیّدنا رجاء بن حیوۃ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ہم نشین تھے اور وہ اچھے ہم نشین تھے۔ میں نے ان کی وفات کے ایک ماہ بعد انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''اے ابو المقدام! کیا انجام ہوا؟'' جواب دیا: ''بہت اچھا، لیکن تمہارے بعد ہم نے ایک گھبراہٹ والی آواز اور شور وغل سنا تو سمجھے کہ قیامت قائم ہوگئی ہے (لیکن ایسا نہیں تھا)''۔ میں نے عرض کی: ''وہ آواز اور شور وغل کیسا تھا؟''

ارشادفرمایا: ''حضرت جراح بن عبداللہ حکمی رحمۃ اللہ علیہ اوران کے رفقاء اپنے اعمال کے عوض ملنے والے بھاری اجروثواب کے ساتھ جنت میں داخل ہورہے ہیں اور جنت کے دروازے پران کا ہجوم ہوگیا تھا (یہ اسی کی آوازتھی)''۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المنامات، الرقم: ۲۷، ج ۳، ص ۴۳)

معلوم ہوا: جوانسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کوراضی کرنے میں کامیاب ہوگیا جنت اس کا ٹھکانہ ہوگی، رحمت سے بھرپور اس مقام میں اللہ تعالیٰ نے ایسی ایسی نعمتیں تیار کی ہوئی ہیں کہ دنیا میں جن کا تصور کرنا بھی ممکن نہیں، جیسا کہ رحمت عالم، نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے: ''میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جونہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل پران کا خیال گزرا''۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ، ج ۴، ص: ۵۷۳)

کس طرح جنت میں بھائی جائے گا

ان نعمتوں کے پیش نظر ہر مسلمان کو چاہئے کہ دنیا میں ایسے اعمال اختیار کرے کہ جو جنت کے حصول میں معاون ومددگار ہوں۔

دیکھو! کس قدر حیرت بالائے حیرت ہے کہ اگر ہمارا کوئی پڑوسی یا عزیز بلند وبالا کوٹھی تیار کرلے یا بہترین کار خریدے یا کسی بھی صورت سے اپنی دنیاوی آسائش کا معیار بلند کرلے تو ہم فوراً اُس سے آگے بڑھنے کی جستجو میں مگن ہوجاتے ہیں، ایک دھن سی لگ جاتی ہے اور بسا اوقات اس کے باعث زندگی پریشان ہوجاتی ہے۔ لیکن ہائے افسوس! کہ ہم متقی وپرہیزگار بندوں کودیکھ کر یہ تمنا کیوں نہیں کرتے کہ جس طرح یہ اسلامی بھائی جنت کے درجوں کی بلندی کی طرف بڑھ رہا ہے، میں بھی اسی طرح کوشش کروں، میں بھی نماز باجماعت کا پابند بنوں، قرآن پاک کی تلاوت کروں، سنتوں کا پیکر بنوں۔

مت لگا دل یہاں پچھتائے گا
کس طرح جنت میں بھائی جائے گا

(۱۹۲)

مذہبی رواداری

فقہاء کے درمیان بہت سے علمی مسائل میں شدید اختلاف رونما ہوا، بعض مرتبہ محض افضلیت اورعدم افضلیت کے مسائل پرزوردار مباحثے ہوئے، بلکہ ان مسائل میں لطیف علمی چوٹیں بھی چلتی رہی ہیں۔ رکوع میں جاتے وقت ہاتھ اُٹھائے جائیں یا نہ اُٹھائے جائیں؟ آمین آہستہ کہی جائے یا زور سے؟ اذان میں ترجیع کی جائے یا نہیں؟ یہ بڑے معترکۃ الآراء مسائل رہے ہیں، لیکن درحقیقت یہ سارے اختلافات اس بارے میں ہیں کہ افضل طریقہ کون سا ہے؟ ورنہ نماز ہر ایک کے نزدیک بلا کراہت ہوجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان مسائل پر بحث ومباحثے کی گرم بازاری کے باوجود باہم رواداری کی بھی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ آج اسی قسم کا ایک واقعہ نظر سے گزرا، حاضر خدمت ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ قاضی ابوعاصم عامری رحمۃ اللہ علیہ ایک حنفی عالم تھے، ایک مرتبہ وہ مشہور شافعی عالم علامہ قفال رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں مغرب کی نماز پڑھنے گئے، شافعی مسلک میں تکبیر کہتے وقت شہادتیں ''اشھدان لا الٰہ الا اللہ'' اور ''اشھدان محمدًا رسول اللہ'' اور حیعلتین'' حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح'' صرف ایک ایک مرتبہ کہے جاتے ہیں اور حنفی مسلک میں دودومرتبہ۔ علامہ قفال رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابوعاصم رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد میں دیکھا تو ان کے احترام کی وجہ سے موذن کو حکم دیا کہ آج تم تکبیر کے یہ کلمات دومرتبہ کہنا۔ اس کے بعد انہوں نے

قاضی ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے نماز پڑھانے کو کہا تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھاتے وقت سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ جہراً پڑھی اور نماز کے کئی دوسری افعال بھی شافعی مسلک کے مطابق ادا کیئے۔

(طحطاوی رحمة الله عليه : حاشيه الدار المختار ج:۱، ص:۵۰، طبع مصر)

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس قسم کی رواداری انہی مسائل میں مناسب ہے جن میں اختلاف افضل اور غیر افضل کا ہو، ورنہ جہاں حلال وحرام یا جائز و ناجائز کا اختلاف ہو وہاں جس مسلک کو انسان درست سمجھتا ہے اسے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

(۱۹۳)

لمحاتِ عمر کو غنیمت جانو

ابن جوزی لکھتے ہیں: فضول لوگوں کی صحبت سے خدا کی پناہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا جو عام عادت کے موافق میرے ساتھ بھی کثرت ملاقات کا معاملہ کرتے ہیں اور وہ اس آمد و رفت کو خدمت کا نام دیتے ہیں۔ مجلس میں بیٹھتے ہیں اور لوگوں کو بے مقصد باتیں کرتے رہتے ہیں جن میں غیبت بھی ہوتی ہے اور یہ کام ہمارے زمانے میں بہت سے لوگ کرتے ہیں اور بعض دفعہ صاحب مجلس بزرگ خود اس کا تقاضہ کرتا ہے اور شوق ظاہر کرتا ہے اسے تنہائی سے وحشت محسوس ہوتی ہے خصوصاً خوشی اور مسرت کے مواقع اور عید کے دنوں میں تو دیکھے گا کہ لوگ ایک دوسرے کے پاس چل کر جاتے اور پھر مبارکبادی یا سلام پر ہی اکتفاء نہیں کرتے اس کے ساتھ ساتھ وقت ضائع کرنے کے وہ کام بھی کرتے ہیں جن کا ذکر میں کر آیا ہوں میں نے جب دیکھا کہ وقت بہت اعلیٰ اور اہم چیز ہے جسے کسی کار خیر میں مصروف کرنا واجب ہے تو مجھے یہ باتیں ناپسند آئیں تو میں دو باتوں میں متردد ہوگیا۔ اگر ان پر نکیر کرتا ہوں تو وحشت محسوس ہوتی ہے کہ ایک الفت کا تعلق ختم ہو جائے گا اور اگر چپ رہتا ہوں تو وقت ضائع ہوتا ہے بس میں مقدور بھر ملاقات سے بچنے لگا اور کبھی اگر مغلوب ہو جاتا تو کلام مختصر کرتا تا کہ مجلس جلد برخاست ہو جائے پھر میں نے اوقات ملاقات کے لئے کچھ کام مقرر کر لئے جو باہم گفتگو سے مصروف رکھیں تا کہ وقت ضائع نہ ہو اور وہ مقررہ کام تھے کاغذ کاٹنا، قلم تراشنا، دفتر اور کاپیوں کو درست کرنا یہ کام ضروری ہونے کے ساتھ ساتھ اتنی توجہ اور دھیان کا

Scanned with CamScanner

تقاضا نہیں کرتے۔

وقت کو ضائع ہونے سے بچاؤ

چنانچہ میں نے اوقات ملاقات میں یہ کام شروع کر دیئے تاکہ میرا وقت ضائع نہ ہو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اوقات عمر کی قیمت پہچاننے اور انہیں غنیمت جاننے کی توفیق بخشے...... میں نے بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو حیات کا معنی ہی نہیں جانتے بعض وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے کثرت مال کے ذریعہ کسب سے فارغ کر دیا ہے اور وہ دن کا اکثر حصہ بازار میں بیٹھ کر لوگوں کو دیکھنے میں گزار دیتے ہیں اور کتنی آفتیں اور قباحتیں ہیں جو ان کے پاس سے ہو کر گزرتی ہیں اور بعض شطرنج کھیل کر وقت گزار دیتے ہیں اور بعض کا وقت سلاطین کی طرف سے حوادث اور گرانی وغیرہ آفات میں مصروف گزر جاتا ہے مجھے یقین ہوا کہ شرافت عمر کی اطلاع اور اوقات عافیت کی قیمت کا علم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتا ہے اور وہی اسے غنیمت جاننے کا القاء فرماتا ہے: "وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ" اور اس بات کا القاء کسی بڑے صاحب نصیب کو ہی ہوتا ہے۔ (صید الخاطر)

(۱۹۴)

اہل اللہ کے اقوال وافعال

ملک مغرب کی ایک بلند مرتبہ ولیہ خاتون تھیں۔ علماء اور اولیاء سب ان کا احترام کرتے تھے انہیں "ست الملک" کہتے تھے جس زمانے میں شیخ علی بن علبس رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس میں تھے یہ ولیہ بیت المقدس کی زیارت کو گئیں۔ اس وقت کا واقعہ شیخ علی بن علبس یوں بیان کرتے ہیں۔

"میں بیت المقدس میں تھا میں نے دیکھا کہ نور کی ایک رسی آسمان سے مسجد اقصیٰ شریف کے قبہ تک لٹک رہی ہے، میں قبہ کے اندر داخل ہوا تو وہاں میں نے "ست الملوک" کو دیکھا وہ نور کی رسی ان کے پاس تک تھی۔ میں نے "ست الملوک کی یہ شان دیکھ کر" ان کی اخوت چاہی"۔ انہوں نے اسے قبول کرلیا۔ رضی اللہ عنہما۔

☆ حضرت شیخ سفیان کے بارے میں یہ واقعہ منقول ہے کہ ایک یہودی سے فرمایا: فلاں کام کرو ورنہ میں قلم کو قط لگاتا ہوں۔ شیخ کے ہاتھ میں اس وقت چاقو اور ایک قلم تھا یہودی نے کہا تم قط لگاؤ اس سے میرا کیا بگڑتا ہے۔ آپ نے اسی وقت قلم پر قط لگایا تو لوگوں نے دیکھا کہ یہودی کا سر بدن سے جدا ہو کر زمین پر لڑھک گیا۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"آپ کی بڑی بڑی کرامتیں ہیں، آپ فقیر تھے پہلے علم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے، اور حاصل کیا، آپ سے کہا گیا کہ میرا عرفان چاہتا ہے تو دو طرفہ کام چھوڑ چنانچہ علمی کام چھوڑ کر آپ رب تعالیٰ کی جانب لگ گئے۔ آپ کے مصر تشریف لے جانے کا

Scanned with CamScanner

واقعہ مجھے اس طرح بتایا گیا کہ آپ دمیاط کے جہاز میں شرکت کی غرض سے مصر گئے تھے' آپ کے قدوم کی برکت سے اس جہاد میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور بعض اہل کشف بزرگوں نے برملا کہہ دیا تھا کہ جہاد دمیاط کی فتح ایک یمنی کے ذریعہ ہوگی''۔

(رضی اللہ عنہم اجمعین ونفعنا بہم)

شہیدِ ناطق اور محبوبِ حیواناں

دمیاط کے جہاد میں شریک ہونے والے بزرگوں میں ایک عظیم عالم وفقیہ ولی وعارف حضرت عبدالرحمٰن نوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے آپ ایک فرنگی کے ہاتھ سے شہید ہوئے خود فرنگی کا بیان ہے کہ میں نے انہیں قتل کیا پھر ان سے کہا کہ اے مسلمانوں کے مذہبی رہنما تم لوگ اپنی کتاب میں پڑھتے ہو: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۔ "اور جو اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے انہیں تم ہرگز مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اللہ کے پاس سے رزق پاتے ہیں''۔

فرنگی کہتا ہے کہ میری یہ بات سن کر حضرت نے آنکھیں کھول دیں اور سر اٹھا کر فرمایا' ہاں ''زندہ ہیں اور اس کے پاس رزق پاتے ہیں'' اتنا کہہ کر خاموش ہوگئے میں نے جب یہ واقعہ دیکھا اور ان کی بات سنی اس وقت سے اللہ نے میرے دل سے کفر باہر کر دیا اور میں ان کے ذریعے مسلمان ہوگیا۔ مجھے امید ہے کہ ان کی برکت اور ان کے دست مبارک پر ایمان قبول کرنے کے باعث رب تعالیٰ میری بخشش فرمائے گا۔ اسی وجہ سے آپ کو ''شہید ناطق'' کہا جاتا ہے۔

☆ ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں سفر میں تھا تو وحشی جانور مجھ سے مانوس ہوگئے اور آ کر میرے پاس بیٹھتے اور میں بلاتکلف ان میں چلتا پھرتا' یوں لگتا میں انہیں میں سے ایک ہوں ایک بار میں نے آبادی کے اندر جانے کا قصد کیا جہاں ایک بچہ مجھے یاد آیا' وہ بچہ بھی میرے پاس رہتا تھا' جنگلی جانوروں میں سے ایک ہرن کے بچے کو دیکھ کر میں نے سوچا اگر یہ میرے پاس رہ گیا تو اسے میں آبادی والے انسانی بچہ کے واسطے لے

چلوں گا اس کے بعد تمام جانور مجھ سے دور ہوگئے اور پہلے حالات کے بالکل خلاف مجھ سے ڈرنے لگے۔ میں نے اس خیال کو دل سے نکالا اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی تو پھر تمام اسی طرح مجھ سے مانوس ہوگئے۔ رضی اللہ عنہ۔

☆ ایک بزرگ فرماتے ہیں ہماری ایک جماعت تھی۔ ہم لوگ جہاں چاہتے فوراً پہنچ جاتے ہمارے لئے زمین لپیٹی جاتی میں نے ایک روز اپنی اولاد کے لئے مکان خریدا' اور اس کا کاغذ حاصل کیا۔ میرے ہم جماعت احباب نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں لوگوں سے فلاں مقام پر آ کر ملوں۔ میں اس عمل کی طرف متوجہ ہوا جس کے ذریعہ دور دراز کی مسافت طے ہوتی تھی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ میں نے دوستوں کو کہلا بھیجا کہ میری وہ قوت جس سے پرواز کرتا تھا سلب کر لی گئی۔

احباب نے جواب دیا: غور کرو کہ نقصان کہاں سے آیا' اس شے کو کاٹ ڈالو جس نے تمہیں کاٹا ہے۔ میں نے مکان کا بیع نامہ پھاڑ ڈالا' فوراً وہ حالت عود کر آئی اور میں نے احباب سے اسی مقام پر جا کر ملاقات کی۔ رضی اللہ عنہ۔

پھنسے ہوئے پرندے اُڑ گئے

شیخ صفی الدین بیان کرتے ہیں: حضرت شیخ مفرج عظیم الشان ولی اللہ تھے آپ حبشی نسل سے تھے' اللہ جل مجدہ نے آپ کو بلا سبب' اور بغیر طریقہ معبودہ کے اپنی شیفتگی سے نوازا تھا۔ آپ نے اپنی وہبی قوت سے کمال حاصل تھا۔ چھ ماہ تک کھائے پئے بغیر رہے۔ ان کے مالک نے انہیں زدوکوب کیا مگر مار کا کوئی اثر نہیں ہوا تو اس نے سمجھا کہ آپ پر جنون کا اثر ہے لہٰذا ایک شخص کو بلایا تاکہ مار مار کر آپ کا جنون زائل کرے۔ وہ آپ کے جسم پر ضربیں لگاتا تھا اور بزعم خویش جن کو مخاطب کر کے کہتا تھا ''نکل جا'' دور ہوجا۔

جواب میں شیخ مفرج فرماتے ''نکل گیا'' اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ نفس نکل گیا۔ اس کے بعد مالک آپ کو بیڑیاں پہنا کر چلا گیا واپس آ کر دیکھا تو بیڑیاں ایک

Scanned with CamScanner

جانب پڑی ہیں اور آپ دوسری طرف' اس کے بعد آپ کو ایک مکان میں مقید کر دیا واپس آیا تو آپ کو اس مکان کے باہر دیکھا۔ اس وقت تمام لوگوں کو ان کی بزرگی اور کرامت کا علم ہوا ایک روز آپ کے لئے لوگ پرندے بھون کر لائے۔ آپ نے فرمایا: اڑ جاؤ وہ سب اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر اڑ گئے۔ (رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ)

کیا یہ صرف دعوے ہی دعوے ہیں؟

شہر رقہ میں ایک بزرگ رہتے تھے شہر کے امیر سے کسی بات پر ناراض ہو گئے وہ گزر رہا تھا۔ آپ نے چیخ مار کر فرمایا مرجا' امیر رقہ فوراً گرا اور مر گیا ایک روز آپ اپنی مجلس میں کرامات کے سلسلہ میں کلام فرما رہے تھے۔ ایک بوڑھی خاتون نے جو آپ سے بے تکلف تھی کہنے لگی یہ دعوے ہی دعوے کب تک رہیں گے لوگوں کا یہ حال ہے کہ قحط سے مرے جا رہے ہیں؟ وہ عورت بادشاہ کے بچوں کی تربیب پر مامور تھی۔ شیخ سے باتیں کر کے اپنے خچر پر سوار ہوئی اور جانے لگی۔ اچانک زور کی ہوا چلنے لگی بادل اٹھے اور موسلا دھار بارش ہوئی۔ بڑھیا کا خچر تیز ہوا میں بدکا اور بڑھیا کیچڑ میں گر کر لت پت ہو گئی۔ کیچڑ سے اٹھ کر وہ سیدھے بزرگ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی مجھے معلوم ہے کہ یہ بارش آپ کی کرامت سے ہوئی ہے مگر مجھے خچر سے کیچڑ میں کیوں گروایا؟ فرمایا: وہ تیری بے ادبی کی وجہ سے ہوا۔

آپ نے فرمایا: شام کے ملک نور الدین ہمارے نزدیک چالیس اولیاء میں ایک ہیں اور صلاح الدین کا شمار تین سو اولیاء میں ہوتا ہے۔ سلطان نور الدین کو جب ابدال دیکھتے تو نور الدین پوچھتے ہیں آپ لوگوں کی نظر میں کیسا ہوں؟ ابدال فرماتے ہیں "تم ظالموں میں سب سے اچھے ہو' باوجود یکہ نور الدین کو ولایت کا درجہ حاصل تھا"۔

(روض الریاحین)

(۱۹۵)

لطیف شکایت اور اس کا حکیمانہ ازالہ

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا: "امیر المومنین! میرے شوہر جیسا نیک آدمی شاید دنیا میں کوئی نہیں، وہ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہیں"۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی بات کا منشا پوری طرح نہ سمجھ پائے اور فرمایا: "اللہ تمہیں برکت دے اور تمہاری مغفرت کرے، نیک عورتیں اپنے شوہر کی ایسی ہی تعریف کرتی ہیں"۔ عورت نے یہ جملہ سنا، کچھ دیر جھجکی، رکی اور پھر واپس جانے کے لئے کھڑی ہو گئی۔

کعب بن سوار رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے عورت کو واپس جاتے دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

"امیر المومنین! آپ اس کی بات نہیں سمجھے وہ اپنے شوہر کی تعریف نہیں، شکایت کرنے آئی تھی، اس کا شوہر جوشِ عبادت میں زوجیت کے پورے حقوق ادا نہیں کرتا"۔

"اچھا یہ بات ہے!" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "بلاؤ اسے!"

وہ عورت پھر واپس آئی، اس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعی حضرت کعب بن سوار رضی اللہ عنہ کا خیال صحیح تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: "اب تم ہی اس کا فیصلہ کرو!"

"امیر المومنین! آپ کی موجودگی میں کیسے فیصلہ کروں!" حضرت کعب رضی اللہ

Scanned with CamScanner

عنہ نے کہا۔''ہاں! تم نے ہی اس کی شکایت کو سمجھا، تم ہی اس کا ازالہ کرو'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اس پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا:''امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کو زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے، اگر کوئی شخص اس اجازت پر عمل کرتے ہوئے چار شادیاں کرے تو بھی ہر بیوی کے حصے میں چار میں سے ایک دن رات آتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہر چوتھا دن رات ایک بیوی کا حق ہے، لہٰذا آپ فیصلہ دیجئے کہ اس عورت کا شوہر تین دن عبادت کرسکتا ہے، لیکن چوتھا دن لازماً اسے اپنی بیوی کے ساتھ گزارنا چاہئے''۔ یہ فیصلہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوشی سے اُچھلے اور فرمایا:''یہ فیصلہ تمہاری پہلی فہم وفراست سے بھی زیادہ عجیب ہے''۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا قاضی بنا دیا۔

(ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ: الاستیعاب تحت الاصابہ ج:۳، ص:۲۸۶، مطبع مصطفیٰ محمد بمصر ۱۳۵۸ھ)

(۱۹۶)

تورات میں اسم محمد ﷺ اور ایک یہودی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں شام میں ایک یہودی تھا جو ہفتے کے دن تورات کی تلاوت کیا کرتا تھا، اس نے تورات کھولی اور اس میں چار جگہوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف لکھی دیکھی تو اس نے وہ حصے پھاڑ کر جلا دیئے، دوسرے ہفتے کو اس نے آٹھ مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف لکھی دیکھی تو ان مقام کو بھی پھاڑ کر جلا دیا تیسرے ہفتے میں اس نے بارہ مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف لکھی دیکھی تو اس نے سوچا کہ اگر میں اسی طرح پھاڑتا رہا تو ساری تورات ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بن جائے گی۔

چنانچہ اس نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ جھوٹا آدمی ہے ''استغفر اللہ ونعوذ باللہ'' تیرے لئے بہتر یہ ہے کہ نہ تو اسے دیکھے اور نہ وہ تجھے دیکھے، یہودی نے کہا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی تورات کی قسم تم مجھے اس کی زیارت سے نہیں روک سکتے، دوستوں نے اسے اجازت دیدی تو وہ سواری پر بیٹھا اور دن رات سفر کرتے کرتے جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچا تو سب سے پہلے اس کی ملاقات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہوئی حضرت سلمان چونکہ بہت ہی خوبصورت تھے ان کو دیکھ کر یہودی سمجھا کہ یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تین روز پہلے وصال ہو چکا تھا، حضرت سلمان نے روتے ہوئے بتایا کہ میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں یہودی نے کہا پھر محمد رسول اللہ

کہاں ہیں؟ حضرت سلمان سوچ میں پڑ گئے کہ اگر میں اس سے کہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے تو یہ لوٹ جائے گا اور اگر کہتا ہوں کہ موجود ہیں تو جھوٹ ہو گا، پھر کہا کہ چلو میں تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے پاس لے چلتا ہوں چنانچہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور تمام صحابہ کرام کو محزون و مغموم پایا، یہودی نے کہا السلام علیک یا محمد ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کیونکہ اس نے یہ سمجھا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ سن کر زار وقطار رونے لگے اور پوچھا تو کون ہے؟ تو نے تو ہمارے زخموں کو ہرا کر دیا ہے لگتا ہے تو مسافر ہے اور تجھے معلوم نہیں کہ تین روز پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے ہیں۔

حضور کے وصال کی خبر سن کر یہودی چیخ پڑا

یہ سن کر یہودی نے چیخ ماری اور کہا ہائے میرا حزن وغم اور ہائے میرے سفر کی بے سودی! کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور اگر جنا تھا تو تورات نہ پڑھاتی، اگر میں تورات پڑھتا تو پھر اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف نہ پڑھتا اگر پڑھ لیا ہے تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیارت ہو جاتی پھر پوچھا کہ یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود ہوں تو وہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وشان سے آگاہ فرمائیں کیونکہ تورات میں ان کا نام میں نے پڑھا ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بے حد طویل القامت تھے اور نہ ہی پستہ قامت، سر اقدس گول تھا، کشادہ پیشانی اور آنکھیں بڑی اور سیاہ تھیں، پلکیں لمبی تھیں، جب تبسم فرماتے تو دندان مبارک سے روشنی نکلتی سینے سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی، ہتھیلیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں، قدمین شریفین چوڑے تھے، کندھوں کی ہڈیاں چوڑی تھیں، یہودی نے کہا تو نے سچ فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ بالکل ایسا ہی تورات میں مرقوم ہے، کیا آپ کا کوئی کپڑا ہے؟ میں اسے سونگھنا چاہتا ہوں، جواب دیا ہاں! پھر فرمایا: اے سلمان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جاؤ اور کہو کہ وہ اپنے والد گرامی صلی اللہ

علیہ وسلم کا جبہ میرے پاس بھیج دیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے، حضرت بی بی فاطمہ کے دروازے پر جا کر آواز دی اے فخر الانبیاء وزین الاولیاء کے دروازے! عین اسی وقت اندر حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما رو رہے تھے، آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت بی بی فاطمہ نے پوچھا یتیموں کا دروازہ کون کھٹکھٹا رہا ہے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں ہوں اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے والد کا جبہ کون پہنے گا؟ اس پر سلمان فارسی نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔

اور پھر مسلمان ہوتے ہی فوت ہو گیا

تو آپ جبہ نکال کر لے آئیں جو سات جگہوں پر کھجور کے پتوں کے ریشوں سے پیوند زدہ تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لے کر اسے سونگھا پھر دیگر صحابہ نے سونگھا پھر یہودی نے لے کر سونگھا اور کہا کتنی بہترین خوشبو ہے بعد ازاں وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا: یا اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو واحد، احد فرد اور بے نیاز ہے اور یہ روضہ انور والے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوب ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں پھر کہا: اے اللہ اگر تو نے میرا اسلام قبول فرما لیا ہے تو ابھی میری روح کو قبض فرما لے اور وہ وہیں گر کر فوت ہو گیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے غسل دے کر جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کیا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور ہمیں صالحین کے گروہ میں اٹھائے۔ (آمین) (تنبیہ الغافلین)

(۱۹۷)

تصنیف کا فائدہ تدریس سے زیادہ ہے

ابن جوزی لکھتے ہیں: میں اپنی ٹھوس رائے کی بناء پر کہتا ہوں کہ تصنیف کا نفع بالمشافہ تعلیم سے زیادہ ہے کیونکہ میں عمر بھر میں بالمشافہ چند متعلموں سے مل سکوں گا اور اپنی تصنیف کے ذریعہ میری گفتگو بے شمار لوگوں سے ہوگی اور ایسوں سے بھی جو ابھی نہیں آئے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ لوگ وقت کے اکابر ومشائخ سے استفادہ کے مقابلہ میں متقدمین کی تصانیف سے زیادہ مستفید ہوتے ہیں لہٰذا ایک عالم اگر اسے مفید تصنیف کی توفیق ملی ہے تصنیف ہی پر زور دے کیونکہ ہر صاحب تصنیف مصنف نہیں ہوتا اور مقصود اشیاء کو جمع کرنا نہیں جیسے بھی ہو بلکہ یہ اسرار الٰہی ہیں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے وہ مطلع کرتا ہے اور ان کے اظہار کی توفیق دیتا ہے پھر وہ بکھرے ہوئے اسرار کو جمع کرتا ہے اور بے ترتیب کو مرتب کر دیتا ہے یا مشکل ہوں تو تشریح کر دیتا ہے تصنیف مفید اسے کہتے ہیں۔ تصنیف کے لئے وسط عمر کو غنیمت جاننا چاہئے کیونکہ ابتدائی زمانہ طلب علم کا ہے اور آخری حواس کے ضعف کا ہے اور عمر کی تقدیر اور اندازہ میں کبھی عقل وفہم خیانت کر جاتی ہیں اور تقدیر عادات غالبہ پر ہوتی ہے یہ نہیں کہ عقل غیب نہیں جانتی پس طلب علم اور حفظ وغیرہ کے مشاغل کے لئے چالیس برس تک عمر ہے اس کے بعد تصانیف اور تعلیم میں لگنا چاہئے یہ اس وقت ہے جبکہ طلب علم اور حفظ وغیرہ کا جو ارادہ تھا اس میں کامیاب رہا اور تحصیل مطلوب پر اسے اسباب ملتے رہے اور اگر اسباب کی قلت رہی یا اول عمر میں ضعف طلب کی وجہ سے اس دور میں مراد کو نہیں پا سکا تو تصنیف کا سلسلہ پچاس برس تک

مؤخر کردے اور پچاس سے لے کر ساٹھ برس کی عمر تک تصنیف کا سلسلہ قائم رکھے اور اس کے بعد پھر تعلیم میں لگے اور سماع حدیث میں اور اپنی تصانیف پر نظر ثانی کرے ستر برس تک اس کے بعد آخرت کا ذکر اور کوچ کی تیاری اپنے اوپر غالب کرلے ہاں کوئی قابل قدر تعلیم یا ضرورت کی تصنیف کر سکتا ہے بس یہ آخرت کا بہترین سامان ہے اور چاہئے کہ زیادہ فکر اپنی ذات کی صفائی کی اصلاح اخلاق کی اور سابقہ غلطیوں کے تدارک کی رکھے اس دوران کچھ فرصت ملے تو نیت کسی کام کی کئے رکھے کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اگر ان منازل تک پہنچ گیا تو ہر منزل کے مناسب حال ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

کامیابی کی بات

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدار عمر تک پہنچ جائے اسے اپنا کفن تیار رکھنا چاہئے اور علماء کی ایک جماعت نے ستر برس عمر پائی ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل بھی ان میں سے ہیں' جو اس مقدار تک پہنچ جائے اسے جان لینا چاہئے کہ وہ قبر کے کنارے کھڑا ہے اور اس کے بعد آنے والا ہر دن فائدہ زائدہ ہے اگر اسی پورے ہو جائیں تو ساری فکر اپنے اخلاق وعادات کی اصلاح میں لگائے اور زاد سفر کی تیاری میں اور استغفار کو اپنا رفیق بنائے رکھے اور ذکر کو محبوب اور محاسبہ نفس میں' علمی افادہ میں اور لوگوں کی ملاقات میں گہری نظر رکھے کہ لشکر کے سامنے پیش ہونے کا مطالبہ قریب ہو جائے تو پیش ہونے والے پر خوف لازماً ہوتا ہے کوچ سے قبل اپنے آثار کو باقی رکھنے کی خوب فکر کرے مثلاً علم کی اشاعت کتب کا انفاق اور کچھ مال کی تقسیم اس کے بعد کے لئے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا سمجھا دے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنی تولیت (سپرداری) میں رکھنے کا انعام ہم پر فرمائے ہم سے اعراض نہ فرمائے بے شک وہ قریب ہے قبول کرنے والا ہے۔ (صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(۱۹۸)

میلاد النبی ﷺ کی تحقیق

میلاد ولد یلد ولادۃ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہوتا ہے ولادت جس کو انگلش میں کہتے ہیں (Birth Day) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اس کو یاد کرنا منانا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کہلاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا جو مہینہ ہے صحیح قول پر وہ ربیع الاول شریف ہی ہے کسی دوسرے مہینہ میں آپ کی ولادت مبارکہ نہیں ہوئی اور کس تاریخ کو ہوئی اس میں اختلاف تو ہے لیکن اس بارے مکہ والوں ہی کا قول معتبر ہوگا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مکہ شریف میں ہوئی مکہ والوں کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول شریف میں ہوئی اور اسی تاریخ کو اہل مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت کی زیارت کو آتے ہیں۔ شرح زرقانی میں ہے:

انما کان فی شهر ربیع الاول علی الصحیح ولم یکن فی المحرم ولا فی رجب ولا فی رمضان ولا غیرها من الاشهر ذوات الشرف لانه علیه الصلوٰة والسلام لا یتشرف بالزمان، وانما الزمان یتشرف به قال کالا ما کن فلو ولد فی شهر من الشهور المذکوة، لتوهم انه تشرف به فجعل الله تعالیٰ مولده علیه السلام فیٰ غیرها لیظهر عنایته وکرامة علیه ۔

(شرح زرقانی، جلد اول ص ۲۴۸، بیروت والحاوی، ص ۲۰۷)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت صحیح قول پر ربیع الاول کے مہینہ میں ہوئی اور نہ پیدا ہوئے محرم میں نہ رجب نہ رمضان اور نہ دوسرے محترم (مہینوں) میں جو کہ شرف والے ہیں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانے کی وجہ سے شرف نہ ملا۔ بلکہ زمانے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے شرف ملا جیسے مقامات مقدسہ: پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ مہینوں میں سے کسی مہینے میں پیدا ہوتے تو وہم پیدا ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشہور مہینوں کی وجہ سے شرف ملا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشہور مہینوں (رمضان، محرم، رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ) کے علاوہ مہینے میں پیدا فرمایا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور بزرگی اس پر ظاہر ہو۔

(مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

پیر کے روز ولادت باسعادت کی حکمت

و اذا کان یوم الجمعة الذی خلق فیه آدم علیه السلام خص بساعة لا یصادفها عبد مسلم یسئل الله فیها خیرا الا اعطاه ایاه فما بالك بالساعة التی ولد فیها سیّد المرسلین ولم یجعل الله تعالیٰ فی یوم الاثنین یوم مولده علیه السلام من التکلیف بالعبادات ما جعل فی یوم الجمعة المخلوق فیه آدم من الجمعة والخطبة وغیر ذالك اکراما لنبیه علیه الصلوٰة والسلام بالتخفیف عن امته بسبب عنایة وجوده قال تعالیٰ "وما ارسلنك الا رحمة للعالمین"

(پ نمبر۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر۱۰۷) (شرح زرقانی، جلد نمبر۱، ص نمبر۲۴۹ بیروت)

جبکہ جمعہ کا دن جس میں سیّدنا آدم علیہ السلام پیدا ہوئے ایسی گھڑی کے ساتھ خاص ہے کہ مسلمان بندہ اللہ سے اس گھڑی میں جو بھی سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے پھر اس گھڑی کا کیا حال ہوگا کہ جس میں سیّد الانبیاء پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے پیر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کے دن وہ تکلفات نہیں رکھے جو کہ

Scanned with CamScanner

جمعہ کے دن میں رکھے جو آدم علیہ السلام کی تخلیق کا دن ہے غار جمعہ، خطبہ وغیرہ اور اس کے علاوہ بھی صرف اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی وجہ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کروانے کی خاطر اپنے نبی کی امت سے تخفیف فرمائی آپ کے وجود کی مہربانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

مذکورہ عبارت سے بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ اہل مکہ کا یہی طریقہ ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن آتا ہے تو اہل مکہ اس جگہ کی زیارت کے لئے جمع ہوتے ہیں وہاں ان کا جمع ہونا خوشی کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ وگرنہ وہ اس جگہ نہ جاتے معلوم ہوا کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کرنے کو اہل مکہ اچھا سمجھتے ہیں بدعت نہیں سمجھتے۔

بلکہ یہ تو منکرین کی اختراع ہے: اللہ نے اپنے نبی کے ذکر کی خاطر کوئی عبادت اس دن میں نہیں رکھی کہ میرے محبوب کی ولادت کی خوشی لوگ بے تکلف ہو کر کر سکیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے بھی افضل

"ليلة مولده عليه السلام افضل من القدر من وجوه ثلاثة"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات لیلۃ القدر کی رات سے تین وجوہات کی بنا پر افضل ہے۔(احدها)**"ان ليلة المولد ليلة ظهوره صلى الله عليه وسلم وليلة القدر معطاة له وما شرف بظهوره ذات المشرف من اجله اشرف مما شرف بسبب ما اعطيه، ولا نزاع في ذالك، فكانت ليلة المولد افضل من ليلة القدر"**

(۱) میلاد شریف کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی اور جس چیز کو ذات کی وجہ سے شرف حاصل ہو اس ذات سے زیادہ شرف والی نہیں ہو سکتی کیوں کہ وہ اس ذات کو عطا کی گئی ہے اور اس بات

میں کوئی اختلاف نہیں پس اس اعتبار سے میلاد شریف کی رات افضل ہے۔

(الثانی)ان ليلة القدر شرفت بنزول الملائكه فيها وليلة المولد شرفت بظهور صلى الله عليه وسلم ومن شرفت به ليلة المولد افضل ممن شرفت بهم ليلة القدر، على الاصح المرتضى فتكون ليلة المولد افضل

(۲) لیلۃ القدر کو شرف افضلیت اس لیے ہے کہ اس میں فرشتے اترتے ہیں اور میلاد شریف کی رات اس لئے افضل ہے کہ اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے اور جس ذات کی وجہ سے میلاد شریف کی رات مشرف ہوئی وہ ذات فرشتوں سے افضل ہے جن کے ذریعے لیلۃ القدر کو شرف حاصل ہوا یہی زیادہ صحیح اور زیادہ پسندیدہ قول ہے۔(الثالث): **ان ليلة القدر وقع فيها التفضل على امة محمد صلى الله عليه وسلم وليلة المولد لشرف وقع فيها التفضل على سائر الموجودات، فهو الذى بعثه الله تعالىٰ رحمة العالمين، فعمت به النعمة على جميع الخلائق، فكانت ليلة المولد اعم نفعا فكانت افضل .**

(۳) شب قدر میں صرف امت محمدیہ پر فضل خداوندی ہوتا ہے جبکہ میلاد شریف کی رات میں تمام موجودات پر فضل فرمایا گیا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اس طرح تمام مخلوقات کو نعمت حاصل ہوئی، لہٰذا اس کا نفع عام ہوا اور یہ رات افضل قرار پائی۔

قرآن مجید کی روشنی میں

(۱)"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ"

ترجمہ: تم فرماؤ (اے محبوب) اللہ ہی کا فضل اور اس کی رحمت پر چاہئے کہ خوشی کریں اور وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

(پارہ۱۱، سورہ یونس، رکوع۱۱، آیت نمبر:۵۸، ترجمہ کنز الایمان)

Scanned with CamScanner

یعنی اس آیت پاک میں رحمت سے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک مراد ہے۔ تفسیر نعیمی میں ہے کہ بارہ ربیع الاول شریف کو خوشیاں مناؤ کہ اس دن میں رحمۃ للعالمین یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ الْفَضْلَ الْعِلْمُ وَالرَّحْمَةَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

امام ابوشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل علم ہے اور اس کی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(۲)"وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ"

(تفسیر درمنثور، مترجم جلد سوئم، ص ۹۳۴ مکتبہ ضیاء القرآن، مصنف امام جلال الدین سیوطی)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے محبوب لوگوں کو یہ خوشخبری دے کر انہیں یہ بھی حکم دو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ملنے پر خوب خوشیاں مناؤ۔ عمومی خوشی تو ہر وقت مناؤ خصوصی خوشی ان تاریخوں میں جن میں یہ نعمت آئی، یعنی ماہ رمضان خصوصاً شب قدر اور ربیع الاول خصوصاً بارھویں تاریخ میں کہ رمضان میں اللہ کا فضل قرآن آیا اور ربیع الاول میں رحمۃ للعالمین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، یہ فضل ورحمت ان کی خوشی منانا تمہاری دینوی جمع کیے ہوئے مال ومتاع روپیہ، مکان وجائیداد جانور، کھیتی باڑی اولاد وغیرہ سب سے بہتر ہے کہ اس خوشی کا نفع شخصی نہیں بلکہ قومی ہے، وقتی نہیں بلکہ دائمی ہے، صرف دنیا میں ہی نہیں دین ودنیا دونوں میں ہے۔ جسمانی نہیں بلکہ دلی اور روحانی ہے۔ برباد نہیں بلکہ اس پر ثواب ہے۔ (تفسیر نعیمی، ص نمبر: ۳۶۹، جلد ۱۱، نعیمی کتب خانہ گجرات)

رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت

عظمیٰ اور فضل ہیں اور کائنات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت ہی نہیں ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی باقی نعمتوں کا چرچا کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" (پ۳۰، آیت نمبر ۱۱)

اور اپنے ربّ کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو

اگر اہلسنّت وجماعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کر لیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ لیکن بہت سے بدعقیدہ لوگوں نے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک وبدعت قرار دیا بلکہ جو لوگ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان غلاموں کو بھی بدعقیدہ لوگوں نے بدعتی قرار دیا اور ساتھ دلیلیں بھی دیں بطور حوالہ ان کی عبارت پیش کی جاتی ہے، جنہوں نے معاذ اللہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت قرار دیا۔

تعظیم رسول تعظیم خدا ہی ہے

ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت ذکر الٰہی ہے۔ اس پر دلائل: اللہ ربّ العزت نے قرآن مجید میں فرمایا! (۱) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(پ نمبر ۳، سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب آپ فرما دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو، پس میری اتباع میں آ جاؤ۔ (مجھ سے محبت کر لو) اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنا لے گا۔

(۲) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پ نمبر ۵، سورۃ النساء آیت نمبر ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

(۳) اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (پ نمبر ۲۶، سورہ فتح، آیت نمبر ۱۰)

ترجمہ: (اے محبوب) بے شک جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت

Scanned with CamScanner

کرتے ہیں حقیقت میں وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔

(۴) فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پ نمبر۹، سورہ الانفال آیت نمبر ۱۷)

ترجمہ: پس تم نے نہیں قتل کیا انہیں بلکہ اللہ نے قتل کیا انہیں اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پھینکی آپ نے وہ (مشت خاک) جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

یعنی رسول اللہ سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ سے ہی محبت کرنا ہے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنا اللہ ہی کی بیعت کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار ومشرکین کو قتل کرنا اللہ ہی کا کفار ومشرکین کو قتل کرنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کنکر پھینکنا اللہ تعالیٰ کا کنکر پھینکنا ہے۔ یہ سب باتیں قرآن کریم سے ثابت ہیں' تو پھر ثابت ہوا کہ ذکر محبوب رب العلمین درحقیقت خود رب العلمین کا ذکر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا

ترجمہ: اس میں واضح نشانیاں ہیں جیسے مقام ابراہیم اور جو اس میں داخل ہوا امن میں آ گیا۔

محفل میلاد میں شامل ہونا امن یافتہ ہونا ہے

یعنی جو اللہ کی نشانیوں میں داخل ہو جائے وہ امن میں آ جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوتا ہے وہ امن میں آ جاتا ہے۔ اہل سنت وجماعت کے لوگ اس لئے میلاد مناتے ہیں اور اس محفل پاک میں جاتے ہیں کیونکہ اس کے اندر امن وسکون ملتا ہے اس لئے بدعقیدہ لوگ مسلک حق اہل سنت وجماعت کو امن میں دیکھ کر خود بے امن ہو جاتے ہیں' اور طرح طرح کا حسد کرتے ہیں۔

مر جائیں حاسد جل، جل کر غم مت کرائے میرے پیمبر

دیتا جا بھر بھر کے ساغر اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شعائر اللہ میں سے ہے اور جو شخص شعائر اللہ کی تعظیم کرے۔ ایسے شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (پ نمبر۲۰)

ترجمہ: اور جو شعائر اللہ کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ جو لوگ ہمیں منع کرتے ہیں وہ بے چارے خود کیا خاک کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک میں ذرہ کمی نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

ترجمہ: اے محبوب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ جس کا ذکر اللہ پاک بلند کرے، چاہے منکر کتنا شور مچالیں کچھ نہیں کر سکتے: کیونکہ انہیں جیسوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (پ ۲۸)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو مکمل فرمانے والا ہے۔ اگرچہ کافر ناپسند سمجھیں معلوم ہوا کہ جو کوئی ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ بجھانے کے درپے میں ہیں وہ بیچارے کیا کر سکتے ہیں کیونکہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ روشن کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے روشنی لینے والے اہلسنّت وجماعت ہیں، بیچ میں تیسرے چوتھے کو کوئی حق نہیں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

فقد اخرج عبد الرزاق بسنده عن جابر بن عبد الله الانصارى قال قلت يا رسول الله! بابى انت وامى اخبرنى عن اول شيئ

Scanned with CamScanner

خلقه الله قبل الاشياء قال يا جابر ان الله تعالىٰ خلق قبل الاشياء نور نبيك محمد صلى الله عليه وسلم من نوره فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله ولم يكن في ذلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولا سمآء ولا ارض ولا شمس ولاقمر ولا انس ولا جن فلما اراد الله تعالىٰ ان يخلق الخلق قسم ذلك النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاوّل، القلم، ومن الثاني اللوح، ومن الثالث العرش، ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة العرش ومن الثاني الكرسي ومن الثالث باقي الملائكة ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول نور ابصار المومنين ومن الثاني نور قلوبهم وهي المعرفة بالله ومن الثالث نور انسهم وهو التوحيد لا اله الا الله محمد رسول الله، او كما قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(الفتاویٰ الحدیثیہ، لعلامہ ابن حجر۔ متوفی ۹۷۴، ۹۰۹ ص نمبر ۸۴ قدیمی کتب خانہ کراچی، وشرح الزرقانی لعلامۃ الزرقائی متوفی ۱۱۲۲ھ علی المواهب اللدنیہ جلد ۱ ص ۱۱۹ بیروت)

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور کے چار حصے

ترجمہ: سیّدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا، پس اللہ تعالیٰ نے جہاں چاہا قدرت کے ساتھ اس نور کو سیر کراتا رہا اور اس وقت لوح (تختی) قلم جنت دوزخ فرشتے

آسمان زمین سورج چاند انسان جن کچھ نہ تھا۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا اس نور کی چار جزیں بنائیں (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی) پہلی جز سے قلم کو پیدا فرمایا، دوسری جز سے لوح، تیسری سے عرش، چوتھی جز کو پھر چار جزوں میں تقسیم کیا، پس جز اول سے عرش اٹھانے والے فرشتوں کو پیدا فرمایا۔ دوسری جز سے کرسی بنائی۔ تیسری جز سے باقی تمام ملائکہ کو پیدا فرمایا پھر چوتھی جز کی چار جزیں بنائیں پس جز اول سے مومنین کی آنکھوں کا نور۔ جز دوم سے مومنین کے دلوں کے نور کو پیدا فرمایا، یہی معرفت الٰہی ہے اور جز ثالث سے مومنین کی محبت کا نور پیدا فرمایا اور وہ توحید ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یا جیسا اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسائل وفوائد

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سننا اور آپ کے کمالات کا بیان سننا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی سنت ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کرنا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

(۳) یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا نور ہیں تو سرکار دو عالم کا ذکر پاک کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بدعت کہے گا گویا اس نے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ایسا کہا۔

(۴) یہ بھی ثابت ہوا کہ لوح و قلم عرش و کرسی فرشتے مومنین کی آنکھوں کا نور، ان کے دلوں کا نور، ان کی محبت کا نور، یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی خیرات ہے

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی خیرات ہیں ان کو بیان کرنے سے ہمیں سکون حاصل ہوتا ہے تو جو نور خود مخیّر ہے اس کے ذکر سے بھی ہمیں بدرجہ اولی سکون ملتا ہے اور لذت حاصل ہوتی ہے۔

(۵) قال عروة وثويبة مولاة لابي لهب كان ابولهب اعتقها فارضعت النبی صلی الله علیه وسلم فلما مات ابولهب اريه بعض اهله بشر حيبة قال لهما ذالقيت قال ابولهب لم الق بعد كم غير انی سقيت فی هذه بعتاقتی ثويبة

(صحیح بخاری جلد ثانی ص ۷۶۰، للامام محمد بن اسماعیل بخاری مکتبہ رحمانیہ)

ترجمہ: عروہ نے کہا: ثویبہ ابولہب کی لونڈی ہے۔ ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے جب ابولہب مر گیا تو وہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو دکھایا گیا کہ اس کا برا حال ہے، دیکھنے والے نے کہا: آگے جا کر کیا پیش آیا ابولہب نے کہا تمہارے بعد میں نے کچھ نہیں پایا صرف ایک بات ہے کہ (میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس کے باعث میں اس انگلی (شہادت والی) سے پانی پلایا جاتا ہوں اس بات کو علامہ زرقانی نے بھی روایت کیا ہے۔ (شرح العلامہ الزرقانی ج ۱ ص ۲۶۰ بیروت)

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اگر میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہوتا **"فنفقته على قراءة مولد النبی صلی الله علیه وسلم"** تو میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک پر خرچ کر دوں۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده" اور اہل اسلام ہمیشہ

محفلیں منعقد کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں۔

(ما ثبت بالسنۃ، ص ۷۹)

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

جس گھر، جس مسجد اور جس محلے میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد پڑھا جائے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے اُس مکان، اُس مسجد، اُس محلّہ کو گھیر لیتے ہیں اور اُس مکان والوں پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ (بالوسائل فی شرح الشمائل)

شارح بخاری حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

"فرحم الله امرأ اتخذا ليالی شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشدعلة على من فی قلبه مرض" "اللہ تعالیٰ اُس شخص پر بہت رحم فرمائے جس نے ولادت کی مبارک راتوں کو خوشی و مسرت کی عیدیں بنالیا تاکہ یہ میلاد مبارک کی عیدیں علت ہو جائیں اُس شخص پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے۔

(زرقانی علی المواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۱۳۹)

تھانوی صاحب جوانی کے آغاز میں اور علمی دور کے آغاز میں مجالس مولود میں شامل ہوا کرتے تھے اور اپنے اس عمل کو عوام و خواص اہل اسلام کے فوائد، اصلاح عقائد و اعمال اور ان کی آگاہی کا ذریعہ سمجھتے اور ساتھ ساتھ اپنے پیرومرشد حاجی صاحب کے قول و فعل کو بطور حجت پیش کرتے جس پر گنگوہی نے ان کو بار بار تنبیہ کی طویل مراسلت کے بعد بالآخر آپ اپنے اس عمل سے باز آ گئے اور گنگوہی صاحب کو اپنا مولا اور آقا تسلیم کیا۔ (كلمة الهادی الی سواء السبيل فی جواب من لبس الحق بالباطل، مفتی عیسیٰ خان، ص ۷۰، مکتبہ المفتی)

نوٹ: یہ کتاب تبلیغی جماعت کے مبلغ مولانا طارق جمیل کی تقریری سی ڈیز کی تردید کے لئے انہی حضرات کے ایک شیخ الحدیث نے لکھی ہے۔

قارئین کرام...... معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب پر جب عالم شباب تھا عقل سلامت

Scanned with CamScanner

تھی اور علمی دور تھا' اس وقت تو وہ بھی مجلس مولود کو جائز سمجھ کر شامل ہوتے ہیں اور اسے بہت اچھا سمجھتے تھے۔ تھانوی صاحب اپنے پیر کے قول وفعل کو بطور دلیل پیش کرتے لیکن جب گنگوہی صاحب کے جال میں پھنسے گنگوہی صاحب نے خط لکھ لکھ کر اس عمل سے ہٹایا۔ گنگوہی صاحب کا بار بار خط لکھنا تنبیہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گنگوہی صاحب نے مجبور کر کے تھانوی صاحب کو اس عمل سے ہٹایا یہ تو گنگوہی صاحب کی حرکت کی وجہ سے ایسا ہوا ورنہ تھانوی صاحب اس مبارک عمل پر تاحیات قائم رہتے۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالوی لکھتے ہیں کہ جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا حال سن کر فرح (خوشی) حاصل نہ ہو اور اس نعمت کے حصول پر شکر خدا نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ (الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریہ ص ۴)

جھنڈے لگانے اور چراغاں کرنے کا ثبوت

رایت ثلاثة اعلام مضروبات علما بالمشرق وعلما بالمغرب وعلما علی ظهر الكعبة (شرح زرقانی جلد اول ص ۲۱۱ بیروت)

ترجمہ: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت میں نے تین جھنڈے لگے ہوئے دیکھے ایک جھنڈا مشرق میں ایک جھنڈا مغرب میں اور ایک جھنڈا کعبہ کی چھت پر لگا ہوا دیکھا۔

پس ثابت ہوا کہ محبوب کریم علیہ السلام کی ولادت کے دن جھنڈے لگانا اپنے گھروں کو جھنڈیوں سے سجانا اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کی ولادت کی خوشی میں اپنے گھر کی چھت پر جھنڈا لگوایا اگر ہم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام جھنڈے لگاتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے۔

ہر طرف نور ہی نور

حضرت عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھے میری والدہ نے

بتایا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کے پاس موجود تھیں جب ان پر ولادت کا وقت شروع ہوا۔

"قالت فجعلت انظر الی النجوم تدلی حتی قلت لتقعن علی فلما وضعت خرج منها نور اضاء له البيت والدار حتی لا اری الا نورا"

کہتی ہیں میں دیکھ رہی تھی ستارے جھکنے لگے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ مجھ پر آ گریں گے جب ولادت ہوئی تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے وہ نور نکلا جس نے در و دیوار کو جگمگا دیا اور مجھے ہر طرف نور ہی نور نظر آنے لگا۔

(دلائل النبوۃ ص ۴۴ الامام حافظ، ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ مکتبہ رحمانیہ)

قارئین کرام...... اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مبارک کو ستاروں کی صورت میں چراغاں سے سجایا اگر غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پہ چراغاں کرلیں تو انہیں کیونکر منع کیا جاتا ہے بلکہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں چراغاں کرنا آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادتی محبت کا باعث ہے۔ اگر ہم سرکار مدینہ کی محبت میں خرچ کرتے ہیں تو ہمیں ملا بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی صدقے ہے، پھر کیوں نہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر خرچ کریں۔

سارے عالم میں یہ دیکھو کیسا نور چھایا ہے

لما حضرت آمنة الولادة قال للملائكة افتحوا ابواب السمآء كلها وابواب الجنان. والبست الشمس يومئذ نور عظيما، وكان قد اذن الله تعالىٰ تلك السنة لنساء الدنيا يحملن ذكورا. (شرح زرقانی ص نمبر ۲۰۸ جلد اول)

Scanned with CamScanner

ترجمہ: جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا وقت آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تمام آسمانوں کے دروازے کھول دو اور تمام جنتوں (جنة الفردوس جنة عدن، جنة النعيم، دار الخلد، جنة الماوىٰ، دار السلام، وعليون: كماروى عن عباس رضى الله عنه) کے دروازے کھول دو اور اس دن سورج کو بہت زیادہ نور پہنایا گیا اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے دنیا کی عورتوں کو حکم فرمایا کہ وہ اس سال بیٹوں کے ساتھ حاملہ ہوں۔ (یعنی بیٹے جنیں) (سبحان اللہ)

جلوس نکالنا اور صلوٰۃ وسلام پڑھنا

"وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا" (پ نمبر ۲۴ سورہ زمر آیت نمبر ۷۳)

ترجمہ: جو اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں جلوس کی صورت میں جنت کی طرف بلائے جائیں گے۔ توجہ طلب بات ہے جب جنت میں داخل ہونے کے لئے جلوس کی صورت میں جانا پڑے گا جو سرکار علیہ السلام کے غلاموں کی رہائش گاہ ہے اور جس دن میں جنت کے مالک دنیا میں تشریف لائے پھر اس مختار کی یاد منانے کے لئے جلوس نکالنا بھی جائز ہے۔

اعتراض...... اگر کوئی بدعقیدہ کہے کہ جو آپ نے آیت سے جلوس کا استدلال کیا اس سے اوپر والی آیت میں جہنمیوں کے جلوس کا ذکر ہے لہٰذا تمہارے جلوس اور جہنمیوں کے جلوس میں کیا فرق ہوا جواب: اولاً آپ نے جلوس کا وجود تو مان لیا ہے۔

دوسری بات...... ان دونوں جلوسوں میں فرق یہ بات کرتی ہے کہ جنتیوں کے جلوس میں سلام کی آواز ہوتی ہے وہ اس طرح کہ جب جنتی جنت میں پہنچیں گے داروغہ جنت انہیں سلام کہیں گے لیکن جب ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں جلوس نکالتے ہیں تو ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔

ستر ہزار فرشتے

حدیث شریف میں ہے: قيام ملك على قبره المكرم ليبلغه صلاة المصلين اليه وانه ينزل على قبره الشريف كل يوم سبعون الف ملك يحفون به ويضربونه باجنحتهم ويستغفرون له ويصلون عليه الى ان يمسوا، فاذا امسوا عرجوا وهبط سبعون الف ملك كذالك حتى يصبحوا لى يوم القيامة فاذا كان يوم القيامة خرج صلى الله عليه وسلم فى سبعين الف ملك اخرجه ابن المبارك عن كعب"

(الفتاویٰ الحدیثیہ لعلامہ ابن حجر، ص ۲۸۶ قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ: فرشتے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر قیام فرمانا اس لئے کہ درود پڑھنے والوں کا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائے اور ہر روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف پر ستر ہزار فرشتے (جلوس کی شکل میں) اترتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو ڈھانپ لیتے ہیں اپنے پروں سے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استغفار کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے۔ جب شام ہو جاتی ہے تو وہ ستر ہزار واپس چلے جاتے ہیں دوسرے ستر ہزار فرشتے آ جاتے ہیں اسی طرح کرتے ہیں جیسے پہلے کرتے تھے حتیٰ کہ صبح قیامت قائم ہو جائیگی اور جب قیامت کا دن آ جائے گا تو خود سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اپنے روضہ انور سے (میدان محشر کی طرف) تشریف لائیں گے۔ (کتاب الصغریٰ للسیوطی، ص ۳۵)

Scanned with CamScanner

اہل مدینہ کا جلوس اور نعرے

حدیث پاک میں ہے کہ آقا علیہ السلام مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ میں پہنچے تو جلوس کی شکل میں نعرے لگائے گئے اور نعروں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا گیا۔

فصعد الرجال والنساء فوق البيوت وتفرق الغلمان والخدم في الطريق ينادون يا محمد يا رسول الله يا محمد يا رسول الله! (صحیح مسلم شریف جلد نمبر دوم، ص:۴۱۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: صحابی رسول فرماتے ہیں مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر اور بچے اور غلام بازاروں میں پھیل کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ کے نعرے لگا رہے تھے۔

اس حدیث میں لوگوں کا چھتوں پر چڑھ جانا اور ہر طرف پھیل جانا جلوس کی مکمل شکل ہے۔ نیز دوران جلوس نعرہ رسالت لگانے کا واضح ثبوت ہے۔

☆ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے ستر (۷۰) جوانوں کے ساتھ جلوس کی شکل میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ پہنچنے پر استقبال کیا اور عرض کی۔

"لا تدخل المدينة الا ومعك لواء فحل عمامته ثم شدها في رمح ثم مشى بين يديه"

(الوفاء لعلامہ نور علی بن احمد متوفی ۹۱۱ھ جلد اول ص نمبر ۲۷۰، ادارہ پیغام القرآن والرحیق المختوم، ص ۲۳۸، وجذب القلوب الی دیار المحبوب لشیخ المحقق ص ۸۷)

یا رسول اللہ! آپ مدینہ منورہ داخل ہوں تو آپ کے ساتھ جھنڈا ہونا چاہئے فوراً اپنا عمامہ کھولا پھر نیزے پر باندھا اور جھنڈا بنا کر آقا علیہ السلام کے آگے چلے۔

معلوم ہوا کہ جلوس نکالنا اور جلوس مع جھنڈے نکالنا یہ کوئی نیا کام نہیں بلکہ سنت صحابہ ہے۔ اگر صحابہ کرام کو رہبر مانتے ہو تو یہ عمل بھی کر کے دکھاؤ۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت اور وصال کا ایک ہی دن ہے تو اس دن خوشی منانا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟

جواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس دن کے تاریخ وصال ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق ہی نہیں ہے، بلکہ علماء کرام نے لکھا ہے: حجۃ الوداع کے دن جمعۃ المبارک تھا اس لحاظ سے ذی الحج کی پہلی تاریخ کو جمعرات بنتی ہے اب اگر اس کے بعد ربیع الاول تک سارے مہینے تیس تیس دن کے لگائے جائیں خواہ انتیس انتیس کے لگائے جائے یا خواہ ایک مہینہ انتیس کا اور ایک مہینہ تیس لگایا جائے ہر لحاظ سے پیر کا دن بارہ ربیع الاول کو بنتا ہی نہیں۔

(اسد الغابہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ناچیز نے دلائل کے ساتھ جشن آمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا ثبوت پیش کر دیا ہے اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میلاد منانے کا حکم

سوال: محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منعقد کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منعقد کرنا شرعاً مستحب ہے۔

جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ نے فرمایا:

"يستحب لنا اظهار الشكر بمولده بالاجتماع"

(الحاوی للفتاوی للسیوطی، ص ۲۰۶ مکتبہ رشیدیہ)

ترجمہ: بالاجتماع ہمارے لئے مستحب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر شکر کا اظہار کریں۔

فقہ کی مشہور کتاب درمختار مع ردالمحتار میں علامہ حصکفی نے مستحب کی تعریف یہ کی ہے۔

Scanned with CamScanner

"وَهُوَ مَا فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً وَّتَرَكَهُ اُخْرٰى وَمَا اَحَبَّهُ السَّلَفُ" (درمختار مع ردالمختار ص ۲۴۷ مکتبہ امدادیہ ملتان)

یعنی مستحب وہ فعل ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑ دیا اور وہ فعل بھی مستحب ہوتا ہے جسے سلف مشائخ نے محبوب جانا۔ اشرف علی تھانوی صاحب مستحب کی اس دوسری قسم یعنی فعل محبوب مشائخ کو ان الفاظ کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں۔

مُسْتَحَبًّا بِاِعْتِبَارِ اَنَّهٗ اَحَبَّهٗ عُلَمَاءُ نَا

یعنی نماز کی نیت کرتے وقت منہ سے نیت ادا کر لینا یہ مستحب بایں معنی ہے کہ ہمارے علما نے اسے اچھا جانا ہے۔

مستحب عمل کون سا ہوتا ہے؟

کسی مستحب کام کے لئے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت، اور نص قرآنی کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا۔ قطعیت کے ساتھ ثابت ہونے والا حکم تو فرض ہوتا۔ مستحب کام کے لئے قرآن مجید کا سرسری حکم اور اشارہ کافی ہوتا ہے یا پھر مستحب کے ثبوت کے لئے حدیث ضعیف بھی کافی ہوتی ہے۔ اگر قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہ مل رہا ہو تو اس کے لئے محض علماء ومشائخ کا اچھا سمجھنا ہی کافی ہوتا ہے۔

قَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ (مؤطا امام محمد، صفحہ ۱۴۴ مکتبہ رحمانیہ)

ترجمہ: جس کو مومن اچھا جانیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے۔ دعویٰ ہمارا مستحب کا ہے اور دلیل ہم سے فرضیت کی لوگ مانگتے ہیں کیا اس سے بڑھ کر کوئی جہالت ہو سکتی ہے۔ منکرین میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی دلائل مانگنے چاہئیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں منع فرمایا ہے۔

مبارک ہو کہ ختم المرسلیں تشریف لاتے ہیں
جناب رحمت للعالمیں تشریف لاتے ہیں

ماہ ربیع الاول شریف آتا ہے تو ہر طرف بہار آ جاتی ہے اور ہر شخص کی زبان پہ یہ نغمہ جاری ہو جاتا ہے۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

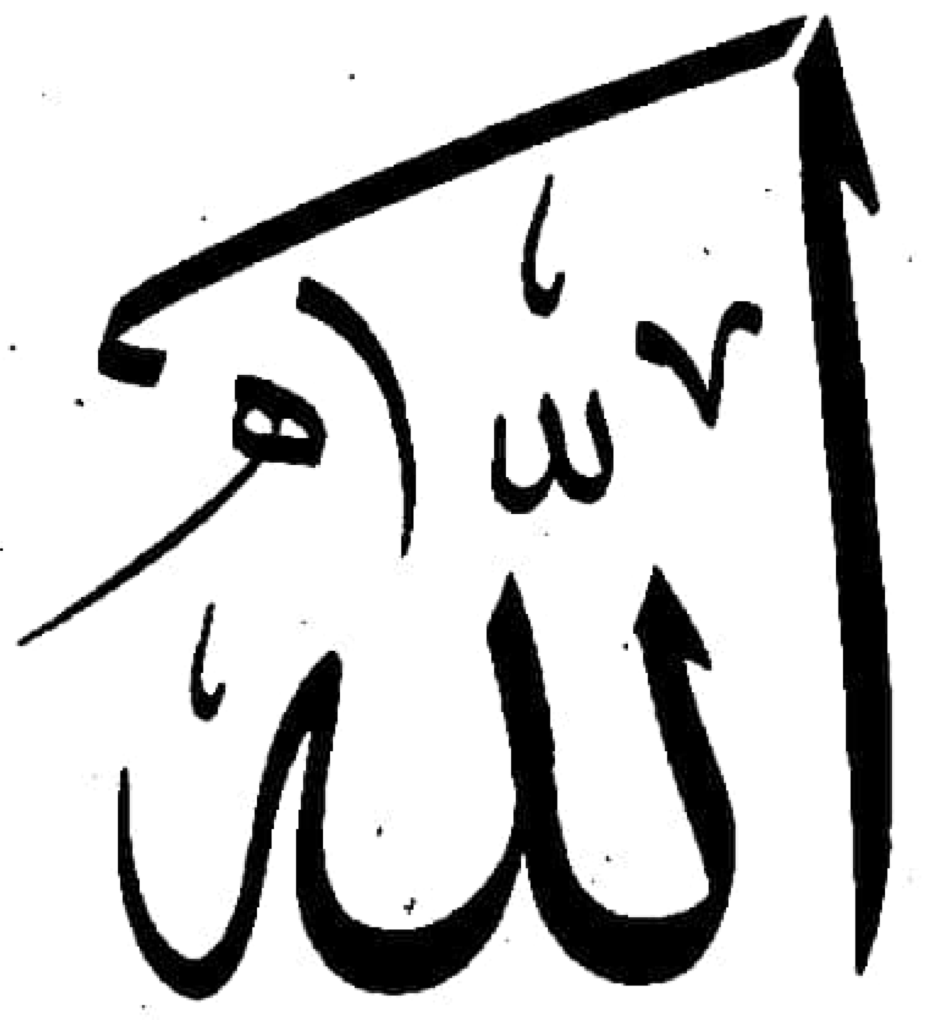

Scanned with CamScanner

(۱۹۹)

کہتا تھا سرِ حسین کا نیزے کی نوک پر

حضرت سیّدنا سلمہ بن کُھیل بن حصین حضرمی تنعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ حضرموت میں رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے 13 سال پہلے 47ھ کو پیدا ہوئے۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر اور حضرت سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل کیا اور حضرت سیّدنا جندب اور حضرت سیّدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہما سے حدیث سماعت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ذہین، ثقہ، ثبت فی الحدیث (حدیث میں پختہ) تھے۔ آپ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرِ مبارک کو نیزے پر دیکھا اور سرِ مبارک سے یہ آواز آرہی تھی: فَسَیَکۡفِیۡکَہُمُ اللّٰہُ ۚ وَہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ○ (پ۱، البقرۃ:۱۳۷) ترجمہ: ''تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی ہے سنتا جانتا''۔'' اور آپ کا وصال عاشورہ کے روز 121ھ کو ہوا۔

(تاریخ مدینة دمشق، الرقم: ۲۶۳۴، سلمة بن کهیل، ج۲۲، ص۱۱۶ تا ۱۲۸)

ابن الاجلح کہتے ہیں کہ میرے والد (الاجلح) نے حضرت سیّدنا سلمہ بن کھیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ہم میں سے جو پہلے فوت ہو وہ خواب میں دوسرے کو اپنے دیکھے ہوئے احوال پر مطلع کردے۔ حضرت سیّدنا سلمہ بن کھیل رحمۃ اللہ علیہ الاجلح سے پہلے انتقال کر گئے ابن الاجلح کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے کہا: اے میرے بیٹے! حضرت سیّدنا سلمہ بن کھیل رحمۃ اللہ علیہ ایک دن میرے خواب میں تشریف لائے تو میں نے کہا: ''کیا

آپ وصال نہیں فرما گئے؟'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ کردیا''۔ میں نے پوچھا: ''آپ نے اپنے ربّ کو کیسا پایا؟'' فرمایا: ''اے ابوحجیہ! بہت ہی مہربان پایا''۔ میں نے پوچھا: ''جن اعمال کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے افضل کون سا ہے؟'' فرمایا: ''میں نے صلاۃ اللیل سے بہتر کوئی عمل نہیں پایا''۔ میں نے پوچھا: ''معاملہ کو کیسا پایا؟'' فرمایا: ''آسان پایا مگر آپ لوگ بھروسے پر نہ رہیں''۔

(تاریخ مدینۃ دمشق، سلمۃ بن کھیل.....الخ، ج۲۲، ص۱۳۲)

سب سے افضل عمل

اس حکایت سے پتہ چلا کہ بزرگانِ دین راتوں کو جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ بعد نمازِ عشاء جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلاۃ اللیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں کہ حدیث شریف میں ہے: ''فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے''۔ (صحیح مسلم، الحدیث:۱۱۶۳، ص۵۹۱)

اسی صلاۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ نمازِ عشاء کے بعد رات میں سو کر اٹھیں پھر نوافل پڑھیں اور سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔ حضرت سیّدنا اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کئے جائیں گے، اس وقت ایک منادی پکارے گا: ''کہاں ہیں وہ جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا ہوتی تھیں؟'' وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے۔ یہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر اور لوگوں کے لئے حساب کا حکم ہوگا۔

(شعب الایمان للبیہقی، الحدیث:۳۲۴۴، ج۳، ص۱۶۹)

(۲۰۰)

یارِ غارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکر صدیق (عتیق) عبداللہ بن عثمان (ابوقحافہ) بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی التیمی، والدہ کا نام سلمٰی اور کنیت ام الخیر تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبل از اسلام ایک متمول تاجر کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی دیانت، راست بازی اور امانت کا خاص شہرہ تھا۔ اہل مکہ ان کو علم، تجربہ اور حسن خلق کے باعث نہایت معزز سمجھتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد جب دعوت دین کا آغاز کیا تو رسول اللہ پر بڑوں میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق ایمان لائے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

سب سے پہلے سات آدمیوں نے اسلام کا اظہار کیا: ابوبکر، عمار بن یاسر، سمیہ، ام عمار، صہیب، بلال، مقداد بن اسود رضی اللہ عنہم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۷/۳۳۸، ۳۶۵۸۲، اس کی سند حسن ہے)

☆ بڑوں میں سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ لڑکوں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ جناب علی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور غلاموں میں سب سے پہلے جناب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

(ترمذی، المناقب، باب اول من صلی علی......الخ: ۳۷۳۵، البدایۃ والنہایۃ: ۳/۳۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر اپنی اُمت کے کسی فرد کو اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور میرے دوست ہے“۔

(صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا: ۳۶۵۶، ۳۶۵۷)

جو حضرت خدیجہ نے حضور کے متعلق کہا تھا وہی ابن دغنہ نے......

عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے اپنے والدین کو جب سے میں نے ہوش سنبھالا دین (اسلام) پر ہی پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ صبح وشام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نہ تشریف لاتے ہوں، جب مسلمان سخت آزمائش (تکلیف) میں تھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے لئے نکلے جب برک غماد پہنچے تو ان سے قارہ کے سردار ابن دغنہ کی ملاقات ہوئی اس نے پوچھا ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مجھ کو میری قوم نے نکال دیا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ زمین کی سیر کروں اور اپنے پروردگار کی عبادت کروں، ابن دغنہ نے کہا:

اِنَّ مِثْلَكَ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ فَاِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ وَاَنَا لَكَ جَارٌ فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبِلَادِكَ

”تم جیسا آدمی نہ تو نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے اس لئے کہ تم غریبوں کے لئے کماتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو اور عاجز ومجبور کا بوجھ اٹھاتے ہو، مہمان کی ضیافت کرتے ہو اور حق (پر قائم رہنے) کی وجہ سے آنے والی مصیبت پر مدد کرتے ہو میں تمہارا ضامن ہوں تم لوٹ چلو اور اپنے ملک میں اپنے رب کی عبادت کرو“۔

چنانچہ ابن دغنہ روانہ ہوا تو ابوبکر کو ساتھ لے کر واپس ہوا اور کفار قریش کے سرداروں میں گھوما اور ان سے کہا کہ ابوبکر جیسا آدمی نہ تو نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے

Scanned with CamScanner

جو تنگدستوں کے لئے کماتا ہے صلہ رحمی کرتا ہے، عاجزوں کا بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان کی مہمان نوازی کرتا ہے، راہ حق میں پیش آنی والی مصیبت میں مدد کرتا ہے چنانچہ قریش نے ابن دغنہ کی پناہ منظور کر لی امن وامان دے کر ابن دغنہ سے کہا: ابوبکر کو کہہ دو کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کریں، نماز پڑھیں، لیکن ہمیں تکلیف نہ دیں اور نہ اس کا اعلان کریں، اس لئے کہ ہمیں خطرہ ہے کہ ہمارے بچے اور عورتیں فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں ابن دغنہ نے ابوبکر سے یہ کہہ دیا، چنانچہ ابوبکر اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے لگے نہ تو نماز علانیہ پڑھتے اور نہ قراءت علانیہ کرتے۔

ابوبکر نے ایسی نماز اور قرأت کی کہ......

''ثُمَّ بَدَا لِاَبِیْ بَکْرٍ فَابْتَنٰی مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ وَبَرَزَ فَکَانَ یُصَلِّیْ فِیْهِ وَیَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَیَتَقَصَّفُ (فَیَنْقَصِفُ) عَلَیْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِکِیْنَ وَاَبْنَاؤُهُمْ یَعْجَبُوْنَ مِنْهُ (یَعْجَبُوْنَ) وَیَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ رَجُلًا بَکَّاءً لَا یَمْلِكُ دَمْعَهٗ حِیْنَ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ''

''پھر ابوبکر کے دل میں کچھ خیال پیدا ہوا، تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنا لی اور باہر نکل کر وہاں نماز اور قرآن پڑھنے لگے، تو مشرکین کی عورتیں اور بچے ان کے پاس جمع ہو جاتے، ان لوگوں کو اچھا معلوم ہوتا اور ابوبکر کو دیکھتے رہتے ابوبکر ایسے آدمی تھے کہ بہت روتے اور جب قرآن پڑھتے تو انہیں اپنے آنسوؤں پر اختیار نہیں رہتا تھا''۔

مشرکین، قریش کے سردار گھبرائے اور ابن دغنہ کو بلا بھیجا وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے ابن دغنہ سے کہا کہ ہم نے ابوبکر کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے پروردگار کی عبادت کریں، لیکن انہوں نے اس سے تجاوز کیا اور اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی علانیہ نماز اور قرآن پڑھنے لگے اور ہمیں خطرہ ہے کہ ہمارے بچے اور ہماری عورتیں گمراہ نہ ہو جائیں، اس لئے ان کے پاس جا کر کہو کہ اگر وہ اپنے گھر کے اندر اپنے

رب کی عبادت پر اکتفا کرتے ہیں تو کریں اور اگر وہ انکار کریں تو ان سے کہو کہ تمہارا ذمہ واپس، اس لئے کہ ہمیں پسند نہیں کہ ہم تمہاری امان کو توڑیں اور نہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو علانیہ عبادت کرنے پر قائم رہنے دے سکتے ہیں۔

حضرت ابوبکر نے ابن دغنہ کا ذمہ واپس کر دیا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ابن دغنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذمہ ایک شرط پر لیا تھا، یا تو اسی پر اکتفا کرو یا میرا ذمہ مجھے واپس کر دو، اس لئے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ عرب اس بات کو سنیں کہ میں نے ایک شخص کو اپنے ذمہ میں لیا تھا اور میرا ذمہ توڑا گیا، ابوبکر نے جواب دیا: میں تیرا ذمہ تجھے واپس دیتا ہوں اور اللہ کی پناہ پر راضی ہوں اس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں تھے، آپ نے فرمایا: ''مجھے تمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے، میں نے ایک کھاری زمین دیکھی، جہاں کھجوروں کے درخت ہیں اور وہ دو پتھریلے کناروں کے درمیان ہے''۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی، جس نے بھی ہجرت کی مدینہ ہی کی طرف کی اور جو لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے وہ بھی مدینہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے اور ابوبکر نے بھی ہجرت کی تیاری کی، تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ٹھہرو مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کا حکم ہوگا''۔ ابوبکر نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا آپ کو امید ہے کہ اس کی اجازت ملے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے کے لئے رک گئے اور دو اونٹ جوان کے پاس تھے ان کو چار مہینے تک سمر یعنی کیکر کے پتے کھلاتے رہے۔

جنت کے آٹھوں دروازوں سے آواز آئے گی......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنہیں روز

. قیامت صدقے کے دروازے سے بلایا جائے گا، کسی کو روزے کے دروازے یعنی باب الریان سے بلایا جائے گا (جنت کے آٹھ دروازے ہیں)''۔

سیّدنا ابوبکر صدیق نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے آٹھوں دروازوں سے بلایا جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نعم ارجو اَن تکون منهم یا ابا بکر

''ہاں مجھے امید ہے کہ تم ضرور انہی میں سے ہوگے (جنہیں جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا) اے ابوبکر!''۔

(صحیح بخاری، فضائل الصحابة، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم (لو کنت متخذا خلیلا): ٣٦٦٧)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے گھٹنا کھولے ہوئے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا: ''معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے دوست کسی سے ناراض ہو کر آئے ہیں''۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تکرار ہو گئی تھی اور اس سلسلے میں جلدی میں ان کو سخت لفظ کہہ دیئے، لیکن بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی تو میں نے ان سے معافی چاہی۔ اب وہ مجھے معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اسی لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا:

''اے ابوبکر! تمہیں اللہ معاف فرمائے''۔ آپ نے تین مرتبہ یہ دُعا فرمائی۔

کیا تم میرے دوست کو ستانا چھوڑو گے یا نہیں

حضرت عمر کو بھی ندامت ہوئی اور حضرت ابوبکر کے گھر پہنچے اور پوچھا: کیا ابوبکر گھر

پر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں، تو آپ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آپ کا چہرہ مبارک غصہ سے بدل گیا اور ابوبکر ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! زیادتی میری ہی طرف سے تھی، دو مرتبہ یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا تھا اور تم لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو لیکن ابوبکر نے کہا تھا: آپ سچے ہیں اور اپنی جان و مال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی، تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟'' آپ نے دو دفعہ یہی فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرمانے کے بعد پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔

(صحیح بخاری، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب ان لم تجدینی فاتی ابا بکر: ۳۶۶۱)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے یہ بھی دُعا فرمائی:

''اے اللہ! ابوبکر کو روز قیامت میرے ساتھ میرے درجہ میں رکھنا''۔

اللهم اجعل ابا بکر معی فی درجتی یوم القیامة

(المنتخب: ۴/۳۴۵، حیاۃ الصحابہ: ۳/۱۶۱، کنز العمال: ۱۱/۲۵۵، ۳۶۶۲۲، الدر المنثور: ۳/۲۴۲، جمع الجوامع: ۹۹۳۸)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ابوبکر پر، انہوں نے اپنی بیٹی (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے میرے نکاح کیا اور ہجرت میں میری مدد کی اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کروایا اور اسلام میں سب سے زیادہ نفع مجھے اگر کسی کے مال نے دیا ہے تو وہ ابوبکر کا مال ہے''۔

(سنن الترمذی، المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب: ۳۷۱۴، کنز العمال: ۱۳/۱۲۴، [illegible]، البدایۃ والنہایۃ: ۷/۳۶۱)

☆ ایک دن ایک عورت مسئلہ دریافت کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر آنا اور مسئلہ پوچھ لینا۔ وہ کہنے لگی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں

Scanned with CamScanner

دوبارہ آؤں لیکن آپ نہ ملے تو پھر کس سے ملوں اور کس سے مسئلہ پوچھوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فان لم تجینی فاتی ابا بکر**

''اگر میں نہ مل سکوں تو مسئلہ ابوبکر صدیق سے پوچھ لینا''۔

(صحیح بخاری، فضائل الصحابۃ، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا: ۳۶۵۹)

عمل صالح میں سب سے بڑھ کر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا:

من اصبح منکم الیوم صائما؟

''تم میں سے کس نے آج روزہ رکھا ہے؟''

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا:

فمن تبع منکم الیوم جنازۃ؟

''تم میں سے کس نے آج کسی کا جنازہ پڑھا ہے؟''

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا:

فمن اطعم منکم الیوم مسکینا؟

''تم میں سے کس نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟''

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔

پھر آپ نے سوال کیا:

فمن عاد منکم الیوم مریضاً؟

''تم میں سے کس نے آج کسی مریض کی عیادت کی ہے؟''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما اجتمعن فی امرئ الا دخل الجنۃ

''جس شخص میں بھی یہ کام جمع ہو گئے وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔

''تم میں سے کس نے آج روزہ رکھا ہے؟''

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا:

''تم میں سے کس نے آج کسی کا جنازہ پڑھا ہے؟''

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا:

''تم میں سے کس نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟''

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا:

''تم میں سے کس نے آج کسی مریض کی عیادت کی ہے؟''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص میں بھی یہ کام جمع ہو گئے وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

(صحیح مسلم، الزکاۃ، باب من جمع الصدقۃ واعمال البر: ۱۰۲۸، فی فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی بکر)

سب کچھ قربان کرنے والے

مسلمانوں کی تعداد اب ۸۸ تک پہنچ چکی تھی۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا اجتماع ہوتا، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے: کیوں نہ اب ہم لوگوں کے سامنے اپنے ایمان وعقیدہ کا برملا اظہار کریں۔ آخر

کب تک ہم چھپتے چھپاتے رہیں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کی بات سن کر صرف اتنا فرماتے:

یا ابا بکر انا قلیل

''ابوبکر! ابھی ہماری تعداد تھوڑی سی ہے''۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے برملا اظہار کرنے کے بارے میں اصرار کرتے رہے۔ بالآخر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کی اجازت دے ہی دی۔ چنانچہ سارے مسلمان خانہ کعبہ کے اردگرد پھیل گئے اور اپنے اپنے خاندان والوں کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے۔ اب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے۔ سامنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ تاریخی واقعہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دینے والے اسلام کے پہلے خطیب سیّدنا ابوبکر تھے۔ ابھی چند ہی کلمات کہہ پائے تھے کہ وہاں موجود سارے مشرکین سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مسجد حرام کے کونے میں پھیلے دوسرے مسلمانوں پر برس پڑے اور بری طرح سے مارنے لگے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مار کھاتے کھاتے زمین پر گر چکے تھے اور انہیں انتہائی شدید ضرب لگی تھی۔ اس وقت عتبہ بن ربیعہ کا رویہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیسا گھناؤنا تھا؟ ذرا تاریخ سے پوچھیں:

''وَدَنَا مِنْهُ الْفَاسِقُ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ، فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ بِنَعْلَيْنِ مَخْصُوْفَتَيْنِ وَيُحَرِّفُهُمَا لِوَجْهِهِ، وَنَزَا عَلٰى بَطْنِ اَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى مَا يُعْرَفُ وَجْهُهُ مِنْ اَنْفِهِ''

''فاسق عتبہ بن ربیعہ سیّدنا ابوبکر کے قریب آیا اور انہیں اپنے پیوند لگے دونوں جوتوں سے مارنے لگا۔ ان کے منہ پر بھی ان جوتوں سے مار رہا تھا۔ پھر وہ کود کر ابوبکر کے پیٹ پر بیٹھ گیا اور اتنا مارا کہ کثرتِ خون سے ان کی ناک ان کے چہرے سے پہچانی نہیں جاتی تھی''۔

مجھے بتاؤ میرے آقا کا کیا حال ہے؟

جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قبیلے بنو تیم کے لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ ان کی مدد کو پہنچ گئے۔ انہوں نے مشرکین کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہٹایا۔ ایک کپڑے میں اٹھا کر ان کے گھر لے گئے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اتنی شدید مار پڑی تھی کہ بنو تیم کو یقین ہو چلا تھا کہ اب ان کی موت یقینی ہے۔ بنو تیم ابوبکر کو ان کے گھر پہنچا کر مسجد حرام میں واپس آئے اور کہنے لگے: ''وَاللّٰهِ! لَئِنْ مَاتَ اَبُوْبَكْرٍ لَنَقْتُلَنَّ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ''

''اللہ کی قسم! اگر ابوبکر مر جائیں گے تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو ضرور قتل کر ڈالیں گے''۔

بنو تیم مسجد حرام میں برسرعام یہ دھمکی دے کر سیدھے ابوبکر کے گھر پہنچے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ اور بنو تیم کے افراد نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان کھل جائے اور وہ کچھ باتیں کریں۔ سارے اسی انتظار میں ان کی اردگرد بیٹھے تھے۔ دن کے آخری پہر کو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کچھ افاقہ ہوا اور زبان کھلی۔ پہلا جملہ جو ان کی زبان سے نکلا، وہ یہ تھا:

''مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟''۔

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہوا؟ وہ کیسے ہیں؟''

سارے لوگوں کو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مرنے کا یقین ہو چکا تھا۔ مار کھانے کے بعد کافی دیر سے وہ یک دم خاموش تھے، آنکھیں بند تھیں اور کافی دیر کے بعد جب زبان کھلی تو سب سے پہلے انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا۔ اس بات سے ان کی قوم کے لوگوں کو قدرے غصہ بھی آیا اور سیّدنا ابوبکر کو ملامت کرتے ہوئے وہاں سے نکل گئے اور ان کی ماں سے کہا کہ ابوبکر کو کچھ کھلا پلا دو۔

جب بنو تیم سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکل گئے اور اب صرف ان کی ماں ان کے پاس رہ گئی تو وہ اپنے بیٹے سے اصرار کرنے لگی کہ کھانا کھا لو۔ مگر اپنی ماں سے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صرف یہی پوچھتے رہے:

"مَا فَعَلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟"

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہوا؟ وہ کیسے ہیں؟"

میں اس وقت تک نہ کھاؤ ںگا نہ پیوں گا جب تک......

ماں نے جواب دیا: بیٹے! اللہ کی قسم! مجھے تیرے ساتھی محمد کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے کہ وہ کس حال میں ہیں اور ابھی کہاں ہیں؟

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں سے کہا: ام جمیل فاطمہ بنت خطاب کے پاس جاؤ اور اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرو کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟

بیٹے کی فرمائش پوری کرنے کی غرض سے ماں کھڑی ہوئی اور ام جمیل کے پاس پہنچ کر کہا: میرا بیٹا ابوبکر تم سے محمد بن عبداللہ کے بارے میں پوچھ رہا ہے کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ ام جمیل نے جواب دیا: نہ تو مجھے ابوبکر کے بارے میں کچھ معلوم ہے اور نہ ہی محمد بن عبداللہ کے بارے میں۔ ہاں، اگر تم چاہو تو میں تمہارے بیٹے کو دیکھنے چلوں؟ سیّدنا ابوبکر کی ماں نے کہا: ہاں چلو۔ ام جمیل جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو شدتِ مرض سے ان کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ وہ ابوبکر کے قریب ہوئی اور زور زور سے کہنے لگی: فسق وکفر میں ڈوبی ہوئی آپ کی قوم نے آپ کو تکلیف دی ہے، مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ضرور ان ظالموں سے انتقام لے گا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان کھلی اور پوچھا: "مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟"

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ہوا؟ وہ کیسے ہیں؟"

ام جمیل نے کہا: یہ آپ کی ماں بھی موجود ہے، میں اگر کچھ بتاؤں گی تو وہ بھی سن لے گی۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی بات نہیں ہے، تمہیں اس سے کوئی حرج نہیں ام جمیل نے بتایا: "سالم صالح" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالکل صحیح سالم ہیں۔ ابوبکر نے پوچھا: ابھی کہاں ہیں؟ ام جمیل نے کہا: دار ابن ارقم میں ہیں۔

ابوبکر کہنے لگے: "فَاِنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ اَنْ لَا اَذُوْقَ طَعَامًا وَاَشْرَبَ شَرَابًا اَوْ آتِيَ رَسُوْلَ اللهِ"

"میں نے اللہ سے عہد کرلیا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں، نہ کچھ کھاؤں نہ پیوں گا"۔

ام جمیل اور ان کی والدہ نے ان کا اصرار دیکھا تو وہ تھوڑی دیر رکی رہیں۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں اور راستہ خالی پڑا ہوا ہے تو وہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سہارا دیتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک جب سیّدنا ابوبکر پر پڑی تو آپ ان کی طرف جھک پڑے اور بوسہ دیا۔ دوسرے مسلمان بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف جھک پڑے۔ اس منظر کو دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی کوفت ہوئی اور آپ کی آنکھیں نم ہوگئیں۔ مگر اس حالت میں بھی سیّدنا ابوبکر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بے لاگ محبت کا ثبوت دیا اور عرض کرنے لگے:

ابوبکر کی ماں کو دولت ایمان مل گئی

"بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَيْسَ بِيْ بَاْسٌ اِلَّا مَانَالَ الْفَاسِقُ مِنْ وَجْهِيْ، وَهٰذِهٖ اُمِّيْ بَرَّةٌ بِوَلَدِهَا وَاَنْتَ مُبَارَكٌ فَادْعُهَا اِلَى اللهِ وَادْعُ لَهَا، عَسَى اللهُ اَنْ يَسْتَنْقِذَهَا بِكَ مِنَ النَّارِ"

"اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح سالم ہیں تو پھر) مجھے کوئی پروا نہیں، صرف اتنی تکلیف ہے کہ فاسق نے میرے چہرے پر جوتا مارا اور یہ میری ماں ہے جو بلاشبہ اپنے بیٹے کے حق میں مہربان اور وفادار ہے، آپ کی ہستی مبارک ہے، آپ میری ماں کو اللہ کی طرف دعوت دیں اور اس کے حق میں دعائے خیر فرما دیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو آپ کی دُعا کی برکت سے جہنم کی

Scanned with CamScanner

آگ سے بچادے‘‘۔

چنانچہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ماں کے لئے دُعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ماں مسلمان ہوگئیں۔

(البدایۃ والنہایۃ: ۳/۳۰، التاریخ الخلفاء، ۳۸، سنہرے حروف، ص: ۳۱۰)

جدائی کے ڈر سے آنسو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبّ صادق سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبے کے اشاروں اور کنایوں سے اندازہ کرتے ہیں کہ جناب حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہوجاتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام دارمی نے اس قصے کی تفصیل سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان الفاظ سے روایت کی ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات میں ایک دن اپنے حجرہ سے نکل کر مسجد نبوی میں تشریف لائے جہاں ہم پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت آپ نے اپنے سر کو کپڑا باندھ رکھا تھا جیسا کہ دردسر کا مریض اپنے سر کو باندھے رکھتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی طرف چلے اور اس پر کھڑے ہوئے، آپ کے ساتھ ہم بھی آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے اس وقت آپ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا:

’’قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس وقت اپنی جگہ یعنی اس منبر پر کھڑا ہوا حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں‘‘۔ پھر فرمایا:

’’ایک بندہ ہے جس کے سامنے فانی دنیا اور دنیا کی فانی بہاریں پیش کی گئیں لیکن اس نے مٹ جانے والی دنیا پر آخرت کی کبھی نہ مٹنے والی نعمتوں کو ترجیح دے دی ہے‘‘۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس ارشاد گرامی کی رمز سوائے ابوبکر کے کوئی نہ سمجھ سکا، زبان رسالت سے یہ الفاظ سن کر ابوبکر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور وہ رونے لگے، پھر بولے: نہیں یا رسول اللہ! نہیں، ایسی دلدوز بات نہ فرمایئے ہم اپنے باپوں کو، ماؤں کو، اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو آپ پر قربان کردیں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اتر کر تشریف لے گئے اور اس کے بعد پھر کبھی اس منبر پر کھڑے نہ ہوئے یعنی اس دن آپ کا منبر پر کھڑا ہونا آخری کھڑا ہونا تھا۔ (الدارمی، المقدمۃ: ۷۷)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس منبر پر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں نے گزشتہ سال اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

’’کلمہ اخلاص کے بعد تمہیں عافیت جیسی کوئی نعمت نہیں دی جائے گی، پس تم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو‘‘۔

(مسند احمد: ۱/۱۷۰، شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔)

مزاج شناس رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

’’بے شک اللہ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ دنیا میں رہے یا جو اللہ کے پاس ہے اسے اختیار کرلے تو اس نے اس چیز کو اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے‘‘۔ یہ سن کر

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بوڑھا کس لئے روتا ہے۔ بات تو صرف یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندے کو دنیا یا آخرت دونوں میں سے جسے چاہے پسند کرنے کا اختیار دیا ہے پس اس نے آخرت کو پسند کیا ہے تو اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ مگر بعد میں یہ راز کھلا کہ بندے سے مراد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب میں سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم مت روو میں لوگوں میں سے کسی کے مال اور صحبت کا اتنا زیر بار نہیں جتنا ابوبکر کا ہوں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن اسلامی اخوت ومحبت ضرور ہے۔ دیکھو مسجد میں ابوبکر کے دروازے کے سوا سب کی دروازے بند کر دیئے جائیں‘‘۔

(بخاری، الصلاة، باب الخوخة والممر فی المسجد: ٤٦٦)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر کا ایک غلام تھا جو روزانہ مقرر کردہ خراج ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ادا کیا کرتا تھا اور آپ اس کے لائے ہوئے خراج سے کھایا کرتے تھے، ایک دن وہ کھانے کی چیز لایا۔ آپ نے اس میں سے کچھ کھا لیا تب غلام نے آپ کو کہا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ آپ نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا: زمانہ جاہلیت میں میں نے ایک شخص کی کہانت کی (یعنی نجومیوں کی طرح بتایا کہ تیری قسمت میں کیا ہوگا) میں کہانت جانتا تو نہیں تھا لیکن میں نے تکا لگایا تھا (لیکن اس کا وہ کام اس طرح ہوگیا جیسے میں نے بتایا تھا) آج وہ مجھے ملا اور اس نے میری کہانت کا انعام دیا تو وہ یہ کھانا اس میں سے لایا ہوں جسے آپ نے کھالیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے حلق میں انگلی ڈالی اور قے کر ڈالی۔ (بخاری، المناقب، باب ایام الجاهلیة: ٣٨٤٢)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

ہوئی تو اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (مدینے کی بالائی جانب) مقام سخ پر تھے تو عمر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! آپ کی وفات نہیں ہوئی عمر سمجھتے تھے کہ آپ کو موت نہیں آئی اور اللہ تعالیٰ آپ کو اٹھائے گا اور آپ کئی لوگوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ دالیں گے۔

اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور سیدھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں ہی تشریف لے گئے اور آپ کے چہرۂ انور سے چادر ہٹائی (دیکھا کہ واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے ہیں) تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا اور کہا:

”بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ طِبْتَ حَیًّا وَّمَیِّتًا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُذِیْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَیْنِ اَبَدًا“

”میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ اپنی زندگی اور موت دونوں میں اچھے تھے، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دو دفعہ موت کبھی بھی نہیں دے گا“۔

یعنی جو موت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھی ہوئی تھی وہ آچکی ہے اب آپ فوت ہونے کے بعد زندہ ہو کر دوبارہ نہیں مریں گے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حجرہ سے باہر نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: اے قسمیں کھانے والے شخص! (عمر) ٹھہر جاؤ پھر جب حضرت ابوبکر نے خطبہ دیا تو عمر خاموش ہو کر بیٹھ گئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا:

”اَلَا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ“

”تم میں سے جو شخص محمد کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہئے کہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے ہیں لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا تو

Scanned with CamScanner

(اسے جان لینا چاہئے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا"۔

قرآنی آیات کی تلاوت

(پھر یہ آیات تلاوت کیں) (اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۝) (۳۹/الزمر:۳۰)

"(اے محمد!) آپ بھی فوت ہوں گے اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں"۔

(وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۝)

"اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو صرف (اللہ کے) پیغمبر ہیں اُن سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں بھلا اگر یہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ (یعنی مرتد ہو جاؤ) گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا"۔

لوگ (ابوبکر کا خطاب سن کر) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا یقین ہو گیا تو) انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو گا ایک تم (مہاجرین) میں سے ہو گا (جب اس بات کا علم دوسرے صحابہ کو ہوا تو) حضرت ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سقیفہ میں چلے گئے۔ حضرت عمر گفتگو کرنے لگے لیکن آپ نے انہیں منع کر دیا۔ عمر فرماتے ہیں میں نے گفتگو اس لئے کرنی چاہی کہ میں نے ایک مضمون تیار کر رکھا تھا جو مجھے بہت پسند آ رہا تھا مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ اس مضمون کا حضرت ابوبکر کو پتا نہ چل جائے۔ لیکن جب حضرت ابوبکر نے گفتگو شروع کی اور بہت ہی عمدہ گفتگو کی آپ نے اسی گفتگو میں یہ بھی فرمایا تھا: "نَحْنُ الْاُمَرَاءُ وَاَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ"

"ہم قریش امیر ہوں گے اور تم انصار ہمارے وزیر ہو گے"۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت

لیکن حضرت حباب بن منذر نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم اس فیصلے کو تسلیم نہیں کریں گے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر ہو گے کیونکہ قریش تمام عرب میں سے شہرت کے لحاظ سے افضل ہیں اور حسب ونسب کے اعتبار سے بھی افضل ہیں اس لئے تم عمر کی یا ابوعبیدہ کی بیعت کر لو۔

حضرت عمر نے فرمایا: (اے ابوبکر!) ہم آپ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار اور ہم میں سے سب سے بہتر اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ پیارے تھے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی پھر لوگوں نے بیعت کرنی شروع کر دی۔ ایک شخص نے کہا: تم نے حضرت سعد بن عبادہ (کی بیعت کی بجائے ابوبکر کی بیعت کر کے) ان کو ہلاک کر دیا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اسے ہلاک کرے۔

(بخاری، المناقب، فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ: ۳۶۶۷)

پرندو! تمہیں مبارک ہو

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رات رات بھر نمازیں پڑھتے تھے، دن کو اکثر روزے رکھتے، خصوصاً موسم گرما روزوں ہی میں بسر ہوتا، خشوع وخضوع کا یہ عالم تھا کہ نماز میں لکڑی کی طرح بے حس وحرکت نظر آتے، رقت اس قدر طاری ہوتی کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی تھی، خوف محشر اور عبرت پذیری سے دنیا کا ذرّہ ذرّہ ان کے لئے سرمایہ عبرت تھا، کوئی سرسبز درخت دیکھتے تو کہتے کاش! میں درخت ہی ہوتا تاکہ عاقبت کے جھگڑوں سے چھوٹ جاتا، کسی باغ کی طرف گزرتے اور چڑیوں کو چہچہاتے دیکھتے تو آہِ سرد کھینچ کر فرماتے:

"پرندو! تمہیں مبارک ہو کہ دنیا میں چرتے چگتے ہو، درخت کے سایہ میں

Scanned with CamScanner

بیٹھتے ہو اور قیامت کے روز تمہارا کوئی حساب کتاب نہیں، کاش ابوبکر بھی تمہاری طرح ہوتا''۔(کنز العمال: ٦/٣١٢)

آخر کار یہ علم وعمل کا سپوت ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں اس دارِ فانی کو چھوڑ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر دو سال تین مہینہ اور دس دن فائز رہے۔

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار
پہنچی وہاں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

الحمد لله الذى ابدع الاكوان وشرف فيها الانسان، وعلمه الحكمة وروائع البيان، وازكى الصلوات واسنى التحيات على الحبيب الهادى الشفيع سيّدنا ومولانا محمد سيّد ولد عدنان، وعلى اله الاطهار واصحابه الابرار ومن تبعهم الى يوم الدين باحسان، برحمتك يا ارحم الراحمين .

الكلمة الطيبة صدقة

Scanned with CamScanner